سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعۃ المبارک' 30- اپریل '1999ء

(یوم الجمعہ 13 - محرم الحرام 1420ھ)

جلد 14' شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 7)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
رکن اسمبلی کا حلف	2
تعزیت	
غلام محمد سواگہ رکن اسمبلی اور دیگر مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی	3
یوگوسلاویہ کے صوبے کوسوو میں ظلم و تشدد سے شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت	4
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (تحریری)	
ترسیلات سیاحت حکومت و نجی پروری	6
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (زبانی)	36
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	49
قرارداد	
یوم الحرام کے دوران امن و امان قائم رکھنے پر حکومت کو خراج تحسین	53

استحقاق:

ڈی پی آئی (ای) کے طرز عمل سے رکن اسمبلی کی توہین 55

تحاریک التوائے کار:

تحصیل راولپنڈی میں پلی جھاور سے کی تعمیر 59

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے وارث قیدیوں/حوالاتیوں کی فلاح و بہبود کے پراجیکٹ کے لیے فنڈز کی عدم فراہمی 62

حلقہ پی پی 71 میں متعدد تعلیمی اداروں کی عمارتیں مکمل ہونے کے باوجود کلاسوں کا اجراء نہ ہونا 66

مجلس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا 73

ہنگامی قوانین (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے):

ہنگامی قانون (ترمیم) افعال ناجائز جامعات و بورڈ برائے انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیم پنجاب مجریہ 1999ء 74

ہنگامی قانون انٹرمیڈیٹ ٹیکنالوجی بورڈ پنجاب مجریہ 1999ء 75

ہنگامی قانون (ترمیم) (تحلیل) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مجریہ 1999ء 75

ہنگامی قانون محفوظ انتقال خون پنجاب مجریہ 1999ء 76

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء 76

[illegible] 79

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء (جاری) 81

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Shahid Hamid**, *Governor of the Punjab* hereby Summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 30th Ap 1999, at 3.00 p. m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore
The 28th April, 1999.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 30۔ اپریل 1999ء

(یوم الجمعہ' 13۔ محرم الحرام' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾
اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

سورۃ البقرہ آیات 153 تا 157

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں! تمہیں خبر نہیں اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے۔ کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں' کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درود ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

وما علینا الا البلاغ ۝

چیئرمنیوں کا پینل

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمارے ایک نئے معزز ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان کا حلف ہے۔ لیکن اس سے پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے گا۔

سیکرٹری اسمبلی(ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت سپیکر صاحب نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے 4 معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ جناب عثمان ابراہیم۔

2۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری۔

3۔ جناب تاج محمد خانزادہ۔

4۔ جناب سعید اکبر خان۔

شکریہ۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، پہلے حلف ہو جائے پھر اس کے بعد فاتحہ خوانی کریں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ جیسے مناسب سمجھتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب محمد سلیم اللہ خان منتخب رکن حلقہ پی پی۔ 37 میانوالی نے بطور رکن پنجاب اسمبلی حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط کیے)

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! پچھلے اجلاس کے دوران جب وزیر خوراک نے گنے کے متعلق اپنی finding دی تھی تو اس معزز ایوان میں بڑے یقین سے اعلان فرمایا تھا کہ ادائیگی قیمت گنا۔

تعزیت

غلام محمد سواگ رکن اسمبلی اور دیگر مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر، اس پر ابھی ٹھہر کے بات کرتے ہیں۔ ذرا ایک سیکنڈ رک جائیں۔ اس ہاؤس کے معزز رکن سواگ صاحب کی وفات ہوئی ہے اس کے لیے دعا کرنی ہے۔ جناب منشاء اللہ بٹ صاحب کے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اور اس ہاؤس کے سابق ایم پی اے احمد یار گوندل وفات پا گئے ہیں۔ ان سب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، چودھری محمد اقبال صاحب۔

وزیر زراعت، جناب والا! مرحوم غلام محمد سواگ ہمارے بہت ہی پیارے اور قابل فخر ساتھی تھے۔ ان کی مسلم لیگ کے ساتھ commitment اور جس طرح انھوں نے اپنا جان و مال مسلم لیگ کے لیے فدا کیا ہوا تھا وہ بلا شبہ تحسین کے قابل ہے۔ ان کا اس عمر میں ہم سے بچھڑ جانا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ میں ان کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اظہار افسوس کرتا ہوں۔ ان کی فیملی کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ اس جواں عمر میں وہ ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی فیملی کے بوجھ کی توفیق اللہ کرے ان کی باقی فیملی کو ملے کہ وہ نبھا سکیں۔ جناب والا! ایسے committed ساتھی تاریخ میں کبھی کبھی آتے ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب والا! آپ کا اور ہم سب کا دل آج یقیناً افسردہ ہے۔ ہم اپنے بہت ہی محترم اور committed ساتھی سے جدا ہوئے۔ جناب والا! مجھے ان کی رسم قل میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ آپ اور ہم اکثر ایسے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں۔ لیکن یقین کریں جناب والا کہ اللہ مجھے مبالغہ آرائی سے بچائے۔ کم از کم پندرہ سے بیس ہزار افراد اس قل خوانی میں شریک تھے۔ اور ہر آنکھ اشک بار تھی اور وہاں اونچی آواز سے لوگ کہہ رہے تھے کہ آج ہم واقعی یتیم ہوگئے۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا کہ کسی آدمی کی پیٹھ پیچھے اس طرح کا compliment دینا یہ

تھا معیار۔ اور انھوں نے ایک عام ورکر کی حیثیت سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اتنی ترقی دی کہ وہ اتنے ہر دل عزیز ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا خلاء پر کرنا محال ہوگا۔ دیہہ کے لیے ان کی جو خدمات ہیں اور وہ ایک پس ماندہ علاقہ ہے اور اس علاقے میں ہر آنکھ اشک بار تھی۔ میں اس موقع پر یہی کہوں گا' اپنی طرف سے' اور اپنے دوستوں کی طرف سے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور وہ جواں عمری میں ہم سے جدا ہوگئے۔ جناب والا! میں نے ان کے پچھتر اسی سالہ والد بزرگوار کو دیکھا جو کہ اس وقت حیات ہیں۔ ان کے ساتھ یہ آزمائش کا دور گزرا ہے۔ ہم سب ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)۔

سید محمد عارف حسین بخاری، شکریہ' جناب والا! ہمارے ساتھی ہمارے بھائی مرحوم غلام محمد سواگ آج ہم میں نہیں ہیں۔ ان کو مرحوم کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مرحوم گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے۔ یہ ایک شریف خاندان کا شریف فرد انتہائی مرنجا مرنج آج ہم میں نہیں ہے ہم سے دور بہت دور منوں مٹی تلے اللہ کے جوار رحمت میں ہے۔ اس کے لیے میں فقط یہی کہہ سکتا ہوں کہ۔

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی دوستوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

شکریہ جناب

جناب سپیکر، جی منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں (قائد حزب اختلاف)، شکریہ' جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کوئی نیا مسئلہ اٹھانے سے پہلے کوئی صاحب اس پر بولنا تو نہیں چاہتے؟ ٹھیک ہے جی۔

یوگوسلاویہ کے صوبے کوسوو میں ظلم و تشدد سے شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! اس وقت آج ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے کے بعد اپنے ایک آزاد ملک میں رہ رہے ہیں۔ اس وقت ہماری امت کے ایک حصے پر زبردست ظلم ہو رہا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ وہاں پر

بوڑھوں، بچوں اور جوانوں کو بڑی بے دردی سے قتل کیا جا رہا ہے۔ اور وہ علاقہ یوگو سلاویہ کے صوبے کوسوو کا ہے۔ جناب والا! وہاں پر جو قتل و غارت ہو رہی ہے بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو قتل اور عورتوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے ان سے اظہار یکجہتی کے لیے اور وہاں ہزاروں مرنے والوں کے لیے میں فاتحہ خوانی کی استدعا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ٹیک اپ کرنے سے پہلے سردار طفیل صاحب۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! پچھلے اجلاس میں جب یہاں گنے کے متعلق بحث ہو رہی تھی تو آخر میں وزیر خوراک صاحب نے بڑے یقین سے اس ہاؤس کو بتایا تھا کہ گنے کی قیمت کی ادائیگی ایک مہینے میں بمع interest کے ہو گی اور اگر کسی صورت میں لیٹ ہو گئے تو ساٹھ دن کے بعد سی پی آر ایک چیک کی شکل اختیار کر جائے گا۔ جناب والا! آج میرے ضلع کی صورت حال یہ ہے کہ کم از کم نوے فی صد لوگ اتنے پریشان ہیں کہ ان کی گنے کی ادائیگی کسی بھی شکل میں نہیں ہو رہی۔ آج کل اے ڈی پی والے اپنی وصولی پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور زمین دار جس کا اثاثہ تمام کا تمام گنے کی فصل تھا۔ میں صرف آپ کی وساطت سے اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے کہا تھا۔ اس میں کس حد تک صداقت ہے میں مل مالکان سے ملا ہوں۔ تو انھوں نے کہا ہے کہ ہماری اس قسم کو کوئی گفتگو ہوئی ہی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بات نہیں تھی تو ہاؤس میں اتنی غلط بیانی کیوں کی گئی؟

جناب سپیکر، نہیں، یہ اس طرح کوئی سوال و جواب تو ہو نہیں سکتا یہ تو ایک ضلع کی بات ہے۔ عا کوانی صاحب! ابھی آپ یہ انفرمیشن لے لیں تو اگلے ورکنگ ڈے پہ انہیں جا دیں۔

وزیر خوراک، ان شاء اللہ جی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات آبکاری و محصولات ٹرانسپورٹ، جنگلات، ماہی پروری و سیاحت)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

حاجی امداد حسین: 935-

بھرتی کی تفصیل

*935- حاجی امداد حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 97-1996ء میں محکمہ میں کتنے کلرکوں، دیگر ملازمین اور ایکسائز انسپکٹروں کے تبادلے کیے گئے۔ تبادلے کی وجہ ان کے نام، پتہ و موجودہ تعیناتی و عہدہ بتایا جائے۔

(ب) کیا محکمہ میں گریڈ ایک تا 17 تک نئے ملازمین کی بھرتی کا معاملہ زیر غور ہے۔ اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) سال 97-1996ء میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی تفصیل بمع عہدہ بتائی جائے نیز محکمہ میں آخری بھرتی ہونے والے ملازم کا نام تاریخ و میرٹ عہدہ بھی بتایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) سال 97-1996ء میں کلرکوں دیگر ملازمین اور ایکسائز انسپکٹروں کے تبادلے انتظامی وجوہات کی بنا پر ہوئے ان کی فہرست نقشہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ میں گریڈ 1 تا 17 تک نئی بھرتی کا معاملہ زیر غور نہیں ہے، کیونکہ حکومت کی طرف سے نئی بھرتی پر مکمل پابندی عائد ہے۔ البتہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر (بی۔ایس 11) کی 34 اسامیاں پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھیجی گئی تھی۔ پبلک سروس کمیشن امتحان بھی لے چکا ہے۔ تقرریاں کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں کی جائیں گی۔

(ج) محکمہ ہذا میں 97-1996ء میں کوئی نئی بھرتی نہیں ہوئی، البتہ پنجاب سول سرونٹس رولز 1974ء کے رول 17-A جس کے مطابق سروس کے دوران وفات پانے والے یا معذور ہو جانے والے ملازمین کا ایک بچہ گریڈ 1 تا 5 تک کی اسامی پر اگر وہ مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہو تو اس کو بغیر امتحان کے بھرتی کیا جا سکتا ہے، کے تحت مندرجہ ذیل بھرتیاں کی گئیں،

نام	عہدہ	تاریخ تقرری
1۔ سید نجم الحسن ولد سید لیاقت حسین شاہ	کانسٹیبل	08-07-97
2۔ شاہد انجم گل ولد محمد انور گل	کانسٹیبل	08-07-97

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں لکھا ہے، کیا محکمہ میں نئے ملازمین کی بھرتی کا معاملہ زیر غور ہے اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ محکمہ میں گریڈ ایک تا 17 تک نئی بھرتی کا معاملہ زیر غور نہیں ہے۔ جب کہ اخبارات میں آیا ہے کہ بھرتی پر پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئی بھرتی کب تک شروع ہو گی؟

جناب سپیکر، اس کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! انسپکٹروں کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تھی۔ باقی تمام پر پابندی ہے لیکن جو امیدوار پبلک سروس کمیشن کی طرف سے آئے تھے وہ بھرتی ہو گئے ہیں اور وہ 34 انسپکٹر ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ تمام اخبارات میں جلی سرخیوں میں شائع ہوا ہے کہ بھرتی پر پابندی ختم ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' باقی اسامیوں پر ابھی پابندی عائد ہے اور یہی وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! یہ پابندی کب تک رہے گی؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! جس وقت پابندی اٹھے گی اخبارات میں آجائے گا اور حاجی صاحب کو بھی پتا چل جائے گا کہ بھرتی پر سے پابندی اٹھ گئی ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! تمام اخبارات میں دو ماہ پہلے جلی سرخیوں میں شائع ہوتا رہا ہے بھرتی پر پابندی ختم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' وزیر موصوف حکومت کی طرف سے on the floor of the House یہ جواب دے رہے ہیں کہ بھرتی پر پابندی ابھی موجود ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! بھرتی پر پابندی تو موجود ہے۔ ابھی اخبار میں محکمہ ایکسائز اینڈ

ٹیکسیشن میں چند اسامیاں بھرتی کرنے کے لیے اشتہار تھا تو انہوں نے لکھا ہے کہ بھرتی موجود ہے۔ جناب سپیکر! یہاں سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تشریف رکھتے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ ان سے پوچھ لیتے یہ زیادہ بہتر تھا۔ انہیں پوری انفرمیشن نہیں ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ 34 انسپکٹروں کی بھرتی کے لیے پبلک سروس کمیشن کی طرف سے اشتہار شائع ہوا تھا اور ان کی طرف سے سلیکشن ہوئی تھی۔ وہ جب ہمارے محکمے میں آ گئے تو ہم نے انہیں بھرتی کر لیا۔ باقی کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔ میں حاجی صاحب کو تھوڑی گزارش کر دوں کہ اگر کوئی ملازم دوران سروس فوت ہو جائے یا معذور ہو جائے تو اس کے بیٹے کے لیے کوٹا ہے اس کو بھرتی کر لیتے ہیں اس کے لیے اشتہار دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! وزیر موصوف پکی انفرمیشن لے لیں کیوں کہ انہیں پوری انفرمیشن نہیں ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں بھرتیوں کا ایک اشتہار اخبار میں آیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ جب چاہیں میں انہیں دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ نے شاید وہ اخبار پڑھا ہو جو پبلک سروس کمیشن نے دیا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! گریڈ ایک تا 10 تک جو بھرتی پبلک سروس کمیشن کے اختیار سے باہر ہے میں اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، کس اخبار میں اس کا اشتہار آیا ہے؟

حاجی امداد حسین، جی' میں وہی عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ موقع دے دیں تو میں وہ اشتہار انہیں دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، کس اخبار میں آیا ہے؟

حاجی امداد حسین، اگر آپ موقع دے دیں تو میں دکھا دوں گا۔

جناب سپیکر، اب آپ کے پاس وہ اشتہار ہے؟

حاجی امداد حسین، اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تشریف رکھتے ہیں اگر یہ ان سے پوچھ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے پوچھا ہی نہیں۔

انہوں نے تو تیاری ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں' یہ ابھی آپ کو بتاتے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: ہماری طرف سے کوئی اشتہار نہیں آیا۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! اگر اشتہار آیا ہو تو پھر؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب! میں آپ کو اس کا طریقہ بتاتا ہوں۔ وزیر صاحب نے on the floor of the House حکومت کی پالیسی بیان کی ہے کہ سوائے پبلک سروس کمیشن کے کوئی بھرتی نہیں ہو رہی۔ اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ اشتہار آیا ہے تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ اس اشتہار کی کاپی کے ساتھ تحریک استحقاق پیش کریں۔

حاجی امداد حسین: ٹھیک ہے جناب۔

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی' ضمنی سوال۔

سردار طفیل احمد خان: جناب والا! ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ اگر کسی کے والد فوت ہو جائیں تو اس کی بھرتی کے لیے اجازت ہو گی۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں کوئی گریڈ کا فرق تو نہیں کہ پانچ تک ہے' سات تک ہے' نو تک ہے' دس تک ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: پبلک سروس کمیشن جو بھرتی کرتا ہے وہ ہم ڈائرکٹ بھرتی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں' ان کا سوال یہ ہے کہ کس گریڈ کے آفیسر کی آپ بھرتی کر لیتے ہیں جس کے والد یا بھائی کی وفات ہوئی ہو۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! وہ تعلیمی معیار کے مطابق جس اسامی کا اہل ہو گا تو اس کے لیے وہ درخواست دے گا تو اس کو بھرتی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جس ملازمت کے لیے وہ درخواست دے گا اگر اس کے مطابق اس کی تعلیم پوری ہوئی تو اس کے اوپر اس کو بھرتی کیا جائے گا۔

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! وہ اس اسامی کے برابر تعلیم کے بغیر تو درخواست دے ہی نہیں سکتا۔ میرا سوال صرف یہ تھا کہ فرض کریں اس کے والد محترم گریڈ سات یا گریڈ دس میں تھے تو کہیں

ایسا تو نہیں کہ اس پر یہ قدغن لگا دیں کہ جی، ہمیں تو صرف گریڈ پانچ تک اجازت ہے اور انہوں نے کل یہ کہنا بھی ہے۔ مزید تسلی کر لیں کیوں کہ محکمہ یہاں موجود ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ جو پبلک سروس کمیشن میں آتے ہیں وہ تو ہم نہیں کر سکتے۔ جو ہمارے محکمے میں آئیں گے ہم انہیں بھرتی کر لیں گے اگر اس کی تعلیم اس اسامی کے مطابق ہو گی۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پہ گزارش کی ہے۔ تو میں ضمنی سوال کے بعد عرض کروں گا۔ امید ہے کہ آپ مجھے موقع فراہم فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے سوال ہو لینے دیں، اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر کر لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے۔ میں ضمنی سوال کے بعد یہ اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں، چلیں ابھی آپ ضمنی سوال تو کریں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے ج (ج) کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ 1974ء کے رول 17۔ اے، جس کے مطابق سروس کے دوران وفات پانے والے یا "معذور" ہو جانے والے ملازمین۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ پرنٹنگ میں غلطی ہے، وہ "معذور" ہے بلکہ وہ "مضروب" ہے۔ وہ پرنٹنگ میں غلطی ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ایک دوسرا ضمنی سوال ہے۔ معزز وزیر صاحب نے یہ دو نام بتائے ہیں جن کو بھرتی کیا گیا ہے۔ اگر یہ براہ مہربانی ان کے پتا جات بھی بتا دیں کہ یہ کون کون سے شہروں کے رہائشی ہیں اور کس جگہ ان کی رہائش ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، یہ بہاول پور ڈویژن سے تھے۔ ان کے والد بھی بہاول پور ڈویژن میں فوت ہوئے اور ان کے بچے بھی بہاول پور میں تعینات کیے گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر رہنے دیں---

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! بعد میں اس کی relevancy نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر، کر لیں جی۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ کا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے تقریباً یہ روایت بنالی ہے---

جناب سپیکر، چلیں' روایت والی تو نئی بات ہو گئی ناں---

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اجلاس طلب کرنے کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر، وہ آپ نے شروع میں کر دیا تھا---

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ابھی شروع میں ہی ہے۔ میں تو کافی دیر سے عرض کر رہا ہوں۔ اور یہ بات اسی وقفہ سوالات کے متعلق بھی آتی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' ابھی ذرا سوال لے لیں۔ حاجی امداد حسین صاحب۔

حاجی امداد حسین، 1897

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں کی نیلامی

*1897۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 98-1997ء میں پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کی کتنی بسیں نیلام ہوئیں اور کس کس فرم نے نیلامی میں حصہ لیا اور کتنی رقم وصول ہوئی اور رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے چیف منسٹر پنجاب کی تشکیل شدہ کمیٹی جس کے چیئرمین جناب ایس۔اے۔حمید ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب ہیں کی زیر نگرانی سال 98-1997ء میں بعد از تشہیر نیلام عام بذریعہ اخبارات 227 بسیں فروخت کیں اور اس سے -/2,56,16,000 روپے (مبلغ دو کروڑ چھپن لاکھ سولہ ہزار روپے) کی رقم موصول ہوئی۔ جو

کہ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ اکاؤنٹ نمبر 1322100 میں جمع کروا دی گئی ہے۔ جن فرموں اور افراد نے نیلامی میں شمولیت کی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی ہے؟ اس کا جواب نہیں لکھا ہوا۔

جناب سپیکر: جو سر کولیٹ ہوا ہے' کیا وہ آپ نے دیکھا ہے؟

حاجی امداد حسین: میرے سامنے ہے' آپ بھی دیکھ لیں۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 98-1997ء میں پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کی کتنی بسیں نیلام ہوئیں اور کس کس فرم نے نیلامی میں حصہ لیا اور کتنی رقم وصول ہوئی اور رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی اس کی تفصیل بتائی جائے؟

انھوں نے تفصیل نہیں بتائی' باقی تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ 227بسیں 2 کروڑ 56 لاکھ 16ہزار روپے وصول ہوئے اور اکاؤنٹ نمبر 1322100 میں جمع ہوئے۔ یہ پیسے خرچ کہاں کہاں ہوئے؟

جناب سپیکر: اس طرح تو نہیں ہوتا۔

وزیر ٹرانسپورٹ: میں حاجی صاحب کو بتا دیتا ہوں کہ یہ محکمہ خزانہ میں تشریف لے جائیں۔ وہ پوری تفصیل ان کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر: ڈاہا صاحب! اس طرح بھی جواب نہیں بنتا۔ لیکن میں حاجی صاحب کا سوال اس لیے بھی allow نہیں کر رہا کہ گورنمنٹ کے خزانے میں یہ پیسے جمع ہوتے ہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا کہ وہ پیسے آ گئے اور استعمال ہو گئے۔ بجٹ میں آ جائے گا کہ وہ کہاں کہاں استعمال ہوئے' اور کتنی آمدن ہوئی۔

حاجی امداد حسین: انھوں نے جو جواب دیا ہے میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، اس سوال کو میں نے allow نہیں کیا کیونکہ یہ بنتا نہیں ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! انھوں نے جو جواب لکھا ہے' وہ نامکمل ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے پوچھا ہے کہ یہ جو آمدن ہوئی ہے۔ یہ آپ نے کہاں کہاں خرچ کی؟ اس کو میں نے allow نہیں کیا۔ یہ ٹیکنکلی نہیں بنتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو معلومات ہیں کہ 227 بسیں فروخت کی گئیں اور ان سے 2 کروڑ 56 لاکھ 16 ہزار روپے وصول ہوئے۔ کیا یہ معلومات تازہ ترین ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! 227 بسیں ٹوٹل نہیں ہیں۔ ان میں مختلف ٹرک بھی ہیں اور جیپیں بھی ہیں۔ یہ کل وہیکلز ہیں۔ بسیں 164 کے قریب ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا سوال صرف یہ تھا کہ یہ معلومات کیا up to date ہیں؟ یہ جواب 5 فروری کو موصول ہوا ہے۔ اسی طرح سے ایک سوال 2166 صفحہ نمبر 5 پر ہے۔ جس کا جواب محکمے نے 28 دسمبر 1998ء کو دیا۔ وہاں بھی معلومات اور ہیں' جو جواب بعد میں محکمہ سے موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر، وہ جب جواب آئے گا تو اس موقع پر بات کریں گے۔ پہلے اسی کو ہی ٹیک اپ کرتے ہیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ، میں ان کو ٹوٹل بتا دیتا ہوں۔ کل وہیکلز 610 ہیں اور ان میں بسیں 416 ہیں۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب سوال admit ہو چکا ہے تو اس میں آپ نے allow کیا ہوا ہے کہ وہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ تو اس کا جواب محکمہ کو دینا چاہیے تھا۔ جب سوال آپ کی طرف سے admit ہو کر محکمہ کو چلا گیا۔ یا انھوں نے تحریری آپ سے درخواست کی ہوتی کہ یہ معلومات

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ کبھی اس طرح نہیں ہوا کہ محکمہ جات کی کہیں سے آمدن ہو تو وہ اسی محکمے کو دے دی جائے کہ وہ اس کو استعمال کر لیں۔ کبھی اس طرح نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر ایکسائز کا محکمہ ہے جو اتنے فنڈز اکٹھے کرتا ہے۔ اب آپ

پوچھیں گے کہ اس نے اتنے فنڈز اکٹھے کیے ہیں' یہ آپ نے خرچ کہاں کہاں کیے؟ یہ تو نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر اس سے پہلے نہیں ہوا تو جب آپ نے allow کر دیا ہے تو پھر ہو جانا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، آپ کو بھی پتا ہے کہ اس طرح نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان، لیکن آپ نے allow تو کیا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے ابھی ضمنی پر allow نہیں کیا۔ جی' ڈاہا صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ، میں رانا صاحب کو واضح کر دوں کہ اگر ہمارا محکمہ خرچ کرتا تو ہم دکھا سکتے تھے۔ ہم نے ساری آمدن محکمہ خزانہ کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی ہے۔

جناب سپیکر، یہ سارے فنڈز وہیں جمع ہوتے ہیں اور وہی سے allocation ہوتی ہے۔ رانا صاحب کو بھی پتا ہے۔ اگلا سوال سید ذیشان الہیٰ صاحب کا ہے۔

پراپرٹی ٹیکس میں اضافہ کے لئے اقدامات

*1976۔ سید ذیشان الہٰی شاہ، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس لگانے کا کیا طریقہ کار رائج ہے۔

(ب) کیا محکمہ اس نظام سے مطمئن ہے۔ اگر ہے تو محکمہ ریونیو میں اضافہ کے سلسلے میں کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس لگانے کا طریقہ کار شہری غیر منقولہ جائیداد ایکٹ مجریہ 1958ء کے تحت وضع کردہ ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا طریقہ کار کسی زمین یا عمارت کی سالانہ مالیت کرایہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضع کیا جاتا ہے۔ یہ تشخیص ہر پانچ سال بعد از سر نو عمل میں لائی جاتی ہے۔ اسی سالانہ مالیت کرایہ کی تشخیص کی بنیاد پر مقررہ شرح کے حساب سے سالانہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ اس نظام سے مطمئن ہے۔ بہر حال اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ جس کے لیے حکومت کی جانب سے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔ جن میں پراپرٹی ٹیکس ریکارڈ کا محکمانہ آڈٹ'

انفرادی جائیداد کا موقع ملاحظہ اور تشخیص کے متعلق مختلف شکایات کے فوری ازالہ کے لیے ڈائرکٹر صاحبان ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو ہدایات جیسے اقدامات شامل ہیں۔ ریونیو میں اضافہ کے لیے باقی اداروں کی فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔ اور ٹیکس وصولی کی خصوصی مہم شروع کی گئی ہے۔ جس کی بنا پر پچھلے چند سالوں کی نسبت اس سال پراپرٹی ٹیکس کی مد میں محاصل میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! میں نے پہلا جو سوال کیا ہے' اس میں لکھا ہے کہ اس وقت پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس لگانے کا کیا طریق کار رائج ہے؟ تو سارا جواب پڑھ کر آپ دیکھ لیں' میں نے جو بات پوچھی ہے' انھوں نے وہ بتائی ہی نہیں کہ ٹیکس لگانے کا کیا طریق کار ہے۔ مثال کے طور پر میں نے ان سے پوچھا کہ اگر ایک ہی مالیت کے ایک ہی شکل کے دو مکان ہوں اور دونوں پر مختلف ٹیکس لگائے جائیں تو ان کو جو ٹیکس لگایا گیا ہے' اس کا کیا طریق کار تھا؟ اس کو کس نے ٹیکس لگایا؟ اور دونوں پراپرٹیوں کو الگ الگ ٹیکس کیوں لگا؟ اس کے متعلق سوال پوچھا تھا۔ اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ مثال نہیں دی ہے۔ آپ کا تو بڑا مختصر سوال ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، اس کے بعد میں ضمنی ---

جناب سپیکر، اچھا' آپ ضمنی پوچھ رہے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں ان سے ضمنی سوال یہی پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے کیا طریق کار اختیار کیا ہے؟ مثال کے طور پر اگر ایک ہی مالیت کے پانچ مرلے کے دو مکان ساتھ ساتھ ہیں' ایک کو چار ہزار اور ایک کو آٹھ ہزار---

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اگر آپ جز "الف" پڑھیں' اس میں پورا طریقہ کار دیا ہوا ہے۔

"(الف) پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس لگانے کا طریق کار شہری غیر منقولہ جائیداد ایکٹ مجریہ 1958ء کے تحت وضع کردہ ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا طریق کار کسی زمین یا عمارت کی سالانہ مالیت کرایہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضع کیا جاتا ہے۔ یہ تشخیص ہر پانچ سال بعد از سر نو عمل میں لائی جاتی ہے۔ اسی سالانہ مالیت کرایہ کی تشخیص

کی بنیاد پر مقررہ شرح کے حساب سے سالانہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔"

اس کے اوپر آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟ اور ضمنی سوال کیا ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ: میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ اگر ایک ہی جگہ پر ایک مخصوص رقبے پر مکان بنتے ہیں' ان پر ٹیکس مختلف ہیں۔ جب ٹیکس مختلف ہوتے ہیں تو وہ اپیل کے لیے ڈائرکٹر صاحب کے پاس جاتے ہیں اور ڈائرکٹر ان کی اپیل پر رقم کم کر دیتے ہیں۔ تو جو رقم کم کی گئی ہے یا ٹیکسیشن آفیسر نے زیادہ ٹیکس لگایا ہے۔ ان کو یہ کیا سزا دیتے ہیں؟ کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟

جناب سپیکر: تمام ممبران سے گزارش ہے کہ توجہ کریں۔ میں ہاؤس کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے اس ہاؤس میں Senate Duma جو کہ روس کی فیڈرل پارلیمنٹ ہے' اس کے چیئرمین اور ان کے ممبران پارلیمنٹ تشریف لا رہے ہیں اور انھوں نے خاص طور پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ آج چونکہ House in Session ہے۔ ہم اجلاس کی کارروائی دیکھنا چاہتے ہیں تو میں نے ان کو invite کیا ہے۔ وہ 6 بجے یہاں تشریف لائیں گے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ معزز اراکین اسمبلی زیادہ تعداد میں یہاں موجود رہیں۔

جی' وزیر ٹرانسپورٹ! جو ضمنی سوال ابھی شاہ صاحب نے کیا ہے کہ ایک ہی طرح کی پراپرٹی پر' اسی مالیت کی پراپرٹی پر دو مختلف ٹیکسز لگائے جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! دو مکان ایک جیسے ہوں ایک میں خود مالک رہتا ہو اور دوسرا کرایے پر دیا ہوا ہو تو جس میں خود مالک رہتا ہے اس کی assessment اور ہوتی ہے۔ جو کرایے پر دیا ہوا ہوتا ہے اس کی assessment اور ہوتی ہے۔ تو اس طرح کسی بیوہ کا مکان ہے' یہ اتفاق کی بات ہے۔ لیکن اگر کوئی دانستہ طور پر ایک جیسے مکان اور ان پر مختلف ٹیکس لگ گیا ہو اور ان میں خود ہی رہتے ہوں پھر میرا خیال ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی کرائے پر مکان دیا ہوتا ہے اور دوسرے میں وہ خود رہ رہا ہوتا ہے اس لیے مختلف کیٹیگریز ہیں۔ اور یہ بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ بالکل same ایک جیسے مکان ہوں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! میں نے question اس لیے کیا تھا کہ ایک ہی مالک جو وہاں خود ہی دونوں میں رہ رہا ہے تو اس کو transparent کرنے کے لیے ان پر ٹیکس مختلف لگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ایک ہی مالک دو مکانوں میں کیسے رہ رہا ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! ایک مالک جو ہے وہ الگ ہی رہ رہا ہے۔ دوسرا بھی کوئی اور مالک ہے وہ رہ رہا ہے لیکن دونوں کو ٹیکس اس لیے مختلف لگتا ہے کہ وہاں جو assessment کرتا ہے جو اس کو رشوت دے دیتا ہے اس کا تھوڑا ٹیکس لکھ لیتا ہے اور جو کہتا ہے میں قومی خزانے میں جمع کراؤں گا اس کو زیادہ لگتا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو رشوت نہیں دیتا جب اس کو زیادہ لگتا ہے تو وہ ڈائرکٹر صاحب کے پاس جا کر اپیل کرتا ہے۔ ڈائرکٹر صاحب اسے کہتے ہیں کہ آدھی رقم جمع کرائی جائے آدھی رقم جمع ہونے کے بعد جب اس کو رقم ڈائرکٹر کم کر کے دوسرے مکان کے لیول کے برابر کر دیتا ہے تو اس شخص کو جس نے یہ کام کیا تھا کیا سزا دیں گے مقصد یہ ہے کہ اسے transparent کرنے کے لیے محکمہ کیا کر رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی ڈاہا صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ایک مکان پر دو طرح کا ٹیکس نہیں لگ سکتا۔ صرف اسی طرح ہوتا ہے کہ ذاتی استعمال میں ہو لیکن اگر کوئی لگا بھی دے تو جس طرح شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک مکان پہ دو طرح کا ٹیکس لگ بھی جائے تو وہ اپیل میں جاتے ہیں تو ایک جیسے مکان پر کیوں اس طرح لگایا گیا ہے تو وہ ٹھیک کر دیتے ہیں اگر وہ شکایت کریں کہ یہ دانستہ طور پر یا اسے کسی وجہ کے تحت یہ لگایا گیا تو اس کے خلاف محکمہ کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر شاہ صاحب کے پاس ایسی کوئی مثال ہے تو دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اگر آپ کے پاس ایسی کوئی مثال ہے تو وہ ضرور فرمائیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! اس طرح کی ایک مثال نہیں ہے' بلکہ 90 فی صد اس طرح کے کیسز ہیں جس میں یہ کام ہوتا ہے۔ اسی لیے میں نے یہ question دیا ہے۔ کیونکہ غریب آدمی جو رشوت نہیں دیتے ان کو زیادہ ٹیکس لگا دیا جاتا ہے۔ اور جب میں نے ان سے کہا کہ یہ اس کو زیادہ شفاف اور بہتر کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ جو دوسرا میں نے سوال کیا ہے کہ کیا محکمہ اس نظام سے مطمئن ہے۔ اور محکمہ ریونیو اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہا ہے یعنی وہی جو رشوت کے طور پر جیبوں میں رقم جا رہی ہے اس کو روکنے کے لیے یہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! جب اس طرح کی کوئی شکایت ملے تو اس پر محکمہ سختی سے کارروائی کرے گا جنہوں نے اس طرح کے غلط ٹیکس لگائے ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اگر آپ کے پاس ایسی کوئی specific مثال ہے تو آپ ضرور دیں۔ ایک منٹ' پہلے صدیق سالار صاحب بات کرنا چاہتے تھے۔ آپ ضمنی سوال کرلیں پوائنٹ آف آرڈر کو رہنے دیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اس پنجاب کے خطے میں ساڑھے تین مرلے اور تین مرلے کے خود رہائشی مکانوں کو ٹیکس معاف کیا جائے گا جیسا کہ مسلم لیگ کے منشور میں یہ تھا کہ اب چھوٹے خود رہائشی مکانوں سے ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ، ابھی سالار صاحب نے جو کہا ہے کہ چھوٹے خود رہائشی مکانوں پر ٹیکس نہ ہو اس پر بھی ایک حد ہے جیسے کچی آبادی ہوتی ہے بعض جگہ کچی آبادیوں پر ٹیکس نہیں ہوتا۔ لیکن میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی حدود میں جتنی بھی آبادی آئے گی اس پر ٹیکس لگے گا۔ لیکن صرف بیوہ یا پنشن والے ملازم پر ٹیکس معاف ہوتا ہے باقی سب پر ٹیکس لگتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ذیشان الہیٰ صاحب نے جس مسئلے کی نشان دہی کی ہے یہ تو پروسیجر سے متعلق ہے جو محکمے کی day to day working کے متعلق ہے۔ تو اس کا جواب ڈاہا صاحب کیا دیں گے؛ ڈاہا صاحب کے پاس تو آج صرف جواب دینے کی ڈیوٹی ہے یعنی ان ایڈیشنل چارج ملا ہے تو اس سلسلے میں اگر آپ کوئی نوٹس لے سکتے ہیں یا تو ان محکموں کا کوئی انچارج منسٹر ہونا چاہیے یا پھر سیکرٹری صاحبان کو اجازت دے دیں کہ وہ ہاؤس میں آ کر جواب دے دیا کریں۔ تو پھر اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

جناب سپیکر، آگے خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! بات تو صرف اتنی تھی کہ شاہ صاحب نے پوچھا تھا کہ محکمہ کا پراپرٹی ٹیکس لگانے کا کیا criteria ہے؛ اس میں وزیر موصوف صاحب کو یہ وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ کیا کچی آبادی' بیوہ اور جو لوگ ان میں خود رہائشی ہیں ان کو یہ معاف کرتے ہیں۔ اس معاف کرنے کا کیا criteria ہے اڑھائی مرلے کے مکانوں پر وہ ٹیکس معاف کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ جیسے کہ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بیوہ کو معاف کر دیا جاتا ہے' پنشن والے کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ فیصل آباد میں ستر اسی فی صد اپنے مکانوں میں رہنے والی بیواؤں سے پراپرٹی ٹیکس وصول

کیا جا رہا ہے اس بارے میں میں ان سے پوچھنا چاہوں گا۔

وزیر قانون، اگر بیوہ کا ایک مکان ہے تو اس پر ٹیکس نہیں لگے گا۔ ایک سے زائد ہے تو اس پر ٹیکس لگے گا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اگلا سوال لیتے ہیں۔ جی' شاہ صاحب۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن تو نہیں ہوا۔ لیکن ان سے ایک گزارش ہے کہ یہ اپنی منسٹری کو سختی سے کہیں۔ اگر وہ کہہ نہیں سکتے تو سر آپ ان سے گزارش کریں۔

جناب سپیکر، ان کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں موجود ہیں اور یقیناً وہ لکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بتاؤں گا اور آپ یقین کریں کہ ہم روزانہ بیس بیس اور پچیس پچیس ایسے لوگوں کی اپیلیں لے کر خود جاتے ہیں اور جا کے موقع دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ انہوں نے پیسے نہیں دیے۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے' اس کو درست کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر، اس کو ضرور درست ہونا چاہیے۔ جی' راجا صاحب۔

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو عمارت کرائے کی ہو قانون کے مطابق اس کرائے کا کتنے فی صد حصہ بطور پراپرٹی ٹیکس محکمہ وصول کرنے کا مجاز ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، کرائے کا 10 فی صد rebate دیتے ہیں اور باقی 10 فیصد ٹیکس لگتا ہے یعنی کرائے پر کل 20 فیصد ٹیکس لگتا ہے۔

جناب سپیکر، ڈاہا صاحب! آپ مکان کے کرائے پر 20 فیصد ٹیکس لگاتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی' سال کا کرایہ اگر 20 روپے ہزار سے کم ہو تو اس پر 20 فی صد ٹیکس لگاتے ہیں۔ اگر 20 ہزار سے کم سال کا کرایہ ہو۔ یعنی 20 ہزار روپے تک 20 فی صد ٹیکس لگاتے ہیں اور اگر 20 ہزار روپے سے اوپر ہو تو پھر 25 فی صد ٹیکس لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو 10 فی صد رعایت کس کی دیتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، 10 فی صد ٹوٹل پر رعایت ملتی ہے۔ اگر 40 ہزار روپے کرایہ ہے تو 30 ہزار روپے سے count ہو گا۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب! اگر ضمنی سوال ہے تو فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر آپ سوال نامے کے صفحہ نمبر 3 پر دیکھیں تو اس میں جواب میں دیا ہوا ہے کہ اس سال پراپرٹی ٹیکس کی مد میں محاصل میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سال سے ان کی جو بھی مراد ہے اس میں ٹارگٹ کیا تھے اور ان کو کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے؟ پھر پچھلے سال کی نسبت اس میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! اس دفعہ ٹارگٹ کوئی ایک ارب 57 کروڑ ہے۔ لیکن اس وقت تک ایک ارب 34 کروڑ ہم نے ریکوری کر لی ہے۔

جناب سپیکر، کافی اچھا ٹارگٹ جا رہا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، پچھلے سال کی نسبت 34 کروڑ روپیہ زائد حاصل ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جی، اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 2091۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں ریسٹ ہاؤسز کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل

*2091۔ چودھری سلطان محمود گوندل۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کے کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں اور جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک کن کن لوگوں کے زیر استعمال رہے، نیز ان کے نام اور عرصہ قیام بتایا جائے۔

(ب) ہر ریسٹ ہاؤس کی جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک کی آمدن اور خرچ مع بل بجلی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)،

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کا صرف ایک ہی ریسٹ ہاؤس ڈفر پلانٹیشن میں واقع ہے۔ جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک کل 110 آفیسر و دیگر افراد نے قیام کیا۔ جن

کے نام و عرصہ قیام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک مبلغ 9720 روپے آمدن ہوئی اور اسی عرصہ کے دوران مبلغ -/40000 روپے ریسٹ ہاؤس کی دیکھ بھال پر خرچ کئے گئے۔ نیز 9837 روپے بل بجلی ادا کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی' چودھری صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل: جی۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ریسٹ ہاؤس میں کتنے بیڈ رومز ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کس ریسٹ ہاؤس کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! جس ریسٹ ہاؤس کا منسٹر صاحب نے ذکر فرمایا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی' کتنے بیڈ رومز کا یہ ریسٹ ہاؤس ہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! یہ تین بیڈ رومز کا ریسٹ ہاؤس ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل: ان تین بیڈ رومز میں سے کتنے بیڈ رومز میں اے۔ سی لگے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' اس میں کتنے اے۔ سی ہیں؟

وزیر جنگلات: اس میں دو اے۔ سی لگے ہوئے ہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! کیا دو سال کا بجلی کا بل -/9,837 روپے کافی ہے؟

جناب سپیکر: یہ دو سال کا بل ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک کا بل ہے۔

جناب سپیکر: وہ استعمال نہیں ہوتا ہو گا۔

چودھری سلطان محمود گوندل: نہیں جناب! اس میں دو سالوں کے دوران 110 شخصیات ٹھہری ہیں اور پھر اس میں دو دفعہ گرمیوں کا سیزن بھی آتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سردیوں میں زیادہ شکار کے لیے جاتے ہیں۔ ان دنوں وہاں اے۔ سی تو نہیں چلتے۔

کیوں جی؟ منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! نہ تو وہاں بجلی چوری کی جاتی ہے اور جو دو چار مہینے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کا بل بھی دے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، جی' اس ریسٹ ہاؤس کا زیادہ استعمال سردیوں میں ہوتا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! لکڑی جلتی ہے جو کہ جنگل کی ہے۔ اے۔ سی نہیں چلتے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اسی لیے بل کم ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! کیا میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ 9,837 روپے پورے دو سال کا بل ہے یا اس کو قسط وار کیا گیا ہے؟ محکمے سے قسط کرائی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی' کیا یہ دو سال کا بل ہے؟

وزیر جنگلات، جی' یہ دو سال کا بل ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، ٹھیک ہے جناب! بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انوار، سوال نمبر 2106۔

موٹر سائیکل رکشا کو قانونی حیثیت دینا

*2106۔ سردار سعید انور، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشا پر رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشا کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو حکومت اس کو قانونی حیثیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ چونکہ موٹر سائیکل رکشا موٹر وہیکل آرڈیننس رولز کی شرائط پوری نہیں

کرتا لہذا اس کی رجسٹریشن نہیں کی جا سکتی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) حکومت موٹر سائیکل رکشا کو اس کی موجودہ حالت میں قانونی حیثیت دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب جز (ج) میں ہے کہ "حکومت موٹر سائیکل رکشا کو اس کی موجودہ حالت میں قانونی حیثیت دینے کا ارادہ نہیں رکھتی"۔ تو موٹر سائیکل رکشا عام چل رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وزیر موصوف یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ غیر قانونی چل رہے ہیں۔ غیر قانونی چلنے کی اجازت ہے تو ان کو قانونی کیوں نہیں بنایا جاتا؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! ان کا ہائی کورٹ میں کیس ہے اور انھوں نے حکم امتناعی لیا ہوا ہے' اس لیے وہ چل رہے ہیں۔ اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جی' عدالت میں امتناعی کی وجہ سے یہ مسئلہ اسی طرح چل رہا ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ امتناعی کس بنیاد پر ہے اور کس شے کا ہے؟ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، یہ موٹر سائیکل رکشا والوں نے حکم امتناعی لیا ہوا ہے کہ ہمیں چلانے کی اجازت دی جائے۔ ہمیں روکا نہ جائے۔

جناب سپیکر، رجسٹریشن کے بغیر؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی۔

سردار سعید انور، عدالت سے stay ہے موٹر سائیکل رکشا چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ stay ہے کہ رجسٹریشن کے بغیر اور ٹیکس کے بغیر---

سردار سعید انور، اسی شکل میں چلنے کی اجازت ہے۔ عدالت کے حکم امتناعی پر اب وزیر موصوف یہ بتا رہے ہیں۔ تو آپ یا محکمہ کیوں نہیں سوچتا کہ انہیں اسی شکل میں قانونی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، جی' کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، وہ جب تک اس میں تبدیلیاں نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو اجازت نہیں دے

سکتے۔ کیونکہ انسانی جانوں کے لیے یہ خطرہ ہے۔ ہمارے انجینئرز نے اس کا معائنہ کیا ہے۔ وہ اس کی اجازت نہیں دیتے اگر مجوزہ چیزوں کی اس میں تبدیلیاں کر لیں تو پھر ہم منظور کر دیں گے۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وزیر موصوف بیان فرما رہے ہیں کہ اس میں انسانی جانوں کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' سالار صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

چودھری محمد صدیق سالار، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، سعید انور صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ صدیق سالار صاحب! مجھے آپ کا بڑا احترام ہے۔ آپ ہمارے یہاں کے بزرگ ہیں۔ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اجلاس کی کارروائی جو ہے یہ آپ کے لیے آج نئی نہیں ہے۔ لیکن کبھی اس طرح نہیں ہوتا کہ ایک معاملہ پہلے ہی اسمبلی کے اندر زیر بحث ہے۔ انھوں نے ایک سوال کیا ہے اور ابھی ان کا وہ جواب نہیں آیا تو پوائنٹ آف آرڈر ایک ہی دفعہ کہا جاتا ہے کہ اگر بہت ہی ایمرجنسی ہے تو آپ اٹھ کر کہہ دیں۔ اس کے بعد بیٹھ جائیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! بڑی ایمرجنسی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ایک منٹ اب ذرا میری بات سن لیں۔ ہونا بھی یہ چاہیے کہ جب یہ معاملہ ختم ہو جائے۔ جب یہ سوال ختم ہو جائے تو پھر اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر کہہ سکتے ہیں۔ اب میں نے اس کی اجازت نہیں دی۔ جی سعید انور صاحب!

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان دو سالوں میں اس موٹر سائیکل رکشے کی وجہ سے کتنی جانیں ضائع ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں دنیا پور میں ایک ایکسیڈنٹ ہوا ہے جس میں تقریباً چھ

جائیں ضائع ہوئی ہیں۔ یہ ابھی تازہ واقعہ ہے۔ لیکن اتنی تفصیل باقی میرے پاس نہیں ہے۔ اگر یہ کہیں گے تو ان کو بعد میں مہیا کر دی جائے گی۔ لیکن اس کی نہ بریکیں ہیں اور نہ ہی اس کا reverse gear ہے۔ تو اس کو کس طرح allow کریں۔ یہ تو عدالت کی وجہ سے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ پچھلے دنوں چھ جائیں ضائع ہو گئی ہیں۔ ہر روز بسوں کے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ ہوائی جہازوں کے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ ریلوں کے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں تو پھر انہیں بھی غیر قانونی قرار دے دیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر، پر ان کی بریکیں تو ہوتی ہیں ناں۔ (قہقہے)

سردار سعید انور، بریکیں تو اس کی بھی ہیں۔ غریب آدمی اور مزدور پر رحم کیا جائے۔ عام غریب آدمی بھی یہ موٹر سائیکل رکشا استعمال کر رہا ہے۔

جناب سپیکر، بہرحال چونکہ ابھی یہ معاملہ کورٹ میں ہے۔ اس پر ابھی بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جی، صدیق سالار صاحب! کیا ایمرجنسی تھی؟ فرما دیں ذرا۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو بات ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں چل رہی ہو تو اس پر ہماری اسمبلی کو بحث سے گریز کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب، آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے کمال کر دیا ہے۔ آپ نے زبردست نئی بات کی ہے اور سالار صاحب، آپ کا بہت شکریہ۔ اب اگلا جو سوال نمبر 2121 میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 2164 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 2164۔

انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم کا اجراء

*2164۔ جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم کن کن شہروں میں شروع کیا جا رہا ہے۔

(ب) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم میں پرائیویٹ مالکان کے ساتھ کون سی شرائط طے ہوئی ہیں۔

(ج) کیا حکومت عورتوں کے لئے علیحدہ انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم کا بندوبست کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)۔

(الف) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم پنجاب کے مندرجہ ذیل شہروں میں شروع کیا جا رہا ہے۔

1۔ لاہور

2۔ گوجرانوالہ

3۔ فیصل آباد

4۔ راولپنڈی

5۔ ملتان

(ب) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم میں پرائیویٹ مالکان میسرز نیو خان ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور اور میسرز خان برادر ملتان سے عارضی معاہدہ طے پایا ہے جس کے تحت لاہور فیصل آباد اور ملتان میں نئی بسیں چلائی جائیں گی ۔ عارضی معاہدہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں بسیں چلانے کی مختلف شرائط طے ہوئی ہیں۔

(ج) فی الحال حکومت کے پاس عورتوں کے لئے علیحدہ انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سسٹم چلانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کیونکہ سب بسوں میں عورتوں کے لئے کچھ سیٹیں مخصوص ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اب تک ان شہروں میں انٹر سٹی سسٹم شروع ہو چکا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! ابھی تک تو کسی شہر میں یہ سسٹم شروع نہیں ہوا۔ لیکن دو کمپنیوں سے ہمارے معاہدے تقریباً ہو چکے ہیں۔ ابھی فائنل ایگریمنٹ ہونا ہے باقی۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ یہ سسٹم شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد ہے کہ یہ ابھی شروع نہیں ہوا؟

وزیر ٹرانسپورٹ: نہیں جناب ۔ یہ ابھی شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ یہ ابھی ایگریمنٹ کی سٹیج پر ہی ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جی۔ جناب۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پانچ شہروں میں یہ سسٹم شروع ہونا تھا۔ اب اس کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں نئی بسیں چلیں گی جبکہ گوجرانوالا اور راولپنڈی کا انھوں نے بالکل ذکر نہیں کیا کہ آیا وہاں پرانی بسیں چلیں گی یا بالکل نہیں چلیں گی ۔ تو جناب والا! اس کی ذرا مکمل وضاحت کر دی جائے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! ہم نے پانچ شہروں کے لیے درخواستیں مانگی تھیں لیکن فی الحال تین شہروں یعنی لاہور، ملتان اور فیصل آباد کے لیے یہ درخواستیں آئی ہیں ۔ دوسرے شہروں کے لیے بھی جو پارٹیاں آئیں گی ہم ان کو بھی اجازت دے دیں گے۔ اس کے علاوہ بھی اگر بٹ صاحب کے شہر سیالکوٹ سے کوئی آنا چاہتا ہے تو گورنمنٹ ان کو بسیں چلانے کے لیے اجازت دے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! جواب میں کوئی ایسی چیز نہیں لکھی گئی جس سے پتہ چلے کہ اس سسٹم کی وجہ سے عام مسافر کو کیا آرام ملے گا۔ انھوں نے نیو خان کمپنی سے جو terms and conditions طے کی ہیں ان میں کوئی ایسا ذکر نہیں کہ ہمارے اس انٹرسٹی سسٹم سے عوام کو کیا ریلیف ملے گا یا اس میں کرائے کا شیڈول کیا ہو گا؟ پبلک کو کیا ریلیف ملے گا۔ تو جناب والا! میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں تاکہ پتہ چلے کہ یہ کیا سسٹم ہے؟ اگر واقعی اچھا سسٹم ہے تو ہم سیالکوٹ کے لیے بھی زور دیں۔ تو جناب والا! وزیر صاحب اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! ہم نے جو اشتہار دیے تھے یہ ان میں بھی ہے۔ ابھی تو کسی کے ساتھ کوئی فائنل ایگریمنٹ نہیں ہوا ۔ جب ہم فائنل ایگریمنٹ کریں گے اس وقت ہم ان سے تقریباً ہر چیز واضح کریں گے ۔ عوام کو جو سب سے بڑی سہولت یہ ہو گی کہ ان کو نئی بسیں مل جائیں گی بجائے اس کے کہ وہ پرانی بسوں میں سفر کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے اس کی رپورٹ ابھی پڑھی ہے۔ تو میں ان سے terms and conditions کی تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ کیا ان میں کرائے کا شیڈول ہے، یا دوسری پرانی گاڑیوں کے مقابلے میں ان سے پبلک کو کیا سہولت ملے گی؟

جناب سپیکر: ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ان شہروں میں پہلے ہی ٹرانسپورٹ چل رہی ہے اس کی نسبت عوام کو مزید کیا سہولت ملے گی؟ ظاہر ہے کہ آپ کچھ بہتری لانے کے لیے یہ سسٹم شروع کر رہے ہیں۔ تو آپ جو بہتری لانے کے لیے کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ اس میں آپ نے کچھ

ایسی چیزیں ڈالی ہوں گی کہ موجودہ سسٹم سے وہ سسٹم بہتر ہو۔ تو اس میں کون سی ایسی چیزیں ہیں جن میں آپ بہتری لے کر آئے ہیں؟ تو ان کا سوال یہ ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! اس سے ایک تو عوام کو معیاری بسیں ملیں گی۔ دوسرے وہ وقت پر ہر جگہ پہنچیں گی اور ان کا کرایہ بھی مناسب ہوگا تاکہ عوام اس کو برداشت کر سکیں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب' مارکیٹ کا جو عام سا اصول ہے' وہی یہاں پر لاگو ہوتا ہے کہ جو اچھی سروس دے گا' جس کا کرایہ کم ہوگا اور جس کی بہتر سروس ہوگی وہ خود بخود survive کرے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اللہ کرے کہ یہ شروع ہو جائے۔ دوسرا اس میں میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ اس وقت پچاس فی صد آبادی عورتوں کی ہے اور اسلام میں بھی سب سے بڑا تقدس عورت کا ہے میں نے سوال یہ کیا تھا کہ عورتوں کے لیے علیحدہ بسیں کیوں نہیں چلائی جاتیں یا گورنمنٹ ان کے علیحدہ بسیں چلانے کا ارادہ کیوں نہیں رکھتی؟

جناب سپیکر، اس کا انھوں نے جواب دیا ہے کہ ہر بس میں عورتوں کے لیے ایک علیحدہ سیکشن رکھا گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! وہ تو ہر گاڑی میں دو سیٹیں ہوتی ہیں۔ فرنٹ سیٹوں پر خواتین کھڑی ہوتی ہیں آپ بیشک بس سٹاپوں پر دیکھ لیں وہاں پر یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ تو دو تین خواتین کے علاوہ وہاں پر جو دوسری عورتیں کھڑی رہتی ہیں ان کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب' اس میں کئی چیزیں ہوں گی۔ مجھے تو پتہ نہیں' بہرحال منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ ویسے تو کئی چیزیں ہوتی ہیں کہ آیا وہ feasible بھی ہے۔ آیا ان کو اتنی سواری ملے گی بھی یا نہیں۔ بہرحال منسٹر صاحب بہتر جانتے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! میرا خیال ہے کہ بٹ صاحب نے پڑھ بھی لیا ہے ۔ جناب' علیحدہ بسیں تو ہم چلا ہی نہیں سکتے ۔ پہلے بسیں شروع تو ہو جائیں۔ ابھی تو بسیں چلی ہی نہیں۔ عورتوں کے لیے علیحدہ بسیں کس طرح چلا سکتے ہیں؟ جب یہاں پی آر ٹی سی ہوتی تھی تو خواتین کے لیے سیٹیں مخصوص ہوتی تھیں۔ تو جناب والا! یہ نظام تو موجود ہے ۔ ویسے عورتوں کے لیے اتنی گنجائش نہیں لیکن ہم جو آئندہ سسٹم لائیں گے اس میں عورتوں کے لیے ان شاء اللہ مخصوص سیٹیں رکھی جائیں گی۔

جناب سپیکر، اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے ۔ جی بٹ صاحب۔

سال 1998ء میں پی۔ آر۔ٹی۔سی پنجاب کی بسوں کی فروخت

*2166۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1998ء کے دوران پی۔ آر۔ٹی۔سی پنجاب کی کل کتنی بسیں و دیگر ٹرانسپورٹ فروخت کی گئی ہیں۔ ان سے کتنی رقم حاصل ہوئی ہے۔

(ب) ٹرانسپورٹ نیلامی کی کمیٹی میں شامل افراد کے نام و عہدہ جات کیا کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت پی۔ آر۔ٹی۔سی کے اڈوں کو بھی نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو اس کو نیلام کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)۔

(الف) سال 1998ء کے دوران پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے کل 287 بسیں اور 68 دیگر گاڑیاں بذریعہ نیلام عام فروخت کیں۔ ان گاڑیوں سے مبلغ =/4,0442000 روپے (چار کروڑ چار لاکھ بیالیس ہزار روپے) کی رقم موصول ہوئی۔

(ب) نیلامی کمیٹی میں شامل افراد کے نام عہدہ جات درج ذیل ہیں۔

نام	عہدہ
1۔ ایس۔اے حمید	ممبر پنجاب اسمبلی چیئرمین نیلامی کمیٹی
2۔ سید ساجد علی بخاری	مینجنگ ڈائرکٹر، پی۔ آر۔ٹی۔سی ممبر
3۔ نمائندہ	ایڈیشنل سیکرٹری، ممبر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، حکومت پنجاب
4۔ نمائندہ فنانس سیکرٹری	ڈپٹی سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ، ممبر، حکومت پنجاب
5۔ کمشنر / ڈپٹی کمشنر	متعلقہ ضلع ممبر
6۔ مسٹر تنویر احمد	ڈائرکٹر سٹورز ممبر ٹیکنیکل، پی۔ آر۔ٹی۔سی

(ج) حکومت پنجاب نے پی ۔ آر۔ٹی۔سی۔کے اڈوں اور جائیدادوں کی فروخت کا کام پنجاب

پرائیوٹائیزیشن بورڈ کے حوالے کیا ہوا ہے۔

بورڈ اخبارات میں باقاعدہ تشہیر کے بعد بذریعہ نیلام عام اڈے اور جائیدادیں فروخت کرتا ہے۔ نیلامی کی منظوری پنجاب نج کاری بورڈ اور نج کاری کی کابینہ کمیٹی سے لی جاتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 287 بسیں اور 68 دیگر گاڑیاں بذریعہ نیلام عام فروخت کیں۔ تو جناب وزیر موصوف سے میری یہ درخواست ہے کہ اس کی ذرا تفصیل بتا دیں کہ دیگر گاڑیوں سے ان کی کیا مراد ہے۔ کیا یہ گاڑیاں چالو حالت میں تھیں یا ناکارہ پڑی ہوئی تھیں جن کی نیلامی ہوئی تھی؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب دیگر گاڑیوں سے کیا ان کی مراد جیپیں، کاریں یا ٹرک وغیرہ سے ہے۔ ان میں کچھ ایسی گاڑیاں تھیں جو کار آمد تھیں ویسے زیادہ ناکارہ ہی تھیں۔

جناب سپیکر، ڈاہا صاحب! اس میں آپ نے بسوں کی تعداد تو 287 بتا دی ہے اور 68 دیگر گاڑیوں کے بارے میں بتایا ہے ظاہر ہے کہ یہ بسیں نہیں ہیں، کیونکہ بسوں کی تعداد تو آپ نے بتا دی ہے۔ تو یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہ جو 68 دیگر گاڑیاں ہیں ان کا کیا آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ ان میں کون کون سی گاڑیاں ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی اس میں جیپیں بھی ہیں، کاریں بھی ہیں، ٹرک بھی ہیں اور یہ بسوں کے علاوہ ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، تو جناب والا! یہ ٹوٹل 355 بنتی ہیں اور یہ 4,04,42,000 روپے میں فروخت ہوئی ہیں۔ اگر اس کی اوسط نکالی جائے تو 1,13,921 روپے کی ایک گاڑی فروخت ہوتی ہے جن میں کاریں بھی ہیں، بسیں بھی ہیں جن میں چالو حالت میں بھی ہیں۔ تو منسٹر صاحب ذرا وضاحت کر دیں کہ گاڑی کار آمد بھی ہو، بسیں بھی ہوں اور اچھی کنڈیشن والی گاڑیاں بھی ہوں اگر نیلامی میں فروخت کی گئی گاڑی کی اوسط قیمت 1,13,921 روپے آئے، تو یہ نیلامی کیا واقعی شفاف تھی؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! جیسے بٹ صاحب نے پڑھا بھی ہو گا کہ باقاعدہ کمیٹی بنائی گئی تھی اور یہ نیلام عام ہو ہوا تھا۔ اس کے علاوہ یہ گاڑیاں کار آمد نہیں تھیں۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ کوئی کار یا کوئی اور گاڑی کار آمد ہو ورنہ وہ پرانے ماڈل کی تھیں اور ناکارہ بسیں تھیں، اس لیے ان کی قیمتیں کم

ہیں۔ ہم بار بار ان کو نیلام کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی نہیں بک رہیں۔ کچھ ابھی بھی پڑی ہیں۔

جناب سپیکر : شاہد محمود بٹ صاحب! ظاہر ہے جس بس میں کچھ نہیں رہتا وہی نیلام ہوتی ہے۔ چلتی بس تو نیلام نہیں کرتے۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر! جز (ج) کے بارے میں ضمنی سوال ہے کہ یہ جو پرائیویٹائزیشن بورڈ ہے آیا یہ ضلع کی سطح پر ہے یا پورے پنجاب کی سطح پر ہے' آج تک اس بورڈ میں کون کون سے افراد شامل رہے ہیں' انھوں نے جی ٹی ایس کی کون سی پراپرٹیز یا اڈے نیلام کیے ہیں اور اس سے کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر : بٹ صاحب! آپ نے تو ایک سوال میں چھ سوال پوچھ لیے ہیں۔ پہلے آپ بورڈ کی بابت پوچھ لیں کہ یہ کس سطح پر بنا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب والا! میں وقت کی کمی کی وجہ سے اکٹھے سوال کر رہا ہوں۔ چلیں پہلے وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ آیا یہ بورڈ ضلع کی سطح پر ہے یا پنجاب کی سطح پر ہے اور اس میں کون کون سے افراد شامل ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب سپیکر! پرائیویٹائزیشن بورڈ کا میرے محکمے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ پنجاب حکومت کا بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : بٹ صاحب! یہ سوال ان کے محکمے سے متعلق نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ : اگر ان کے محکمے سے متعلقہ نہیں تو پھر انھوں نے اس کا جواب کیوں دیا ہے؟

جناب سپیکر : انھوں نے آپ کی سہولت کے لیے جواب دے دیا ہے' اس پر آپ انھیں شاباش دیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2196۔

پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کی بسوں کے روٹ کی تفصیل

*2196۔ **حاجی مقصود احمد بٹ** ، کیا وزیر سیاحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کی کتنی بسیں کس کس روٹ پر چل رہی ہیں۔

(ب) یہ گاڑیاں کب، کتنی لاگت سے کن کن فرموں اور کمپنیوں سے خرید کی گئی تھیں۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ان بسوں سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے اور ان کے عملہ اور دیگر خرچ پر حکومت نے کتنی رقم صرف کی ہے۔

(د) حکومت نے اس وقت ان بسوں کے لئے کس کس جگہ سٹینڈ قائم کئے ہوئے ہیں۔

(ہ) ان بسوں کو چلانے کے لئے کتنا عملہ بھرتی کیا گیا ہے اور حکومت ان کی تنخواہوں پر کتنے فنڈز سالانہ خرچ کرتی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) اس وقت پنجاب ٹورازم کارپوریشن گورنمنٹ کی پالیسی کے مد نظر گورنمنٹ پرائیویٹ سیکٹر کے اشتراک سے 27 بسیں مندرجہ ذیل روٹ پر چلا رہی ہے،

I۔ لاہور، راولپنڈی، لاہور (5 بسیں)

II۔ لاہور، ملتان، لاہور (15 بسیں)

III۔ راولپنڈی، فیصل آباد، راولپنڈی (7 بسیں)

(ب) پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے ٹرانسپورٹ سروس کا آغاز 1988ء میں کیا تھا اور تمام بسیں ہینو پاک پاکستان لمیٹڈ سے براہ راست خریدیں۔ 1997ء میں گورنمنٹ کے احکامات کے پیش نظر تمام گاڑیاں زیر سرپرستی جناب ایس۔اے۔حمید ایم۔پی۔اے، چیئرمین آکشن کمیٹی نیلام کیں۔ اور بعد ازاں گورنمنٹ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے، پرائیویٹ، گورنمنٹ اشتراک معاہدے کے تحت پرائیویٹ مالکان کی گاڑیاں چلانے کا فیصلہ کیا جس کے تحت اس وقت تمام گاڑیاں پرائیویٹ سیکٹر کی ملکیت ہیں۔

(ج) سال 97-1996ء میں TDCP کو آمدن کی مد میں -/8,70,16,583 روپے حاصل ہوئے، جبکہ اخراجات کی مد میں -/6,00,9,556 اتنے روپے خرچ ہوئے۔ 98-1997ء میں TDCP کو آمدن کی مد میں -/71,29,601 روپے حاصل ہوئے جبکہ اخراجات -/4,39,002 اتنے روپے رہے۔ اکتوبر 1997ء میں گورنمنٹ کی پالیسی کے مدنظر پنجاب ٹورازم نے اپنی تمام بسیں فروخت کر دیں۔ جس کا حوالہ جواب (ب) میں دیا جا چکا ہے۔ لہذا اس کے بعد کی آمدنی صرف پرائیویٹ مالکان کی بسوں سے حاصل ہونے والے کمیشن پر مشتمل ہے۔مزید برآں

جولائی 1998ء تا اکتوبر 1998ء تک ٹی۔ڈی۔سی۔پی نے آمدنی کی مد میں -/25,71,472 روپے حاصل کئے جبکہ اخراجات -/10,20,856 روپے رہے۔

(د) عوام کی سہولت کے لئے اس وقت مندرجہ ذیل شہروں میں بس سٹینڈ قائم کئے ہوئے ہیں:

1۔ لاہور' 2۔ راولپنڈی' 3۔ ملتان' 4 مری

(ہ) جیسا کہ جواب (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ تمام گاڑیاں پرائیویٹ مالکان کی ملکیت ہیں ان پر تعینات تمام عملہ بشمول ڈرائیور' ہیلپر انہی مالکان کے ملازم ہیں اور وہی ان کے تمام اخراجات کے ذمہ دار ہیں۔ مزید تفصیل جواب (ج) میں دی جا چکی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ جو گاڑیاں نیلام کی گئی ہیں وہ 1988ء میں خریدی گئی تھیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو گاڑیاں 1988ء میں خریدی گئی وہ کتنے کی خریدی گئیں تھیں اور پھر جب 1997ء میں یہ فروخت کی گئیں تو کتنے میں فروخت ہوئیں اور اس میں نقصان کتنا ہوا ہے؟

وزیر سیاحت: جناب والا! TDCP نے 1987ء سے لے کر 1994ء کل 19 بسیں "ہینو پاک" کمپنی سے خریدیں۔ جس پر 2 کروڑ 40 لاکھ 57 ہزار روپے لاگت آئی۔ 1994ء سے 1997ء تک تمام بسیں نیلام عام کے ذریعے ایک کروڑ 72 لاکھ 88 ہزار روپے میں فروخت ہوئیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ یہ گاڑیاں ایک کروڑ 72 لاکھ 88 ہزار روپے میں فروخت کی گئی ہیں۔ جناب والا! اس سے پہلے سوال نمبر 1897 میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ 1997-98ء میں 227 بسیں فروخت کی گئیں اور اسی طرح سوال نمبر 2166 میں بتایا گیا ہے کہ 1998ء میں 287 بسیں فروخت کی گئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بسیں علیحدہ ہیں اور یہ بسیں علیحدہ ہیں؟

جناب سپیکر : میرے خیال میں وہ سوالات تو محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ تھے۔ یعنی وہ بسیں علیحدہ ہیں اور یہ بسیں علیحدہ ہیں۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : سوال نمبر 2197

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب سے متعلق میں نے یہ گزارش کرنی ہے کہ میں اس جواب سے خود بھی مطمئن نہیں ہوں' لہذا میں استدعا کروں گا کہ آپ اس کو ملتوی فرمائیں تاکہ میں

ایوان کے سامنے اس کا صحیح جواب دے سکوں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 2197 pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال مہر امتیاز احمد للی صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی للی صاحب کا ہے۔ اس کے بعد سردار سعید انور صاحب کا سوال ہے۔

سردار سعید انور ، سوال نمبر 2273۔

کمالیہ فاریسٹ پارک کو توسیع

*2273۔ سردار سعید انور : کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ میں فاریسٹ پارک 10۔ ایکڑ رقبہ میں بنی ہوئی ہے۔

(ب) کیا اس پارک کی مزید 6۔ ایکڑ رقبہ پر توسیع کی سکیم منظور ہوئی تھی۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکیم پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیر جنگلات : (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) جی ہاں۔ یہ حقیقت ہے کہ کمالیہ فاریسٹ پارک دس ایکڑ رقبہ پر بنی ہوئی ہے۔

(ب) ناظم اعلیٰ جنگلات نے کمالیہ فاریسٹ پارک کی منظوری برائے سال 97-1996ء کی منظوری دی تھی، مگر اس میں چھ ایکڑ کا توسیع کام شامل نہیں تھا، مگر دوسرے کاموں کے لئے (تعمیراتی کام 1 32 لاکھ، پودہ جات اور لائنوں، کشتی، بنچ، پنجرے، بجلی کا بل وغیرہ 3.68 لاکھ، پانچ لاکھ کی رقم رکھی گئی تھی۔

(ج) ناظم اعلیٰ کی منظوری کے بعد اس سکیم کی رقم محکمہ کو نہیں دی گئی۔ اگر محکمہ خزانہ اب بھی اس رقم کو جاری کر دے تو محکمہ فوری طور پر اس پر عمل درآمد کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 97-1996ء میں شامل تھی۔

سردار سعید انور : جناب سپیکر ! جز "ب" میں بتایا گیا ہے کہ بجلی کے بل وغیرہ پر 3.68 لاکھ روپے اور اس کے بعد پھر 5 لاکھ روپے کی رقم دی گئی ہے۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہے۔

وزیر جنگلات: جناب والا! یہ پانچ لاکھ روپے کی رقم طباعت کی غلطی ہے، اصل رقم 3 لاکھ 68 ہزار

روپے ہی ہے۔

سردار سعید انور : جناب سپیکر ! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ 97-1996ء میں یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل تھی۔ کیا اگلے بجٹ میں وزیر موصوف یہ سکیم شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات : جی ہاں' ہم اس سکیم کو اگلے بجٹ میں شامل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پہلے اس سکیم کو تعمیر وطن پروگرام کے تحت شامل کیا گیا تھا لیکن بعد میں austerity کی وجہ سے اس سکیم کو خارج کر دیا گیا تھا۔ ہم اس کو pursue کر رہے ہیں۔ اگر ہمیں رقم مل گئی تو ہم اس کی توسیع کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا مشکور ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ جناب والا ! یہ خود اتھارٹی ہیں۔ اسی لیے میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ آیا اس سکیم کو اگلے بجٹ میں شامل کر رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر جنگلات : ان شاء اللہ پوری کوشش کی جائے گی کہ اگلے ADP میں یہ سکیم شامل ہو۔

سردار سعید انور : جناب والا ! کوشش نہیں۔ بلکہ یہ وعدہ فرمائیں کہ یہ سکیم شامل ہو گی۔

وزیر جنگلات : جناب سپیکر ! اس کے بڑے مراحل ہیں۔ محکمہ PC-I بنا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ معاملہ محکمہ P&D کے پاس جائے گا' محکمہ فنانس کے پاس جائے گا اور پھر اس کی منظوری ہو گی۔ ہمارا کام PC-I بنانا ہے جو ہم بنا کر دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی' منسٹر صاحب کوشش کریں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات: بقیہ سوالات کے جوابات اور ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ جنگلات میں اخراجات کی تفصیل

*2249۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ جنگلات کی سالانہ آمدنی، اخراجات اور ملازمین کی تعداد اور بیلداروں کی تعداد کیا ہے۔ ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔

(ب) سال 98-1997ء میں شجر کاری کے دوران کتنی لاگت سے کتنے درخت لگائے گئے اور کیا وہ صحیح سلامت ہیں اور پھل پھول رہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت خشک درختوں کو نیلام عام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور کیا نیلام عام ضلع کی سطح پر کیا جاتا ہے تاکہ خواہش مند حضرات نیلام عام میں حصہ لیں سکیں۔

(د) سال 1996ء سے 1998ء تک فاریسٹ ڈویژن گجرات میں کتنے درخت چوری ہوئے اور ان کی مالیت کیا تھی۔ نیز درخت چوری کرنے والے کتنے افراد کو جرمانہ یا سزا دلوائی گئی۔ کیا یہ درست ہے کہ اس میں محکمہ کے افراد ملوث تھے اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔

(ہ) کیا حکومت درختوں کی چوری روکنے کے لئے موثر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر جنگلات(ملک سلیم اقبال):

(الف)

زون	سالانہ آمدنی	اخراجات	تعداد ملازمین
جنوبی زون ملتان	1165.33	1326.32	1806
شمالی زون، راولپنڈی	611.43	1402.06	1642
سنٹرل زون، لاہور	951.43	1523 87	1722
مری، کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی راولپنڈی	314.29	468.76	578
	304248	4721 01	5748

محکمہ جنگلات پنجاب میں بیلداران مستقل نہ ہیں۔ انہیں حسب ضرورت یومیہ اجرت پر رکھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ محکمہ ہذا میں فاریسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا ترقیاتی منصوبہ عالمی بنک کی مدد سے چل رہا ہے جس میں سال 98-1997ء میں ایک کروڑ سات لاکھ سترہ ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس منصوبہ میں 963 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن میں 470 کی تنخواہ غیر ترقیاتی فنڈز سے دی جاتی ہے۔

(ب) سال 98-1997ء میں محکمہ جنگلات پنجاب نے 4,11,34,090 روپے کی لاگت سے 1,12,42, 628 پودے / قلمات لگائے جو کہ اچھی حالت میں ہیں اور پھل پھول رہے ہیں۔ کامیابی کا تناسب 80 سے 85 فی صد ہے۔

پنجاب فاریسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت مالی سال 98-1997ء میں زمینداروں فوج اور دیگر محکمہ جات نے 7,71.28,000 پودہ جات لگائے' جن میں سے تقریباً 70 فیصد پھل پھول رہے ہیں۔

(ج) جی ہاں! گورنمنٹ کی مروجہ پالیسی کے مطابق خشک درختان کو مہتمم جنگلات صاحبان اپنے دفاتر جو کہ ضلع میں واقع ہیں کے ذریعے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دے کر نیلام عام کرتے ہیں۔ ہر خاص و عام خواہش مند حضرات حصہ لے سکتے ہیں اور لے رہے ہیں۔

(د) سال 1996ء سے 1998ء تک کل 2141 درخت چوری ہوئے۔ جن کی مالیت 47,54,717 روپے تھی۔ اس سلسلہ میں 574 افراد کو جرمانہ / سزا دلوائی گئی۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

174 ملزمان سے -/57,95,542 روپے بابت 274 درختان کا جرمانہ وصول کیا گیا۔ 1867 درختان جن کی مالیت 41,75,175 روپے تھی۔ برائے سمری ٹرائل مختلف عدالتوں کو ارسال کئے گئے۔ جن میں 400 ملزمان کو جرمانہ / سزا ہوئی۔

جو ملازمین مندرجہ بالا چوری درختان میں ملوث پائے گئے ان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ہ) جی ہاں! جب سے محکمہ معرض وجود میں آیا ہے فاریسٹ ایکٹ 1927ء کی دفعہ 68 کے تحت ملزمان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جرمانہ کی رسید کاٹی جاتی ہے اور رقم داخل خزانہ کی جاتی ہے۔ جو ملزمان جرمانہ و قیمت مال ادا کرنے سے انکاری ہو تو اس کا مجاز

سرسری سماعت کی عدالت میں چالان کیا جاتا ہے۔ عدالت میں اسے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ زیادہ مالیت کے درختوں کی چوری کی صورت میں کیس پولیس کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ تفتیش کے بعد ملزمان کا چالان عدالت میں باقاعدہ بھیجا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ محکمہ جنگلات پنجاب نے چیک پوسٹیں مقرر کر رکھی ہیں جن کے ذریعہ چوری کو روکا جاتا ہے۔

چک بہادر جنگل سے ریت چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*2258۔ مہر امتیاز احمد لالی: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 22 ستمبر 1998ء کو میرے نشان زدہ سوال نمبر 1872 کے جواب میں محکمہ نے تسلیم کیا ہے کہ چک بہادر جنگل نزد موضع سگھریوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کے رقبہ سے محکمہ کی اجازت کے بغیر ٹھیکیداران ریت چوری اٹھاتے ہیں۔ جن سے صرف محکمہ جنگلات نے ماہ اگست اور ستمبر 1998ء میں مبلغ -/30662 روپے جرمانہ وصول کیا حالانکہ ریت چوری تقریباً تین سال سے ہو رہی ہے۔ جس سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا ہے۔ کیا حکومت نقصان پہنچانے والوں کے خلاف تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) محکمہ نے جز(الف) میں مذکورہ جنگل سے اکتوبر 1996ء سے اب تک ریت چوری کرنے والوں سے کتنا جرمانہ وصول کیا ہے اور جرمانہ کرنے کا کیا پیمانہ یا قانون ہے۔

(ج) کیا محکمہ جنگلات سے بغیر اجازت محکمہ معدنیات جنگل مذکورہ کے ریزرو ایریا سے ریت اٹھانے کا ٹھیکہ دے سکتا ہے۔ اگر نہیں تو محکمہ معدنیات نے جنگل سے ریت اٹھانے کا ٹھیکہ کیوں دیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات(ملک سلیم اقبال)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ریت تقریباً تین سال سے چوری ہو رہی ہے۔ محکمہ معدنیات نے اس بلاک میں سے مسمی فلک شیر ولد شیر خان کو مورخہ 23-7-1997 کو ٹھیکہ ریت بذریعہ نیلام عام دیا۔ اس ضمن میں محکمے نے حکومت پنجاب سے بذریعہ چٹھی نمبری 833/L محررہ 13-4-1998 استدعا کی کہ محکمہ معدنیات کو کہا جائے کہ وہ مذکورہ رقبہ کا پٹہ نہ دے۔

(ب) محکمہ جنگلات نے اکتوبر 1996ء سے اب تک ریت چوری کرنے والوں سے -/30662 روپے جرمانہ وصول کیا۔ یہاں پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ اکتوبر 1998ء سے پٹہ دار مذکور نے سول جج درجہ اول جھنگ کی عدالت میں نالش کر کے عارضی حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے' جو کہ تاحال عدالت میں زیر سماعت ہے۔ آخری پیشی مورخہ 15-12-1998 کو عدالت میں ڈی۔ایف۔او جھنگ نے حاضر ہوکر بحث مکمل کر دی تھی۔ جرمانہ بشرح -/550 روپے فی سینکڑہ ناجائز نکاسی ریت پر کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات ریزو جنگل سے ریت اٹھانے کا ٹھیکہ بغیر N.O.C محکمہ جنگلات نہیں دے سکتا۔ دریں بالا حکومت پنجاب سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ محکمہ معدنیات سے کہے کہ وہ اپنا ٹھیکہ منسوخ کرے۔

شجر کاری کے ریزرو ایریا کو الاٹ کرنے کی وجوہات

*2259۔ مہر امتیاز احمد لالی کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "رکھ چک بہادر پلانٹیشن" تحصیل چنیوٹ' ضلع جھنگ کا تقریباً دو ہزار ایکڑ رقبہ محکمہ جنگلات کے ریزرو ایریا میں شمار ہوتا ہے۔ جہاں صرف شجر کاری کی جا سکتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکور شجر کاری کے لیے مخصوص رقبہ میں سے کچھ رقبہ کسی بااثر شخص کو الاٹ کیا جا رہا ہے۔ جس سے سرکاری املاک کو کروڑوں روپے کا نقصان ہو گا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شجر کاری کے لئے مخصوص رقبہ میں سے کسی بھی شخص کو رقبہ الاٹ نہ کرنے اور اسے صرف شجر کاری کے لئے ہی مخصوص رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ چک بہادر پلانٹیشن تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ' جنگلات کے ریزرو ایریا میں شمار ہوتی ہے۔ جس کا رقبہ 1144 ایکڑ ہے اور یہ رقبہ شجر کاری کے لئے مخصوص ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ شجرکاری کے مخصوص رقبہ میں سے کچھ رقبہ کسی بااثر شخص کو الاٹ کیا جا رہا ہے' تاہم رقبہ مذکورہ میں سے کچھ رقبہ کو حکومت کی پالیسی کے مطابق ایگرو فارسٹری کے لئے عارضی طور پر ایک شخص نے حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ جس پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور یہ رقبہ ایک سے تین سال کی مدت کے لئے اس شرط پر دیا جائے گا کہ رقبہ میں شجرکاری کر کے محکمہ جنگلات کو واپس کرے گا۔ مزید براں رقبہ صرف اس شخص کو دیا جائے گا جو سب سے زیادہ بولی دے گا۔

(ج) حکومت کسی بھی شخص کو مذکورہ رقبہ مستقل بنیادوں پر الاٹ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی' بلکہ صرف شجرکاری کے لئے مخصوص رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے' چونکہ حکومت کے پاس شجرکاری کے لئے وسائل کی کمی ہے' اس لیے یہ پالیسی وضع کی گئی ہے کہ مذکورہ رقبہ برائے ایگرو فارسٹری اس شخص کو دیا جائے گا جو تھوڑی مدت کے لئے شرط پر رقبہ لینے کی خواہش کا اظہار کرے کہ وہ رقبہ صرف ایگرو فارسٹری کے لئے استعمال کرے گا اور مدت کے اختتام پر مذکورہ رقبہ حکومت کو اس طرح جیسے واپس کرے گا کہ اس میں شجرکاری کی گئی ہو اور حکومت کو زیادہ سے زیادہ رقم بھی دے۔ اس طرح یہ رقبہ شجرکاری کے لئے ہی مخصوص رہے گا۔

ٹھوکر نیاز بیگ سے موہنوال تک پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت

*2379۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر لاہور کے ساتھ ٹھوکر نیاز بیگ سے موہنوال ہاؤسنگ سکیم کے پل تک مختلف ہاؤسنگ سکیمیں بن رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیمیں اس لئے جلد آباد نہیں ہو رہیں کہ ان تک پہنچنے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کا انتظام نہ ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا سکیموں کو آباد کرنے اور عوام کو سہولت بہم پہنچانے کی غرض سے موجودہ ویگن روٹوں میں سے کچھ روٹوں کو پل موہنوال سکیم تک توسیع دینے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کن کن روٹوں کو کب تک توسیع دی جا رہی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) یہ درست ہے کہ نہر لاہور کے ساتھ ٹھوکر نیاز بیگ سے موہنوال سکیم کے پل تک مختلف ہاؤسنگ سکیمیں بن رہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیوں کہ دفتر ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور میں آج تک کسی فرد یا ادارے نے روٹ مذکور کی منظوری کے لئے درخواست نہیں دی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے مذکورہ بالا روٹ کی منظوری کی بابت آج تک کسی فرد نے کوئی درخواست نہ دی ہے۔ جونہی کوئی درخواست اس ضمن میں موصول ہو گی اس پر ترجیحی بنیادوں پر غور کیا جائے گا اور متعلقہ آبادیوں کے مکینوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں سینئر فورمینز کو ترقی دینا

*2467۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں فورمین کی کیٹیگری کے ملازمین کو مورخہ 22-2-1987 سے قبل متعینہ سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دی جاتی رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 22-2-1987 کو کچھ جونیئر ملازمین کو فورمین کیٹیگری سے اسسٹنٹ ورکس منیجر کی اسامی پر ترقی دے دی گئی ہے جبکہ سینئر فورمینز میں کچھ لوگوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متاثرہ فورمینز کو ریلیف دینے اور مورخہ 22-2-1987 سے اس کی ترقی دینے کو تیار ہے جبکہ اس کے ساتھی فورمین ہائی کورٹ سے رٹ کے ذریعے متذکرہ ریلیف حاصل کر چکے ہیں؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مورخہ 22-02-87 سے قبل فورمین کیٹیگری کے ملازمین کو صرف سنیارٹی ہی کی بنیاد پر اسسٹنٹ ورکس منیجر کے عہدے پر ترقی دی جایا کرتی تھی۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں ملازمین کی بھرتی و ترقی کے معاملات نمٹانے کے لیے ادارہ کے وضع کردہ

سٹاف پروموشن رولز مجریہ 1976ء میں امیدواران کی سنیارٹی اور موزونیت کا اصول بنیادی اہمیت کا حامل ٹھہرایا گیا تھا اور ان قوانین سے رو گردانی صریحاً غیر قانونی اور بلا جواز ٹھہرتی۔ مذکورہ بالا قوانین میں کم از کم تعلیمی معیار میٹرک بمع محکمہ ہذا میں دو سال بطور فورمین تسلی بخش سروس (ملازمت) مقرر کیا گیا تھا۔

(ب) ایسے سینئر ملازمین جو مندرجہ بالا قوانین میں مقرر کردہ تعلیمی استعداد اور تجربہ وغیرہ کے حامل نہ تھے کو نا اہلی کی صورت میں نظر انداز کئے جانے پر اس سے جونیئر مگر عملی طور پر نمایاں بہتر کارکردگی اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھنے والے موزوں امیدواران کو بحیثیت اسسٹنٹ ورکس منیجر ترقی دی گئی۔

(ج) دستیاب ریکارڈ کے مطابق ایسی کوئی مثال نہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ سے رٹ پر کوئی سینئر فورمین ریلیف حاصل کرتے ہوئے اپنے سے جونیئر امیدوار جسے 22-2-87 سے اسسٹنٹ ورکس منیجر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی تھی کو بھی مذکورہ تاریخ سے ترقی دے دی گئی ہو۔ اس موقع پر جبکہ پی آر ٹی سی ملازمین گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت ریٹائرمنٹ لے چکے ہیں اور اس سکیم کو نہ اپنانے والے ملازمین کی ملازمت ختم کی جا چکی ہے، کسی ملازم کو اس وقت ایسا ریلیف دینا مثبت قدم نہ ہے۔

مسٹر محمد انور کلرک کی بھرتی کی تفصیل

*2589۔ جناب بارتھا رام: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مسٹر محمد انور بٹ کلرک، ایم۔وی۔ای آفس لاہور کب اور کس حیثیت سے محکمہ میں بھرتی ہوا تھا۔ اس کی تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور مستقل پتہ کی تفصیل فراہم کی جائے نیز اس کی تعلیمی اسناد کی فوٹو کاپی بھی ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) مسٹر محمد انور بٹ کس کس جگہ کس کس حیثیت سے اب تک فرائض سر انجام دے چکا ہے۔ وہ لاہور میں کب سے تعینات ہے۔ اس کا لاہور سے باہر کتنی دفعہ تبادلہ ہوا ہے اور ہر دفعہ کس کس کی سفارش پر تبادلہ منسوخ ہوا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) بھرتی سے قبل اس کی جائیداد کتنی تھی اور اب کتنی ہے۔ اس نے ملازمت کے دوران جو جائیداد خرید کی ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے نیز بھرتی سے آج تک اس کے خلاف

کتنی انکوائری ہوئی ہیں ہر انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

(د) کیا مذکورہ ملازم کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر ہے یا ذاتی مکان میں اگر اس کا مکان اپنا ہے تو یہ کب کتنی مالیت میں کس سے خریدا گیا تھا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا):

(الف) یہ کہ محمد انور بٹ جونیئر کلرک حال تعینات ایم۔وی۔ای آفس لاہور مورخہ 29-3-83 کو محکمہ پولیس میں بطور جونیئر کلرک بھرتی ہوا تھا جس کی موجودہ تعلیمی قابلیت بمطابق اسناد فراہم کردہ منجانب اہل کار مذکورہ بی۔اے ہے اور بمطابق ریکارڈ اہل کار مذکورہ کا ڈومیسائل ضلع لاہور کا ہے۔ جس کے مطابق مستقل پتہ حسب ذیل ہے۔

گلی نمبر 2' مکان نمبر 7' میاں فضل محمد روڈ' لاہور

تعلیمی اسناد (میٹرک' ایف۔اے' بی۔اے) کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) یہ کہ محمد انور بٹ جونیئر کلرک جیسا کہ جزو(الف) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ محکمہ پولیس میں بطور جونیئر کلرک مورخہ 29-3-83 کو بھرتی ہوا اور مورخہ 11-8-87 کو ہمراہ دیگر سٹاف محکمہ ٹرانسپورٹ میں ضم کیا گیا اور مورخہ 11-8-87 سے تاحال اہلکار مذکورہ کی مختلف مقامات پر تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام مقام	تعیناتی کا دورانیہ
1۔ اوکاڑہ	1-7-87 تا 27-1-91
2۔ جہلم	27-1-91 تا 15-11-95
3۔ راولپنڈی	15-11-95 تا 9-4-96
4۔ اوکاڑہ	9-4-96 تا 1-11-96
5۔ ملتان	1-11-96 تا 16-7-97
6۔ لاہور	16-7-97 تا حال

دفتری ریکارڈ کے مطابق مسٹر محمد انور بٹ جونیئر کلرک نے سابقہ وزیر ٹرانسپورٹ سے سفارش کروائی تھی' اس سفارش کے ضمن میں مسٹر محمد انور بٹ جونیئر کلرک کو ملتان سے لاہور ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں یہ ٹرانسفر آرڈرز [illegible]

اتھارٹی کی جانب سے مسٹر اکرام الحق جونیئر کلرک کی representation منظور کر لینے کے بعد منسوخ کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد محمد انور بٹ کی والدہ محترمہ نے سابقہ وزیر ٹرانسپورٹ کو اپنے بیٹے محمد انور بٹ کی ملتان سے لاہور ٹرانسفر کے بارے درخواست گزاری جس میں وزیر ٹرانسپورٹ نے رپورٹ طلب کی اور رپورٹ پر حکم صادر فرمایا کہ مسٹر آصف آمین جونیئر کلرک جو کہ مورخہ 15-7-97 کو ریٹائر ہو رہا ہے کی جگہ محمد انور بٹ کو لاہور میں تعینات کر دیا جائے۔ اس وقت سے مذکورہ اہل کار لاہور میں تعینات ہے۔

(ج) یہ کہ فراہم کردہ سالانہ گوشوارہ جائیداد منجانب اہل کار مذکورہ برائے سال 1983ء اور 1984ء کے مطابق کوئی جائیداد نہ ہے۔ نیز فراہم کردہ جدید معلومات منجانب اہل کار مذکورہ کے نام پر کوئی ذاتی جائیداد نہ ہے۔ بمطابق ریکارڈ اہل کار مذکورہ کے خلاف کوئی انکوائری نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی زیر التواء ہے۔

(د) یہ کہ فراہم کردہ جدید معلومات منجانب اہل کار مذکورہ وہ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ مشترکہ خاندان کی حیثیت سے اپنے والد مرحوم کے مکان میں رہائش پذیر ہے جو کہ محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے۔

صوبہ کی انہار پر درختوں کی چوری

*2627۔میاں شوکت علی لالیکا، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کی تمام انہار پر موجود درختوں کا کنٹرول محکمہ انہار کے پاس تھا۔ جس وقت محکمہ انہار نے درختوں کا کنٹرول محکمہ جنگلات کے سپرد کیا۔ اس وقت نہر اپر چناب بی۔ایس لنک صادقیہ، لوئر سہاگ، اپر سہاگ، طاہر کنال، سلیمانکی لنک، دیپال پور کنال، پر کتنے درخت موجود تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب سے محکمہ جنگلات نے چارج سنبھالا ہے۔ درختوں کی چوری کی شرح بہت زیادہ ہو گئی ہے، جزو (الف) میں بیان کردہ انہار کے محکمہ جنگلات کے کنٹرول میں آنے کے بعد کتنے درخت چوری کاٹے گئے۔ کتنے افراد کے خلاف مقدمات / پرچے درج کروائے گئے۔ کتنوں کو سزائیں ملی۔ کتنا جرمانہ وصول کیا گیا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ درختوں کی کٹائی کی شرح میں اضافہ محکمہ جنگلات کے اہل کاروں کی ملی

بھگت سے ہوا۔ کیا حکومت جو درخت موجود ہیں۔ ان کی حفاظت اور جو چوری ہوئے' ذمہ دار افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے اور مذکورہ انہار پر نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کی تمام انہار پر موجود درختوں کا کنٹرول 07 جون 1994ء تک محکمہ انہار کے پاس تھا۔ بعد ازاں مذکورہ انہار پر درختوں کا کنٹرول محکمہ جنگلات کے پاس آتے وقت درختوں کی تعداد درج ذیل تھی۔

نام ڈویژن	نام نہر	برجی نمبر آر۔ڈی	تعداد درختاں
قصور	دیپالپور کینال	18-208/LR	23,453
اوکاڑہ	۔ایضاً۔	208-268/LR	2,325
قصور	بی۔ایس۔لنک	0-150/-	9713
اوکاڑہ	۔ایضاً۔	107-240/-	11,025
گوجرانوالہ	اپر چناب	40-200/-	6,287
سیالکوٹ	اپر چناب (U.C.C)	-	12,770
لاہور / شیخوپورہ	۔ایضاً۔	209-283/-	4,519
اوکاڑہ	لوئر سہاگ کینال	0-128/-	19.674
۔ایضاً۔	لوئر دیپال پور کینال	0-27/-	3,550
۔ایضاً۔	اپر سہاگ کینال (طاہر کینال)	0-47/-	3,800/-
		میزان	97,116

(ب) یہ درست نہ ہے۔ جزو(الف) میں بیان کردہ انہار پر درخت کاٹے گئے۔ جتنے مقدمات درج ہوئے۔ جتنوں کو سزائیں ہوئیں اور جتنا جرمانہ وصولی کیا گیا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈویژن	نام نہر	تعداد درختاں جو چوری کاٹے گئے۔	تعداد افراد جن کے خلاف مقدمات پولان فارسٹ ایکٹ 1927ء کے تحت محکمہ نے عدالت میں بھجوائے	تعداد افراد جن کے خلاف پرچہ جات پولیس زیر تعزیرات پاکستان درج کرائے گئے۔	رقم مجموعہ مالیت مال بذریعہ محکمہ زیر فارسٹ ایکٹ 1927ء وصول کی۔	تعداد مزمان جن کو سزا مل
اوکاڑہ	دیپال پور کینال	353	169	15	16,000	آج تک
۔ایضاً۔	بی۔ایس لنک	382	34	9	42,700/-	کسی کو

۔ایضاً۔	لوئر ساگ کینال	609	409	22	20,800/-	کوئی سزا
۔ایضاً۔	اپر ساگ کینال	263	116	30	28,140/-	رقیہ نہ
قصور	دیپالپور کینال	1040	89	33	62,500/-	ہوئی ہے
۔ایضاً۔	بی۔ایس۔لنک	234				
گوجرانوالہ	اپر چناب	150	44	2	10,980/-	
سیالکوٹ	۔ایضاً۔	55	13	2	10,420/-	
لاہور / شیخوپورہ	۔ایضاً۔	580	102	9	48,030/-	
	میزان	3666	976	122	2,39,570/-	

(ج) یہ درست نہ ہے کہ درختوں کی کٹائی کی شرح میں اضافہ محکمہ جنگلات کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ہوا۔ بلکہ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جو درختان کھڑے ہیں ان کی پوری طرح سے حفاظت ہو رہی ہے۔ اور جو درختان چوری ہوئے ہیں۔ ذمہ دار افراد کے خلاف محکمہ ہذا قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ اور لا رہا ہے۔ اور حکومت مذکورہ انہار پر درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے' اس مقصد کے لئے فنڈز محدود مہیا ہوتے ہیں۔ جب سے موجودہ انہار کا کنٹرول محکمہ ہذا کے تحت آیا ہے' ہر سال کی گئی درخت کاری مندرجہ ذیل ہے۔

سال	رقبہ شجر کاری
1994-95ء	4,295 ایوینیو میل (Avenue Mile)
1995-96ء	4,000 ۔ایضاً۔
1996-97ء	6,200 ۔ایضاً۔
1997-98ء	2,500 ۔ایضاً۔

وائلڈ لائف پارک لاہور کے پھل دار باغ کے رقبہ کی تفصیل

*2822۔چودھری خالد جاوید وڑائچ. کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ووڈ اینڈ وائلڈ لائف پارک لاہور کے پھل دار باغ کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس میں کس قسم کے پودے کتنی تعداد میں ہیں۔

(ب) مذکورہ پارک کے پھل دار باغ کی نیلامی بابت سال 1998-99ء کتنی رقم میں ہوئی اور بولی میں یہ باغ کس ٹھیکیدار نے حاصل کیا۔

(ج) نیلامی کی رقم کتنی قسطوں میں ادا کی گئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) ووڈ لینڈ وائلڈ لائف پارک میں پھل دار باغ کا کل رقبہ 19 ایکڑ ہے اور اس میں درجہ ذیل اقسام

کے پودے موجود ہیں۔

نام پودہ	تعداد
امرود	540 درخت
کینو	40 درخت
آم	20 درخت
بھگو گوشہ	22 درخت

(ب) مذکورہ پارک کے پھل دار باغ کی نیلامی سال 99-1998ء مبلغ -/22110 روپے میں مسٹر غلام مصطفیٰ ولد محمد علی سکنہ غازی پورہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ کے نام ہوئی۔

(ج) نیلامی کی رقم کی پہلی قسط مبلغ -/9510 روپے مورخہ 20-10-98 کو جمع کروائی گئی۔ دوسری قسط 20-1-99 کو واجب الادا تھی لیکن مذکورہ ٹھیکیدار دوسری قسط کی ادائیگی سے انکاری ہے اور باغ چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ تاہم دفتر میں ہذا اس سے رابطہ کر کے ادائیگی کروانے کی کوشش کر رہا ہے۔

فش سیڈ ہیچری کے رقبہ کی تفصیل

*2902۔ چودھری شوکت حیات چٹھہ، کیا وزیر جنگلات وماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فش سیڈ ہیچری موضع چھنانواں ضلع گوجرانوالہ کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنا رقبہ استعمال ہو رہا ہے۔ اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے۔

(ب) مذکورہ فارم اور رقبہ سے حکومت کو کتنی سالانہ آمدنی ہو رہی ہے۔ اس کی دیکھ بھال پر کتنا سالانہ خرچ ہو رہا ہے اور ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنس کی مد میں کتنا خرچ ہو رہا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ فارم کی بہتری اور اس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال):

(الف) فش سیڈ ہیچری چھنانواں ضلع گوجرانوالہ کا کل رقبہ 447۔ ایکڑ ہے۔ جس میں سے 65۔ ایکڑ پر ہیچری کے تالاب و دفاتر اور لیبارٹریاں وغیرہ قائم ہیں۔ تقریباً 217۔ ایکڑ متروکہ نہر کا رقبہ ہے۔ جو کہ بطور فش فارم استعمال ہو رہا تھا۔ یہ فش فارم ملحقہ دریائے چناب میں مختلف سالوں

میں آنے والے زبردست سیلابوں کی وجہ سے ریت اور بھل وغیرہ سے اس قدر بھر چکا ہے کہ وہ مچھلی کی پیداوار کے لئے ناکارہ ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں اس فارم کا کچھ حصہ دریا برد بھی ہو چکا ہے۔ مقامی انتظامیہ کی کوششوں کے باوجود ابھی تک 35۔ ایکڑ رقبہ موضع کوٹ رتہ کے ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ جبکہ 130۔ ایکڑ رقبہ پر دیہی آبادیوں کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے مارجنل بند بنائے گئے ہیں۔

(ب) دوران سال 98-1997ء ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز وغیرہ پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ جبکہ ہیچری کی دیکھ بھال و دیگر امور پر اٹھنے والے اخراجات تقریباً 30 5 لاکھ روپے تھے۔ بچہ مچھلی کی نجی شعبہ میں فروخت سے 43 5 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی جبکہ 50 لاکھ بچہ مچھلی گوجرانوالہ ڈویژن میں واقع مختلف قدرتی پانیوں میں ڈالا گیا۔ جس کی قیمت کم از کم 20 لاکھ روپے بنتی ہے۔ دریاؤں اور نالوں کے ٹھیکہ جات' شکار ماہی کی مد میں حاصل ہونے والی رقم میں خاطر خواہ حد تک اضافہ ہوا۔

ہیچری چھنانواں پر نہ صرف بچہ مچھلی ہی پیدا کی جاتی بلکہ ماہی پروری کے بابت دیگر امور پر ریسرچ بھی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں گوجرانوالہ' گجرات اور سیالکوٹ کے اضلاع سے تعلق رکھنے والے فش فارمرز حضرات کو ہیچری میں قائم لیبارٹریوں سے مٹی اور پانی کے تجزیہ کی مفت سہولت کی فراہمی کے ساتھ ساتھ مچھلی فارمنگ کی بابت مختلف انتظامی مسائل کے حل کے لیے مشورہ جات بھی دیئے جاتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ہیچری چھنانواں علاقے کے فش فارمرز حضرات کا ایک تربیتی مرکز ہے۔ یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ اس ہیچری کے مضافات میں تقریباً 40-35 تک پرائیویٹ ہیچریاں اور 625 ایکڑ سے زائد رقبہ پر فش فارمز قائم ہو چکے ہیں۔

(ج) اس سلسلہ میں کچھ ترقیاتی سکیمیں بنا کر حکومت کو بھیجی گئی ہیں جن پر تا حال ضروری فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بارڈر ایریا میں شجر کاری کی تحریک

400-جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں واقع بارڈر ایریا پر درختوں کے کاٹنے پر پابندی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا پابندی کی وجہ سے کاشت کار درخت لگانے سے گریز کرتے ہیں۔

(ج) کیا حکومت نے اس مسئلے کے حل کے لئے درختوں کی کوئی ایسی اقسام متعارف کرائی ہیجو مذکورہ بالا پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت بارڈر کے علاقے کے لوگوں کو شجر کاری کی ترغیب کے لئے کوئی منصوبہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات(ملک سلیم اقبال)۔

(الف) یہ بات کلی طور پر درست نہ ہے لیکن جزوی طور پر درست ہے۔ باڈر ایریا کی خصوصی حیثیت کی وجہ سے مرکزی حکومت نے بذریعہ ایکٹ نمبر XVIII مجریہ 1992ء کی شق 3 کے تحت مندرجہ ذیل جزوی پابندی لگائی ہے۔ پہلی زون جو کہ ملکی سرحد سے چار کلومیٹر تک ہے' کاشت کار پندرہ درخت فی ایکڑ چھوڑ کر باقی درختان کو فروخت کر سکتا ہے/ کاٹ سکتا ہے۔ ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے جبکہ دوسری زون جو ملکی سرحد سے چار کلو میٹر سے آٹھ کلومیٹر تک ہے میں کاشت کار دس درختان فی ایکٹر چھوڑ کر باقی درختان کو کاٹ سکتا ہے قانون کا مکمل مسودہ اس ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) کاشت کار کو پہلی زون میں پندرہ درخت چھوڑ کر اور دوسری زون میں دس درخت فی ایکٹر چھوڑ کر باقی تمام درخت کاٹنے کی اجازت ہے' اس لیے کسی کاشت کار کا درخت لگانے سے گریز کرنا سمجھ سے بالا تر ہے۔ بارڈر ایریا میں درختان کی ضرورت دفاعی بنیاد پر ہے اور ملکی سلامتی کا معاملہ ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے۔ الحمدللہ پاکستان کا ہر شہری اور خصوصی طور پر

بارڈر ایریا کے باشندے وطن سے محبت کرتے ہیں اور وطن کی سلامتی کے لیے جان و مال قربان کرنے والے ہیں لہذا وہ فی ایکڑ دس سے پندرہ درخت اپنی زمین پر چھوڑ کر ملک کے دفاع میں براہ راست حصہ لے رہے ہیں۔ اس لیے گریز کا لفظ استعمال کرنا ان کے جذبے کی توہین ہے۔ ملک کا دفاع ہم سب کا مشترکہ فرض ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ایسا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں اور اگر فرض کر بھی لیا جائے کہ مبینہ طور پر ایسا کوئی مسئلہ ہے بھی تو بات درختان کی اقسام متعارف کروانے سے حل نہیں ہو گی' کیونکہ ملکی دفاع کے لیے بارڈر ایریا میں فوج کو ان زمینوں پر درختان' کیموفلاج کرنے کے لیے لازم ہیں اور فی ایکڑ دس سے پندرہ درختان' خواہ کسی بھی قسم کے ہوں' ان کا زمین پر ہونا لازم ہے تاکہ ہنگامی حالات میں افواج پاکستان ان سے استفادہ کر سکیں۔

(د) بارڈر ایریا میں افواج پاکستان اپنی زیر نگرانی خالی زمینوں پر خود شجر کاری کر رہی ہیں۔ اس طرح کا ایک منصوبہ رچنا /باری دوآب کے علاقے میں سال 96-1995ء سے جاری ہے۔ اس طرح کا ایک منصوبہ جنوبی پنجاب کے بارڈر ایریا کے لیے بھی زیر غور ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں سیاحت کے مراکز کا قیام

442۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر سیاحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سیاحت کی ترقی کے لئے اقدامات کو ترجیح دے رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے بصیر پور اور منڈی احمد آباد کے علاقہ کو سیاحت کے مراکز قائم کرنے کے سلسلہ میں نظر انداز کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں ان علاقوں میں کئی ایسے مقامات ہیں جنہیں سیاحت کے مراکز کی حیثیت سے ترقی دی جا سکتی ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان علاقوں میں کون کون سے مقامات پر سیاحت کے مراکز قائم کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سیاحت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) حکومت پنجاب نے فروغ سیاحت اور اس کی ترقی کے لئے بھر پور کردار ادا کیا ہے۔ پنجاب ٹورازم نے صوبے کے مختلف حصوں میں تفریحی مراکز اور سیاحتی ریزرٹ بنائے ہیں جو کہ فورٹ منرو سے لے کر مری تک ہیں۔ جو ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے لئے باعث تفریح ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب ٹورازم کی لگژری ٹرانسپورٹ سروس سیاحوں کو مری کے پر فضا مقام اور ملتان کے تاریخی اور ثقافتی شہر تک ٹرانسپورٹ کی سروس بھی مہیا کرتی ہے۔ مزید برآں پنجاب ٹورازم کے پیکج ٹور سیاحتی مقامات کی سیر اور اپنے تاریخی اور ثقافتی ورثے کو روشناس کرانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

پنجاب ٹورازم حکومتی پالیسی کے تحت ٹورازم سیکٹر کے فروغ کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کی شمولیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہے۔ مندرجہ ذیل پراجیکٹ اور ٹی۔ڈی۔سی۔پی۔ ٹرانسپورٹ اس کی واضح مثالیں ہیں۔

1۔ راوی کیبل کار 2۔ کائیو سٹار ہوٹل ڈنہ 3۔ مری بروہی پراجیکٹ 4۔ پراجیکٹ پرائیویٹ سیکٹر سے (B O T Base) پر بنوائے جائیں گے۔

(ب) حکومت پنجاب اور اس کا ذیلی ادارہ پنجاب ٹورازم ضلع اوکاڑہ کے گرد نواح میں مختلف پروگراموں کی تکمیل پر عمل پیرا ہے۔ چھانگا مانگا اور ساہیوال ریزرٹ اس سلسلے کی کڑی ہیں۔ جو زیر تکمیل ہیں۔ اس کے علاوہ ہیڈ بلوکی پر واٹر سپورٹس ریزرٹ بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ یہ درست نہیں کہ ضلع اوکاڑہ کے علاقہ بصیر پور کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ محکمہ سیاحت پنجاب فروغ سیاحت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے اور کسی بھی اہم سیاحتی مقام کے فروغ کے لئے ہر قسم کی ماہرانہ اور پیشہ ورانہ خدمات دینے کا پابند ہے تاکہ پرائیویٹ سیکٹر کی مدد سے پورے پنجاب میں زیادہ سے زیادہ تاریخی، تفریحی مقامات کو متعارف کیا جاسکے۔

(ج) ضلع اوکاڑہ کی تاریخی اور تہذیبی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق پنجاب میں مختلف منصوبوں پر کام جاری ہے۔ مزید صوبہ پنجاب تاریخی اور ثقافتی ورثہ سے مالا مال ہے اور محدود ذرائع کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ پورے پنجاب میں ہمہ وقت تمام مراکز میں منصوبے شروع کئے جاسکیں۔ پنجاب ٹورازم سیاحت کے فروغ کے

لئے مرحلہ وار پروگرام پر کوشاں ہے۔ جس میں پرائیویٹ سیکٹر کی معاونت اہم ہے۔ ضلع اوکاڑہ کے گردونواح میں دیپال پور کا قلعہ اور ہیڈ سلیمانکی تاریخی اور سیاحتی مقامات ہیں۔

(د) پنجاب ٹورازم فروغ سیاحت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے اور مزید پرائیویٹ سیکٹر کی مدد سے (BOT Bases) پالیسی پر مرحلہ وار کا پابند ہے۔ دیپال پور قلعہ کے لئے محکمہ آثار قدیمہ سے رابطہ کیا گیا ہے تا کہ اس کی تاریخی حیثیت کو محفوظ اور برقرار رکھا جا سکے۔ حکومت ہیڈ سلیمانکی کو تفریحی مقام بنانے کے لئے کوشاں ہے۔ مزید فارسٹ محکمہ نے ہیڈ سلیمانکی پر تفریحی مقام بنوایا ہے۔ منڈی احمد آباد بارڈر کے نزدیک ہونے کی وجہ سے موزوں نہیں۔

چوک حافظ لال میں سیل پوائنٹ اور گرین مین فراہم کرنے کے اقدامات

445۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ درختوں کو لگانے کے لیے مختلف علاقوں میں سیل پوائنٹ اور گرین مین مہیا کئے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں ضلع اوکاڑہ میں بصیر پور اور منڈی احمد آباد قانون گوئیوں میں کوئی سیل پوائنٹ مہیا نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت چوک حافظ لال کے مقام پر متذکرہ سیل پوائنٹ اور گرین مین کب تک فراہم کرنے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ بالکل درست ہے کہ مختلف علاقوں میں سیل پوائنٹ اور گرین مین مہیا کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ضلع اوکاڑہ میں دس مراکز ہیں جن میں اوکاڑہ، رینالہ خورد، گوگیرہ، چک 4/G D، چک 53/2-I، شاہ پور، وساویوالہ، دیپالپور، حجرہ شاہ مقیم، بصیر پور اور منڈی احمد آباد مراکز شامل ہیں۔ ان سب مراکز میں گرین مین تعینات ہیں اور کل 30 کسان نرسریاں ہیں اور یہ نرسریاں ہمارے سیل پوائنٹس بھی ہیں۔ موسم بہار 1999ء کی شجرکاری مہم کے دوران ان نرسریوں کے علاوہ 80 سیل پوائنٹ بھی قائم کئے گئے تھے۔

(ب) ضلع اوکاڑہ کی قانون گوئیوں بصیر پور اور منڈی احمد آباد میں سفیدہ کی دو اور سمبل کی ایک

نرسری موجود ہے اور یہ نرسریاں ہمارے سیل پوائنٹس بھی ہیں۔

(ج) مزید چوک حافظ لال کے مقام پر موسم برسات 1999ء کی شجر کاری مہم میں سیل پوائنٹ قائم کر دیا جائے گا اور گرین مین کے پاس پہلے ہی اضافی چارج دیا جا چکا ہے۔ جلد ہی انفرادی طور پر گرین مین فراہم کر دیے جائیں گے۔

کم از کم دو سیل پوائنٹ فی مرکز قائم کئے گئے ہیں اگر عوام کی شمولیت ہوتی گئی تو اہل پوائنٹ گاؤں گاؤں پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اس کے لئے نرسری لگانے والے فارمی ضرورت ہے' جو کہ حافظ لال کے قریب گوہر آباد ایک نرسری حال ہی میں شروع ہوئی ہے جس کی مدد سے وہاں موسم برسات میں سیل پوائنٹ قائم کیا جا سکے گا۔ اب تک چوک حافظ لال کے لئے سیل پوائنٹ رکن پورہ میں تھا اور وہاں سے چوک حافظ لال کے کچھ شہریوں نے پودے خریدے بھی ہیں۔

قرارداد

محرم الحرام کے دوران امن و امان قائم رکھنے پر حکومت کو خراج تحسین

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کر کے محرم الحرام کی بابت قرار داد تہنیت و تشکر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور 115 کو معطل کر کے محرم الحرام کی بابت قرار داد تہنیت و تشکر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت

قاعدہ 32 اور 115 کو معطل کر کے محرم الحرام کی بابت قرار داد تہنیت و تشکر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، جناب صدر شاکر صاحب!

چودھری محمد صدر شاکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ معزز ایوان محرم الحرام کے دوران امن و امان قائم رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، معزز وزرائے کرام، ممبران قومی و صوبائی اسمبلی، علمائے کرام، انتظامیہ اور پولیس کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"یہ معزز ایوان محرم الحرام کے دوران امن و امان قائم رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، معزز وزرائے کرام، ممبران قومی و صوبائی اسمبلی، علمائے کرام، انتظامیہ اور پولیس کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔"

(قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ معزز ایوان محرم الحرام کے دوران امن و امان قائم رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، معزز وزرائے کرام، ممبران قومی و صوبائی اسمبلی، علمائے کرام، انتظامیہ اور پولیس کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پچھلے اجلاس کی ایک تحریک استحقاق نمبر 40 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ملتوی چلی آ رہی ہے۔ یہ پیش ہو چکی تھی لیکن لاء منسٹر صاحب نے اس کا

جواب دینا تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! چونکہ آج محرک خود بھی تشریف نہیں لائے اس لیے بہتر ہو گا کہ اسے سوموار تک کے لیے مؤخر کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اسے سوموار کو لیں گے۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، جناب والا! نماز عصر کی اذان ہو چکی ہے لہذا نماز کے لیے وقفہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ نماز عصر کے لیے 15 منٹ کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز عصر کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز عصر کے وقفے کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ یہ پہلی تحریک استحقاق ملتوی ہو گئی ہے کیونکہ جناب سعید اکبر خان صاحب نہیں ہیں۔ یہ تحریک استحقاق سوموار تک کے لیے ملتوی ہوئی ہے۔ اب ایک تحریک استحقاق نمبر 44 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

ڈی پی آئی (ای) کے طرز عمل سے رکن اسمبلی کی توہین

رانا ثناء اللہ خان، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ خورشید احمد ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کمالیہ جو ٹرانسفر ہو کر مزید تقرری کے لیے ڈی پی آئی (ای) کی ڈسپوزل پر تھے ان کے متعلق میں نے ظفر محمود صاحب سیکرٹری سکولز سے گزارش کی کہ فیصل آباد میں ڈپٹی ڈائرکٹر (ای) کی اسامی بوجہ ریٹائرمنٹ خالی ہو چکی ہے۔ اس پر انھیں تعینات کر دیا جائے۔ سیکرٹری صاحب نے ٹیلی فون پر ڈی پی آئی ای سے کہا کہ متعلقہ آفیسر اچھی شہرت رکھتے ہیں اور جگہ بھی خالی ہے' اس لیے انہیں وہاں تعینات کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر آخر میں سیکرٹری صاحب نے یہ کہہ دیا کہ ایک رکن اسمبلی بھی میرے پاس بیٹھے ہیں' وہ بھی انہیں recommend کرتے ہیں۔ اگلے روز جب متعلقہ آفیسر سیکرٹری صاحب کے حکم پر اپنے ٹرانسفر آرڈر لینے ڈی پی آئی (ای) کے آفس گیا تو انہوں نے انتہائی توہین آمیز انداز میں کہا کہ تمہاری recommendation کسی رکن اسمبلی نے کی ہے' میں تمہیں کسی صورت فیصل آباد تعینات نہیں کروں گا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ جائز مسئلے میں کسی ماتحت کی بات اعلیٰ افسران تک convey کرنا کسی صورت باعث اعتراض نہیں لیکن بیورو کریسی

کی طرف سے ایسا رویہ کہ جائز کام صرف اس وجہ سے نہ کرنا کہ رکن اسمبلی کی طرف سے recommend کیا گیا ہے اور پھر اس کا چیلنج کے انداز میں اعلان کرنا باعث مذمت فعل ہے۔ ڈی پی آئی (ای) کے مندرجہ بالا رویہ سے میرا استحقاق بطور رکن اسمبلی مجروح ہوا ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب! شارٹ سٹیٹمنٹ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہمارے محکمہ جات کی انٹرنل ورکنگ کی صورت حال یہ ہے کہ اگر ایک ادنیٰ ملازم اپنی کوئی جائز بات اتھارٹی تک پہنچانا چاہے تو میرا خیال ہے اسے سالہا سال لگ جاتے ہیں اور اس کی بات نہ پہنچتی ہے اور نہ اس کا ازالہ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں کہ جب کہ اس ملازم کو آئین کے تحت ووٹ کا حق بھی ہے اور اپنے رہائشی حلقے میں صوبائی سطح پر اور قومی سطح پر نمائندے منتخب کرتا ہے تو اگر وہ اپنی کسی جائز اور چھوٹی سی ضرورت کے لیے کسی رکن اسمبلی کے پاس آتا ہے اور اس کی جائز بات ان تک پہنچائی جاتی ہے تو یہ کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں کہ جس پر ری ایکشن کیا جائے۔ یعنی ہوتا یہ ہے کہ یہی لوگ خود تو اتنے بڑے بڑے عہدوں پر سیاسی سفارشوں کے ذریعے پہنچ جاتے ہیں اس وقت تو یہ قابل اعتراض بات نہیں ہوتی۔ اگر کوئی آدمی سیاسی سفارشوں کے بل پر اکیسویں اور بیسویں گریڈ میں induct ہو جائے تو یہ قابل اعتراض بات نہیں ہے' کوئی ہائی کورٹ کا جج بن جائے یہ تو قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اگر کوئی کلرک یا کوئی ادنیٰ ملازم سفارش کروا لے تو اسے پکڑ لیا جاتا ہے کہ جناب! یہ سیاسی سفارش کروائی جا رہی ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ مداخلت ہے۔ تو بیورو کریسی میں چند افراد نے اس تصور کو ابھی تک قبول ہی نہیں کیا کہ وہ عوام کے خادم ہیں۔ وہ ابھی تک خود کو عوام کے حکم ران سمجھتے ہیں اور پارلیمانی جمہوری نظام میں اراکین اسمبلی کے رول کو اور اس نظام کو انہوں نے دل سے قبول ہی نہیں کیا۔ اس تحریک میں' میں نے جس آدمی کی بات کی ہے' یعنی اگر وہ آدمی کرپٹ ہے' وہ incompetent ہے تو پھر اس آدمی کو آپ کسی جگہ نہ لگائیں' اسے او ایس ڈی بنائیں۔ اب اسی آدمی کو جڑانوالہ میں اسی عہدے پہ لگایا ہوا ہے اور جڑانوالہ میں رہنے والے آدمی کو فیصل آباد لگایا ہوا ہے یعنی وہ آدمی روزانہ فیصل آباد سے پچاس ساٹھ کلومیٹر فاصلہ کر کے جڑانوالہ ڈیوٹی دینے جاتا ہے اور جڑانوالہ رہنے والا ساٹھ کلومیٹر سفر کر کے فیصل آباد آتا ہے۔ اور اگر ہم نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ جناب! اس سے آپ کے محکمے کو بھی سہولت ہو گی اور

اس میں ان لوگوں کا بھی بھلا ہو جائے گا تو صرف اس بات کو ایک پوائنٹ بنا کر تقریباً ڈیڑھ دو مہینے تک linger on کیا اور اس کے بعد وہی کیا جس کو وہ اپنی انا کا مسئلہ سمجھتے تھے اور ہم اس کو کسی طور پر قبول نہیں کرتے۔ تو جناب سپیکر! اس تحریک سے میرا صرف اور صرف مقصد یہ ہے کہ جمہوریت مخالف اور عوامی نمائندوں کے ساتھ جو ایک انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اس رویے کی مذمت ہونی چاہیے۔ اور اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے کیوں کہ اس کے بغیر یہ نظام عوام میں اپنی جڑیں نہیں پکڑ سکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! وزیر تعلیم صاحب نہیں آئے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنے لگا ہوں۔ وزیر تعلیم صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے بڑی تفصیل سے وضاحت لکھ کر رانا صاحب کو دے دی گئی ہے۔ میرے خیال میں رانا صاحب نے پڑھ بھی لی ہوگی۔ تو میں اس میں سوائے اس کے یہ گزارش کروں کہ اگر انہوں نے پڑھا ہے اور اس جواب میں اگر کوئی خاص اعتراض ہے تو رانا صاحب اس کی کوئی نشان دہی کریں تو میں اس کے متعلق کوئی جواب دے سکوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ جو میں نے کہا ہے وہ وزیر تعلیم صاحب نے نہیں سنا' وہ ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ جو ان کو محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے' نہ اس کی مجھے کاپی ملی ہے' نہ میں نے اسے پڑھا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! چونکہ جواب کافی لمبا ہے جو میرے پڑھنے سے میرے خیال میں دس بارہ منٹ لے گا۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' آپ اس کی سمری بنا دیں کہ اس کا net result کیا ہے؟

وزیر تعلیم، net result یہی ہے کہ رانا صاحب نے جس آفیسر کے خلاف یہ تحریک پیش کی ہے ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس آفیسر کو ہرگز ایسی بات نہیں کہی اور انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اس نے شاید غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور اس بنیاد پر اگر رانا صاحب کو کوئی اور اعتراض ہے اور اگر ان

کو یقین ہے کہ اس آفیسر نے جو بات جواب میں کہی ہے وہ حقیقت کے قریب نہیں تو پھر وہ جو بھی تجویز کریں ہم اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انسان جھوٹ بول لیتے ہیں' لیکن حالات جھوٹ نہیں بولتے۔ اس سلسلے جو بھی متعلقہ حالات ہیں' محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ میں نے نہیں دیکھا۔ اس کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔ وزیر تعلیم صاحب کے ہی ذمے لگا دیں میں سارے حقائق ان کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ اگر یہ اس نتیجے پہ پہنچیں کہ میری بات درست ہے تو پھر اس پہ ایکشن لینا ان کا کام ہے اور اگر یہ ایمان داری سے اس نتیجے پہ پہنچیں کہ اس میں کوئی غلط تاثر یا غلط فہمی کا عنصر ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بات پہ زور نہیں دوں گا لیکن یہ جواب کی کاپی مجھے دیں اور اس کے بعد میں حقائق ان کے سامنے رکھوں گا یہ خود اس بات کو تسلیم کریں گے کہ واقعی یہ بات غلط ہوئی ہے اور انہوں نے اس معاملے میں زیادتی کی ہے۔

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میرے خیال میں رانا صاحب کی تجویز بہت معقول ہے اور میں چیئر سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کو قبول کر لیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس طرح کرتے ہیں کہ اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں اور آپ کو محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ آپ رانا صاحب کو دے دیں۔ رانا صاحب آپ سے پھر ڈسکس کر لیں گے۔ رانا صاحب! یہ جواب ملنے کے بعد آپ وزیر صاحب کے پاس بیٹھ کر ڈسکس کر لیں اور اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگلے اجلاس کے دن پیر کو آپ بتا دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جی' ٹھیک ہے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 45 حاجی احمد خان ہرل صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ حاجی صاحب تشریف نہیں لائے تو پھر اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق ختم ہوتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کرتے ہیں۔ راجا صاحب! کچھ تحاریک التوائے کار پچھلے اجلاس میں پیش ہوئیں اور کچھ پینڈنگ ہوئی ہیں۔ پہلے پینڈنگ تحاریک کو ٹیک اپ کریں یا آپ کا کیا پروگرام ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میری استدعا ہو گی کہ آج تازہ تحاریک ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ اسی دوران ہم اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ بیٹھ کر sort out کر لیں گے اور جو تحاریک پینڈنگ چلی آ رہی ہیں انہیں پیر کو ٹیک اپ کر لیں گے تو آج نئی تحاریک لے لیں۔

جناب سپیکر: تو آج ساری نئی تحاریک لینی پڑیں گی؟

وزیر قانون: جی، آج ساری نئی تحاریک لے لیں۔ کیونکہ جو پینڈنگ تحاریک ہیں ان کا جواب اس وقت میرے پاس موجود نہیں تو ہم اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ بیٹھ کر sort out کر لیں گے اور ان کا جواب پیر کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جو تحاریک پہلے اجلاس میں پیش ہوئیں اور پینڈنگ ہوئیں ان کے بارے میں وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ انہیں پیر کو ٹیک اپ کریں گے۔ ٹھیک ہے تو پھر آج نئی تحاریک ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1 لوکل گورنمنٹ سے متعلق راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

تحصیل راولپنڈی میں پل جھاورے کی تعمیر

راجہ محمد جاوید اخلاص: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی تحصیل کے حلقہ پی پی 4 میں ایک پل جھاورے کی تعمیر کا کام محکمہ لوکل گورنمنٹ رورل ڈویلپمنٹ راولپنڈی نے شروع کیا۔ جس پر تقریباً 80 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے اور تقریباً 8 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور بقایا 3 لاکھ روپیہ جو کہ اس کو مکمل ہونے کے لیے درکار ہے محکمہ کے پاس موجود ہونے کے باوجود خرچ نہ کیا جا سکا۔ محکمہ کی اس تساہل پسندی کی وجہ سے خرچ شدہ رقم بھی ضائع ہو رہی ہے۔ جس سے عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے اور معاملہ حکومت کے لیے باعث بدنامی اور فوری توجہ کا متقاضی ہے۔ لہذا اس معاملہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب۔

وزیر صحت و مقامی حکومت و دیہی ترقی (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ پل جھاورے سال 92-1991ء کے دوران 10 لاکھ روپے کی لاگت سے شروع ہوا تھا۔ جس پر 1 لاکھ 73 ہزار 395 روپے خرچ ہوئے تھے اور بقایا رقم 30-6-93 کو lapse ہو گئی تھی۔ مزید کام دوبارہ رقم نہ ملنے کی وجہ سے جاری نہ رکھا جا سکا۔ جونہی محکمہ خزانہ کی طرف سے مطلوبہ رقم جاری ہو گی، بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔ مزید برآں عرض ہے کہ محکمہ بلدیات نے حکومت پنجاب کے محکمہ پی اینڈ ڈی کو ایک سمری مورخہ 5 نومبر 1997ء کو ارسال کی تھی۔ جس میں ایسے کاموں کی تفصیل دی گئی تھی، جن کے فنڈز 30-6-93 کو lapse ہوئے تھے۔ اس سمری میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ یہ فنڈز محکمہ ہذا کو دیے جائیں تاکہ بقایا کام مکمل کیے جا سکیں۔ تاہم اس پر متعلقہ محکمہ کی طرف سے احکامات کا انتظار ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کو ویسے بھی دیکھا جائے کہ ایک پراجیکٹ جس میں 80 فی صد کام ہو چکا ہے اور تھوڑا کام باقی 20 فی صد رہتا ہے اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی ضائع جانے کا امکان ہے۔ ایسے منصوبہ جات کے لیے کوئی ترجیح ہونی چاہیے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میری تھوڑی سی گزارش یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے بھی کئی موقعوں پر میں تحریک التوائے کار کے ذریعے ایسے منصوبوں کی نشاندہی کر چکا ہوں، جو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ فرمائیں کہ 92-1991ء کے یہ پراجیکٹ ہیں اور آج تقریباً سات سال گزرنے کو ہیں اور یہ منصوبے اسی طرح ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ جس سے عوام کی مشکلات میں ایک تو اضافہ ہوا ہے اور دوسرا حکومت کی ایک کثیر رقم جو ان پراجیکٹس پر خرچ ہو چکی ہے۔ اس کا کوئی فائدہ عوام تک نہیں پہنچا، بلکہ یہ ایک قسم کا فنڈز کا زیاں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! کئی دفعہ اس فورم سے آپ کی جانب سے بھی یقین دہانی کروائی جا چکی ہے کہ ایسے منصوبوں کو خاص طور پر جن کا کام 80 فی صد سے زیادہ مکمل ہو چکا ہے، ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا جائے لیکن گزشتہ تین چار سالوں سے یقین دہانی تو یہاں پر کروا دی جاتی ہے لیکن بجٹ گزر جاتا ہے اور نئے سال میں پھر یہ جواب آ جاتا ہے کہ اب محکمہ کوشش کرے گا۔ جناب والا! اب چونکہ نئے

بجٹ کی آمد آمد ہے' میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس دفعہ یہ مکمل طور پر یقین دہانی کروائیں کہ ایسے منصوبے جن پر اتنا کام ہو چکا ہے' یہ نئے مالی بجٹ میں ہر حالت میں شامل کیے جائیں۔ اس سے حکومت کو بھی فائدہ ہو گا اور لوگوں کی مشکلات میں کمی بھی آئے گی اور حکومت کے لیے ایسا کرنا نیک نامی کا باعث ہو گا۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل کام ہے اور ایسے کئی منصوبے ہیں جو اس طرح التواء میں پڑے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وزیر موصوف اس دفعہ clear cut محکمہ کو ہدایات جاری کریں گے کہ اس سال جو ADP بن رہا ہے' اس میں یہ منصوبے شامل کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر صحت و مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں مکمل طور پر تسلیم کرتا ہوں اور حکومت کی جو پالیسی ہے جس سے بخوبی ہمارے فاضل رکن بھی واقف ہیں کہ اب priority list میں وہی کام ہیں جو pending ہیں' اس کے بجائے کہ نئے کام take over کیے جائیں پرانے کام مکمل کرنے کو ترجیح دی جائے گی۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس یقین دہانی پر آپ press نہیں کرتے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! آپ بھی اس میں رولنگ دے دیں تاکہ نئے مالی سال میں یہ آ جائیں۔ اس میں حکومت کا فائدہ ہے' کروڑوں روپے کی رقم برباد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، میں نے تو اس سے پہلے ہی بات کی ہے اور انھوں نے بھی ہاؤس کو یہی یقین دہانی کروائی ہے کہ اگلے بجٹ میں ان شاء اللہ اس کو وہ take up کریں گے۔

وزیر صحت و مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے جواب میں بھی گزارش کی ہے کہ ہم ان ہی پراجیکٹس کو ترجیح دیں گے جو نامکمل ہیں۔ یقیناً اب ہماری بھی ترجیحات ٹھیک ہو چکی ہیں اور راجہ جاوید اخلاص صاحب کو تو اس کام کے بارے میں اتنا علم نہیں ہے۔ یہ ان کے حلقے کے متعلقہ بھی نہیں ہے' مگر چلیں یہ زور دے رہے ہیں تو میں اس کام پر----

جناب سپیکر، یہ ایک اچھی بات ہے چاہے حلقے کی نہ بھی ہو۔

وزیر صحت و مقامی حکومت و دیہی ترقی، جی' مگر ہم as a policy اس کو ان شاء اللہ کریں گے۔

جناب سپیکر، راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب! اس کو press نہیں کرتے تو یہ disposed of تصور

کی جاتی ہے۔

جناب محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' صدیق سالار صاحب!

جناب محمد صدیق سالار، **********

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

MR MUHAMMAD SIDDIQUE SALAR: Sorry, Sir

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! صدیق سالار صاحب جو بات کرنا چاہتے ہیں' یہ منصوبے ہم ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی میں لے گئے تھے۔

جناب سپیکر، جو سکیمیں ضلعی سطح پر ہیں ان کی ممبران نے نشان دہی کرنی ہے۔ صرف اس حد تک ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنی ہیں۔

وزیر صحت و مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ جو متعلقہ پراجیکٹ ہے اس کے بارے میں بات دوسری طرف چلی گئی ہے۔ یہ پراجیکٹ تعمیر وطن پروگرام کے تحت چل رہا تھا اور اس کے متعلق ہم مسلسل محکمہ خزانہ کو لکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ امید ہے کہ یہ کام ہوجائے گا۔

جناب سپیکر، یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

(اس مرحلے پر بیرسٹر عثمان ابراہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے لاوارث قیدیوں / حوالاتیوں کی فلاح و بہبود کے پراجیکٹ کے لیے فنڈز کی عدم فراہمی

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد ڈسٹرکٹ جیل جس میں ہزاروں قیدی / حوالاتی پابند سلاسل ہیں۔ ان انسانوں کی تربیت' سہولت اور بحالی کے لیے 1993ء میں ایک پراجیکٹ "سو سو اکنامک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ ڈسٹرکٹ جیل

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

فیصل آباد" زیر کنٹرول محکمہ سوشل ویلفیئر شروع کیا گیا تھا۔ جس کے تحت لاوارث قیدیوں / حوالاتیوں بالخصوص وہ عورتیں جو شیر خوار بچوں کے ساتھ قید ہیں۔ ان کی بحالی کے لیے مالی امداد کے علاوہ دینی تربیت ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس سال 99-1998ء میں اس منصوبے کے لیے کوئی بجٹ نہیں رکھا گیا جبکہ پراجیکٹ ابھی تک اس لحاظ سے جاری ہے کہ محکمہ کا عملہ ڈیوٹی پر تعینات ہے اور ایک ویلفیئر آفیسر سمیت نچلا عملہ تعینات ہے لیکن محکمہ ان ملازمین کو جون 1998ء سے تاحال تنخواہ نہیں دے رہا ہے۔ 8 ماہ سے زائد عرصہ سے باقاعدہ ملازمین کو تنخواہ نہیں دی جا رہی اور قیدی/حوالاتی امداد سے محروم ہیں۔ لیکن محکمہ کے ذمہ داران چین کی بانسری بجا رہے ہیں اور متعدد بار نشان دہی کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہو رہے جس سے متعلقہ لوگوں میں بالخصوص اور فیصل آباد کے شہریوں میں بالعموم اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ لہذا اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس کا جواب محکمے نے انتہائی تفصیل سے دیا ہے اور جو متعلقہ حصے ہیں اور جن تحفظات کا معزز رکن نے اظہار کیا ہے ان کی تفصیل میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ محکمہ ہذا نے مذکورہ سکیم کو سال 98-1997ء تک ترقیاتی بجٹ سے جاری رکھنے کے بعد سال جولائی 99-1998ء سے اسے غیر ترقیاتی بجٹ سے جاری رکھنے کے لیے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے جائزہ سیل کو بھجوایا اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی جائزہ کمیٹی نے اس سکیم کے تمام پہلوؤں کی جانچ پڑتال اور مخصوص مقاصد کے حصول کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور اس سکیم کے ڈھانچے میں فعال تبدیلیوں اور توسیع کی سفارش کرتے ہوئے اسے اگلے دو سال تک ترقیاتی بجٹ سے ہی چلانے کی سفارش کی تاہم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی مجاز اتھارٹی نے 1998ء میں چند تکنیکی وجوہ اور قواعد سے انحراف کی بنیاد پر اس پوری سکیم کو فوری طور پر بند کرنے کا فیصلہ کیا اور سکیم ہذا کے تمام کے تمام 6 پراجیکٹس کے اخراجات کے آڈٹ کا بھی حکم دیا۔ اس حکم کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو مجوزہ آڈٹ کے لیے درخواست کی جا چکی ہے۔ اس سکیم میں سنٹرل جیل فیصل آباد کا پراجیکٹ بھی شامل ہے۔ اس پراجیکٹ کی صورت حال یوں ہے کہ پراجیکٹ سٹاف سکیم کی جائزہ رپورٹ پر فیصلے تک سال 99-1998ء میں بھی اپنا کام کرتا رہا ہے' تاہم بجٹ 99-1998ء میں اس پراجیکٹ کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی جا سکی تھی اور سال رواں کے دوران اس سکیم سے متعلق

محکمہ پی اینڈ ڈی کے فیصلہ کی روشنی میں محکمہ فنانس نے بجٹ منظور کرنا تھا۔ اب چونکہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے پراجیکٹ کو بند کرنے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے' لہذا فیصل آباد کی سنٹرل جیل میں جو پراجیکٹ کام کر رہا تھا اسے بند کرنا پڑا اور اس کا سٹاف محکمہ کے دیگر دفاتر میں درج ذیل خالی اسامیوں پر متعین کر دیا گیا ہے تاکہ یہ سٹاف اپنی تنخواہ حاصل کر سکے۔

1۔ سوشل ویلفیئر آفیسر کو ہاسٹل برائے ورکنگ وومن کے دفتر میں 22-3-99 سے تعینات کر دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی تنخواہ اس فورس کے بجٹ سے حاصل کر سکے۔

2۔ جونیئر کلرک جو محکمہ زکوٰۃ سے محکمہ سوشل ویلفیئر میں عارضی طور پر ٹرانسفر ہوا تھا اسے میڈیکل سوشل ویلفیئر ماڈل ڈرگ ڈپو سنٹر فیصل آباد کے دفتر میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

3۔ نائب قاصد کو دفتر سوشل ویلفیئر آفیسر سی ڈی پراجیکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود پوسٹ ورک 1-8-98 سے تعینات کر دیا گیا ہے۔

تمام عملے کو مطلوبہ تنخواہ مل چکی ہے۔ یہی صورت حال دیگر پانچ پراجیکٹس کی بھی ہے اور تمام سٹاف کو محکمہ کے دوسرے دفاتر میں تعینات کر دیا گیا ہے تاکہ انہیں بھی تنخواہ مل سکے۔

جناب چیئرمین! میری استدعا یہ ہے کہ معزز رکن کو اس بات کی تشویش تھی کہ عملے کو تنخواہ نہیں مل رہی اور انہیں سرپلس سٹاف قرار دے دیا گیا ہے۔ تو میں نے جو گزارشات کی ہیں اس کے مطابق ان کو ایڈجسٹ بھی کر دیا گیا ہے اور انہیں تنخواہ بھی ادا ہو چکی ہے۔ اگر معزز رکن اس کے علاوہ مزید کسی امر کی وضاحت چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں وضاحت پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد معزز رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین: جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ صورت حال جواب سے ہی واضح ہو گئی ہے کہ یہ پراجیکٹ 6 جگہ پہ شروع تھا اور اس کے لیے 99-1998ء کے بجٹ میں رقم نہیں رکھی گئی۔ تو جون میں جب بجٹ آ گیا اور ان پراجیکٹس کے لیے رقم نہیں رکھی گئی تھی تو پھر 8 ماہ تک یہ ملازمین وہاں پر کس لیے تعینات رہے؟ آپ تاریخ دیکھ لیں' میں نے یہ تحریک فروری کے پہلے ہفتے میں پیش کی ہے اور وہاں پر 8 مہینے

سے تعینات عملے کو تنخواہ نہیں مل رہی تھی اور اس کے بعد 22-03-99 کو ان کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور اب دوبارہ ایڈجسٹ کرنے کے بعد انہیں تنخواہ ملنی شروع ہو گئی ہے لیکن پچھلے 8 ماہ کی تنخواہ کا کون ذمہ دار ہے؟ اور وہ یہ تنخواہ کہاں سے دیں گے؟ اور آپ اندازہ کریں کہ ہمارے ان محکموں میں اتھارٹی پوزیشن میں جو لوگ بااختیار بیٹھے ہیں اور اتنی سہولتیں اور اتنی تنخواہیں لیتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ 6 پراجیکٹس کو جون میں پیش ہونے والے بجٹ میں فنڈز نہیں ملے اور 8 ماہ تک ان کو یہ پتا نہیں چل سکا کہ ہمارے پاس ان کے لیے بجٹ نہیں ہے' لہٰذا ہم ان لوگوں کو کسی اور جگہ پہ ایڈجسٹ کریں۔ تو وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس انداز سے سوشل ویلفیئر کے محکمے چلا رہے ہیں' یعنی یہ وہ محکمہ ہے جس نے غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی ویلفیئر کا خیال رکھنا ہے تو اس محکمے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو 8 ماہ تک یہی خبر نہیں ہوتی کہ ہمارے فلاں منصوبے کے لیے ایلوکیشن نہیں ہے اور ہم نے ملازمین کو ایڈجسٹ کرنا ہے۔ یہ ان سے کس سوشل ویلفیئر کی توقع کرتے ہیں اور یہ ان کے خلاف کیا ایکشن لینا چاہتے ہیں یا یہ کیا ایکشن لیں گے کہ جن کی یہ حالت ہے؟ اور ان ملازمین کی 8 ماہ کی تنخواہ کا کیا بنے گا؟ جو ملازمین اس عرصے میں وہاں رہے ہیں اور اس کے بعد اس تحریک کے نوٹس میں آنے کے بعد اب انہوں نے انہیں ایڈجسٹ کیا ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! معزز رکن کا فرمانا بالکل درست ہے کہ محکمے نے یہ ساری کارروائی ان کی تحریک کے بعد کی ہے اور انہوں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے میں متعلقہ وزیر کی خدمت میں بھی ذاتی طور پر یہ عرض کروں گا اور جہاں تک محکمے کی کارکردگی کا تعلق ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ذاتی طور پر بھی ٹیک اپ کروں گا اور جو اہل کار بھی اس کوتاہی یا اس تساہل کا ذمہ دار پایا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کو بقایا جات مل جائیں گے۔ اب میرا خیال ہے کہ ان کی یقین دہانی کے بعد آپ اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کی یقین دہانی سے بالکل متفق ہوں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس کارروائی کو انجام تک پہنچانے کے لیے یہ وقت کا تعین فرما دیں۔ ورنہ 8 سال تک اس سلسلے میں یہ انکوائری ہی چلتی رہے گی اور یہ پتا ہی چلاتے رہیں گے کہ یہ کس کا گناہ ہے۔ یہ وقت کا تعین فرما دیں۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! میں نے معزز رکن کی خدمت میں استدعا کی تھی' چونکہ یہاں پر وزیر متعلقہ موجود نہیں ہیں میں ذاتی طور پر بھی ان سے بات کروں گا اور ان سے گزارش کروں گا۔ تو وہ 3 مہینے کے اندر اندر سارے معاملے کو نپٹا دیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک disposed of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک سردار سعید انور صاحب کی ہے۔ سردار صاحب! ایک منٹ ٹھہریں۔

وزیر صحت: جناب چیئرمین! وہ نہیں آئے تو ان کی تحریک کو dispose of کیا جائے۔

جناب چیئرمین: راجا خالد صاحب نہیں آئے' اس لیے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ نمبر 3 کو پینڈنگ کیا جا رہا ہے۔

وزیر صحت: کیوں سر؟

جناب چیئرمین: وہ آج اجلاس میں حاضر نہیں ہیں انہوں نے گزارش کی ہے کہ میری تحریک کو پینڈنگ کیا جائے۔

وزیر صحت: اگر حاضر نہیں ہیں تو ان کی تحریک کو dispose of کیا جانا چاہیے اور اگر انہوں نے تحریک پینڈنگ کرنے کے لیے گزارش کی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی' سردار سعید انور صاحب۔

حلقہ پی پی 71 میں متعدد تعلیمی اداروں کی عمارتیں مکمل ہونے کے باوجود کلاسوں کا اجراء نہ ہونا

سردار سعید انور: شکریہ' جناب چیئرمین۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔71 میں ایک ہائر سیکنڈری اور تقریباً 40 کے قریب پرائمری اور مڈل سکولوں کی عمارتیں مکمل ہونے مدت ہو گئی ہے۔ عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں اور ان سکولوں میں کلاسیں شروع نہیں ہو رہیں جو کہ محکمہ تعلیم کی بے حسی کا ثبوت پیش کر رہی ہیں جس سے عوام کا قیمتی سرمایہ ضائع ہو رہا ہے اور ہماری اور حکومت کی بدنامی ہو رہی ہے۔ اس اہم مسئلے کو حل کرنے کے لیے استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر

اس مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون صاحب! آپ جواب دیں گے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، سردار صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے کم و بیش ہر حلقے میں سکولوں کی کچھ نہ کچھ یہی پوزیشن چلی آ رہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرا ذاتی خط بھی' جو میں نے کوئی ڈیڑھ دو مہینے پہلے لکھا تھا' شاید سردار صاحب کو ملا ہو گا۔ جس میں میں نے ان سے یہی گزارش کی ہے بلکہ ہر ایم پی اے سے گزارش کی ہے کہ اپنے اپنے حلقے کے اندر ایسے تمام سکول جن کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور ابھی تک ان کے اندر سٹاف مہیا نہیں ہوا وہ ان کی نشان دہی کریں اور ہم ابھی ایک ایکسرسائز کر رہے ہیں جس میں ہم نے اپنے پاس سرپلس سٹاف کی identification کی ہے اور اس کے تحت تقریباً پرائمری سطح پر 9ہزار کے لگ بھگ ایسے ٹیچر ہیں جن کو ہم rationalization کے تحت 15 مئی تک پوسٹ کر رہے ہیں اور ان میں ہماری ترجیح انہیں سکولوں میں اساتذہ کو بھیجنے کی ہے جو ابھی تک مکمل ہو چکے ہیں اور چل نہیں رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تقریباً 7 سو کے قریب محکمے کی S N.Es محکمہ خزانہ کے پاس تقریباً 2 سال سے لے کر 3/4 مہینوں کے عرصے میں پینڈنگ چلی آ رہی ہیں اور ہم اس سلسلے میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ کے کئی میٹنگز کر چکے ہیں۔ ان شاء اللہ امید ہے کہ کچھ S N E's کے ذریعے اور کچھ surplus staff کے ذریعے ہم یہ سارے کے سارے سکول activate کریں گے۔ ہماری یہ ٹارگٹ ڈیٹ ہے کہ ان شاء اللہ ستمبر میں جب سکول کھلیں گے تو یہ سارے کے سارے سکول staffed ہو جائیں گے۔ سردار صاحب نے جو متعلقہ سوال کیا ہے مجھے اس پر پوری ہمدردی ہے اور اسی کے تحت ہم دن رات محنت کر کے اس سارے مسئلے کو حل کرنے کی war-footing پر کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب! ٹھیک ہے۔ یہ لیٹر تو سب ممبران کو وصول ہوئے ہیں۔ مجھے بھی یہ لیٹر وصول ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب اس یقین دہانی پر آپ اس کو press نہیں کریں گے؟

سردار سعید انور، نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ یہ بات نہیں ہے۔ مجھے وزیر موصوف کا خط بھی ملا تھا اور اس کا میں نے بروقت جواب بھی دے دیا تھا۔ لیکن اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا اور وہ خط صرف خط کی حد تک ہی رہا ہے۔ میں نے اپنے حلقے سے متعلق جو تحریک پیش کی تھی اسے پورے پنجاب کے ساتھ ملا کر گڈ مڈ کر دیا گیا ہے اور میری تحریک وہیں پر ختم کر دی گئی ہے۔ یہ بات نہیں

ہے۔ میں نے اپنے حلقے سے متعلق 40 سکولوں کا کہا تھا لیکن جب بعد میں سروے کیا تو 50 سکولوں کی بلڈنگیں مکمل ہیں۔ ان کے محکمے کی رپورٹ کے مطابق ان میں سے 23 کی بلڈنگیں نامکمل ہیں اور 27 کی بلڈنگیں مکمل ہو چکی ہیں۔ تو جو 23 نامکمل بلڈنگز ہیں' پانچ چھ سال ہو گئے ہیں وہ نامکمل ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس پر اتنی انوسٹمنٹ ہو چکی ہے۔ اب وہ جگہیں چراغاں کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ وہ مکمل نہیں ہو رہیں۔ محکمہ بلڈنگز اور محکمہ ایجوکیشن میں یہ ایک لڑائی چل رہی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ یہ ہمارا مسئلہ ایسے تو حل نہیں ہو گا جیسے منسٹر صاحب نے فرما دیا ہے کہ ستمبر تک چل جائیں گے۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب! یہ محکمہ تعلیم کی ذمہ داری اس وقت شروع ہوتی ہے جب متعلقہ ڈیپارٹمنٹ محکمہ تعلیم کو بلڈنگز handover کر دے۔ اگر تو وہ نامکمل ہیں تو پھر ابھی تک محکمہ تعلیم کی ذمہ داری شروع نہیں ہو سکی۔ براہ مہربانی آپ نشان دہی کریں کہ کون سی بلڈنگز مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کو handover ہو گئی ہیں؟ جو بلڈنگز مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کو handover ہو چکی ہیں ان کی S.N.E's کے لیے وزیر تعلیم ان شاء اللہ کوشش کریں گے اور جو نامکمل ہیں ان کے لیے متعلقہ محکمہ بلڈنگز ہو گا یا جو بھی محکمہ ہے ان سے آپ رابطہ کریں۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! اب چونکہ یہ تحریک ہاؤس میں آ گئی ہے تو اس کا بھی کیوں نہ یہ فیصلہ ہو جائے کیونکہ ہر حلقے میں نامکمل بلڈنگز کھڑی ہیں۔ ان پر بھی ایکشن کا کیوں نہ کوئی فیصلہ کر لیں۔

جناب چیئرمین، وزیر تعلیم صاحب! آپ ذرا فرمائیں کہ آپ کے محکمے کی طرف سے جس بلڈنگ کی کنسٹرکشن شروع کی جاتی ہے اس کی completion بھی میرا خیال ہے کہ محکمہ تعلیم کے ذمہ ہے تاکہ وہ press کرتا رہے۔

وزیر تعلیم، جناب چیئرمین! provision of funds کا سب کو علم ہے کہ پچھلے سال خصوصی حالات کی بنیاد پر funds کی projects completion کے لیے کافی دقت رہی ہے۔ اس کو دہرانے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ مگر میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان سب پراجیکٹس کو ان شاء اللہ جو ہماری اس دفعہ strategy development کی بنی ہے اس میں ہم on going projects کو آئندہ اے۔ ڈی۔ پی میں priority پر مکمل کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ان سب پراجیکٹس کو اگلے اے۔ ڈی۔ پی میں ڈال

کر مکمل کیا جائے گا اور ہم اسی لیے زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کر رہے ہیں۔ جہاں تک سردار صاحب کا تعلق ہے کہ میں نے ان کی problem کو دوسروں کے ساتھ ملا کر kill کیا ہے تو چونکہ ایسے ہی problems ہر حلقے میں ہیں اس لیے میں نے ذکر کیا ہے۔ مگر سردار صاحب کے حلقے میں انھوں نے سارے سکولوں کی جو نشان دہی کی ہے ان میں کافی سارے سکول پہلے مسجد مکتب سکول تھے۔ وہ پرائمری میں convert ہوئے ہیں تو وہ کسی نہ کسی شکل میں چل رہے ہیں۔ اگر ان میں ایڈیشنل سٹاف زیادہ ہے تو وہ نہیں گیا۔ وہ بھی ان شاء اللہ چلا جائے گا مگر سکول کام کر رہے ہیں۔اسی طرح سے جو پرائمری سکول مڈل میں up grade ہوئے ہیں وہ بھی کام کر رہے ہیں۔ باقی سٹاف کی کمی بھی ان شاء اللہ پوری کر دی جائے گی۔ میں نے ان سے بھی گزارش کی ہے کہ ہم اس problem کو بڑی war-footing پر لے رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب چیئرمین! وزیر تعلیم صاحب کا میرے فاضل رکن کی قرار داد کے سلسلے میں یہ جو بیان ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لیے کم از کم انتہائی غیر اطمینان بخش ہے۔ اس قسم کی باتیں ہم پچھلے کئی سالوں سے سن رہے ہیں لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ یہ تعلیم کا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو باتوں میں یہاں ٹرخانے کی کوشش نہیں کی جا سکتی کیونکہ بقول کسی شاعر کے کہ،

تمام عمر سہاروں پر آس رہتی ہے
تمام عمر سہارے فریب دیتے ہیں

میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جیسے ہمارے بھائی نے ان سکولوں کا ذکر کیا ہے۔ کم از کم اسمبلی کے ممبران یا وہاں پر تعلیم کے جو ڈاکٹرز ہیں یا وہاں پر ڈیپارٹمنٹ کے جو انجینئر ہیں۔ ان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کا سروے کرے۔ آخر ان ممبروں سے آپ نے کیا کام لینا ہے؟ اپوزیشن اس طرح قبرستان بنا ہوا ہے اور اِدھر بھی خاموش قبرستان ہی ہے۔ ہم سے وہ کام لیا جائے۔ ان ممبروں کی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ کم از کم جن علاقوں میں جو سکول بن رہے ہیں ان کو تو چلایا جائے۔ ہمارا تعلیمی معیار پہلے ہی بہت پست ہے۔ جو سکول تقریباً مکمل ہو چکے ہیں ان کو ممبران کے تعاون سے اور اس سلسلے میں جو بھی تھوڑے بہت فنڈز ہیں ان فنڈز کی مدد سے ان سکولوں کو جاری کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف سوال کا جواب دے دینا اور یہاں پر وقت کو ٹال دینا یہ قوم کی کوئی

خدمت نہیں ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی توہین ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے میں آپ کی وساطت سے یہ پُرزور درخواست کرتا ہوں۔ وزیر تعلیم صاحب کی وساطت سے گورنمنٹ پنجاب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایسے سکول جو تیس تیس، چالیس چالیس سکول ہیں، اندازہ کیجیے، ان کو بچوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بنانے کے لیے حکومت کو مربوط قسم کی پالیسی اختیار کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ سردار سعید انور صاحب کافی حد تک مطمئن ہو چکے ہیں۔ (قطع کلامی) ایک منٹ وزیر تعلیم صاحب! میری بات سن لیں ذرا۔ خواجہ صاحب! آپ نے شاید وزیر تعلیم کی بات غور سے نہیں سنی۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم یہ exercise کر رہے ہیں اور انشاء اللہ 15۔ مئی تک ہم یہ exercise مکمل کر لیں گے۔ 15۔ مئی تک جن سکولوں میں سٹاف نہیں ہے، انھوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس تقریباً 9 ہزار کے قریب فالتو سٹاف ہے اور 700 کے قریب فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس S.N.E's کی ڈیمانڈ پڑی ہے، جب یہ exercise مکمل ہو جائے گی تو پھر یہ سارا سٹاف ان سکولوں میں تعینات کر دیں گے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس سکول کی عمارت کے لیے کنسٹرکشن شروع ہوتی ہے وہ وقت پر مکمل نہیں ہوتی۔ وقت پر نامکمل ہونے کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں نے وزیر تعلیم صاحب سے یہی عرض کی تھی کہ آپ کا محکمہ تعلیم اس چیز کو یقینی بنائے کہ جس عمارت کی تعمیر شروع ہو اس کو بروقت مکمل کروایا جائے۔ یہ پوری نگرانی کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب چیئرمین! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین، جی، سردار سعید انور صاحب ذرا پہلے بات کر لیں۔ میں ابھی بتاتا ہوں۔ سردار صاحب پہلے کھڑے ہیں۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! میری بات تو وہیں رہ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ مطمئن میں کیسے ہوں؟ بات تو کوئی ہوئی نہیں۔ یہ تو باتوں کا اور الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے کہ مئی تک ہو جائے گا، ستمبر تک ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! 51 سکول ہیں۔ میرے حلقہ میں ایک ہائر سکینڈری سکول ہے۔ بلڈنگ مکمل ہو گئی ہوئی ہے۔ 50 سکول ہیں جن میں سے 27 محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیے ہیں۔ 23 نامکمل ہیں۔ میری بات کو شاید آپ follow نہیں کر سکے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو 23 عمارتیں ان کے کاغذوں میں نامکمل جائی گئی ہیں۔ وہ نامکمل عمارات

ایسی ہیں کہ کسی کے روشن دان کا شیشہ نہیں' کسی کا دروازہ یا کھڑکی نہیں۔ پھر ادائیگی سب کی ہو چکی ہے۔ ادائیگیاں فائنل ہو چکی ہیں۔ میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج چونکہ floor of the House پر یہ بات آ گئی ہے تو آپ کیوں نہ یہ فیصلہ فرمائیں کہ جو نامکمل عمارتیں چار چار' پانچ پانچ سال سے برائے تعمیر پڑی ہیں وہ کیوں جون کی توں پڑی ہیں؟ ان کی ادائیگیاں ہو چکی ہیں۔ اب نہ ان کا مالک محکمہ تعلیم بن رہا ہے اور نہ ہی محکمہ بلڈ نگز بن رہا ہے۔ ایجوکیشن کا بلڈ نگز(ونگ) ٹوٹ چکا ہے۔ عمارات کوئی پرسان حال نہیں' کوئی پوچھنے والا نہیں۔

جناب چیئرمین، ڈھلوں صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ سردار صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں۔ ان کے حلقے میں واقعی کافی مشکلات ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب چیئرمین! سردار صاحب کا حلقہ unusual ہے۔ آپ دیکھیں کہ کسی حلقے میں نئے پچاس سکول کوئی دو سالوں میں یا تین سالوں میں بنے ہیں؟ آپ ذرا ان کی تعداد بھی تو دیکھیں۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ کچھ بنے ہیں کچھ complete ہوئے ہیں۔

وزیر تعلیم، یہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتے کہ کسی نے ان کے حلقے میں کوئی اچھا کام بھی کیا ہے یہ ضرور یہ کہیں گے کہ جی وہ خالی پڑے ہیں۔ اگر یہ ابھی مکمل نہیں ہوئے تو ہم ان کو مکمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، بہرحال بہتر یہی ہے کہ آپ ان کو مطمئن کریں آپ ان سے ایک میٹنگ کر لیں اور ان کی جائز شکایات کو دور کریں۔

وزیر تعلیم، ٹھیک ہے جی۔ میں ان سے مل لوں گا۔

سردار سعید انور، جناب والا! مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ کہاں سکول بنے ہیں' کس نے بنائے ہیں۔ دیکھیں' وہاں پر سکولوں کی ضرورت تھی۔ سابقہ وزیر تعلیم کی جہاں من پسند جگہ تھی وہاں پر اس نے وہ عمارات بنا دی ہیں۔ ان کے پاس یہاں پر رپورٹیں آ جاتی ہیں اور یہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں اور ہم پر الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کیا بات ہوئی؟

جناب چیئرمین، نہیں وہ آپ پر الزام نہیں لگا رہے۔۔۔

سردار سعید انور، آپ ذرا میرے حلقے میں جا کر دیکھیں۔ کیا وہاں پر سکولوں کی کوئی ضرورت تھی

جہاں پر یہ سکول بنے ہیں؛ وہاں پر عوام کا سرمایہ لگ چکا ہے' لہٰذا وہ سکول تو چل جانے چاہییں ۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کا مسئلہ نہیں۔ یہ میرا مسئلہ بھی ہے جو سابقہ وزیر تعلیم ہوتا ہے اس کے حلقے میں ہمیشہ سکول نامکمل رہتے ہیں میرے حلقے میں بھی یہی پرابلم ہے۔ لیکن میں نے تحریک التوا کے ذریعے یہ مسئلہ ایوان میں نہیں اٹھایا لیکن بہرحال یہ ایک جنرل پرابلم ہے اس لیے میری گزارش ہو گی کہ آپ اس مسئلے کو take up کریں اور سردار صاحب کے ساتھ میٹنگ کریں اور جو جائز مشکلات ہیں وہ حل کریں۔

سردار صاحب' وزیر تعلیم کی اس assurance کے بعد کہ وہ آپ سے میٹنگ کریں گے کیا آپ اس کو press نہیں کرتے۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! وہ پہلے assurance تو دیں۔

جناب چیئرمین، وزیر تعلیم صاحب' آپ اٹھ کر assurance تو دیں کہ آپ ان کے ساتھ میٹنگ کریں گے اور ان کی جائز مشکلات کو حل کرائیں گے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں نے ابھی کھڑے ہو کر دو دفعہ یہ repeat کیا ہے کہ سارے سکول ستمبر تک staffed ہو جائیں گے ۔

سردار سعید انور، جناب والا! ان کی اس یقین دہانی کے بعد میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اسے disposed of تصور کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے تعلیم کے لیے پورا زور لگایا' تعلیم کے لیے بڑی محنت کی ہے ' اور اس کے لیے رات دن بھاگ رہے ہیں اور وزیر تعلیم بھی ان کے ساتھ شامل ہیں تو آج ان کے لیے حکومت کے ایک کارندے' میں خواجہ صاحب کو حکومت سمجھتا ہوں جنھوں نے ہمیں قبرستان کہا ہے' حالانکہ یہ حکومت میں ہیں۔ تو جناب وزیر اعلیٰ کی کی ہوئی محنت کو یہ قبول نہیں کرتے' ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ اپنے وزیر تعلیم کو ساتھ لے کر رات دن کوشش کر رہے ہیں۔ انھیں یہ کریڈٹ ہے۔ ہمیں بات کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین، تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے ---

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! سالار صاحب میرے بڑے بھائی ہیں ۔ انھوں نے بات کو غلط رنگ

دینے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک وزیر اعلیٰ پنجاب کا تعلق ہے' نہ صرف محکمہ تعلیم میں بلکہ دوسرے اداروں میں بھی انھوں نے ریکارڈ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پنجاب گورنمنٹ کو اس بات کا بڑا کریڈٹ جاتا ہے اور یہ یہاں پر ہی نہیں بلکہ پاکستان کے دوسرے صوبے بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ورلڈ بنک کے ڈائریکٹروں نے جو رپورٹ کی ہے' انھوں نے اپنی رپورٹ میں ایک کامیاب وزیر اعلیٰ لکھا ہے ۔ تو صرف معمولی سی شہرت حاصل کرنے کے لیے کسی کی جائز بات کو غلط رنگ دینا مناسب نہیں۔ میں یہاں پر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ جب تک ہم اس سسٹم کو درست نہیں کریں گے' حالات کو درست کرنے کی کوشش نہیں کریں گے' اپنے بھائی کی بات پر عملی طور پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے' اس وقت تک ان باتوں سے کچھ نہیں بنے گا ۔ آپ میری بات سنیں۔ میں سرگودھا کے پاس سلانوالی میں گیا۔ وہاں پر میں نے کھلی کچہری لگائی اس علاقے کے بزرگ مجھے پکڑ کر ایک کالج میں لے گئے 75 لاکھ روپیہ اس کالج پر پچھلے کئی سالوں سے خرچ ہوا ہے۔ اب صرف نو لاکھ روپیہ بقایا رہتا ہے پانچ چھ سال سے وہ کالج غیر آباد ہے اور وہاں پر بھینسیں بندھی ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ ہم پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے ' ہماری حکومت سے بڑی توقع رکھتے ہیں' حکومت اس توقع کو پورا کرنے کے لیے صبح شام کام کر رہی ہے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں' ہم عوام میں رہتے ہیں۔ اگر ہم عوام کی تکلیفوں پر اس فورم پر آواز نہیں اٹھائیں گے اور ہم حکومت کو مطلع نہیں کریں گے تو بات کیسے بنے گی؟ تو جناب' میرے کہنے کا یہ مقصد تھا۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا جسے حق
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب' آپ کی باتوں کو وزیر تعلیم صاحب نے نوٹ کر لیا ہے۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

جناب چیئرمین، مجلس قائمہ کی کچھ رپورٹس پیش ہونی ہیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں مسودہ قانون صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

ملک جلال الدین ڈھکو، جناب والا! میں مسودہ قانون ترمیم ترقیاتی ادارہ چولستان مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

انجینئر ملک ظفر اقبال، جناب چیئرمین! میں مسودہ قانون گیارہویں ترمیم مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب چیئرمین! میں مسودہ قانون ترمیم ضروری اشیاء کنٹرول پنجاب مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب چیئرمین! میں مسودہ قانون ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی پنجاب مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

ہنگامی قوانین

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہنگامی قانون (ترمیم) افعال ناجائز جامعات و بورڈ برائے انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیم پنجاب مجریہ 1999ء

جناب چیئرمین، اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں۔ جی پارلیمانی سیکرٹری (قانون) صاحب۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education

Malpractices (Amendment) Ordinance, 1999.

MR CHAIRMAN: The Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education Malpractices (Amendment) Ordinance 1999 has been laid on the table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Education for report by 07th June, 1999.

ہنگامی قانون انفرمیشن، ٹیکنالوجی بورڈ پنجاب مجریہ 1999ء

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Information Technology Board Ordinance 1999

MR CHAIRMAN: The Punjab Information Technology Board Ordinance 1999 has been laid of the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure It is referred to the standing Committee on Industries and Mineral Development for report by 07th June, 1999.

ہنگامی قانون (ترمیم) (تحلیل) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائیٹز پنجاب مجریہ 1999ء

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Ordinance 1999.

MR CHAIRMAN: The Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Ordinance 1999 has been laid on the Table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Cooperatives for report by 7th June, 1999.

ہنگامی قانون محفوظ انتقال خون پنجاب مجریہ 1999ء

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Transfusion of Safe Blood Ordinance 1999.

MR CHAIRMAN: The Punjab Transfusion of Safe Blood Ordinance 1999 has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Health to report by 7th June, 1999.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 (Bill No 11 of 1998) Minister for Law

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move :

> That the Punjab Local Government (4th Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That the Punjab Local Government (4th Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.
>
> There are two amendments received First amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed

Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move.-

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

جناب چیئرمین : منیس صاحب ! آپ اپنی amendment کے حق میں بولنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین ! شکریہ۔ آپ ماشاء اللہ صدارت فرما رہے ہیں اور اس کرسی پر جو بھی تشریف فرما ہو وہ سپیکر کے اختیارات رکھتا ہے۔ جناب چیئرمین ! میں اپنی ترمیم پر بات کرنے سے پہلے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا۔ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ حکومت ایک آدھ دن کے نوٹس پر اجلاس طلب کر لیتی ہے۔ بارہا مرتبہ مختلف اجلاسوں کے موقعوں پر میں نے point out کیا ہے کہ اجلاس طلب کرنے کے لیے ایک خاطر خواہ وقت دیا جانا چاہیئے۔ جناب والا ! یہ بھی ہوا ہے کہ 12 تاریخ کو اجلاس طلب کرنے کے بارے میں وزیر قانون و پارلیمانی امور نے مجھے اپنے آبائی شہر اطلاع دے کر یہاں بلا لیا۔ لیکن میرے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی حکومت کو نہ جانے کیا سوجھی کہ انھوں نے اجلاس طلب کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جناب چیئرمین ! اس سے پہلے بھی تین چار مرتبہ یہ خبر آئی کہ صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے۔ لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر طلب نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تشریف فرما تمام معزز اراکین اسمبلی جہاں اپنے اپنے علاقوں کی سیاسی طور

پر نمائندگی کرتے ہیں وہاں ان کے اپنے ذاتی کام کاج بھی ہوتے ہیں۔ اگر ایک سالانہ کیلنڈر بنا دیا جائے اور اس میں تمام موسموں کو مدنظر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جیسا کہ ہم جون کے اجلاس کو بجٹ اجلاس کہتے ہیں' اسی طرح ایک موسم سرما کا اجلاس ہو سکتا ہے' ایک موسم گرما کا اجلاس ہو سکتا ہے اور ایک موسم خزاں کا اجلاس ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : منیس صاحب! آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین! میری بات نہایت ضروری ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک دن کے وقفے سے اجلاس بلا لیا گیا ہے۔ وقفہ سوالات کے لیے سوالات اور جوابات کی کاپیاں آج یہاں مہیا کی گئی ہیں اور پہلے ہی دن قانون سازی رکھ دی گئی ہے۔ آپ خود بتائیں کہ قانون سازی پر کس وقت تیاری کی جائے؟

جناب چیئرمین : آپ فرما رہے ہیں کہ اجلاس بلانے کی خبریں آ رہی تھیں۔ آپ نے ترامیم پیش کی ہیں تو ظاہر ہے تیاری کر کے ہی کی ہوں گی اور ذہنی طور پر بھی اس کے لیے تیار ہوں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ قانون سازی کا کتنا کام pending تھا اور مجھے اس بات کا قطعی علم نہیں تھا کہ قانون سازی کا کون سا کام پہلے take up ہونا ہے۔ ہم نے اس کے لیے تیاری کرنی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین : ویسے قائد حزب اختلاف کو تو ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس : میں تو تیار ہوں اور بات کروں گا۔ لیکن یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت عاملوں اور جوتشیوں کے کہنے پر کیوں عمل پیرا ہے؟ میں نے یہ سنا ہے' مجھے صوبائی اسمبلی کے ایک معزز رکن نے بتایا ہے کہ شاید حکومت عاملوں اور جوتشیوں کے چکر میں پڑ گئی ہے۔ وہ پہلے عامل یا جیوتشی سے پوچھتی ہے کہ کیا اجلاس ہم بلا لیں؟ اور اگر جوتشی عین وقت پر کہتا ہے کہ اجلاس نہ بلایا جائے تو یہ ملتوی کر دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کوئی پارلیمانی روایات نہیں۔ اگر ایک کیلنڈر مرتب کر دیا جائے تو اس سے نہ صرف اپوزیشن' بلکہ سارے ایوان کو فائدہ ہوگا۔ تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس بابت آپ ضرور کوئی لائحہ عمل مرتب کریں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکرز کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

(اس مرحلے پر روسی پارلیمنٹ ڈوما کے چیئرمین'

His Excellency Mr Guennady N Seleznev

اپنے وفد کے ہمراہ سپیکر گیلری میں تشریف فرما ہوئے)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے !

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جب جناب چیئرمین (میاں عثمان ابراہیم) صدارت فرما رہے تھے تو قائد حزب اختلاف نے اس بات پہ اعتراض کیا تھا کہ حکومت مناسب نوٹس دیے بغیر صوبائی اسمبلی کا اجلاس بلا لیتی ہے۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دو تین اجلاسوں سے یہ ہو رہا ہے کہ جب بھی حکومت نے اجلاس بلانا ہوتا ہے تو میں قائد حزب اختلاف کو ذاتی طور پر اطلاع دیتا ہوں اور اس اجلاس کی بھی میں نے انھیں ذاتی طور پر اطلاع دی تھی۔ یہ اطلاع میں نے ان کے اسی اعتراض کے پیش نظر دی تھی، کیونکہ وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ مجھے بروقت مطلع نہیں کیا گیا۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اجلاس بلانا حکومت کی صوابدید ہے، قائد ایوان کی صوابدید ہے کہ وہ جب مناسب سمجھیں اجلاس بلالیں اور قواعد کے مطابق اجلاس بلایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میرے خیال میں اس کو بعد میں take up کرتے ہیں ۔ یہاں پر جو معزز مہمان آئے ہیں میں پہلے ان کو welcome کر لوں۔ اس کے بعد آپ اس پر بات کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اگر آپ مناسب سمجھیں تو پہلے مجھے اجازت دے دیں تاکہ میں معزز مہمانوں کو welcome کر لوں۔

جناب سپیکر، پہلے میں welcome کرتا ہوں بعد میں آپ کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی بہت اچھا۔

سپیکرز باکس میں روسی فیڈرل پارلیمنٹ کے چیئرمین کی آمد کا خیر مقدم

MR SPEAKER: I would like to inform you that His Excellency Chairman of Senate Duma of the Federal Assembly of the Russian Federation with seven other distinguished Members of the Senate (Duma) are present in the

Speaker's Box It is my profound privilege to welcome them to the House on behalf of all the Members of the Assembly. His Excellency has been twice elected to the Senate (Duma) since 1993 He has held the office of Deputy Chairman of the Senate (Duma) during 1993-95 and has been holding office of the Chairman since Jaunary 1996. It is indeed, a historic occasion that a distinguished Leader from Russia has graced this House with his presence for the first time in the history of the Punjab Assembly I am sure that the present visit of His Excellency would help further development in the mutual relationship between Russia and Pakistan. Thank you.

Now, Sardar Zulfiqar Ali Khosa would deliver his remarks in the honour of the distinguished guests

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA: Thank you, Mr Speaker! With your permission and on behalf of the Treasury Benches and specially on behalf of the Chief Minister Punjab who unfortunately is not in Lahore today, may I extend a warm welcome to our distinguished visitors and our guests, the Chairman of Duma of Republic of Russia and the honourable Members who are accompanying him and at this moment are sitting in the Speaker's Box. It is a very great pleasure and indeed an honour for this Assembly that we have such distinguished visitors sitting with us I am personally very proud of having these guests here and I reflect the feelings of all the Members of this House to welcome our distinguished guests and we sincerely hope that they will enjoy listening to and watching the proceedings of the House. Thank you Mr Speaker.

MR SPEAKER: Leader of the Opposition would like to speak.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Thank you. Mr Speaker! Although

you have welcomed the honourable guests on behalf of all the members of the Assembly but I think that it is my foremost duty as well that I as Leader of the Opposition on behalf of the members of the Oppositon whole heartedly welcome the Russian delegation here in the Provincial Assembly of the Punjab. I hope they will enjoy the hospitality and the working and the procedure of the Provincial Assembly of the Punjab and I hope they will have a good time and wish them all good luck and a very happy day and a very happy time in Pakistan. Thank you.

MR SPEAKER: Now, we take up our usual business. The Bill is under consideration. Mr Saeed Ahmad Manais has presented an amendment. He may give arguments in favour of his amendment.

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

(جاری----------)

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب والا! آپ کے یہاں تشریف فرما ہونے سے پہلے میں جناب چیئرمین سے یہ عرض کر رہا تھا اور میں جناب کی خدمت میں بھی اکثر یہ عرض کرتا رہا ہوں کہ اگر ہم صوبائی اسمبلی کے اجلاسوں کا ایک سالانہ کیلنڈر بنا لیں اور اس کے مطابق اجلاس طلب ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام معزز اراکین کو بھی سہولت ہو گی، حکومت کو بھی سہولت ہو گی۔ ویسے تو محترم لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ:

> It is the prerogative of the Government to call a Session No doubt, in that.

لیکن جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر مناسب وقت دے دیا جائے اور haphazardly ایک آدھ دن کے وقفے سے اجلاس نہ بلایا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ جناب والا! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں میں آپ سے بھی عرض کر رہا ہوں اور آپ کی وساطت سے حکومت سے بھی عرض کر رہا ہوں کہ اگر وہ مجھ سے مشورہ مناسب نہیں سمجھتے تو کم از کم اپنے طور پر ہی ایک سالانہ کیلنڈر بنا دیں تو زیادہ بہتر

ہو گا۔

جناب والا! اب میں اپنی ترمیم کی طرف آتا ہوں جو کہ،

about the Punjab Local Government Ordinance. In which the Government has proposed certain amendments and this is called the Fourth Amendment of the Punjab Local Government Ordinance, 1979.

جناب سپیکر! جو بھی حکومت آئی ہے اس نے بد قسمتی سے اس میں اتنی زیادہ تبدیلیاں کی ہیں کہ اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کا تقریباً حلیہ ہی بگڑ چکا ہے۔ جناب والا! اس دفعہ تو ریکارڈ آرڈیننسز جاری کیے گئے ہیں۔ اس Fourth Amendment Ordinance میں کم از کم گیارہ Amendment Bills, Ordinances آ چکے ہیں۔ یہ تو اس طرح لگتا ہے کہ جیسے لوکل گورنمنٹ آرڈیننسز کی کوئی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔ حکومت نے جب اور جیسے چاہا اپنی سہولت کے لیے آرڈیننس جاری کر دیا۔ جناب والا! آج میں نے خاص طور پر گورنمنٹ کی ترامیم اس لیے دیکھیں کہ ہو سکتا ہے کہ کچھ نئی ترامیم آ گئی ہوں اور کہیں کوئی ایسی ترمیم بھی نہ آ گئی ہو، مثلاً بلدیات کے کاموں کو کہیں فوج کے سپرد نہ کر دیا ہو۔ کہیں صفائی کے کام پر بھی فوج کو نہ لگا دیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ابھی ان کو میٹر ریڈنگ اور کنڈیاں اتارنے تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں اور میرا شک اس لیے تھا، کیونکہ یہاں یہ تاثر ہے کہ فوج میں ڈاؤن سائزنگ کی جا رہی ہے اور ڈاؤن سائزنگ کرتے وقت پہلے ان کو سول اداروں میں کھپایا جائے گا، پھر فوج کو zero based budgetary کی بجائے zero budgeting کر دیا جائے گا لیکن شکر ہے کہ ---

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ منیس صاحب نے جو ترمیم دی ہے انھیں اس پر بات کرنی چاہیے نہ کہ ایسے موضوع پر جس کی آئین میں بھی ممانعت ہے، قانون میں بھی ممانعت ہے اور ان کو اس ترمیم پر strictly confine کرنا چاہیے۔ یہ اس ترمیم کے حوالے سے ہمیں بتائیں، ہم اس کا جواب دیں گے۔ لیکن یہ صرف وقت گزارنے کے لیے یا اپنے بیان کو پریس میں highlight کرانے کے لیے بالکل irrelevant گفتگو کرتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے

کہ He should confine strictly to his amendments.

جناب سپیکر، منیں صاحب! relevant رہیے گا۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ کی طرف سے جو ترمیم ہے' اس کا اصل مقصد ناجائز قابضین کو سزا دینا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے لیے اس میں اتنی لمبی چوڑی ترامیم کر دی گئی ہیں۔ اگر ان سب کو معزز ممبران غور سے پڑھیں تو ہمارے صوبے کے 90 فی صد لوگ حوالات میں بند ہو جائیں گے۔ ان قوانین کو اتنا سخت بنا دیا گیا ہے کہ یہاں پر اربن اور رورل کی تمیز بھی نہیں رکھی گئی۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ کسی امریکہ ریٹرن بیورو کریٹ نے یہ بنایا ہے جسے رورل ایریا کا بھی پتا نہیں ہے' اربن ایریا کا بھی پتا نہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد جو بات کر رہا ہوں اس کو اپنے دلائل سے باور کرواؤں گا۔ جناب سپیکر! قانون سازی کرتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ قانون جو بھی بنایا جائے اس کو لوگ follow کریں۔ وہ قانون لوگوں کے لیے زحمت نہ بن جائے۔ اس قانون کو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کے لیے زحمت بنا دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کا کام عوام کی خدمت کرنا ہے' رفاہی کام کرنا ہے۔ گورنمنٹ کو یہ بات ensure کرنی چاہیے کہ ملازمین کی کارکردگی کو کس طرح بڑھایا جائے۔ جو قوانین بنائے گئے ہیں ان کے مطابق لوگوں سے کام لیا جائے اور ان کو follow کروایا جائے۔ جناب سپیکر! اس haphazard طریقے سے اس قانون کو بنایا گیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کی بہتری کے لیے کم ہے اور خاص طور پر رورل آبادی کے لیے یہ ایک عذاب بن جائے گا۔

جناب سپیکر! میں اس میں اب کچھ مثالیں quote کروں گا جو کہ اس لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل میں دی گئی ہیں اور میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ عوام کے لیے زحمت بن جائے گا۔ سب سے پہلے میں سزا کے متعلق سیکشن 162 میں جو کلاز دی گئی ہے یہ پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، منیں صاحب میرے خیال میں نماز کے لیے وقفہ کر لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! سوموار کو 3 مئی کو جو اجلاس ہے' وہ صبح 9 بجے ہے یا غلط پرنٹ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں میرے خیال میں وہ 3 بجے ہی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! اس کی تصحیح کروا دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تصحیح کروا دیتے ہیں' اجلاس 3 بجے ہی ہے۔ اب نماز کے لیے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(وقفہ برائے نماز مغرب)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب چیئرمین' جناب عثمان ابراہیم سات بج کر تیس منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، جی' صدیق سالار صاحب ہیں؟ کوئی پوائنٹ آف آرڈر صدیق سالار صاحب کی طرف سے ہے تو وہ بات کر لیں۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ تو وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ منیس صاحب! آپ شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اب وقت کم ہے اور میں نے جو ترمیم پر بات کرنی ہے وہ ذرا طویل ہے اور ہاؤس کی پوزیشن بھی کچھ اس طریقے سے ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو اگلے دن کے لیے ملتوی کر دیں۔

جناب چیئرمین، کیوں جی' وزیر قانون صاحب! منیس صاحب request کر رہے ہیں کہ یہ جو proceeding ہے اسے اگلے دن تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

وزیر قانون، جی' ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب چیئرمین! پھر اس کو مشروط کر لیں کہ یہ جو اپنے ساتھ کتابیں لاتے ہیں ان میں سے ہمیں کچھ سنائیں بھی۔ پھر بے شک اسے کل پر رکھ لیں۔ اس کو مشروط کر لیں۔ اسے کل پر رکھ لیں۔ لیکن معزز لیڈر آف دی اپوزیشن یہ جو کتابیں ساتھ لے کر آتے ہیں وہ ہمیں ان کتابوں میں سے کچھ سنائیں بھی۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، جی' ٹھیک ہے۔ منیس صاحب! چودھری اقبال صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور اجلاس اب چودھری اقبال صاحب کی تجویز کے ساتھ پیرمورخہ 3۔ مئی 1999ء شام 00-4 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

پیر' 3۔ مئی 1999ء

(یوم الاثنین' 16۔ محرم الحرام' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ
مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ
رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾

سورۃ الرحمٰن آیات 14 تا 29

اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا ○ اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا ○ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○ وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے ○ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○ اسی نے دو دریا رواں کیے جو آپس میں ملتے ہیں ○ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے تجاوز نہیں کر سکتے) ○ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○ دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں ○ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○ اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں ○ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○ جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے ○ اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی ○ پوچھتے ہیں پھر زمین و آسمان میں کون ہے ○ وہ ہر دن میں ایک شان

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، سوال نمبر 1573۔

سرگودھا فیصل آباد روڈ پر پلوں کی تعمیر و مرمت کے اقدامات

*1573۔**چودھری عامر سلطان چیمہ۔** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا سرگودھا فیصل آباد روڈ تا شاہین آباد براستہ 104 جنوبی، 108 جنوبی، 109 جنوبی، 142 جنوبی، 117 جنوبی ہمراہ FSS سیم پر واقع ایک پل جو 109 جنوبی کے سامنے واقع ہے اور ان تمام چکوک کو آپس میں ملاتا ہے وہ گر چکا ہے اور ان چکوک کا آپس میں رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے ہڈہ ڈرین پر جو پل 35 جنوبی اور 90 جنوبی کے درمیان مین روڈ پر واقع ہے اس کی دیواریں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور پل کا اندر اور نیچے والا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہڈہ ڈرین پر پل (1R) جو 92 جنوبی کے قریب واقع ہے اندرونی اور نیچے والا حصہ تباہ مکمل طور پر ہو چکا ہے۔

(د) حکومت ان تینوں پلوں کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا فیصل آباد روڈ تا شاہین آباد براستہ 104 جنوبی، 108 جنوبی، 109 جنوبی، 142 جنوبی پر فقیریاں سلانوالی ڈرین کی برجی نمبر 110 پر واقع پل 1997ء کے ریکارڈ فلڈ کے دوران گر گیا تھا اور مذکورہ بالا چکوک کا آپس میں رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ محکمہ آب پاشی نے مذکورہ پل کی تعمیر نو کا کام شروع کروا دیا ہے اور قابل ذکر حد تک کام ہو چکا ہے۔ اس وقت کام تکمیل کے مراحل میں ہے اور ان شاء اللہ جون 1999ء تک یہ کام مکمل

ہوجائے گا۔ اس پل کی مرمت پر تقریباً 4 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہڈہ ڈرین پر چکوک نمبر 35 جنوبی اور 90 جنوبی کو ملانے والی سڑک کا پل جو ڈرین کی برجی نمبر 78-77 کے درمیان واقع ہے۔ 1997ء کی ریکارڈ (زاہد) بارش ہونے کی وجہ سے ڈرین میں حد سے کئی گنا پانی آ جانے کی وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہونے کی وجہ سے خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ محکمہ آب پاشی نے اس صورت حال کا نوٹس لیتے ہوئے اس پل کی مرمت کے لیے ضروری کارروائی کرتے ہوئے کام شروع کروا دیا اور پل کی مرمت کا کام تقریباً مکمل ہونے کو ہے۔ پل کی مرمت کا کام تقریباً 3 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہونے کو ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ (1-R) ہڈہ ڈرین برجی نمبر 19-18 پر واقع پل جو چک نمبر 92 جنوبی کو جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ 1997ء میں بہت زیادہ (ریکارڈ) بارش ہونے کی وجہ سے ڈرین میں حد سے زیادہ پانی (طغیانی) آنے کی وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا ہے اور اس پل کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ اس پل کی مرمت کا تخمینہ تقریباً -/3,50,000 روپے ہے۔ جس کے لیے فنڈز کی فراہمی کا سال 2000-1999ء میں امکان ہے۔ مطلوبہ فنڈز میسر آنے پر کام شروع کروا دیا جائے گا۔

(د) محکمہ آب پاشی حکومت پنجاب ان تینوں پلوں کی تعمیر و مرمت کے لیے پوری طرح کوشاں ہے۔ ان میں سے مذکورہ پل حصہ (الف) پر کام شروع ہے۔ جو ماہ جون 1999ء میں مکمل ہو جائے گا۔ مذکورہ پل حصہ(ب) تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ جبکہ مذکورہ پل حصہ(ج) پر کام جولائی 1999ء میں شروع کروا دیا جائے گا۔

جناب والا! چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال کے تین جز ہیں۔ اس میں انھوں نے دو ڈرینز کا ذکر کیا ہے کہ شدید سیلاب کے موسم میں ان کے دو پل بہہ گئے، ٹوٹ گئے ہیں۔ اس کا مختصر آجواب یہ ہے کہ دو پلوں کی تعمیر تقریباً مکمل ہونے والی ہے اور ایک پل جس کا تخمینہ تیار ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ 2000-1999ء کے اے ڈی پی میں یہ بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ : جناب سپیکر ، انھوں نے اپنے جواب کے جز "الف" میں کہا ہے کہ پل

جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس سوال کا جواب ہمیں مہیا نہیں کیا گیا' یہاں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر : چیک کیا جائے کہ رانا صاحب کے پاس جواب والی کاپی کیوں نہیں پہنچی۔ کیا تمام معزز ممبران کے پاس جواب والی کاپیاں موجود نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی : جناب والا! جس دن یہ سوالات چھپے اس وقت جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اس لیے لکھا گیا کہ جواب موصول نہیں ہے۔ بعد میں جواب آ جانے کی وجہ سے آج صبح جو دوبارہ کاپیاں تقسیم کی گئی ہیں ان میں جواب موجود ہے۔ رانا صاحب کے پاس شاید پہلے والی کاپی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔ رانا صاحب کو جواب والی کاپی مہیا کی جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ : جناب والا! میں ضمنی سوال پوچھ رہا تھا کہ انھوں نے اپنے جواب کے جز "الف" میں کہا ہے کہ " ان شاء اللہ یہ جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا" جبکہ وہاں پر پوزیشن یہ ہے کہ ٹھیکے دار ادھورا کام چھوڑ کر پچھلے دو ماہ سے غائب ہے۔ میری دو دفعہ XEN صاحب سے بھی بات ہوئی ہے۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ٹھیکےدار آ رہا ہے اور اس کے آنے پر کام شروع ہو جائے گا۔ یہ کیسے ضمانت دیتے ہیں کہ کام جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا؟ مہربانی کر کے پارلیمانی سیکرٹری اس بات کی وضاحت فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی : جی ہاں' ان شاء اللہ جون 1999ء تک یہ مکمل ہو جائے گا۔ بہت تھوڑا سا کام رہتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو واضح طور پر ذمہ داری سے کہہ رہے ہیں کہ انشاء اللہ کام جون 1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔ خدانخواستہ اگر نہ ہوا تو پھر دیکھیں گے۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ وہ اتنے یقین سے بات کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ : پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی یقین دہانی کے بعد میں مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی شاہ صاحب کا ہے۔ اس کے بعد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، سوال نمبر 1805۔

ڈرین کی درستی کے اقدامات

*1805۔چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل جے سی سرگودھا سب ڈویژن اڈے میں واقع عامر مائنر 1995ء میں مکمل ہوا تھا اور جس کا بنیادی تخمینہ 46.25 لاکھ تھا نیز اس کو مارچ 1996ء میں چالو کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ زیرو سائز سے ٹیل تک بنانا مقصود تھا تا کہ پانی کی مکمل ترسیل اور کمی کو پورا کیا جا سکے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عامر مائنر ڈیزائین کے مطابق تعمیر نہ ہوا ہے اور لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے نیز اس سلسلہ میں لوگوں کی طرف سے اس سائز کو درست کرنے کے لیے کتنی درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(د) کیا چک نمبر 140 جنوبی تحصیل سلانوالی کے لوگوں نے بھی اس کی درستی کے لیے درخواست دی ہے' نیز کیا حکومت ان درخواستوں کی روشنی میں اس سائز کو ڈیزائین کے مطابق درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں' تو وجہ بیان کی جائے۔

(ہ) کیا عامر مائنر کا ہیول شروع سے لے کر موگہ نمبر 19300 تک درست کیا جائے گا اگر نہیں تو کیوں' اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی(سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ عامر مائنر کو مارچ 1996ء میں چالو کر دیا گیا تھا۔ جس کا بنیادی تخمینہ لاگت 46.01 لاکھ تھا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ راجباہ کو ہیڈ تا ٹیل تک پختہ تعمیر کیا گیا ہے' تاکہ پانی کی کمی کو

پورا کیا جا سکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ راجباہ عامر مائنر کو ڈیزائن کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے اور ٹیل پر ہر وقت پانی دست یاب ہوتا ہے۔ ہاں اگر پانی کی شکایت زمینداران نے کی ہو تو اس کی بر وقت اور فوری کارروائی کر کے ٹیل پر پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(د) راجباہ عامر کو ڈیزائن کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے۔ راجباہ کے ڈیزائن میں کوئی خامی نہ ہے اور نہ ہی ڈیزائن میں خامی کی درخواست کسی زمیندار کی طرف سے دفتر ہذا میں وصول ہوئی ہے۔

(ہ) راجباہ عامر مائنر کا لیول ہیڈ تا ٹیل درست ہے۔ اسے مزید بہتر بنانے کا کوئی پروگرام زیر غور نہ ہے۔ کیونکہ ٹیل پر ہر وقت پانی موجود ہوتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ جناب سپیکر، جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔ راجباہ عامر مائنر کو ڈیزائن کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے۔" اسی طرح جز (د) میں انھوں نے کہا ہے کہ "ڈیزائن میں خامی کی کوئی درخواست کسی زمیندار کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔" جبکہ میری اطلاع کے مطابق اس کو ڈیزائن کے مطابق تعمیر نہیں کیا گیا اور اس میں نقائص ہیں۔ اس بارے میں، میں نے خود سیکرٹری اری گیشن کے دفتر جا کر چک 140 جنوبی تحصیل سلانوالی کے زمینداروں کی طرف سے ایک درخواست دی تھی تاکہ اس کی درستی کی جائے۔ اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور میرے خیال میں شاید اس درخواست کو بھی انھوں نے آگے پیچھے کر دیا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس بارے میں انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر کھوسہ صاحب! معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر جا کر اس بارے میں درخواست دی تھی۔ آپ چیمہ صاحب کے ساتھ کوئی وقت مقرر کر کے اس بابت انکوائری کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: بہتر ہے، اگر محکمہ کی کوئی سستی نظر آئی تو معزز ممبر کی تسلی کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محمود خان کھچی صاحب کا ہے۔

جناب محمود خان کھچی، سوال نمبر 1937۔

S.M.Link Canal کے لیے حاصل کردہ زائد رقبہ کی مالکان کو واپسی

*1937۔جناب محمود خان کھچی : کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) S.M.Link Canal کی تعمیر کے سلسلے میں کل کتنا رقبہ مالکان اراضی سے حاصل کیا گیا۔ تعمیر و تکمیل میں کل کتنا رقبہ استعمال کیا گیا اور یہ نہر کب سے چالو ہو چکی ہے۔ مذکورہ نہر کی ضروریات سے کل کتنا رقبہ زائد بچا ہوا ہے۔ کیا زائد رقبہ کے استعمال کے لیے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے۔

(ب) کیا حکومت مالکان اراضی کو زائد رقبہ حسب قاعدہ واپس دینے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی(سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) ریکارڈ زمین' (acquired by WAPDA) محکمہ انہار میں موجود نہ ہے۔ ایس۔ایم۔لنک کینال کی کنسٹرکشن واپڈا نے کی تھی اور متعلقہ ریکارڈ واپڈا نے محکمہ انہار کے حوالے نہ کیا ہے۔ ایس۔ایم۔لنک کینال 1964ء سے چالو ہے۔

(ب) یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔ واپڈا سے متعلقہ ریکارڈ حاصل کر کے مزید کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ کھچی صاحب ! کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمود خان کھچی : جناب سپیکر ! انھوں نے اپنے جواب کے جز (الف) میں کہا ہے کہ ریکارڈ زمین 'acquired by wapda' محکمہ انہار میں موجود نہ ہے۔ ایس ایم لنک کینال کی کنسٹرکشن واپڈا نے کی تھی اور متعلقہ ریکارڈ واپڈا نے محکمہ انہار کے حوالے نہ کیا ہے۔ ایس ایم لنک کینال 1964ء سے چالو ہے۔ تو یہ ریکارڈ انھیں کب ملے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر، کھچی صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ نہر 1964ء سے چل رہی ہے لیکن آپ کے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔ تو آپ کب تک ریکارڈ حاصل کریں گے اور یہ کیوں نہیں ملا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ ایک بڑا long standing problem ہے اس مسئلے پر ہمارے محکمہ کی مسلسل واپڈا اتھارٹیز کے ساتھ خط و کتابت چل رہی ہے۔

لیکن اس وقت تک واپڈا نے کوئی تعاون نہیں کیا جونہی اس کی طرف سے ہمیں کوئی صورت حال واضح ہوئی تو اس کو مکمل کر دیا جائے گا اور ان کا یہ جواب موصول ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کوئی یقین دلاتے ہیں کہ یہ کب تک ہو جائے گا کیونکہ 1964ء سے آج تک کاشتکاروں کو معاوضہ نہیں مل سکا۔ اس وقت زمین کی قیمت یا معاوضہ کیا تھا یا آج کیا ہے؟ تو آپ اس سلسلے میں کوئی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ یہ ریکارڈ لے کر کب تک معاوضہ مل جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! در اصل یہ زمین واپڈا نے acquire کی تھی اور ایک پروسیجر کے تحت یہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کو معاوضہ دیتے ہیں۔ تو یہ مسئلہ ان دو محکموں کے درمیان الجھا ہوا ہے۔ ہمارا کام تو صرف ان سے معلومات لے کر اپنے پاس رکھنا ہے۔ تو جس حد تک ہمارے پاس مواد ہے ہم نے بتا دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب! یہاں دو چیزیں ہیں ۔ آپ فرما رہے ہیں کہ واپڈا نے acquire کیا ہے۔ ان کا سوال تو یہ ہے کہ مالکان اراضی سے کتنا acquire کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں سمجھ نہیں سکا۔ مالکان اراضی کو معاوضہ واپڈا نے بذریعہ لینڈ کمشنر / ڈسٹرکٹ کلکٹر دینا ہے۔لیکن اس میں محکمہ آب پاشی کا کوئی کردار نہیں آتا۔

جناب محمود خان کھچی، 1964ء سے نہر چالو ہے لیکن اب تک انھوں نے اس کا ریکارڈ کیوں نہیں لیا؟ معاہدے کے مطابق جو رقبے واپس کرنے تھے وہ اب تک کیوں نہیں کیے گئے؟ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ کس کی نا اہلی ہے ؟ محکمہ مال میں ریکارڈ موجود ہے ۔ انتقالات موجود ہیں ان سے تعین ہو سکتا ہے کہ یہ رقبہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر تو وہ مقامی لوگوں کی زمین ٹرانسفر ہو کر محکمہ آب پاشی کی پراپرٹی بن چکی ہے اور وہ نہر کے استعمال سے بچی ہوئی ہے تو ہم اسے take up کرتے ہیں کہ ان مالکان کو واپس واگزار کی جائے جن سے اس وقت acquire کی تھی لیکن استعمال نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے محکمے نے واپڈا سے بات کرنی ہے یا ریونیو سے کرنی ہے تو اس پر

work out کریں اور آئندہ اجلاس تک اسے settle کریں تا کہ پتا چلے کہ کہاں پر خامی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، بہت بہتر جی۔

جناب محمود خان کھچی، جناب والا! اس سوال کا نا مکمل جواب ہے اور اس کا جواب عدم دلچسپی کا شکار ہے۔ اس میں کسی نے دلچسپی ہی نہیں لی۔ اس لیے اسے pending کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس سوال کو pending کرتا ہوں اور آئندہ اجلاس تک اس کا جواب دیں گے۔ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔ گوندل صاحب تشریف نہیں رکھتے اگلا سوال بھی انہی کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔ رانجھا صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2241۔

نہر کے لیے حاصل کردہ اراضی کے مالکان کو معاوضہ کی ادائیگی

* 2241۔**حاجی مقصود احمد بٹ،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایس ٹنک کینال کا پل آؤٹ فال بمقام موضع امیر تیجکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے، محکمہ نے اس جگہ نیا پل بنانے کی بجائے دو میل نئی نہر بنا دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نئی نہر کی کھدائی میں جن زمینداروں کی زمین محکمہ نے حاصل کی ہے۔ ان کو ابھی تک معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی گئی ہے؟

(ج) اس نئی نہر کی کھدائی میں جن زمینداروں کی زمین حاصل کی گئی ہے۔ ان کے نام اور رقبہ نیز ان میں سے جن زمینداروں کو معاوضہ کی ادائیگی کی گئی ہے۔ ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔ باقی ماندہ زمینداروں کو کب تک ان کے رقبہ کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا؟

(د) محکمہ مال سے اس رقبے کی تفصیل محکمہ آب پاشی و قوت برقی کو مل چکی ہے۔ تو تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز محکمہ مال نے اس نہر میں آنے والے رقبے کی مارکیٹ ویلیو کیا مقرر کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ایک بڑی عجیب چیز نوٹس میں آئی ہے کہ لاہور کے ایم پی اے حضرات ہیں،

میں آج بھی دیکھ رہا تھا چونکہ کچھ سوالات میرے پاس آئے تھے ان میں بھی بصیر پور، حویلی سائیڈ پر آپ کو بڑی دلچسپی ہے۔ آپ نے لاہور کے متعلق تو کبھی سوال نہیں کیا لیکن حاجی صاحب آپ وہاں کے متعلق بہت سوالات کرتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، یہ وہاں پر رقبہ خریدنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا۔ جی کھوسہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہم نے ان کی دل چسپی کی قدر کی ہے اور ہم ان شاء اللہ ان کو مطمئن کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی،

(الف) درست نہ ہے بلکہ آؤٹ فال بی۔ایس لنک 1 ٹوٹ جانے کی وجہ سے نئی آؤٹ فال تقریباً 450 فٹ بطرف مغرب تعمیر کی گئی ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ دو میل لمبی نہر بنائی گئی ہے۔ البتہ آؤٹ فال پرانی نہر سے ملانے کے لیے 0.82 میل نئی نہر تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) مسمی حاجی عطاء محمد جس کی زمین نئی آؤٹ فال اور نئی نہر بنانے کی غرض سے حاصل کی گئی تھی اس کو متبادل رقبہ موضع للی کے تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ جو کہ مقبوضہ محکمہ انہار تھا اس کی تحریری درخواست پر اس کو دے دیا گیا ہے۔ دیگر تمام مالکان جن کا رقبہ حاصل کیا گیا تھا ان کے رقبہ کا معاوضہ تقریباً 17 لاکھ روپے جناب ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع اوکاڑہ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کو بذریعہ چیک نمبر D-240317/D07404 مورخہ 18-6-98 کو جمع کرا دیا گیا تھا۔ معاوضہ کی باقی رقم کی ادائیگی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کی کارروائی مکمل ہونے پر ادا کر دی جائے گی۔ گزٹ نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4 جو کہ ڈی۔سی اوکاڑہ نے مورخہ 10-6-98 کو پرنٹنگ کے لیے بھیجا تھا 30-9-98 کو جاری ہو چکا ہے۔

(ج) جن زمینداروں کا رقبہ برائے تعمیر نئی نہر و آؤٹ فال حاصل کیا گیا ہے کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	رقبہ
		مرلے کنال

1۔	مساۃ ولائت بی۔بی دختر عبدالعزیز راجپوت	0	4
2۔	مساۃ جلال بی۔بی دختر عبدالعزیز راجپوت	0	4
3۔	سکندر ولد سید راجپوت	0	8
4۔	محمد حسن ولد سید راجپوت	16	14
5۔	فیض احمد ولد سید راجپوت	01	7
6۔	ریاض احمد ولد عبدالمجید راجپوت	08	16
7۔	مساۃ شاہسوار بیگم دختر عبدالمجید راجپوت	02	14
8۔	محمد یعقوب ولد اکبر بذریعہ سردار خان راجپوت	02	8
9۔	فتح محمد ولد اکبر راجپوت	14	7
10۔	محمد یٰسین ولد اکبر راجپوت	0	14
11۔	معراج دین ولد حق نواز راجپوت	0	4
12۔	فدا یار ولد حق نواز راجپوت	16	4
13۔	ذوالفقار ولد حق نواز راجپوت	9	5
14۔	مساۃ شریفاں بیوہ حق نواز راجپوت	8	2
15۔	محمد شہباز ولد نورا بذریعہ محمد اشرف راجپوت	10	17
16۔	رجب علی ولد نورا راجپوت	18	17
17۔	جہانگیر ولد نورا راجپوت	13	17
18۔	محمد امیر ولد دلاور خان راجپوت	6	20
19۔	خان محمد ولد دلاور خان راجپوت	1	20
20۔	محمد سرور ولد دلاور خان راجپوت	0	23
21۔	نور جمال ولد حق جمال راجپوت	14	3
22۔	منظور احمد ولد نذر محمد راجپوت	12	4
23۔	محمد انور ولد محمد صدیق راجپوت	4	1
24۔	محمد خان ولد فیض راجپوت	4	11
25۔	حسن محمد ولد غلام محمد راجپوت	6	20
26۔	عبدالغنی ولد غلام محمد راجپوت	12	0
27۔	سردار خان ولد فیض محمد راجپوت	2	3

(د) رقبے کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق رقبے کی بازاری قیمت مبلغ ایک لاکھ روپے 1,00,000 فی ایکڑ مقرر کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسمی حاجی عطاء محمد کو متبادل رقبہ دیا گیا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت دیگر متاثرین کو بھی متبادل رقبہ دینے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس میں صورت حال یہ ہے کہ محکمہ نے جن لوگوں کو compensation دینی تھی ان کا کیس بنا کر ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھیج دیا گیا ہے۔ تو یہ آگے ان کی اپنی صوابدید ہے کہ compensation کا جو طریق کار مناسب سمجھتے ہیں وہ طے کرتے ہیں اور اس کے مطابق ادائیگی ہوتی ہے' چاہے وہ رقم کی صورت میں ہو یا زمین کی صورت میں ہو۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ جیسے آپ نے ایک شخص حاجی عطاء محمد کو متبادل رقبہ دیا ہے۔ کیا آپ دوسرے لوگوں کو بھی متبادل رقبہ دینے کے لیے تیار ہیں؟ آپ ہاں کر دیں تو لوگوں سے درخواستیں دلوا دیتے ہیں' اگر نہیں دینا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! اگر آپ سوال کا سارا جواب پڑھیں تو میرے خیال میں اس میں تقریباً جواب آ گیا ہوا ہے کہ ان کے رقبے کا معاضہ تقریباً 17 لاکھ روپے جناب ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع اوکاڑہ کو بذریعہ چیک نمبر جمع کرا دیا گیا ہے۔ اب اگر وہ اس پیسے کی بجائے متبادل رقبہ لینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے انھیں وہاں پر درخواست دینا پڑے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے یہی پوچھا ہے کہ کیا یہ متبادل رقبہ دینے کے لیے تیار ہیں؟ بعد میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ انھوں نے صرف ایک آدمی حاجی عطاء محمد کو دیا ہے' کیا یہ باقیوں کو بھی متبادل رقبہ دینے کے لیے تیار ہیں؟ اگر وہ پیسے نہیں لینا چاہتے اور اپنی زمین کے بدلے زمین ہی لینا چاہتے ہیں تو حکومت انھیں متبادل جگہ دینے کے لیے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! ان کی تسلی کے لیے عرض ہے کہ

محکمے کا تو یہ interest ہے کہ جو زمین acquire کی جائے اس کی evaluation کے مطابق کہ وہ کتنی مالیت کی زمین کس زمیندار سے لی گئی ہے تو اس کے بدلے میں اس کی assessment کر کے ایک کیس بنا کر ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھیجا جاتا ہے۔ تو اس میں اس کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ اس کا کیس کس شکل میں تیار کرتا ہے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ جناب والا! اب اس میں صورت یہ ہے کہ ٹیکنیکلی اس میں ایک آدمی کو compensation ملی ہے۔ باقی جو لسٹ مہیا کی ہے اس میں ابھی تک لوگوں نے compensation وصول نہیں کی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ جواب بھی نامکمل ہے ۔ لیکن یہ صرف یہ بتا دیں کہ آپ نے حاجی عطاء محمد کو جو متبادل جگہ دی ہے۔ جتنی زمین لی تھی اتنی ہی واپس دی ہے' پیسوں کے حساب سے دی ہے یا کس حساب سے دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جتنی مالیت کی ان کی زمین تھی اس کے بدلے میں جو کیس تیار ہوا ہے۔ اس کی assessment کی گئی ہے۔ اگر ان کی دس لاکھ کی رقم تھی تو اتنی مالیت کے بدلے زمین کا کیس تیار ہوا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ جواب بھی درست نہیں ہے۔ چلو' یہ آپ کے ذمے ادھار رہا۔ آپ نے جگہ کے بدلے جگہ دی ہے یہ بعد کی بات ہے۔ جناب والا! 18-6-98 کو ڈی سی صاحب کو 17 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں جس کا یہاں پر چیک نمبر وغیرہ بھی درج ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ان متاثرین میں تقسیم ہو چکی ہے یا ابھی تک نہیں ہوئی؟ اگر ہوئی ہے تو کن کن متاثرین کو یہ رقم دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! محکمے کا کام تو اتنا ہے کہ وہ کیس بنا کر ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھیج دیتا ہے۔ اگر ادائیگی میں کچھ دیر ہوئی ہو تو اس میں محکمہ ذمہ دار نہیں ہے۔ اور محکمہ نے کیس بنا کر ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھیج دیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ 18-6-98 کو 17 لاکھ روپیہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجا گیا جس کا چیک نمبر درج ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس 17 لاکھ روپے میں سے کسی متاثر کو کوئی پیسہ دیا گیا ہے؟ لیکن وہ اور جواب دے رہے ہیں کہ کیس بنا کر بھیج دیا ہے۔ یہ 17 لاکھ روپے کے بارے میں بتائیں کہ ابھی تک اس میں سے کسی متاثر کو کچھ دیا ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب وہ تو ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس چلا گیا۔ وہاں سے اگر کسی نے لیا ہے تو ان کو تو میرے خیال میں اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ ان کے محکمے سے تو چلا گیا۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب سپیکر! اس کو ایک سال ہو گیا ہے اور وہ 17 لاکھ روپے ابھی تک ڈپٹی کمشنر کے کھاتے میں پڑے ہوئے ہیں اور کسی کو ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں ملا۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب آپ کے نوٹس میں اگر یہ بات ہے ۔ ان سے یہاں پر یہ یقین دہانی حاصل کریں کہ اتنے عرصے میں ان کا پیسہ مل جائے گا۔ ان کو تو علم نہیں ہوگا کیونکہ انھوں نے تو سال پہلے اپنے اکاؤنٹ سے وہ چیک ادھر دے دیا۔ اب ڈسٹرکٹ کلکٹر اس کو رکھ کر کیوں بیٹھا ہوا ہے یہ تو اس سے جواب طلبی کرنی چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہی تو ان سے پوچھ رہا ہوں۔ اگلی بات یہ ہے کہ وہ 17 لاکھ روپیہ جس اکاؤنٹ میں جمع ہے اس پر جو نفع مل رہا ہے وہ اسی کھاتے میں جمع ہو رہا ہے یا ڈی سی صاحب کہیں علیحدہ رکھ رہے ہیں اور وہ جو نفع ملے گا کیا وہ نفع متاثرین کو ملے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، حاجی صاحب کے سوال کے جواب میں ڈی سی صاحب سے یہ تمام باتیں پوچھ لیتے ہیں ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! اس سوال کو پھر مؤخر کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ایسا کریں ان سے یہ پتا کر کے کل ہی ایوان کو اس سے مطلع کریں۔ میں کل تک کے لیے اس سوال کو موخر کرتا ہوں۔ اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری بدرالدین صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال بھی چودھری بدرالدین صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 2278۔

موضع واں سڑک والی تحصیل دیپال پور کی آبادیوں کو بجلی فراہم کرنا

*2278۔ جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع واں سڑک والی تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کو صوبائی فنڈز سے بجلی فراہم کی گئی ہے جس میں اس کی ذیلی آبادیاں' میاں محمد امیر تیجیکا اور (دوھٹہ

کنواں) میاں سکندر نواز کو بجلی فراہم کر دی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا آبادیوں سے تقریباً 200 میٹر کے فاصلے پر موجود مذکورہ گاؤں کی ذیلی آبادیوں، محمد نگر تیجیکا واقع شمالی کنارہ راجباہ لالو گڑ اور آبادی نیاز میں واقع جنوبی کنارہ سڑک بصیر پور چک حافظ لال روڈ کو ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزیائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کو دور کرنے اور مذکورہ آبادیوں کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی ہے۔ جس کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔ جی ہاں یہ درست ہے کہ موضع واں سڑک والی تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کو فراہمی بجلی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ آبادی محمد نگر تیجیکا اور دوسری ذیلی آبادیوں کو بھی بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) فنڈز کی دست یابی اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ہی بجلی فراہم کی جا سکتی ہے۔

جناب خالد جاوید وڑائچ، جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ کیا اس سال ان کے لیے فنڈز رکھ دیے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! معزز رکن سے گزارش ہے کہ محکمہ آب پاشی کا پاور ونگ اپنے طور پر فنڈز مہیا نہیں کر سکتا۔ کسی بھی ایجنسی کی طرف سے جیسے فیڈرل گورنمنٹ یا واپڈا کوئی بھی ایجنسی ان جگہوں پر فنڈز مہیا کرے گی تو محکمہ آب پاشی کا پاور ونگ اپنی خدمات پیش کرے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ مذکورہ بالا آبادیوں سے تقریباً دو سو میٹر کے فاصلے پر واقع آبادیوں کو بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ کیا اس میں کوئی سیاسی مصلحت تھی کہ ان آبادیوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور ساتھ والی آبادیوں کو بجلی فراہم کر دی گئی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان آبادیوں کے نام سکیم میں شامل نہیں ہوں گے۔ اس بات کا آپ کو بھی پتا ہے سکیم میں جن آبادیوں کے نام آ جاتے ہیں ان کو بجلی مل جاتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! دو سو میٹر کے فاصلے پر اگر ایک لائن گزر رہی ہے اور اتنی بڑی آبادی نظر انداز ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں چاہے وہ سو میٹر کے فاصلے پر کیوں نہ ہوں۔ اس وقت کے جو ایم پی ایز اور ایم این ایز ہوں گے انھوں نے سکیم میں جو نام دیے ہوں گے وہاں بجلی لگی ہو گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! چلو یہی بتا دیں کہ آئندہ ان آبادیوں کی قسمت سنور سکتی ہے؟ پرانا وقت تو گزر گیا اب جو نیا سال شروع ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب تو فیڈرل گورنمنٹ دے سکتی ہے' پنجاب گورنمنٹ تو نہیں دے سکتی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب یہ ہی بتا دیں کہ صوبائی حکومت اس کے لیے سفارش کرے گی؟ ان آبادیوں کو بھی کوئی خوش خبری ملے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ دیکھیں کہ صوبائی حکومت کے بس میں کیا ہے اس کا جواب دے دیں۔ بٹ صاحب آپ سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! بٹ صاحب مجھ سے زیادہ باخبر ہیں کہ اس وقت معاشی صورت حال کیا ہے۔ میں اس کے بارے میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔ معاشی صورت حال پر منحصر ہے کہ حکومت کیا ترجیحات طے کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی سیاسی بات تو اس میں نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، نہیں جناب' ایسا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2308۔

پی۔پی 129 کے دیہات کو بجلی کی فراہمی

*2308۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی۔پی 129 میں کتنے دیہات ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے۔ ان دیہات کے نام اور ان سے بجلی کی رو کتنے فاصلے سے گزر رہی ہے۔

(ب) ان دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لیے کتنی رقم درکار ہے نیز کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی۔

(ج) پی۔پی 129 میں بجلی سپلائی کے لیے سال 1996ء سے آج تک کتنی رقم حکومت نے خرچ کی ہے اور کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی(سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی جس کی روشنی میں جواب یہ ہے۔ وفاقی حکومت فراہمی بجلی کا پروگرام صرف دیہی حلقہ جات کے لیے جاری کرتی ہے اور شہری حلقہ جات اس زمرے میں شامل نہ ہیں۔

(ب) فراہمی بجلی کی پالیسی حلقہ پی۔پی 129 پر لاگو نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ شہری حلقہ ہے۔

(ج) پی۔پی 129 چونکہ شہری (urban) حلقہ ہے اور بجلی فراہمی کی پالیسی صرف دیہی حلقہ جات کے لیے ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت شہری حلقہ میں دیہات کو بجلی فراہم کرنے پر کچھ خرچ نہیں ہوا۔

حاجی مقصود احمد بٹ،جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہا گیا کہ حلقہ پی پی 129 صرف شہری حلقہ ہے اس میں دیہات نہیں آتے اس کی کیا گارنٹی ہے؟ میں یہ ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ اس میں تین چار دیہات بھی آتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا ان کے حلقہ نیابت 129 کا 80 فی صد علاقہ اربن ہے۔ اس میں کچھ دیہات بھی ہیں لیکن گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے اور ایک سکیم فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آئی تھی کہ میونسپل حدود میں جو حلقہ جات آتے ہیں ان گرانٹ کے تحت یہ علاقے مستثنیٰ تھے اور اس کے لیے ایک اور سکیم تھی ۔ جس سکیم کے تحت یہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں وہ اس میں نہیں آتی۔ دیہات بھی ہوں گے بجلی سے محروم علاقے بھی ہوں گے لیکن جو گورنمنٹ کی پالیسی

ہے وہ اس طرح سے ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ محکمہ آب پاشی کے پاور ونگ کا کام execute کرنا ہے اور جب فیڈرل گورنمنٹ کے فنڈز آتے ہیں اس محکمے کا کام assist کرنا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب والا! ان کا جواب تو پھر غلط ہو گیا۔ پہلے خود کہا کہ پورا حلقہ شہری حلقہ ہے' اب خود کہہ رہے ہیں کہ 80 فی صد شہری ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی،جناب والا! میرا یہ کہنا کہ یہ سارا حلقہ شہری ہے' اس سے مراد اربن حلقہ نیابت ہے۔ جو اس criteria کو meet نہیں کرتا اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں دیہی آبادی آتی ہے۔ الفاظ کی کوئی ہیرا پھیری غیر ارادی طور پر اگر ہوگئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، یہ حلقہ بلدیات کی حدود سے باہر بھی ہے ۔ میں نے ان گاؤں کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں لیکن یہ خود ہی مان گئے ہیں کہ 20 فی صد حلقہ دیہات کا ہے۔ جواب میں کہا گیا کہ یہ کارپوریشن کا حلقہ ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ کارپوریشن کی حدود سے باہر بھی حلقہ ہے۔ یا تو یہ معلومات حاصل کرلیں اور کل پوری طرح جواب دے دیں۔ کیونکہ یہ میرا ذاتی سوال ہے اور میرے حلقے سے متعلقہ ہے ۔ کل یہ تفصیل سے جواب دے دیں اور محکمے سے پوچھ لیں کہ کتنے گاؤں کارپوریشن سے باہر ہیں۔ کیا اس کے لیے رقم مختص ہو سکتی ہے یا نہیں۔ وہ حلقہ اس میں آتا ہے یا نہیں بہتر ہے اس کو کل پر رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کرلیں۔ اگر آتا ہے تو اس کی جو پالیسی ہے۔ اگر مسئلے کو حل کرنا ہے تو اس کے مطابق move کریں۔ اگر یہاں پر صرف جواب ہی سننا ہے تو پھر وہ پتا کرکے اس کا جواب دے دیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ میرا حلقہ ہے اس کے لیے تو حل چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کے لیے آپ کو محنت کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر پالیسی کے مطابق جو حق بنتا ہے وہ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہمارا ایک الیکشن کمیشن بہت

honourable فورم ہے۔ ان کا ایک نوٹیفکیشن ہے ان کو شاید معلوم نہ ہو اس کی کاپی بھی ان کو دی جا سکتی ہے۔ جس میں انھوں نے پی پی 129 کے تمام علاقے کو اربن ایریا declare کیا ہے۔ جس میں اس electrification سکیم کے تحت یہ fall نہیں کرتا۔ البتہ کہیں سے بھی یہ کوشش کرکے فنڈز مہیا کرتے ہیں تو یہ ڈیپارٹمنٹ اپنی خدمات پیش کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، next میاں معظم جہاں زیب احمد خاں وٹو۔

نہر کی پٹری پر تجاوزات

*2314۔میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرمبیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ گل شیر سے لے کر ہیڈ پیپلی بجھ سہاگ نہر کے دونوں اطراف لوگوں نے غیر قانونی طور پر نہر کی زمین پر قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک کھوے مرید فیض آباد کے لوگوں نے نہر کے دائیں طرف نہری رقبے پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے نہر کے ساتھ آنے والی کچی سڑک بھی ختم ہو گئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک فیض آباد کھوے مرید کے قابضین سے نہری رقبہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی(سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے ،کہ نہر کے دونوں طرف پہلے ناجائز قبضہ تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ چک کھوے مرید، فیض آباد کے لوگوں نے دائیں طرف نہری رقبہ پر قبضہ کر رکھا تھا اور نہر کے ساتھ آنے والی کچی سڑک boundary road کا بھی تقریباً ایک کلومیٹر حصہ متاثر ہوا تھا۔

(ج) نہر کے ساتھ نہری رقبہ کی واضح حد بندی نہ ہونے کی وجہ سے ملحقہ زمینداران نے محکمہ نہر کا کچھ رقبہ اپنے رقبہ کے ساتھ ملا کر کاشت کیا ہوا تھا۔ فیلڈ سٹاف کی رپورٹ پر محکمہ نے ناجائز قابضین سے نہری رقبہ واگزار کروا لیا ہے اور ملزمان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال ملک مظہر عباس راں کا ہے۔

ملک مظہر عباس راں، سوال نمبر 2316۔

چولستان ضلع بہاولپور کے علاقے کو نہری پانی مہیا کرنے کے اقدامات

*2316۔ملک مظہر عباس راں، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مائنر سلاری' ڈیراوڑ مائنر اور ڈاہری مائنر جو چولستان ضلع بہاول پور کے علاقے قلعہ ڈیراوڑ اور عظیم والی کو پانی مہیا کرتے ہیں۔ ان کا سالانہ' ششماہی یا سیلابی پانی منظور ہے۔

(ب) اگر سیلابی پانی منظور ہے تو کیا پچھلے تین سال سے ان نہروں کے ذریعے ان علاقوں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اگر نہیں کیا جا رہا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) اگر مذکورہ نہریں مرمت طلب ہیں اور وہاں کا پانی کڑوا ہے' انسانوں' جانوروں اور فصلوں کو پانی مہیا نہیں ہے۔ تو کب تک ان نہروں کی مرمت کر کے عظیم والی اور قلعہ ڈیراوڑ جو اس علاقے کی بڑی آبادیاں ہیں' پانی مہیا کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) سالار ڈسٹری ڈیراوڑ برانچ اور ڈاہری ڈسٹری جو چولستان ضلع بہاول پور کے علاقہ ڈیراوڑ اور عظیم والی کو پانی مہیا کرتی ہیں' یہ سرپلس سیلابی نہریں ہیں۔ جو پانی سالانہ اور ششماہی نہروں سے وافر ہو تو ان نہروں میں پانی چھوڑا جاتا ہے۔ مذکورہ نہریں نہ تو سالانہ ہیں اور نہ ششماہی۔

(ب) کیونکہ یہ سرپلس سیلابی نہریں ہیں۔ پچھلے تین سال سے ان میں پینے کے لیے پانی مہیا کیا جا رہا ہے' جب دریا میں وافر مقدار میں پانی موجود ہوتا ہے۔

(ج) ایک منصوبہ ریہاڈلنگ بہاول کینال ہمراہ سسٹم منظوری کے مراحل میں ہے۔ اس کی منظوری سال 99-1998ء میں متوقع ہے اور اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ان نہروں میں باقاعدگی سے پانی چھوڑا جائے گا۔ وہ بھی اس شرط پر اگر دریا میں پانی وافر مقدار میں موجود ہوا۔ البتہ زیر زمین پانی کڑوا ہونے کی بنا پر انسانوں اور جانوروں کے لیے پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ملک مظہر عباس راں، جناب والا! جواب کے جزو (ب) میں بتایا گیا ہے کہ یہ سرپلس نہریں ہیں اور تین سال سے وہاں پر پانی مہیا بھی کیا جا رہا ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ غلط انفارمیشن دی ہے کہ پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ پچھلے دو تین سال سے وہاں پر قطعاً پانی مہیا نہیں کیا جا رہا اور وہاں پر پچھلے سال جانور اور انسان پانی کی کمی سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ پچھلے سال وہاں پر بارشیں نہیں ہوئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، اس میں جو کچھ معزز ممبر نے پوچھا ہے اور وہ blame کرتے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کا یہ جواب غلط ہے۔ واقعتاً میرا source ڈیپارٹمنٹ ہے' میں نے خود site نہیں دیکھی۔ جناب والا! اس میں ڈیپارٹمنٹ نے condition یہی رکھی ہے کہ ان مائنرز کو پانی اس وقت دیا جاتا ہے جب ہمیں دریا سے پانی سرپلس وصول ہو۔ میرے بھائی زمیندار ہیں ان کو پتا ہے کہ کچھ کنال دوامی ہیں کچھ غیردوامی ہیں' سالانہ یا ششماہی۔ تو یہ ایک اور تیسری category ہے سرپلس سپلائی میں۔ یہ دو اڑھائی ماہ کے لیے جب دریا میں ہائی فلڈ آئیں تو اس میں سے کچھ پانی زیادہ حاصل کرکے ان مائنرز کو چلایا جاتا ہے۔ تو یہ جو سمجھتے ہیں کہ پچھلے تین سال میں پانی نہیں آیا اور ڈیپارٹمنٹ نے یہ رپورٹ دی ہے کہ پانی فلڈ سیزن میں چلتا رہا ہے۔ تو اس کو ان کی تسلی کے لیے چیک کرا لیتے ہیں کہ آیا محکمے نے غلط بیانی سے تو کام نہیں لیا۔

ملک مظہر عباس راں، جزو (ج) میں بتایا گیا ہے کہ بہاول کنال کی remodelling کی منظوری اس سال 1998-99 میں متوقع ہے۔ جب کہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے دورے کے دوران 25-2-99 کو ایک آرڈر ڈائریکٹو بھی جاری کیا ہے کہ ان تینوں نہروں کو سالانہ پانی مہیا کیا جائے۔ آج جب یہ جواب دے رہے ہیں تو "متوقع" کا لفظ لکھا گیا ہے۔ کیا یہ بتائیں گے کہ اس سال بجٹ میں ان کے لیے کوئی رقم fix کی جا رہی ہے۔ اور آئندہ سال اس پر کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جی ہاں۔ اس میں condition جناب والا! پھر بھی وہی ہے کہ اس کو ہم 1999-2000 کے بجٹ میں اس کی پروویژن رکھ رہے ہیں۔ لیکن مشروط کہ پانی جب ہمیں وافر وصول ہو گا تو ان علاقوں میں ان نہروں میں چھوڑا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی راں صاحب۔

ملک مظہر عباس راں، پاکستان کے نہری نظام میں کوئی بھی ایسا سال شاید ہی گزرا ہو کہ دریاؤں میں پانی وافر نہ ہوا ہو۔ ہم ایک طرف تو پانی کی قلت میں ریگستان بن رہے ہیں اور دوسری طرف ہم پانی کو سمندر میں پھینک رہے ہیں' جب کہ وہاں پر نہریں بھی موجود ہیں اور سسٹم بھی موجود ہے۔ تھوڑی سی احتیاط کی جائے تو چولستان کے علاقے میں بے شمار فصلات کو پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ دو اڑھائی مہینے کے لیے اگر وہاں پر پانی مہیا کر دیا جائے تو وہاں جو اس سیزن کی فصل ہے وہ اٹھائی جا سکتی ہے۔ اور اس سے ملک کو بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ اور یہی گزارش ہے کہ کیا یہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہاں پر ہر سال پانی مہیا کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، میں اپنے اس معزز ممبر کی تجویز اور سکیم سے سو فی صد اتفاق کرتا ہوں کہ پانی سے محروم کچھ ایسے علاقہ جات ہیں جن کو ہم دریاؤں سے وافر پانی وصول کرکے آباد کر سکتے ہیں۔ ان کے لیے یہ ڈیپارٹمنٹ اپنی کوششیں حتی الوسع بروئے کار لائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ ملک احمد علی اولکھ۔

ملک احمد علی اولکھ، سوال نمبر 2366۔

دیہات میں بجلی کی تنصیب کے لیے فنڈز کی فراہمی

*2366۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 1+9 سکیم فراہمی بجلی کے تحت موضع کروڑ نشیب' بستی موجووالی' چک نمبر 108/ML تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں village electrification کا کام کب شروع کیا گیا تھا۔

(ب) اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ان دیہاتوں میں بجلی کے کنکشن نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت بجلی کی تنصیب کا کام مکمل کرانے کے لیے فنڈز دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی(سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) اس ضمن میں واپڈا میں رپورٹ طلب کی گئی' جس کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔ موضع کروڑ نشیب بستی موجو والی چک 108/ML تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں 1990-91ء میں فراہمی

بجلی کا کام 9+1 سکیم کے تحت شروع کیا گیا تھا۔

(ب) سال 91-1990ء میں 9+1 سکیم کے تحت حکومت پنجاب نے واپڈا کو 68.92 کروڑ روپے فراہمی بجلی 2601 آبادیوں کے لیے دیے۔ واپڈا نے ان میں سے تقریباً 2400 آبادیوں میں بجلی فراہم کر دی اور کچھ آبادیوں میں کام مکمل نہ ہو سکا۔ مذکورہ آبادی بھی اس زمرے میں آتی ہے۔ واپڈا کے مطابق فنڈز کی دست یابی پر ہی یہ سکیم مکمل ہو سکے گی۔

(ج) وفاقی حکومت جاری سکیموں کے لیے پالیسی مرتب کرے گی، تو پھر ہی اس سکیم کو مکمل کرنا ممکن ہو گا۔ پنجاب گورنمنٹ کے ترقیاتی بجٹ میں اس کام کے لیے کوئی فنڈز مختص نہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال بھی ملک احمد علی اولکھ کا ہے۔

ملک احمد علی اولکھ، سوال نمبر 2368۔

بجلی کی سکیموں کو مکمل کرنے کے لیے فنڈز کی فراہمی

*2368۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کروڑ نشیب، بستی موجووالی، چک نمبر 108/M-L تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں بجلی کی فراہمی کا کام شروع کیا گیا تھا لیکن فنڈز ختم ہونے کی وجہ سے کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان چکوک کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکیموں کے کام کو مکمل کروانے کے لیے فنڈز واپڈا کو فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) اس ضمن، میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی، جس کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔ فنڈز دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔

(ب) حکومت پنجاب نے مطلوبہ فنڈز برائے فراہمی بجلی 91-1990ء میں فراہم کر دیے تھے، لیکن واپڈا کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے کچھ آبادیاں مکمل نہ ہو سکیں۔ اب وفاقی حکومت جاری منصوبہ جات کو مکمل کرنے کے لیے جب پالیسی جاری کرے گی، تو تب مذکورہ آبادیوں دیہات کو فراہمی بجلی ممکن ہو سکے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ملک احمد علی اولکھ: جناب والا! اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین دیہات کروز نشیب بستی موجو والی اور چک نمبر 108ML۔ 1991-92 میں 9+1 سکیم کے تحت ان کو electrify کیا گیا تھا۔ اور غالباً 75% کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب 1991-92 کے بعد آج اس کو آٹھ نو سال ہو گئے ہیں۔ وہاں پر کھمبے نصب ہو چکے ہیں لیکن آٹھ سالوں میں بھی وہاں پر ان لوگوں کو بجلی نہیں ملی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا یہ بتائیں گے کہ ان کی تکمیل کے لیے کتنے فنڈز درکار ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! بھائی احمد علی اولکھ صاحب کا جو سوال نمبر 2366 ہے جس کے بارے میں انھوں نے وضاحت طلب کی ہے۔ یہ پھر وہی واپڈا سے متعلقہ معاملہ زیر غور آیا ہے۔ پچھلے tenure میں واپڈا نے ان کے حلقوں میں کچھ فنڈز rural electrification کے لیے مختص کیے تھے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس میں واپڈا کی کوتاہیاں بھی شامل حال رہی ہیں۔ اور ہم سب کو علم ہے کہ آج یہ ادارہ کس نہج پر پہنچا ہے۔ اس میں ان کو اگر کسی بھی سٹیج پر ارگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کوئی سستی یا کوتاہی نظر آئی تو ہم وہ rectify کرنے کو تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ملک صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ: جناب والا! واپڈا والوں سے بات کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سکیم پنجاب گورنمنٹ کی ہے۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں کچھ رقوم بقایا دینی ہیں۔ اب دو سال موجودہ حکومت کو ہو چکے ہیں میری گزارش تھی کہ ان سے consult کرکے کم از کم یہ تو معلوم کر لیا جائے کہ یہ کتنی رقم بنتی ہے جو اس پر باقاعدہ خرچ ہونی ہے۔ اور پھر وہ آیا پنجاب گورنمنٹ نے فراہم کرنی ہے یا واپڈا نے اپنے وسائل سے اس کو مکمل کرنا ہے؟ یہ میری گزارش تھی۔ دو سال میں اس معاملے کا فیصلہ نہیں ہو سکا کہ آیا پنجاب گورنمنٹ نے واپڈا کو فنڈز فراہم کر دیے ہیں اور اگر بقایا کچھ فنڈز رہتے ہیں تو آیا پنجاب گورنمنٹ ان کو بقایا فنڈز دینے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟ اس کا کسی طریقے سے فیصلہ ہونا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی کا مطالبہ اور تکلیف بجا ہے۔ یہ اپنے حلقے کے لیے کوشاں ہیں کہ left over آبادیوں کو کسی بھی طریقے سے الیکٹریفائی کیا جائے تاکہ لوگوں کو بجلی کی سہولت میسر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ 91-1990ء کی بڑی پرانی 9+1 سکیم تھی۔ اس میں دو تین دفعہ حکومتیں تبدیل ہوئیں تو ہر حکومت نے اپنی ترجیحات متعین کیں تو یہ صرف ان کے علاقے کا مسئلہ نہیں ہے' بلکہ پورے پاکستان میں اس طرح کی سکیمیں متاثر ہوئیں تو سردست تو میں ان کو یہی عرض کرتا ہوں کہ جونہی نئے فنڈز مہیا کیے گئے تو اس سکیم کے باقی ماندہ کھمبے' وائرنگ اور دیگر چھوٹے موٹے کام مکمل ہو سکتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے جو رقم دینی تھی اس میں بھی محکمہ واپڈا نے اپنی غیر منصوبہ بندی کی وجہ سے فنڈز کا غلط استعمال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی ملک احمد علی اولکھ صاحب کا ہے۔

ملک احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! یہ سوال بھی اسی سکیم کے بارے میں تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اب اس پر زیادہ بحث نہیں کرتے۔ امید ہے کہ یہ اس سکیم کو مکمل کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک ممتاز احمد بھچر صاحب۔

ملک ممتاز احمد بھچر: 2385۔

ضلع میانوالی کی نہروں کی کھدائی پر اخراجات کی تفصیل

*2385۔ **ملک محمد ممتاز احمد بھچر:** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع میانوالی میں سال 98-1997ء کے دوران نہروں کی کھدائی توسیع و مرمت اور مشینری کی تبدیلی پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور سال 99-1998ء کے دوران کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا لنک ون۔ آر' ٹو۔ آر میں پانی مہیا کرنے کے لیے پرانی مشینری تبدیل کر کے نئی مشینری لگائی جا چکی ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت نئی مشینری لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا پائی خیل لفٹ اریگیشن سکیم کی کھدائی و توسیع کے لیے تیار کردہ نقشہ تبدیل کر کے اس میں کچھ ردوبدل کیا گیا ہے' اگر کیا گیا ہے تو نئے پروگرام کی تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) ضلع میانوالی میں سال 98-1997ء کے دوران نہروں کی کھدائی توسیع و مرمت پر کل رقم 16.698 ملین روپے خرچ کیے گئے۔ میانوالی لفٹ اریگیشن سکیم پمپ ہاؤس "A" کی مشینری کی تبدیلی پر 57.226 ملین روپے خرچ کیے گئے۔ سال 99-1998ء کے دوران ضلع میانوالی میں نہروں کی کھدائی توسیع و مرمت پر 11 663 ملین روپے خرچ کرنے کا تخمینہ ہے۔

(ب) لنک ون۔ آر۔ ون۔ ایل میں پانی مہیا کرنے کے لیے میانوالی لفٹ اریگیشن سکیم پمپ ہاؤس "A" کی مشینری 98-1997ء میں تبدیل کی جا چکی ہے۔ جبکہ حکومت ٹو آر' ٹو ایل میں پانی مہیا کرنے کے لیے رواں مالی سال میں پمپ ہاؤس "B" کی مشینری تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' جس کے لیے مجوزہ طریقہ کار پر پرچیز سیل purchase sell کو مشینری خریدنے کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔

(ج) پائی خیل لفٹ اریگیشن سکیم کی کھدائی و توسیع کے لیے منظور شدہ نقشے میں فی الحال کوئی ردوبدل نہ کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ رواں مالی سال میں حکومت پمپ ہاؤس "B" کی مشینری تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لیے مجوزہ طریقہ کار پر پرچیز سیل کو مشینری خریدنے کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔ تو یہ رواں مالی سال کب ختم ہو رہا ہے؟ ابھی تک تو میرے خیال میں وہاں ایسی کوئی بات نہیں۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس ضمن میں کوئی واضح تاریخ دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی: جی ہاں' اس میں ہمارے محکمے کی سستی اجاگر ہے۔ رواں مالی سال ختم ہونے میں واقعی ایک دو ماہ رہ گئے ہیں تو معزز ممبر اصرار کر رہے ہیں تو ہم اس سارے پراجیکٹ کو بڑی جلدی expedite کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! نماز عصر کا وقت ہے۔ اگر آپ 15 منٹ کے لیے وقفہ فرما دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، چشتی صاحب! مجھے افسوس ہے کہ عصر کی نماز کے متعلق بہت دفعہ یہ ایشو اٹھا ہے اور ہر دفعہ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے اور آپ یہ بات کرتے ہیں جس کا مجھے بڑا افسوس ہے۔ میں نے بڑی دفعہ یہ کہا ہے کہ یہاں جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں ہر ممبر کا اپنا ایک مسلک ہے۔ تو سوائے مغرب کی نماز کے ہر ایک کے مسلک کے مطابق نماز کا وقت ہوتا ہے۔ اب میں کتنی دفعہ کہوں گا کہ اس وقت اتنی دیر کے لیے نماز کا وقفہ ہے۔ جو دوست پڑھنا چاہتے ہیں ان پہ پابندی نہیں' وہ پڑھ آئیں۔ ابھی سوا پانچ بجے ہیں کچھ دوست کہتے ہیں کہ آپ پونے پانچ بجے وقفہ کریں' کچھ کہتے ہیں پانچ بجے کریں' کچھ کہتے ہیں ساڑھے پانچ بجے وقفہ کریں تو میں کیا کروں گا؟

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! ساڑھے چار بجے سے لے کر ساڑھے پانچ یا چھ بجے تک نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' آپ تشریف رکھیں۔ اس بات پر بہت دفعہ بات ہو چکی ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب! میری گزارش سن لیں کہ سپیکر صاحب نے 30۔ اپریل کو جمعہ والے دن نماز عصر کے لیے 15 منٹ کے لیے وقفہ فرما دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ میری بات کی کوئی clarification دے دیجیے اگر سارا ہاؤس اس پر متفق ہے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے تو خوشی ہوگی کہ یہاں سے ہی سارے اٹھ کے چلیں اور چل کے باجماعت نماز پڑھیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! کافی دوست نماز پڑھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں کافی کی بات نہیں کر رہا۔ میں وقت کے سلسلے میں بات کر رہا ہوں کہ اگر سارا ہاؤس اس بات پہ اتفاق کرتا ہے کہ عصر کی نماز کا وقفہ اتنے بجے سے اتنے بجے تک کر دیا جائے تو ہم ہمیشہ کے لیے طے کر لیتے ہیں۔ مجھے بتا دیجیے کہ کتنے بجے وقفہ کیا جائے؟

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، پانچ بجے وقفہ ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پانچ بجے سے سوا پانچ بجے تک باقاعدگی سے عصر کی نماز کا وقفہ ہوا کرے گا۔ سارا ہاؤس اس سے متفق ہے؟

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! اگر آپ پانچ بجے سے سوا پانچ بجے کا وقت مقرر کر

دیں تو وہ سب کے لیے قابل قبول ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں پانچ بجے سے سوا پانچ تک کا ہی پوچھ رہا ہوں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! ایک مستقل ٹائم مقرر کرنے سے اس میں ایک مسئلہ آ جائے گا کہ سردیوں میں پانچ بجے شام ہو جاتی ہے اور گرمیوں کی صورت اور ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' وہ تو موسم کے مطابق وقت تبدیل ہوتا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! سوا پانچ بجے سے ساڑھے پانچ بجے کر لیں یہ اعتدال میں رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سوا پانچ سے ساڑھے پانچ کر دیں! باقی سارے دوست اس میں کیا فرماتے ہیں؟۔۔۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اس پہ کچھ فرمائیں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پہلے بھی اس مسئلے پر کافی مرتبہ توجہ دلائی ہے کہ جب ہفتے میں پچھلے ٹائم اجلاس ہو تو اس میں عصر کی نماز کا وقت آ جاتا ہے۔ نماز مغرب کا وقفہ ہوتا ہے نماز عصر کا نہیں ہوتا۔ تو جب نماز مغرب کا وقفہ ہے تو عصر کی نماز کا وقفہ بھی ہونا چاہیے کیوں کہ عصر کی نماز کی تو اور بڑی اہمیت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو طے یہ ہوا کہ سوا پانچ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے عصر کی نماز کے لیے وقفہ ہوا کرے گا۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! ابھی آپ نے جس طرف توجہ مبذول کروائی ہے میں آپ کی وساطت سے ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ میری بات کو ذرا غور سے سنیں۔ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر مختلف اوقات میں ساڑھے چار بجے سے لے کر ساڑھے پانچ بجے تک نماز عصر ادا کرتے ہیں۔ تو مناسب یہ ہو گا کہ اگر پانچ بجے سے لے کر سوا پانچ بجے تک نماز عصر کا وقفہ کر دیا جائے تو نہ انتہا کو ہو گا' نہ ابتدا کو ہو گا' یہ درمیان میں ہو گا تو یہ بہت زیادہ بہتر رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، صاحب زادہ صاحب! میں نے یہ بات پوائنٹ آؤٹ کیوں کی تھی؟ اب آپ اسی بات پر آ گئے ہیں۔ ایک منٹ' میری بات سنیں۔ میں اس مسئلے پہ بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ کے پاس دو آپشنز ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں ایک آپشن پانچ سے سوا پانچ ہے' دوسری

آپشن سوا پانچ سے ساڑھے پانچ ہے۔ اب پانچ سے سوا پانچ کے لیے دوست کیا کہتے ہیں اور سوا پانچ سے ساڑھے پانچ تک کے لیے کون سے دوست کہتے ہیں؟

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ چند دنوں کے بعد نماز کا وقت اور بڑھ جائے گا تو وقت کی مناسب کے لحاظ سے جیسے جیسے سورج دیر سے غروب ہو گا تو اسی کے مطابق نماز عصر کا وقت بھی تبدیل ہوتا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا مطلب ہے کہ اس اجلاس کے لیے تو فیصلہ کر لیں۔ اس اجلاس کے لیے سوا پانچ سے ساڑھے پانچ بجے تک نماز عصر کے لیے وقفے کا فیصلہ ہوا۔ تو اب ہم 15 منٹ کے لیے وقفہ نماز برائے عصر کرتے ہیں۔ ہم یہاں پہ دوبارہ 5 بج کر 35 منٹ پہ آئیں گے۔

(5 بج کر 20 منٹ پر نماز عصر کے لیے 15 منٹ کا وقفہ ہوا)

(اجلاس کی کارروائی وقفہ نماز عصر کے بعد 5 بج کر 54 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، سوال نمبر 2577-A الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب کا ہے جی مولانا صاحب۔

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، سوال نمبر 2577-A

تحصیل شکر گڑھ میں حاجی پور گجراں بند اور جلالہ بند پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*(A)2577۔ الحاج مولوی محمد غیاث الدین، کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل شکر گڑھ میں حاجی پور گجراں اور جلالہ بند پر سال 98-1997ء اور 99-1998ء میں کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) ان دونوں بندوں پر کتنے ورک چارج ملازمین رکھے گئے ان پر کتنا خرچ ہوا ورک چارج ملازمین کے نام و پتہ اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں بندوں پر فرضی ورک چارج ملازمین کی تنخواہ اور فرضی فلڈ لائٹنگ کرکے رقم وصول کی گئی اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ایسے افراد کے خلاف کارروائی

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) تحصیل شکر گڑھ میں جلالہ بند برائے سال 98-1997ء اور برائے سال 99-1998ء میں کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی اور حاجی پور گجراں میں برائے سال 98-1997ء اور 99-1998ء کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

1998-99ء	1997-98ء
5720383 00	25394488/04

(ب) جلالہ بند پر کوئی ورک چارج آدمی نہ رکھا گیا اور نہ کوئی خرچہ ہوا۔

II) تحصیل شکر گڑھ میں حاجی پور گجراں بند پر برائے سال 98-1997ء میں جو ورک چارج آدمی رکھے گئے، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان بندوں پر نہ کوئی فرضی ورک چارج کی تنخواہ اور نہ فرضی فلڈ لائٹنگ کی ادائیگی کی گئی ہے۔

الحاج مولوی محمد غیاث الدین: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جن ورک چارج آدمیوں کے بارے میں پوچھا ہے انھوں نے ایک فہرست مہیا کی ہے اور اس میں مختلف نام دیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محکمے نے پیسے کھانے کے لیے یہ سارے فرضی نام دیے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی کے دو اور کسی کے تین مہینے ظاہر کر کے محکمے نے فرضی نام دیے ہیں ان میں اکثر و بیشتر میرے حلقے کے آدمیوں کے نام ہیں جن کو میں جانتا ہوں۔ یہ لوگ وہاں پر سکونت پذیر ہی نہیں ہیں یہ ویسے ہی فرضی نام دیے گئے ہیں ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ورک چارج آدمیوں کے نام دیے گئے ہیں کیا یہ اس بارے میں انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ جو نام دیے گئے ہیں ان میں اکثر کا وجود نہیں ہے کیا آپ اس بارے میں انکوائری کروائیں گے یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ genuine names ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! میں تو اپنے معزز ممبر کا احترام

کرتا ہوں ۔ اگر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محکمہ نے اپنے ان expenditures میں جن ورک چارج آدمیوں کے نام ظاہر کیے ہیں ان کا وجود نہیں ہے۔ تو یہ تو بڑی سنگین غلطی ہے اور ان کی اس بارے میں مکمل تسلی کروائی جائے گی اور اگر ثابت ہو گیا کہ محکمے نے کوئی گڑ بڑ کی ہے تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی ؟

الحاج مولوی محمد غیاث الدین: جناب والا! یہ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ تسلی کروائی جائے گی تو یہ کب تسلی کروائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جب آپ کہیں۔

الحاج مولوی غیاث الدین: یہ کوئی وقت دے دیں تا کہ یہ شروع ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ۔ آپ مولوی صاحب کو کوئی وقت دے دیں تا کہ یہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور یہ بات سامنے آ جائے کہ اس میں کوئی بوگس نام ہیں یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! یہ ہمارا رواں سیشن ہے۔ اس کے بعد یہ کوئی وقت طے کر لیں اور ہم بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے کہ کس وقت ہم بیٹھ کر یہ ساری انکوائری مکمل کر لیں گے اور کس طریقے سے کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ اس سیشن کے بعد آپ ان کے ساتھ بیٹھیں اور فیصلہ کریں کہ کس وقت بیٹھنا ہے ۔ آپ ان سے بات کر لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! آپ کی وساطت سے میں پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ورک چارج ملازمین پر کوئی پابندی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ daily basis پر ورک چارج ملازمین رکھنے پر کوئی پابندی ہے کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! محکمہ مختلف قسم کے ورک چارج ملازمین کی تقرری کرتا ہے کچھ seasonal ہوتے ہیں کہ جب بھی maintenance کی ضرورت پڑتی ہے تو seasonal work charge آدمیوں کو کچھ وقت کے لیے بھرتی کیا جاتا ہے اور یہ regular time کے لیے نہیں ہوتے۔ اور اس پر کوئی پابندی بھی نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر محکمہ آب پاشی کو ورک چارج آدمیوں کی ضرورت ہے تو جس جگہ سے ہم گزر کر جاتے ہیں' آپ اس کی حالت دیکھ لیں پبلک ہیلتھ کی سکیمیں دیکھ لیں ایک دو سال سے ہم نے نہیں دیکھا کہ ورک چارج ملازمین رکھے گئے ہوں اور ان کو کوئی تنخواہ وغیرہ مل رہی ہوں ۔ آپ آج ان سے اسمبلی میں پوچھ کر بتا دیں کہ جہاں پر اشد ضرورت ہے کیا وہاں پر ورک چارج ملازمین عارضی طور پر رکھے جا سکتے ہیں؟ تاکہ ہمارے جو دوسرے محکمہ جات ہیں ہم بھی وہاں پر اجازت لے کر ورک چارج ملازمین رکھوا سکیں تاکہ ہماری سڑکات اور نہروں کے بندوں کی بھی حفاظت ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ محکمہ ایریگیشن میں daily basis پر seasonal ورک چارج تو رکھتے ہیں ۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرے اپنے حلقے میں ایسی canals ہیں جن کا اس دفعہ کے سیلاب میں ٹوٹنے کا خطرہ ہے میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ رکھے ہوئے ہیں تو ہم ان کی پہلے کیوں نہ مرمت کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پتہ کریں' ہو سکتا ہے وہاں رکھے ہوئے ہوں اور آپ کو پتہ نہ ہو ۔ یہ چیز آپ کو بتا رہی ہے اور مجھے اس بات کا یقیناً پتہ ہے کہ محکمہ آب پاشی میں seasonal work charge رکھتے ہیں اور seasonal پر کبھی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اگر وہاں پر seasonal work charge نہیں ہیں تو پتہ کریں وہاں ضرور seasonal work charge ہوں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 2628 (معزز رکن نے میاں شوکت علی لالیکا کے ایماء پر دریافت کیا)

لاہور ڈویژن میں انہار کی زمین ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کے اقدامات

*2628۔**میاں شوکت علی لالیکا:** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ڈویژن کی تمام انہار کے دونوں اطراف محکمہ انہار کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر قبضہ گروپ کے بااثر افراد نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) کیا حکومت ان تمام عناصر سے زمین واگزار کرانے اور ان کے خلاف مقدمات درج کرنے اور اب تک استعمال کی گئی زمین کے ٹھیکے' آبیانے' اور مالیے کی وصولی کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز

ان تمام عناصر کے خلاف آئندہ زمین غیر قانونی طور پر قبضہ نہ کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ اب تک بنائے گئے مقدمات کی تعداد اور کتنا جرمانہ وصول کیا گیا کی تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور ڈویژن کی چند انہار جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے' پر محکمہ انہار کی زمین کے کچھ حصوں پر لوگوں نے ناجائز تعمیرات کی صورت میں قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ اس سلسلے میں ناجائز قابضین سے زمین وا گزار کرانے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر لاہور کو مورخہ 13-4-98 کو مناسب کارروائی کے لیے تحریر کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی مقدمات قائم نہیں کیے گئے اور نہ ہی کوئی جرمانہ وصول کیا گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محکمے نے اس سوال کے جواب جز(ب) میں لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ انہار کے دونوں طرف لوگوں نے زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ آگے لکھا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو 13-4-98 کو مناسب کارروائی کے لیے تحریر کیا گیا تھا۔ جناب والا! اب تقریباً ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس ایک سال میں اس انتہائی قیمتی اراضی کو وا گزار کروانے کے لیے محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری' آب پاشی و قوت برقی : جناب سپیکر! محکمے نے ڈپٹی کمشنر کو صرف ایک مرتبہ یاددہانی کروائی ہے حالانکہ محکمے کو چاہیے تھا کہ وہ ڈی سی کو بار بار لکھتے اور تمام تجاوزات کو ختم کرواتے۔ جناب والا! آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ کچھ سوشل مسائل اتنے گمبھیر ہو چکے ہیں' یہ تجاوزات بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ان کو ہٹانا اکیلے محکمے کے بس کی بات نہیں۔ اس میں ضلعی انتظامیہ کو شامل کیا جائے اور اس بارے میں ایک سیاسی فیصلہ کیا جائے تو پھر یہ تمام تجاوزات ہٹائی جا سکتی ہیں۔ اس بات میں یقین دہانی اس طرح سے کرواتا ہوں کہ ڈی سی کو اس گمبھیر مسئلے کے لیے اعتماد میں لیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ یہ گھر' کھوکھے' چھوٹے ہوٹل یا پٹرول پمپ وغیرہ گرائے جاسکیں۔ یہ تمام اس قسم کی تجاوزات ہیں کہ اس کے لیے وسیع پیمانے پر کارروائی کرنے کی ضرورت

ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس طرح جواب دے رہے ہیں جیسا کہ کوئی عام رکن اسمبلی کسی بات کا جواب دے رہے ہوں' حالانکہ معزز پارلیمانی سیکرٹری محکمے کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ محکمے کی کارکردگی پورے ایوان کے سامنے آ سکے۔ اب کارکردگی یہ سامنے آئی ہے کہ انھوں نے ایک لیٹر 13-4-98 کو تحریر کیا اور باقی ایک سال کے عرصے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہ مجھے واضح جواب دیں کہ ان کے محکمے نے اس پورے ایک سال میں کیا کارروائی کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی : جناب والا ! اس میں ہمارے محکمے کی طرف سے ڈی سی کو لکھنے اور تجاوزات کو ہٹوانے میں سستی عیاں ہے۔ محکمے کو چاہیے تھا کہ ڈی سی کو بار بار لکھتے اور تجاوزات ہٹوانے کے لیے اپنے کوشش جاری رکھتے۔ اگر ایسا کیا جاتا تو لازماً ڈی سی اپنے طور پر ایکشن لے کر یہ ساری تجاوزات ہٹاتے ۔ اس میں محکمے کی سستی عیاں ہے۔ اب ہم کوشش کریں گے کہ یہ ساری تجاوزات ہٹائی جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا ! پارلیمانی سیکرٹری نے تسلیم کیا ہے کہ صرف 13-4-98 کو ایک چٹھی محکمے نے ڈی سی کو لکھی ہے' لیکن اس سلسلے میں ابھی تک نہ کوئی مقدمات قائم کیے گئے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا جرمانہ ناجائز قابضین سے وصول کیا گیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کو تسلیم کریں کہ ان کے محکمے کی اس سلسلے میں کوئی کارگزاری نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ ذمہ دار افراد کے خلاف کیا ایکشن لیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر : تسلیم تو انھوں نے کر لیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو چاہیے تھا کہ یہ کل شام سوالات اور جوابات کو پڑھتے اور اس بارے میں محکمے کو کوئی احکامات دے کر آتے اور ایوان کو بتاتے کہ کلاں افسران یا اہل کاران نے سستی کی' انھوں نے کوئی کارکردگی نہیں دکھائی' لہذا ہم نے ان کے خلاف یہ ایکشن لیا۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں کہ جو بھی ذمہ دار لوگ ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر : رانا صاحب! یہ تو انھوں نے پہلے ہی تسلیم کیا ہے کہ محکمے نے صرف ایک دفعہ یاد دہانی کا خط بھیجا۔ محکمے نے اس سلسلے میں کوئی کارگردگی نہیں دکھائی۔ کھوسہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اس سلسلے میں محکمے سے باز پرس کریں اور ناجائز تجاوزات ہٹوانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔ اور اس معزز ہاؤس کو پیش رفت سے آگاہ کیا جائے۔ ڈی سی متعلقہ کو لکھیں' اگر وہ نہیں مانتا تو وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کریں۔ آپ کے علم میں ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ناجائز تجاوزات کے سلسلے میں زبردست ایکشن لے رہے ہیں۔ آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو لکھیں کہ حکومت کی پراپرٹی واگزار کروانے کے لیے انتظامیہ یا ڈی سی کام نہیں کر رہے۔ اس بارے میں فوری طور پر زبردست ایکشن لیا جائے اور پرسوں اس بات رانا صاحب اور ہاؤس کو آگاہ کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی : جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے کہ ہماری موجودہ حکومت ناجائز تجاوزات چاہے کسی بھی حوالے سے ہوں' کسی بھی عنصر کی طرف سے ہوں ان کو واگزار کرانے کے ایجنڈے پر بڑی جرأت مندی کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ اس مخصوص مسئلے کو بھی ہم ان شاء اللہ اسی ترجیح میں رکھتے ہوئے حل کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! کیا آپ نے اس سوال کو pending فرمایا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں میں نے اسے pending نہیں کیا۔ ہاں البتہ پرسوں ان سے پوچھ لیں گے کہ آپ نے اس بارے میں کیا ایکشن لیا ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی : بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ انہار (بہاولپور ڈویژن) کے seasonal ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی

*1608۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار (بہاولپور ڈویژن) کے seasonal ملازمین کو تنخواہیں بروقت دی جاتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کے ان ملازمین کو تنخواہیں محکمہ کے annual maintenance & repair فنڈز سے دی جاتی ہیں جبکہ یہ فنڈ محکمہ انہار کی Maintenance پر خرچ ہونا چاہیے تھا۔

(ج) اگر ایسا ہے تو پھر باقی ڈویژنوں اور اضلاع کی طرح sanction of new establishment (S.N.E) میں سے ان seasonal ملازمین کو تنخواہیں کیوں نہیں دی جاتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) سیزنل ملازمین کو تنخواہیں بروقت ادا کی جاتی ہیں۔ البتہ بعض اوقات فنڈز بروقت دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے تنخواہیں بروقت ادا نہیں ہوسکتیں۔ لیکن جونہی فنڈز دست یاب ہوتے ہیں تو ملازمین کو تمام واجبات ادا کر دیے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ سیزنل ملازمین کو تنخواہیں AM&R فنڈ سے دی جاتی ہیں کیونکہ انہیں رکھا ہی maintenance & repair کے لیے جاتا ہے۔

(ج) محکمہ کے کسی ڈویژن سیزنل ملازمین کو SNE میں سے تنخواہیں نہیں دی جاسکتیں کیوں کہ SNE ریگولر ملازمین کے لیے ہوتی ہے نہ کہ سیزنل ملازمین کے لیے۔

تحصیل لیاقت پور میں نیا سیم نالہ بنانے کے اقدامات

*1760۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تحصیل لیاقت پور میں پنجند کینال کے ساتھ ساتھ کتنا رقبہ سیم میں آچکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چک دنیا پور کا سارا رقبہ سیم زدہ ہے۔

(ج) حکومت اس سیم سے بچاؤ کی کیا تدابیر کر رہی ہے اور اس سیم کو ختم کرنے کے لیے نہر کے ساتھ ساتھ کل کتنے سکارپ ٹیوب ویل ہیں اور ان میں سے کتنے ٹیوب ویل خراب ہیں نیز اس علاقے میں سیم نالوں کی کیا پوزیشن ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر سیم نالے عام لوگوں کی زمین پر بنائے گئے ہیں کیا حکومت اس علاقہ میں نیا سیم نالہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کس جگہ پر اور کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) تحصیل لیاقت پور میں پنجند کینال کے ساتھ ساتھ تقریباً 7500 ایکڑ رقبہ سیم زدہ ہو چکا ہے

اور زیر زمین پانی کی سطح تقریباً صفر تا تین فٹ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چک دنیا پور کا تقریباً سارا علاقہ سیم سے متاثر ہو چکا ہے۔

(ج) اس علاقہ میں سیم کے تدارک کے لیے پنجند کینال کے ساتھ ساتھ سیم نالے بنائے گئے تھے۔ جن میں سے اکثر نالے قدیم ہونے کی وجہ سے مکمل نکاسی آب نہیں کر رہے ہیں۔ مزید برآں تحصیل لیاقت پور میں سکارپ کے زیر اہتمام نہروں کے ساتھ 404 ٹیوب ویل بھی لگائے تھے۔ یہ ٹیوب ویل 1980ء میں واپڈا اسکارپ نے محکمہ انہار کے حوالے کیے تھے۔ اس وقت 162 ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں اور 242 چالو حالت میں ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے جب پنجند کینال مکمل کی گئی تو اس کے ساتھ ساتھ سیم کے تحفظ کے لیے سیم نالے بھی تعمیر کیے گئے اور ان میں آنے والا رقبہ زیادہ تر سرکاری تھا۔ سیم کے خاتمے کے لیے متعلقہ چیف انجینئر کو ہدایت کی گئی ہے کہ سروے کر کے باقاعدہ سکیم بنائے۔ سکیم بننے کے بعد ہی جگہ کا تعین ہو سکے گا۔ سکیم تیار ہونے پر نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت عمل درآمد کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

U.J.C ڈویژن منڈی بہاؤالدین کی بحالی

*1946۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ U.J.C ڈویژن منڈی بہاؤالدین کو ختم کر کے گجرات ڈویژن کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسیئن اریگیشن کا دفتر گجرات ہونے کی وجہ سے منڈی بہاؤالدین ضلع کے عوام کو تاوان کیسز تبادلہ رقبہ ایک موگہ سے دوسرے موگہ پر اور اپیل وارہ بندی کے لیے لمبا سفر طے کر کے منڈی بہاؤالدین سے گجرات آنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت U.J.C ڈویژن منڈی بہاؤالدین کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ سال 1984ء میں منڈی بہاؤالدین ڈویژن ختم کر کے گجرات ڈویژن

یو۔جے۔سی میں شامل کیا گیا۔ اس وقت منڈی بہاؤالدین ضلع نہ بنا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایکسٹین ارگیشن گجرات ڈویژن کا دفتر گجرات میں ہے' مگر ہر ماہ کی 15,7 اور 21 تاریخ کو ایکسٹین گجرات ڈویژن یو۔جے۔سی ضلع منڈی بہاؤالدین کے متعلقہ کیس ہائے کے سلسلے میں کینال کالونی منڈی بہاؤالدین CAMP لگاتے ہیں لیکن کچھ ضروری کیسوں کے سلسلے میں زمینداروں کو گجرات بھی آنا پڑتا ہے۔

(ج) موجودہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ انتظامی اخراجات کو کم سے کم کیا جائے۔ یہاں پر نئی ڈویژن کھولنے سے تقریباً 96 لاکھ روپے سالانہ خرچ ہوں گے۔ جس کا بچانا قومی مفاد میں ہے۔

بی۔ٹیک آنرز B.Tech. Hons کو بی۔ایس۔سی کے مساوی درجہ دینا

*2089۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ بی۔ٹیک آنرز B.Tech.Hon بی۔ایس۔سی انجینئرنگ کے مساوی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انجینئرنگ کونسل اس کو تسلیم نہیں کرتی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا محکمہ انہار اس کو مساوی درجہ دینے کے لیے تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں بی۔ٹیک آنرز کو بی۔ایس۔سی انجینئرنگ کے مساوی قرار نہیں دیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ متعلقہ محکمہ پر منحصر ہے کہ وہ خود دیکھے کہ اس کو محکمہ میں کس قسم کی تعلیمی استعداد رکھنے والے اشخاص کی ضرورت ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پاکستان انجینئرنگ کونسل اس کو تسلیم نہیں کرتی۔

(ج) اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لیے ٹیکنیکل محکموں جس میں آب پاشی' مواصلات و تعمیرات اور ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سیکرٹری صاحبان کی میٹنگ زیر صدارت

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات مورخہ 26-3-99 کو منعقد ہوئی جس میں اس ضمن میں مستقبل کے لائحہ عمل کے لیے، کچھ فیصلے کیے گئے ہیں، اس میٹنگ کے minutes جو کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے جاری کرنے تھے، کا انتظار ہے۔

سیم نالہ کی صفائی

*2186۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1980ء کے بعد حکومت نے ریڑ کہ سیم نالہ، سیم نالہ چک نمبر 16، سیم نالہ چک نمبر 33 اور سیم نالہ پانڈووال کی کتنی مرتبہ صفائی کرائی اور ان سیم نالہ جات کی صفائی کے لیے کتنے فنڈ جاری کیے گئے

(ب) کیا حکومت کے زیر غور مذکورہ سیم نالہ جات کی بھل صفائی اور چک نمبر 13 اور میانوال رانجھا میں نئے سیم نالہ جات کی کھدائی کے لیے کوئی منصوبہ ہے۔ اگر ہے تو حکومت کب تک اس پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز ان منصوبہ جات کے لیے کب تک فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) مذکورہ سیم نالہ جات کی مختلف اوقات میں مختلف ڈرینز کی بھل صفائی کروائی گئی تھی۔

(ب) حکومت تمام سیم نالہ جات کی صفائی کا ارادہ رکھتی ہے اور نیشنل ڈرینج پروگرام کے ماتحت ایک رولنگ پروگرام ترتیب دیا ہے جس میں 2001ء تک تمام سیم نالہ جات جن کا ڈسچارج 15 کیوسک سے زیادہ ہے، شامل ہیں۔ اس کے علاوہ feasibility study کنسلٹینٹ کے لیے کرائی جا رہی ہے۔ جہاں بھی متاثرہ رقبہ ہے، نئے منصوبہ جات بنائے جا رہے ہیں جو تکنیکی تکمیل کے بعد عملی شکل میں لائے جائیں گے۔

مسٹر عبدالغنی ڈمبر، ایس۔ڈی۔او کے خلاف انکوائری کی تفصیل

*2210۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مسٹر عبدالغنی ڈمبر SDO عہدہ کا کوئی آفیسر محکمہ میں کام کرتا ہے۔

(ب) کیا وہ کسی دور میں officiating XEN بھی رہے ہیں، اگر رہے ہیں تو کس تاریخ سے کس تاریخ تک رہے ہیں؟ اور کس کے احکامات اور کس کی recommendation پر رہے ہیں۔

(ج) کیا اس کے بعد وہ بدعنوانی کے الزام میں معطل بھی رہے ہیں اور ان پر کیا الزامات تھے اور ان کے خلاف کیا تحقیقات کی گئیں۔ اگر کی گئی ہیں تو اس کی تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں۔ مسٹر عبدالغنی اس محکمہ میں بطور SDO کام کرتے رہے ہیں۔ تاہم اس وقت وہ بطور ڈپٹی ڈائرکٹر (TECH) انٹی کرپشن ملتان ریجن ملتان میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) مسٹر عبدالغنی کبھی بھی officiating XEN نہیں رہے تاہم وہ اپنے عہدہ ایس۔ڈی۔او کے علاوہ XEN مظفر گڑھ کینال ڈویژن کا چارج 7 فروری 1996ء سے مورخہ 5 فروری 1998ء تک look after کرتے رہے ہیں۔ وہ سابق وزیر مال پنجاب نواب زادہ منصور احمد خان اور سابق وزیر افرادی قوت پنجاب محمد نصراللہ خان جتوئی کی سفارش پر XEN کا چارج look after کرتے رہے ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ مسٹر عبدالغنی کبھی بھی معطل نہیں رہے۔ ان پر کوئی الزام نہیں تھا۔ جب کوئی الزام ہی نہیں تھا۔ تو تحقیقات کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

راجباہ جات کی بھل صفائی کی تفصیل

*2260۔ چودھری امتیاز احمد رانجھا: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1980ء سے 1998ء تک راجباہ میانوال رانجھا اور راجباہ پھالیہ کی کتنی بار اور کتنی لاگت سے بھل صفائی کی گئی اور کیا حکومت مذکورہ راجباہ remodeling بنانے یا بھل صفائی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک۔

(ب) کیا راجباہ جات مذکور کا پانی تیل تک پہنچ رہا ہے اور زمیندار اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت پانڈووال مائنر اور کدھر مائنر کو پختہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے اہل کار پانی کی چوری میں ملوث ہیں اور مالیہ اور آبیانہ میں کرپشن کرتے ہیں اگر کرتے ہیں تو سال 98-1997ء کے دوران کتنے اہل کاران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) سال 1980ء سے 1998ء تک راجباہ میانوال رانجھا اور راجباہ پھالیہ کی بھل صفائی اور مرمت پر بالترتیب =/1629652 روپے اور -/225006 روپے لاگت آئی۔ راجباہ ہائے کی خستہ حالت کے پیش نظر Strengthaning Re-Sectioning کی سکیمیں بنائی گئی ہیں جن پر ورلڈ بنک کے مالی تعاون سے عمل درآمد کیا جاتا ہے اور اس کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔ موجودہ مالی سال میں عمل درآمد شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ب) مذکورہ راجباہ ہائے کی ٹیلوں پر پانی کی کمی ہے۔ جس کی وجہ فنڈز کی کمی اور ضروری مرمتاور صفائی desilting کا فقدان ہے۔ اب ورلڈ بنک کے تعاون سے مرمت کا کام عمل میں لایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ کام کے بعد پانی کی کمی پوری ہو جائے گی۔

(ج) مذکورہ مائنرز کو پختہ کرنے کی تجویز زیر غور نہیں۔ تاہم اگر ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ منڈی بہاؤالدین سالانہ ترقیاتی پروگرام میں فنڈز مہیا کر دیے تو ان مائنرز کو پختہ کیا جا سکتا ہے ان کی تخمینہ لاگت پانڈووال 14.79 لاکھ روپے اور کدھر مائنر 17.00 لاکھ روپے ہے۔

(د) محکمہ کے اہل کار پانی کی چوری اور ناجائز آبیانہ میں ملوث نہ ہیں۔ اگر کوئی واضح ثبوت کے تحت کیس سامنے آیا تو (E & D Rules) کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

حلقہ پی۔پی۔ 150 میں نہری پانی کی کمی کو پورا کرنا

*2266۔چودھری بدرالدین، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔آر۔بی نہر میں مقررہ شرح سے کم پانی سپلائی کیا جا رہا ہے۔ جس کی بناء پر ایم۔بی۔ایل راجباہ کو صرف اتنا پانی مہیا ہوتا ہے کہ بھمبھ اور بیدیاں والے تو پورے پانی سے مستفید ہوتے ہیں جبکہ چھانگا مانگا میں پانی بہت کم مقدار میں پہنچتا ہے اور اس وجہ سے کسانوں کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 150 کا زیر زمین پانی نمکین ہے اس لیے یہاں نہری پانی کی بہت ضرورت ہے۔ یہاں نہری پانی سے آب پاشی بذریعہ "جھلار" ہوتی ہے۔

(ج) آیا حکومت اس نہری پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے کچھ متبادل انتظامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) پچھلے چند سالوں سے بی۔آر۔بی نہر کے کناروں کی حالت خستہ ہونے کی وجہ سے اس نہر میں ڈیزائن کے مطابق ڈسچارج نہیں چھوڑا جا سکتا۔ لہذا فصل خریف کے دوران پانی کی وارہ بندی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ بی۔آر۔بی نہر سے فصل خریف میں قصور اور لاہور ڈویژنوں کو پانی دینا پڑتا ہے۔ جبکہ فصل ربیع میں صرف لاہور ڈویژن کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ ایم۔بی۔ایل نہر کو جتنا پانی مہیا ہوتا ہے اس سے تمام راجباہوں کی مساوی بنیاد پر وارہ بندی کی جاتی ہے اور تمام راجباہوں کو تناسب کے لحاظ سے پانی مہیا کیا جاتا ہے تا کہ پانی کی کمی برابر تقسیم کی جا سکے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 150 میں شامل پتوکی' واں وغیرہ کا زیر زمین پانی نمکین ہے اور یہاں نہری پانی کی بہت ضرورت ہے۔ لیکن ماسوائے چند ایک موگہ جات کے جو کہ جھلاری ہیں باقی تمام آب پاشی براہ راست نہری پانی سے ہو رہی ہے' مزید یہ کہ لاہور ڈویژن کے تقریباً تمام رقبہ میں زیر زمین پانی نمکین ہے۔ لہذا تمام رقبہ میں نہری پانی کا متبادل نہ ہے۔

(ج) جی ہاں۔ پانی کی کمی دور کرنے کے لیے بی۔آر۔بی نہر کے کناروں کی بحالی کی جانی ضروری ہے۔ جس کے لیے feasibility اور detailed design تیار ہو چکا ہے۔ جس کے مطابق اس منصوبہ پر 2250 ملین روپے لاگت کا تخمینہ ہے' جونہی مناسب مالی امداد اور وسائل مہیا ہو سکے اس پروجیکٹ پر عمل درآمد کر کے بی۔آر۔بی نہر کو ٹھیک کیا جائے گا اور پانی کی کمی دور کر دی جائے گی۔

ایل۔بی۔ڈی۔سی نہر کا پانی مقدار سے کم چلنے کی وجوہات

*2267۔چودھری بدرالدین۔ کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔بی۔ڈی۔سی نہر کا منظور شدہ پانی 18 کیوسک ہے جبکہ موقع پر عموماً 3 کیوسک پانی چلتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کمی کو دور کرنے کے لیے دو نئے لفٹ پمپ مزید لگائے جا رہے ہیں۔ اگر نہیں تو کب تک یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ' کے۔بلاک گاؤں کے کسان اپنا پانی علیحدہ کروا رہے ہیں اگر

ایسا ہے تو اس طرح دیگر مواضعات میں مزید پانی کی کمی ہو سکتی ہے۔

(د) آیا حکومت اس پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) ایل۔بی۔ڈی۔سی نہر سے نکلنے والے "کے" پلٹ راجباہ کا منظور شدہ پانی 9 کیوسک ہے جبکہ موقع پر عموماً 4 کیوسک پانی چلتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے دو نئے لفٹ پمپ لگائے گئے ہیں اور یہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تاہم ٹھوکر برجی 2220 کو تقریباً 400 پر تبدیل کرنے کے لیے درخواست دی ہے۔

(د) جیسا کہ جز(ب) کے جواب میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے دو نئے لفٹ پمپ لگائے جا چکے ہیں۔

بی۔آر۔بی نہر کی لمبائی

*2639۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بی۔آر۔بی نہر کی لمبائی کیا ہے۔ سال 98-1997ء میں نہر کتنے مقامات سے ٹوٹی اور اس پر کیا لاگت آئی۔ جہاں جہاں سے نہر ٹوٹی اس جگہ کا نام بتایا جائے، اس کے ذمہ دار ملازمین جنہوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) جو ملازمین محکمہ اریگیشن میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں۔ ان کے نام عہدہ اور موجودہ تعیناتی اور ٹرانسفر نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) بی۔آر۔بی نہر کی کل لمبائی 107.40 میل ہے۔ سال 98-1997ء ماہ جولائی 1997ء میں یہ نہر صرف ایک مقام پر برجی نمبر 377400 بائیں جانب نزد موضع برکی ٹوٹی تھی، جہاں پر مویشیوں کی گزر گاہ تھی۔ اس واقعہ کی انکوائری ایک کمیٹی کے ذمے لگائی گئی، جس میں محکمے کے دو سینئر S.E صاحبان ممبر تھے۔ ان دونوں افسران کی رپورٹ میں تضاد تھا۔ جس پر محکمہ

نے انکوائری رپورٹ مسٹر طاہر احمد ملک چیف انجینئر ریسرچ کو بھجوا دی تا کہ وہ اس معاملہ پر غور وخوض کریں اور اپنی سفارشات بھجوائیں۔ سفارشات موصول ہوتے ہی حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ نہر کی مرمت کے لیے -/7,76000 روپے لاگت آئی۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سلیمانکی سے بھکاں پتن پل تک دیہات کو سیلاب سے بچانے کے اقدامات

*2667۔میاں شوکت علی لالیکا، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلیمانکی سے بھکاں پتن تک ہر سال دیہات سیلاب کی نذر ہو رہے ہیں۔ مثلاً رتیکا ٹھٹھاڑ، نگیز ٹھٹھاڑ، مومیکا ٹھٹھاڑ، فتویرا ٹھٹھاڑ، سنتیکا بہادر کا ٹھٹھاڑ، عا کو کا ٹھٹھاڑ وغیرہ

(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سلیمانکی سے بھکاں پتن تک دریائی علاقے میں واقع متذکرہ دیہات دریائے ستلج میں طغیانی سے سیلاب کی نذر ہو جاتے ہیں۔

(ب) دریائے ستلج کے بائیں کنارے پر واقع دیہاتوں کو بچانے کی غرض سے دریا کی گزرگاہ کی درستی کے لیے ایک پراجیکٹ تیاری کے مراحل میں ہے۔

حلقہ پی۔پی 97 میں سیم نالوں کی صفائی کے اقدامات

*2701۔میاں طارق محمود، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 97 گجرات میں کل کتنے سیم نالے ہیں۔ اور ان کی Bed Clearance صفائی کب ہوئی تھی۔

(ب) کیا حکومت ان سیم نالوں کی باقاعدہ صفائی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز ان کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے کل کتنا رقبہ برباد ہو رہا ہے۔

(ج) کیا محکمے نے ان کی صفائی کا باقاعدہ منصوبہ بنا کر حکومت کو بھیجا ہے۔ تو اس کی تفصیل بتائی جائے، نیز اس میں کوئی پیش رفت بھی ہوئی ہے اور ان سیم نالوں کی صفائی کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) حلقہ پی۔پی 97 گجرات میں تقریباً 33 چھوٹے بڑے نالہ جات ہیں' جن میں

I۔ 15 کیوسک سے زیادہ 100 نالہ جات ہیں۔

II۔ 15 کیوسک سے کم 23 نالہ جات ہیں۔

پچھلے 3 سالوں میں 5 نالہ جات کی صفائی کرائی گئی۔

(ب) حکومت نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت اگلے 3 سالوں میں 15 کیوسک سے زیادہ تمام نالہ جات کی صفائی کا ارادہ رکھتی ہے' باقی تمام 15 کیوسک سے کم ڈسچارج نالہ جات کی محکمانہ طور پر صفائی کرائی جائے گی۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے گزشتہ سالوں میں تقریباً 3 ہزار ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے۔

(ج) محکمے نے 3 سالہ نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت فوری طور پر 5 سیم نالہ جات کی صفائی کا پروگرام بنایا ہے۔ 4 عدد سیم نالہ جات کی صفائی اسی سال محکمہ خود کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ باقی تمام نالہ جات اگلے 3 سالوں میں صاف کرائے جائیں گے۔

1996ء سے 1998ء تک قادر آباد بیراج سے لکڑی کی خوردبرد کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی

*2714۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے 1998ء تک قادر آباد بیراج میں کس کس مقام پر محکمہ انٹی کرپشن نے محکمہ آب پاشی میں چھاپہ مارا اور کون کون سے اہل کار لکڑی کی خوردبرد میں شامل پائے گئے۔ ان کے نام' عہدہ' موجودہ عرصہ تعیناتی اور جو دفعہ لگائی گئیں' ان کے خلاف جو کارروائی عمل میں آئی' اس کی تفصیل بتائی جائے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) چھاپہ مار ٹیم کے نام' عہدہ اور عرصہ تعیناتی اور جہاں کارروائی کی گئی' اس جگہ کا نام بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے زیر سرکردگی چوہدری محمد بلال محسن اسسٹنٹ ڈائرکٹر (انویسٹی گیشن) مورخہ 28-12-98 کو قادر آباد بیراج ڈویژن پر چھاپہ مارا اور مندرجہ ذیل تین اہل کار لکڑی کی خوردبرد میں ملوث پائے گئے۔

(i) چودھری محمد یوسف' ایکسیئن قادر آباد بیراج ڈویژن' عرصہ تعیناتی دو سال

(ii) محمد شعیب اکبر بٹر' ایس۔ڈی۔او کالونی ورک شاپ سب ڈویژن قادر آباد کالونی' عرصہ تعیناتی 2 سال

(iii) ہمایوں محسن باجوہ' سب انجینئر ہیڈ ورکس کنٹیکل' عرصہ تعیناتی' ایک سال

محکمہ انہار نے تینوں اہل کاروں کو موجودہ جگہ سے تبدیل کر دیا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ نمبر 124/98 زیر دفعہ 109,409 PRC DAC 5/2/47 تھانہ DACE لاہور برائے مزید کارروائی محکمہ انٹی کرپشن کے زیر تفتیش ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن نے زیر سرکردگی چودھری محمد محسن بلال اسسٹنٹ ڈائریکٹر (انوسٹی گیشن) 2۔ فرید کوٹ ہاؤس لاہور' قادر آباد بیراج ڈویژن پر چھاپہ مارا۔

صوبہ میں ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کے اقدامات

*2792۔حاجی احسان الدین قریشی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے تمام ناجائز قابضین سے سرکاری زمین واگزار کرنے کے لیے خصوصی احکامات جاری کیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ڈویژن کی چند انہار لوئر سہاگ' اپر سہاگ بی۔ایس لنک' دیپال پور کینال' اپر چناب کے دونوں اطراف محکمہ انہار کی زمینوں پر بااثر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے' نیز اپر سہاگ' لوئر سہاگ پر کتنے لوگوں کو جرمانہ کیا گیا اور آئندہ زمین نہ استعمال کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج تک ان بااثر لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے' کیا یہ قبضہ محکمے کی ملی بھگت سے کیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بااثر لوگوں نے نہر کے دونوں اطراف لگے درخت بھی ہضم کر لیے ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا موجودہ حکومت شہروں کی طرح ان بااثر قبضہ گروپوں سے زمین واگزار کرانے اور ان کے خلاف پرچے اور جرمانے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' نیز اب تک کتنی زمین واگزار کرائی گئی کتنا جرمانہ وصول کیا گیا۔ کتنے لوگوں کے خلاف

پرچے درج کیے گئے۔ اس سلسلہ میں حکومت مزید کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) 1۔ نہر اپر سہاگ' نہر لوئر سہاگ کی ہر دو جانب محکمہ جنگلات کی پلانٹیشن ہے اور جو رقبہ قابل کاشت ہے' وہ باقاعدہ نیلامی عارضی پٹہ پر دیا جاتا ہے اور جو رقبہ دیپالپور کینال پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا تھا اسے واگزار کرا لیا گیا ہے۔ لہذا مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

2۔ یہ درست ہے کہ بی۔ایس۔لنک کے کنارے پر مختلف افراد ناجائز قبضہ کر کے کچی آبادیاں بنائے ہوئے ہیں۔ ان تمام افراد کی لسٹ متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو بھجوائی جا چکی ہیں اور ان کے خلاف کارروائی متوقع ہے۔

3۔لاہور سول ڈویژن سے متعلقہ اپر چناب کینال کے دونوں اطراف محکمہ کی زمینوں پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) نہر اپر سہاگ' لوئر سہاگ' دیپالپور کینال اور اپر چناب کینال پر کوئی بھی شخص ناجائز قابض نہ ہے۔ جہاں تک B.S.Link کا تعلق ہے۔ محکمہ انہار کی طرف سے متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو تمام ناجائز قابضین کی لسٹ برائے کارروائی بھجوائی جا چکی ہیں۔

(د) مذکورہ انہار کی ہر دو جانب پلانٹیشن محکمہ جنگلات کے کنٹرول میں ہیں اور وہی ان کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ہیں۔

(ہ) تمام ناجائز قابضین کے خلاف رپورٹ متعلقہ سول حکام کو کارروائی کے لیے بھجوائی جا چکی ہے۔

مستری ذاکر حسین بلوچ کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*2793۔حاجی احسان الدین قریشی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایس لنک سلیمانکی نہر ہیڈ کلشیئر پل وناوالہ پل اسداللہ گڑھ پر محکمہ نے کوٹھیاں تعمیر کی ہوئی تھیں اور مستری ذاکر حسین بلوچ کا گھر ان دو پلوں کے درمیان واقع ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بی۔ایس لنک پل وناوالہ اور اسداللہ گڑھ کی پل پر یہ کوٹھیاں محکمہ

کے کرپٹ ترین مستری ذاکر حسین بلوچ نے اکھاڑ لی ہیں اور اس کے گاڈر قیمتی ٹائلز، اینٹیں وغیرہ اکھاڑ کر اپنے گھر لے گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مذکورہ اہل کار نے محکمہ انہار کی قیمتی لکڑی کو دن دہاڑے کٹوانا اس کا معمول ہے۔ اب تک ہزاروں درخت اس کرپٹ اہلکار کی نظر ہو چکے ہیں۔ نیز چوری خود درخت کٹواتا ہے اور پرچے بے سہارا لوگوں کے خلاف دے دیتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مستری ذاکر حسین بلوچ کے خلاف کارروائی اور چوری کی گئی اینٹیں، ٹائلز گاڈر وغیرہ وصول کرنے اور ٹرانسفر یا معطل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)

(الف) درست نہ ہے۔ گل شیر ہیڈ پر محکمہ کا واچنگ ہٹ ہے۔ پل اسد اللہ گڑھ اور وناوالہ پر کوئی سرکاری کوٹھی نہ ہیں۔ مستری ذاکر حسین بلوچ کا گھر برجی نمبر 250 بی۔ایس ٹنک I کے مغرب میں تقریباً ایک کلومیٹر پر واقع ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ متذکرہ پلوں پر کوئی سرکاری رہائش گاہیں نہ تھیں، اس لیے ان کا اکھاڑ کر لے جانا صحیح نہ ہے۔

(ج) چوری شدہ درختوں کی 46 عدد رپوٹیں تھانہ بصیر پور میں سب انجینئر نیل اور ایس۔ڈی۔او داجوال نے درج کروائی ہوئی ہیں، نقصان کا تخمینہ تقریباً 197300 روپے بنتا ہے۔ چوری کس نے کی یا کروائی یہ تو انکوائری کے بعد میں ثابت کیا جا سکتا ہے۔

(د) اس معاملے میں محکمہ نے ایکسئین خانواہ ڈویژن کو انکوائری افسر مقرر کر دیا ہے، انکوائری مکمل ہونے پر اور رپورٹ پولیس کی روشنی میں حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ اگر مستری ذاکر حسین بلوچ ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہو گی۔

ریکلیمیشن فارم چاکانوالی کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل

*2903۔ چودھری شوکت حیات چٹھہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ریکلیمیشن فارم چاکانوالی ضلع گوجرانوالہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کا کل کتنا رقبہ استعمال ہو رہا ہے اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے۔

(ج) خالی رقبے کو زیر استعمال لانے اور اسے منافع بخش بنانے کے لیے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) مذکورہ فارم سے حاصل ہونے والی آمدنی اور خرچ کی گزشتہ سال کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) ریکلیمیشن ریسرچ اسٹیشن چاکانوالی کا کل رقبہ 3645.40 ایکڑ ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کا 2712 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے جبکہ 260 20 ایکڑ رقبہ خالی عدم کاشت ہے۔ باقی رقبہ پر سیم نالیاں، سڑکیں اور عمارات ہیں۔ یہ سب سے بڑا ریسرچ اسٹیشن ہے۔ جہاں سیم و تھور سے متعلقہ مسائل پر تحقیقات ہو رہی ہیں۔ یہی سیم و تھور پاکستان کی معیشت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

(ج) خالی رقبہ فی الحال منصوبہ ماحولیاتی تحفظ کے تحت، شجر کاری کے لیے پاک آرمی کے حوالے کر دیا ہے۔ تاہم ریسرچ اسٹیشن کی تشخیص مالی بنیادوں پر نہیں کی جاتی بلکہ تحقیقاتی سرگرمیوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ مذکورہ ریسرچ اسٹیشن اب تک 10 لاکھ ایکڑ سے زائد سیم و تھور زدہ رقبہ کی اصلاح کر چکا ہے۔

(د) 1997-98ء میں آمدنی -/24,05,370 روپے ہوئی اور خرچہ 13,41,050 روپے ہوا۔

بجلی فراہم کرنے کے اقدامات

*2914۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واپڈا کو بجلی فراہم کرنے کے لیے محکمہ صحت اور محکمہ پبلک ہیلتھ پنجاب کی طرف سے سکیم 1۔ بنیادی مرکز صحت بہاوے کلاں 2۔ بنیادی مرکز صحت کسراں 3۔ واٹر سپلائی سکیم ترکوال اور 4۔ واٹر سپلائی سکیم داتا بھٹ تحصیل گوجر خان کے لیے رقم جمع کروا رکھی ہے۔

(ب) محکمہ واپڈا کے اکاؤنٹ میں کتنی اور کب سے یہ رقم جمع ہے اور واپڈا کو کنکشن دینے میں مزید کتنا عرصہ درکار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ۔

1۔ بنیادی صحت بہاوے کلاں کا واپڈا نے تخمینہ 2,60,929 لگایا تھا جو کہ جمع کروا دیا گیا تھا۔ لیکن 94087 روپیہ زاید خرچ ہو گیا تھا جس کا ڈیمانڈ نوٹس جون 1998ء میڈیکل آفیسر کو دے دیا گیا تھا۔ جونہی رقم جمع کروا دی جائے گی باقی کام مکمل کر دیا جائے گا۔

2۔ بنیادی مرکز صحت کسرال کو فراہمی بجلی کے لیے ایس۔ڈی۔او دولتانہ واپڈا نے مبلغ 11062 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس جاری کردیا تھا۔ لیکن رقم جمع نہیں ہوئی۔ رقم وصول ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

3۔ واٹر سپلائی سکیم نز کوال کو فراہمی بجلی کے لیے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

4۔ واٹر سپلائی سکیم داتا بھٹ کو 1995ء میں 3,32,668 کے عوض بجلی فراہم کر دی تھی۔ اب وہاں کا ٹرانسفارمر جلا ہوا ہے جس کے لیے ایس۔ڈی۔او دولتانہ واپڈا نے مبلغ 64500 روپیہ کا ڈیمانڈ نوٹس نمبری 1427 مورخہ 12-4-99 جاری کیا ہے رقم وصول ہونے پر بجلی بحال کر دی جائے گی۔

(ب) محکمہ واپڈا کے اکاؤنٹ میں کوئی رقم نہ ہے بلکہ بجلی کی فراہمی کے لیے مزید رقم درکار ہے' تاکہ کام جلد از جلد مکمل کر دیا جائے۔

لیز پر دی گئی زرعی اراضی کی تفصیل

*2926۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دریائے چناب کے شمال کی طرف موضع کھنالہ چناب اور پنڈی نت تحصیل وضلع گجرات میں واقع زرعی اراضی لیز پر دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہر شخص کو دی گئی اراضی کا کل رقبہ اور اس کا عرصہ بتایا جائے۔

(ب) کیا مذکورہ اراضی موجودہ حکومت کی زرعی اصلاحات کے تحت دی گئی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) درست نہ ہے۔ تحصیل وضلع گجرات میں محکمہ نہر کی طرف سے کوئی اراضی لیز پر نہ دی گئی

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا ہے۔

فہرست غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

راجباہ لالو گڈر میں پانی کی فراہمی میں کمی

403۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گڈر جو کہ قصور ارگیشن ڈویژن کے تحت ہے کی پچھلے تین سال سے صفائی نہیں کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کے بار بار ٹوٹ جانے کی وجہ سے بہت کم پانی چھوڑا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کم پانی چھوڑنے کی وجہ سے ٹیل سے لے کر پہلے آٹھ دس میل کے راجباہ کے حصہ میں پچھلے تین سال سے پانی نہیں آرہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانی کی عدم دست یابی کے باوجود اس علاقے کے کاشت کاروں سے آبیانہ وصول کیا جارہا ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ راجباہ کی صفائی اور مرمت کروا کر کاشت کاروں کی مشکلات حل کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔ بوجہ عدم دست یابی مناسب فنڈز بھل صفائی نہیں کی جا سکی ہے۔

(ب) ارد گرد کے مواضعات کے مویشی بیٹھنے کی وجہ سے راجباہ کے ابتدائی حصہ میں بڑے بڑے گھاٹ بن چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے راجباہ بار بار ٹوٹ جاتا ہے اور ٹیل پر پانی نہیں جا سکتا۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ بڑے بڑے گھاٹ ہونے کی وجہ سے آخری چھ میل کے حصہ میں پانی نہیں پہنچ رہا ہے۔

(د) پانی کی عدم دست یابی پر آبیانہ نہیں لگایا جاتا ہے۔ مگر جزوی طور پر نہری پانی سے آب پاشی کی صورت آبیانہ لگایا جاتا ہے۔

(ر) پچھلے مالی سال 98-1997ء میں فنڈ کی کمی کے باعث مذکورہ راجباہ پر کام نہیں ہو سکا۔ مگر موجودہ سال 99-1998ء کے ورک پلان میں یہ کام شامل ہے اور جونہی مناسب فنڈز مہیا ہوئے۔ راجباہ کی صفائی اور مرمت شروع کی جائے گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر : اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بیٹے پر فائرنگ کے ملزمان کی گرفتاری

جناب سعید احمد خان منیس : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 30۔ اپریل 1999ء کو لاہور ہائی کورٹ کے قریب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بیٹے کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا جس میں وہ شدید زخمی ہوئے جبکہ ان کا ایک منشی ہلاک ہو گیا۔

(ب) کیا متذکرہ دہشت گردی کے واقعہ کی F.I.R درج کی گئی ہے' اگر ہاں تو کس پولیس سٹیشن میں درج ہے' اور آیا اس میں کسی کو نامزد کیا گیا ہے' اگر ایسا ہے تو ان کے نام اور تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں میں سے اب تک کسی کو گرفتار کیا گیا' اگر ہاں' تو ان کی تعداد اور نام کیا ہیں؟

وزیر قانون : (جناب محمد بشارت راجا)۔

جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس آج دو بجے اسمبلی سیکرٹریٹ میں circulate کیا ہے۔ آج میں نے دفتر میں آ کر سیکرٹری اسمبلی سے بھی رابطہ کیا۔ یہ ایک انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ اگر کسی محکمے کو' محکمہ ہوم کو دو بجے سوال دیا جائے اور ساتھ ہی کہا جائے کہ آپ تین یا چار بجے اسمبلی میں آ کر اس کا جواب دیں تو یہ کیسے ممکن ہے ؟ خود اسمبلی

سیکرٹریٹ تو ہم سے 48 گھنٹے پہلے کی مہلت مانگتا ہے کہ کسی نوٹس کو جب تک 48 گھنٹے پہلے نہیں دیا جائے گا وہ ایجنڈے پہ نہیں آسکتا۔ لیکن ہم سے صرف دو گھنٹے کے نوٹس پر جواب مانگا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! پورے دو بجے یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہمیں موصول ہوا۔ اور اس میں سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ جو ایجنڈا پہلے circulate ہوا ہے اس میں نمبر 1 والا توجہ دلاؤ نوٹس، جس کے لیے میں تیار ہوں نمبر 2 پر کر دیا گیا ہے اور جس کے متعلق ہم تیار نہیں تھے، جو دو گھنٹے پہلے circulate کیا جاتا ہے اس کا آرڈر تبدیل کر کے اسے پہلے نمبر 1 پر لایا جاتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس بات کا سختی سے نوٹس لیا جائے کہ یہ آرڈر کیوں تبدیل ہوا ہے؟ پہلے نمبر والے توجہ دلاؤ نوٹس کو نیچے کیوں کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ کا اعتراض جائز ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ تیاری نہیں ہے تو اسے ہم کل تک کے لیے pending کر سکتے ہیں۔ جہاں تک آرڈر تبدیل ہونے کی بات ہے تو یہ میرے نوٹس میں ہے۔ میں آپ اور معزز ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے نقطۂ نظر سے یہ توجہ دلاؤ نوٹس زیادہ اہم ہے۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر میں نے اجازت دی تھی کہ اسے پہلے نمبر پر لے آئیں۔ اگر یہ آپ کو تاخیر سے ملا ہے اور آپ جواب کے لیے تیار نہیں ہیں تو اسے کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون: درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو اسے کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون: درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ اگلا Call Attention Notice چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔

روھیلہ روڈ بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں دہشت گردی اور قتل

چودھری خالد جاوید وڑائچ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) • کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 31 مارچ 1999ء کو روھیلہ روڈ بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں کچھ دہشت گردوں نے دن دہاڑے خان محمد ولد علاول کو ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں قتل کیا اور

بڑی آسانی سے موقع سے چلے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبل ازیں یہی دہشت گرد مقتول کے سسر اور ساس کو کھلے عام قتل کرنے اور معمولی سزا بھگتنے کے بعد رہا ہو گئے اور چند روز بعد اب مذکورہ واردات کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دہشت گردوں سے پورا علاقہ خوف زدہ ہے؟

(د) اگر ج(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا صورت حال کے تدارک اور علاقہ کے لوگوں کو امن و امان کی فراہمی کے لیے کیا انتظامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست نہ ہے ۔ اصل حقائق اس طرح ہیں کہ مورخہ 31-3-99 کو قریب 12 بجے دن مسمی خان محمد ولد علاول خان قوم وٹو سکنہ عمو کھیڑہ بصیر پور اپنے قریبی عزیزوں باغ علی وغیرہ کے ہمراہ سودا سلف لینے کی غرض سے بسواری تانگہ بصیر پور کے لیے روانہ ہوئے۔ جب وہ بصیر پور پہنچے تو ظفر وغیرہ پانچ ملزمان مسلح آتشیں اسلحہ اڈا بصیر پور کی جانب سے بس سے اترے۔ ایک ملزم مرتضیٰ نے للکارا کہ خان محمد کو جان سے مار دو۔ جس پر خان محمد نے بھاگنے کی کوشش کی تو ظفر وغیرہ ملزمان نے اس پر آتشیں اسلحہ سے فائر کیے جس کے نتیجے میں وہ مضروب ہو کر موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ ملزمان مقتول کی لائسنسی رائفل بھی لے کر فرار ہو گئے۔ مقتول کے بھائی ممتاز کی رپورٹ پر مقدمہ نمبر 148 مورخہ 31-3-99 بجرم 302, 379, 148, 149 ت پ تھانہ بصیر پور درج ہوا۔

مدعی نے اپنے بیان میں تحریر کرایا کہ یہ قتل غلام نبی ولد محبت علی سکنہ دیسہ کے ایما پر ہوا۔ وجہ عناد یہ تھی کہ عرصہ قریباً 13/12 سال قبل غلام مرتضیٰ، عاشق و ظفر اقبال پسران غلام نبی سکنہ موضع کرائم میں اپنے حقیقی چچا احمد یار اور چچی عزیزاں بیگم کو قتل کیا تھا کیونکہ وہ خان محمد مقتول سے اس کی بیٹی کے رشتے پر رضامند نہ تھے۔ جس سے مقدمہ نمبر 234 مورخہ 15-9-86 بجرم 302, 307 ت پ تھانہ بصیر پور درج رجسٹرڈ ہوا۔ اس مقدمہ میں ظفر، مرتضیٰ اور محمد عاشق چالان عدالت ہوئے جو اپنی سزا ختم ہونے پر رہا ہو گئے۔ ملزم ظفر کو عمر قید

اور ملزم مرتضیٰ کو دو سال کی قید ہوئی تھی جبکہ ملزم عاشق مقدمہ سے بری ہو گیا تھا۔ اس دوران خان محمد مقتول نے اپنی سالی مسماۃ فاطمہ کنیز جو مرتضیٰ ملزم کی بیوی تھی سے طلاق دلوا کر اپنے حقیقی بھانجے جعفر سے شادی کروا دی اور اس کی تین ایکڑ اراضی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسرنج کی بنا پر ظفر وغیرہ ملزمان نے خان محمد کو قتل کیا۔ یہ بات کہ یہ قتل دہشت گردی کے نتیجے میں ہوا ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ در اصل یہ قتل خاندانی دشمنی کا شاخسانہ ہے۔ مقدمہ کی تفتیش مقامی پولیس کر رہی ہے۔ چار ملزمان نامزد ایف آئی آر مسمیان ظفر، محمد عارف، مظہر پسران غلام نبی، و مختار احمد ولد محبت گرفتار ہو کر بر ریمانڈ جسمانی ہیں۔ جس کی تفتیش جاری ہے۔ ملزم مرتضیٰ کی گرفتاری کی کوشش کی جا رہی ہے جبکہ ملزم غلام نبی سیشنعدالت سے عبوری ضمانت پر ہے۔ ملزمان سے آلات قتل برآمد کر کے مقدمہ کو حقائق کے مطابق یکسو کیا جائے گا۔ تفتیش مقدمہ جاری ہے۔

(ب) یہ بات صرف اس حد تک درست ہے کہ تین ملزمان ظفر، مرتضیٰ اور عاشق نے عرصہ بارہ تیرہ سال قبل اپنے چچا اور چچی جو مقتول خان محمد کے سسر اور ساس بھی تھے قتل کیا تھا اور مقدمہ میں سزا یاب ہوئے۔ ظفر ملزم عمر قید کی سزا کاٹ کر دو تین ماہ قبل رہا ہوا تھا اور وہ خان محمد کے قتل کے مقدمہ میں نامزد ملزم ہے اور گرفتار بھی ہو چکا ہے۔ جب کہ مرتضیٰ ملزم دو سال کاٹنے کے بعد کافی عرصہ پہلے رہا ہو چکا تھا۔ نیز یہ ملزمان دہشت گرد نہیں صرف یہ واقعہ خاندانی دشمنی کا نتیجہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ علاقہ دہشت گردوں سے خوف زدہ ہے۔ نہ تو یہ دہشت گردی کی واردات تھی بلکہ یہ وقوعہ قتل خاندانی چپقلش اور دشمنی کا نتیجہ ہے جس کی تفصیل اوپر کی سطور میں دی گئی ہے۔ نیز یہ کہ آج تک بصیر پور یا دیپالپور کے علاقہ میں کبھی کوئی دہشت گردی کی واردات نہ ہوئی ہے۔

(د) جناب والا! جز (ج) کا جواب میں اوپر دے چکا ہوں لیکن میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ جز (د) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا صورت حال کے تدارک اور علاقے کے لوگوں کو امن و امان کی فراہمی کے لیے کیا انتظامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بات کا افسوس بھی ہوتا ہے میں آپ کی اجازت سے دو منٹ کا نوٹ لینا چاہوں گا اور تفصیل بیان کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی جی فرمائیے۔

وزیر قانون: جناب والا! آج کے اخبارات میں محترم قائد حزب اختلاف کی طرف سے کچھ حقائق بھی بتائے گئے تھے جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے نزدیک وہ حقائق ہو سکتے ہیں۔ لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ اس معزز ایوان میں یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ وہ ایک جھوٹ کا پلندہ تھی اور میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر قائد حزب اختلاف صرف ایک آدھ دن اور صبر کر لیتے تو شاید ساری صورت حال ان کے سامنے آ جاتی۔ جناب سپیکر! آج سے تقریباً دو دن پہلے جناب قائد حزب اختلاف کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ایک مراسلہ ارسال کیا کہ صوبے میں جرائم کے حوالے سے جو تفصیلات ہیں وہ مجھے فراہم کی جائیں۔ اس پر میں نے خود CPO کو یہ ہدایت جاری کی کہ معزز قائد حزب اختلاف کو مکمل معلومات فراہم کی جائیں۔ جناب والا! ہمارے پاس مہینہ وار حقائق ہوتے ہیں لیکن معزز قائد حزب اختلاف نے پورے سال کی تفصیل مانگی اور ایک سال کی تفصیلات اکٹھی کرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ لیکن انھوں نے اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ اصل حقائق ان کے سامنے آ جاتے پھر وہ اصل حقائق کو سامنے رکھ کر بات کرتے۔ لیکن انھوں نے اپنی سوچ اور اپنے ذہن کے مطابق ایک خیالی نقشہ پیش کیا اعداد و شمار پیش کیے اور یہ کہا کہ پورے پنجاب میں امن و امان کی صورت حال انتہائی بد تر ہو گئی ہے اور سندھ کے مقابلے میں صورت حال انتہائی خراب ہے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں سب سے پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ کی آبادی تقریباً 3 کروڑ ہے جبکہ پنجاب کی آبادی ساڑھے سات کروڑ ہے۔ اگر آپ سندھ اور پنجاب کا اعداد و شمار کے حوالے سے موازنہ کرنا چاہیں گے تو یقینی طور پر پنجاب کا نمبر زیادہ ہو گا کیونکہ ہماری آبادی زیادہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ تھوڑی سی محنت کر لیتے اور سات کروڑ کی آبادی کے figures ایک لاکھ پر نکالتے اور ادھر تین کروڑ کی آبادی میں سے ایک لاکھ کے figures نکالتے تو ان کو کبھی مایوسی نہ ہوتی اور ان پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پنجاب میں وہ صورت حال نہیں جس کا وہ ذہن میں نقشہ لے کر بیٹھے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے دوست کہہ رہے تھے کہ اگر ہم قائد حزب اختلاف کو دیکھتے ہیں تو مجھے اس بات پر افسوس بھی ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے پیچھے نظر دوڑاتے ہوں گے تو بعض اوقات انھیں اپنے پیچھے ایک ممبر بھی نظر نہیں آتا ہو گا۔ لیکن آج انھوں نے یہاں بیٹھ کر کہا کہ انھیں

50 ممبران کی حمایت حاصل ہو چکی ہے۔ پتا نہیں انھیں یہ صفریں لگانے کی کب سے عادت پڑ گئی ہے؟ پانچ کے آگے صفر لگا کر رات کو پچاس کر لیتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح انھوں نے پانچ کو پچاس بنایا ہے اسی طرح انھوں نے یہ سارے اعداد و شمار بھی غلط دیے ہیں۔ جناب والا! میں صرف دو منٹ آپ سے چاہوں گا اور آپ کو اعداد و شمار دینا چاہوں گا کہ اس وقت پنجاب میں اصل صورت حال کیا ہے؟ جناب والا! میں اس معزز ایوان میں دعویٰ کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کسی بھی forum پر ان figures کو contradict کر دیں تو میں ان کا مجرم ٹھہروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تین مہینوں کے figures بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جنوری تا مارچ 1998ء صوبے میں قتل کے 1119 مقدمات درج ہوئے۔ جبکہ جنوری تا مارچ 1999ء میں 1082 مقدمات درج ہوئے اس میں 37 فی صدی کمی واقع ہوئی۔ گزشتہ سال جنوری سے مارچ تک اقدام قتل کے 1704 مقدمات درج ہوئے اور اس سال جنوری تا مارچ یعنی اسی corresponding period میں 1613 مقدمات درج ہوئے یعنی 91 مقدمات کی کمی واقع ہوئی۔ گزشتہ سال کے اس پیریڈ کے دوران چوری کے 436 مقدمات درج ہوئے جبکہ موجودہ سال جنوری تا مارچ اسی پیریڈ میں 408 مقدمات درج ہوئے یعنی 28 مقدمات کی کمی واقع ہوئی۔ اغواء برائے تاوان کے گزشتہ سال جنوری تا مارچ 15 مقدمات درج ہوئے۔ جب کہ موجودہ سال جنوری تا مارچ اسی عرصہ میں 14 مقدمات درج ہوئے یعنی ایک مقدمہ اس پیریڈ میں کم درج ہوا۔ زنا بالجبر کے گزشتہ سال 367 مقدمات درج ہوئے جب کہ موجودہ سال 354 مقدمات درج ہوئے۔ اس طرح 13 مقدمات کی کمی واقع ہوئی۔ اجتماعی آبرو ریزی کے 26 مقدمات گزشتہ سال درج ہوئے اور اس سال 16 مقدمات درج ہوئے۔ ڈکیتی کے 236 مقدمات گذشتہ سال درج ہوئے اور اس سال 206 مقدمات درج ہوئے۔ سرقہ بالجبر کے 1351 مقدمات گزشتہ سال درج ہوئے اور 1056 اس سال درج ہوئے۔ 295 مقدمات کی کمی واقع ہوئی۔ موٹر گاڑیوں کی چوری 1335 مقدمات گزشتہ سال ان تین مہینے کے عرصہ میں درج ہوئے اس سال 1306 مقدمات درج ہوئے۔ جناب سپیکر! یہ تو میں نے مقدمات کے حوالے سے بات کی ہے۔ اسی طرح 1998ء میں 8172 مقدمات منشیات کے سلسلے میں درج ہوئے اور اس سلسلے میں 9047 آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔

جناب سپیکر! اب میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بیان میں یہ بات کی تھی کہ اشتہاری ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جاتا اور وہ صوبے ہی میں پھر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جنوری سے مارچ تک کی میں نے بات کی ہے کہ موجودہ سال میں 1807 اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے جب کہ گزشتہ سال 1035 ملزمان کو گرفتار کیا گیا تھا اور ان میں سے 687 وہ ملزمان ہیں جو کہ گھناؤنے جرائم، قتل ڈکیتی، اغواء برائے تاوان اور اس قسم کے جرائم میں ملوث تھے۔ اسی طرح فرقہ وارانہ حوالے سے عرض کروں گا کہ جو مجرم ہمیں مطلوب تھے وہ 46 تھے۔ جن میں سے 26ہم نے گرفتار کیے ہیں اور 2 پولیس مقابلے میں مارے گئے ہیں اور 5 کے متعلق اطلاع یہ ہے کہ وہ ملک سے فرار ہو گئے ہیں اور بیلنس اس وقت 13 ملزم کا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر سب سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ پولیس نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور جرائم میں کمی واقع ہوئی۔ پولیس کی کارکردگی کا آپ اس لحاظ سے بھی جائزہ لے سکتے ہیں اور اس پر اطمینان کا اظہار کر سکتے ہیں۔ detection rate بہتر ہوا ہے۔ crime against person گزشتہ سال 74 فی صد detection rate تھا اور موجودہ سال 80 فی صد ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر پراپرٹی کے against crime گزشتہ سال 58 فی صد تھا اور اس سال 61 فی صد ہے۔ یہ وہ اعداد وشمار تھے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا اور آخری بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں انھوں نے اپنے ممبران پانچ کی بجائے پچاس بنا دیے اور کرائمز کے distorted figure دیے۔ وہاں انھوں نے یہ بھی کہا کہوہ وزیر اعلیٰ کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ان ایک کے مطمئن ہونے یا ان کے اطمینان کی بات نہیں ہے۔ یہ وہ بات ہے کہ پنجاب کا بچہ بچہ اس بات پر فخر کر سکتا ہے موجودہ حکومت پنجاب میں اس وقت جس کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اس کی شاید نہ تو مستقبل میں مثال ملے گی اور نہ ہی ماضی میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

یہاں پر جناب سپیکر! ہم نے یہ بھی دیکھا کہ پولیس کا کیا حال تھا اور ڈویلپمنٹ کا کیا حال تھا اور کس طرح حکومت لوگوں کے آگے جواب دہ تھی۔ میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوش قسمتی سے ایک ایسی حکومت صوبے میں آ گئی ہے جو good governance کا ایک مظاہرہ کر رہی ہے اور صوبے میں امن عامہ کی صورت حال کو بھی بہتر کر رہی ہے۔ صوبے سے کرپشن کا خاتمہ کر رہی

ہے اور اس نے صوبے میں ترقی کی ایک نئی راہ متعین کی ہے۔ انہیں اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے نہ کہ اپنی آنکھیں بند کر کے پانچ کو پچاس بنانا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز وزیر قانون نے Call Attention Notice پر ہی ایک لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کام ہے کہ وہ گورنمنٹ کو defend کریں۔ جناب سپیکر انہوں نے بجا فرمایا ہے کہ میں نے حکومت سے کرائمز کی تفصیل مانگی تھی۔ آج جو کرائمز کی تفصیل انھوں نے بتا دی ہیں پرسوں تو وہ نہ بتا سکے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ میرا Call Attention Notice چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بیٹے کے بارے میں تھا۔ اس کی انفرمیشن بھی ان کے پاس نہیں ہے اور وہ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ صوبے میں حالات بہت اچھے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے اعداد و شمار بالکل درست ہیں اور میں ان کو درست اس لیے کہتا ہوں کہ ان میں سے اکثر اعداد و شمار وہ ہیں جو وزیر داخلہ نے سینٹ میں سوالات کے جوابات میں quote کیے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے اعداد و شمار غلط ہیں اور اِن کے صحیح ہیں تو پھر یا فیڈرل گورنمنٹ غلط بتا رہی ہے وہ وہاں سینٹ کو غلط اطلاع فراہم کر رہی ہے یا پھر وزیر قانون جو کہ محکمہ داخلہ کے بھی نام نہاد انچارج ہیں وہ یہاں غلط اعداد و شمار مہیا کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں جو میں نے اعداد و شمار quote کیے ہیں وہ میں نے بڑی ذمہ دار سے quote کیے ہیں۔ آپ اس بات سے بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پرسوں میں نے figures مانگے ہیں تو ان کے پاس نہیں تھے اور اب ان کے پاس اچانک سارے figures اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماہانہ اعداد و شمار محکمہ داخلہ کے پاس ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اپریل تک کے اعداد و شمار نہیں تھے تو یہ مجھے جنوری، فروری اور مارچ کے اعداد و شمار بتا سکتے تھے۔ وہی مارچ تک کے اعداد و شمار جو میں نے یہاں quote کیے ہیں۔ مرکز میں وزیر داخلہ نے اپنے سوالات کے جوابات میں بتائے ہیں۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے کیا کہا؟ میں نے یہی کہا ہے کہ حکومت امن و امان قائم رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ جناب والا! اس میں کوئی شک والی بات نہیں۔ آج بچہ بچہ جانتا ہے اور یہاں پر جو خود کشیاں اور خود سوزیاں

ہو رہی ہیں کیا یہ حکومت سے ڈھکی چھپی ہیں' جناب والا! اس جمہوری ادارے میں میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں اپنی ایک رائے یا تجویز پیش کروں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ان کے پاس اکثریت نہیں ہے ان کے پاس اکثریت موجود۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صوبے کی عوام کو تحفظ نہ دیں۔ میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ حکومت امن و امان اور عوام کو سکیورٹی مہیا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ میں نے جو figure دیے ہیں میں اب بھی ایوان کے فلور پر یہ بات کہہ رہا ہوں' صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے اعداد و شمار کا جو تقابلی جائزہ لیا ہے وہ درست ہے۔ جناب سپیکر! یہ بات کرتے ہیں آبادی کی۔ جناب سپیکر! کیا کراچی کی اور لاہور کی آبادی برابر ہے؟ کراچی کی آبادی بہت زیادہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ذاتی وضاحت تو ہو گئی۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! اب آگے چلتے ہیں۔ بڑی اہم تحاریک استحقاق ہیں' تحاریک التوائے کار ہیں۔ آپ کی بھی بات سن لی' ان کی بھی سن لی۔ اب بات ختم ہو گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اب یہ بات ختم ہو گئی ہے۔ آج تشریف رکھیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا اگر ایک منٹ اجازت دے دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر یہی بات ہی چلے گی باقی کارروائی تو رہ جائے گی۔ آپ کو وزیر قانون کی بات پر اعتماد نہیں ہے۔اب بات کریں گے' پھر وہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، بے شک جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر اس پر کسی دن بحث رکھ لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟ ابھی اس پر بحث کر لیں یا اس کے لیے کوئی دن رکھ لیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ اس پر بحث کا دن رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں آگے چلتے ہیں اگر آپ امن عامہ پر بحث کے لیے کوئی

دن رکھنا چاہتے ہیں تو رکھ لیں تاکہ وہ بھی دل کا غبار نکال لیں اور عوام تو جانتے ہی ہیں جو کچھ ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اب آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں Call Attention Notice پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ضمنی سوال تو ایک بھی نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر آپ کہتے ہیں تو میں ضمنی سوال نہیں کرتا لیکن میں آپ سے یہ استدعا ضرور کروں گا کہ امن عامہ کے لیے کوئی تاریخ مقرر فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ طے کر لیتے ہیں۔ آپ کے سوال کی خاطر تو میں نے آرڈر بدل دیا تھا۔ وہ آئے گا تو آپ دل کھول کر ضمنی سوال کیجیے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، مہربانی۔

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب سعید اکبر خان کی تحریک استحقاق ہے یہ موو ہو چکی ہے اور پچھلی مرتبہ بھی محرک تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے یہ مؤخر ہو گئی تھی اور آج بھی محرک موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ موو بھی ہو گئی تھی اور میں نے اس کا جواب بھی دے دیا تھا۔ لیکن سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اس میں محرک کی تسلی کروادوں۔ پھر محرک کی ایس پی اور ڈی ایس پی کی موجودگی میں ایک میٹنگ بھی ہو گئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ان کا کوئی اعتراض رہتا نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر آج وہ تشریف فرما نہیں ہیں تو اس کو مؤخر کر لیا جائے۔ ایک آدھ دن میں آ جائیں گے۔

وزیر قانون، اگر اس قسم کی بات ہوئی تو دوبارہ آجائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جواب بھی آگیا ہے انھوں نے move بھی کر دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ استحقاق کا معاملہ ہے میرے خیال میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو pending رکھ لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ کافی عرصہ سے pending چلی آ رہی ہے۔ میں جب یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کی میری بات بھی ہو چکی ہے' ان کی میٹنگ ہو چکی ہے میں جواب بھی دے چکا ہوں۔ اب اس کو مزید pend کرنے کی ضرورت نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ 25 جنوری سے pending چلی آ رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پچھلے اجلاس سے چلی آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی میں عرض کر رہا ہوں پچھلے اجلاس سے یہ pending چلی آ رہی ہے۔ مجھے کوئی بتا رہا تھا کہ سعید اکبر خان ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ جب وہ آجائیں گے' اگر وہ مطمئن نہیں ہوں گے تو جیسے کہیں گے کر لیں گے۔ لہذا یہیں پر رکھتے ہیں۔ اگر وہ محسوس کریں گے کہ کوئی ایسی بات ہے تو میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ ان کی مرضی کے مطابق بات کر لیں گے۔ کیوں کہ یہ pending چلی آ رہی ہے۔ کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ہم ابھی ایسے کرتے ہیں کہ اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر ہمارا محرک مطمئن نہ ہوا تو پھر وہ جو کہیں گے مل بیٹھ کر اس کا حل نکال لیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے اور یہ بھی move ہو چکی ہے۔ کیا اس کا کوئی جواب آنا تھا؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ move ہو گئی تھی۔ اس میں منسٹر ایجوکیشن نے متعلقہ آفیسرز سے کوئی discuss کرنا تھا۔ اس کے بعد پھر یہ معاملہ دوبارہ ہاؤس میں آنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر یہ کیوں pending ہوئی تھی؟

رانا ثناء اللہ خان، یہ اس لیے pending ہوئی تھی کہ اس کا جو جواب ڈیپارٹمنٹ نے دیا تھا اس کی کاپی---

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب! ایجوکیشن منسٹر صاحب تو آج بھی نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے پاس تو اس کا جواب موجود ہے۔ چونکہ خود ایجوکیشن منسٹر نے بات کی تھی، بہتر ہوگا کہ ان کی موجودگی تک اس کو pend فرمالیا جائے۔ کیونکہ اس وقت میرے پاس تو اس کا جواب موجود ہے۔ لیکن پھر وہی بات ہوگی کہ جو ڈیپارٹمنٹ نے مجھے لکھ کر دیا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ مناسب یہی ہوگا کہ منسٹر صاحب کے آنے تک اس کو pend فرمالیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا تو خیال ہے کہ جواب آجائے۔ اگر مناسب سمجھیں گے تو اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں گے، ورنہ اس کو dispose of کر دیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! جیسے مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اسے dispose of کریں، pending رکھنے کا کیا فائدہ۔ آپ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، جناب والا! میں عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ جب پرسوں یہ تحریک ایوان میں پیش ہوئی تو سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ لاء منسٹر صاحب اور فاضل محرک میٹنگ کر لیں۔ اور اس میٹنگ کے بعد بات ہو جائے۔ لیکن ان کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ اور منسٹر صاحب آج تشریف فرما نہیں ہیں۔ میرے خیال میں وہ کل بھی نہیں ہوں گے۔ آپ اس کو پرسوں تک کے لیے pending کر لیں۔ منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے، ان کی میٹنگ ہو جائے گی اور پھر جو چاہیں آپ فیصلہ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ موجود ہیں۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب اگر نہیں تو آپ بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میرے پاس تو آج جواب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ایجوکیشن منسٹر صاحب ویسے ایوان میں نہیں ہیں اور آپ کے پاس اس کا جواب نہیں ہے اور لاء منسٹر کو آپ پڑھنے نہیں دیتے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم ہیں، ذرا ان کی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس دن سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں حضرات آپس میں میٹنگ کریں گے۔ چونکہ ان کی میٹنگ نہیں ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میٹنگ کروانا بھی آپ کا کام تھا۔ ایک معزز رکن کے ساتھ زیادتی ہو اور پھر وہ پیچھے پیچھے بھی پھرے کہ جناب، میری میٹنگ ہو۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، بہر حال جناب والا! آپ کی مرضی ہے اگر ایک دن کی مہلت دے دیں تو کل ان کی میٹنگ کا بندوبست کر دیں گے اور پرسوں اس کے حتمی نتائج سامنے آجائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟ شاہ صاحب نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ ایک دن کی مہلت دے دی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس صورت حال میں تو یہی مناسب بنتا ہے کہ اسے آپ admit فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ شاہ صاحب دعوے سے کہہ رہے ہیں کہ کل تک کے لیے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جب شاہ صاحب کی بات سے چیئر ہی مطمئن نہیں ہے تو پھر اس کو کل پر ڈالنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسے آپ admit فرمالیں۔ رپورٹ ایوان میں آجائے گی۔ وہاں پر میٹنگز بھی ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ تو آچکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں رپورٹ نہیں۔ یعنی اس کے admit ہونے کے بعد جو بھی evidences ہوں گی سامنے آجائیں گی۔ کیونکہ اس دن بات یہی ہوئی تھی۔ ایجوکیشن منسٹر نے کہا تھا کہ جواب میرے پاس ہے۔ اس کی کاپی میں ان کو فراہم کر دوں گا۔ میں نے بھی ان سے کہا تھا کہ ان کا جواب بے بنیاد ہے۔ اس کے متعلق جو حقائق ہیں وہ میرے پاس ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جی ٹھیک ہے وہ آپ حقائق لے آئیں۔ تو ہم انھیں دیکھ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ مجھے ایک بات واضح کریں کہ اس دن جواب آ گیا تھا؟ جواب آج بھی لاء منسٹر کے پاس ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جواب اس دن آ گیا تھا۔ اس کی کاپی انھوں نے مجھے فراہم کر دی تھی۔ اب اس

جواب کے خلاف میرے پاس جو حقائق ہیں کہ یہ جواب درست نہیں ہے۔ اس سے متعلق منسٹر ایجوکیشن کہتے تھے کہ جناب ہم بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔ اور آپ اگر چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے مجلس استحقاقات دیکھ لے گی' آپ اس کو admit فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ایک عرض کر دوں کہ کل تک اگر میٹنگ نہیں ہوتی اور یہ معزز رکن مطمئن نہیں ہوتے تو پھر۔ شاہ صاحب! آپ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم ہیں میں آپ سے مخاطب ہوں یا تو معزز رکن سے آپ کل تک بات کرلیں' اگر رکن مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر میں اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دوں گا۔ یہ آج کل وطیرہ بن گیا ہے کہ جتنے بھی معزز ارکان ہیں وہ بات کرتے ہیں تو بات لٹک جاتی ہے وہ کہتے ہیں کہ Justice delayed is justice denied. تو میں اس کو کل تک کے لیے pending کر رہا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق حاجی احمد خان ہرل کی۔ تشریف نہیں لائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، حاجی صاحب تشریف نہیں لائے اگر ان کی طرف سے کوئی request نہیں ہے تو اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو dispose of کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 3 الحاج سردار غلام احمد خان گاڈی صاحب کی ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل جھنگ کا رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

سردار غلام احمد خان گاڈی، شکریہ' جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے' مسئلہ یہ ہے کہ اس سال 27 مارچ کو میرے تعلق دار میرے پاس آئے۔ انھوں نے کہا نذر حسین شاہ ولد احمد شاہ قوم سید ساکن شاہ حسین تحصیل نور پور ضلع خوشاب جھنگ جیل میں قید ہے۔ اس کی ضمانت منظور ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کو جیل سے رہا کرا دیں۔ وقت زیادہ ہو چکا تھا میں ان کی مجبوری کی وجہ سے تقریباً سوا چھ بجے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کے گیٹ پر پہنچا۔ گیٹ پر گاڑی کھڑی کرکے معلوم کرنے پر عبدالقیوم کلرک نے مجھے اپنی کار میں بتایا کہ وقت زیادہ ہو چکا ہے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ابھی باہر گئے ہیں۔ ان کی اجازت کے بغیر رہائی ممکن نہیں۔ میں اپنی کار سے ہی وقتاً فوقتاً فون پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کا پتا کرتا رہا۔ ٹیلی فون attend کرنے والے جیل ملازم کا

رویہ بھی کوئی مناسب نہ تھا جو کہ میرے تعارف کرانے پر بہتر ہو گیا۔ جب تقریباً سوا سات یا ساڑھے سات بجے تک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب سے رابطہ نہ ہو سکا تو میں نے اس بات کی اطلاع ڈپٹی کمشنر جھنگ کو دی کہ میں ڈسٹرکٹ جیل کی باؤنڈری دیوار کے مین گیٹ پر مچھروں کی یلغار میں ہوں۔ اور جیل کے حکام اور عملہ میرے ساتھ مناسب سلوک نہیں کر رہا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا کہ میں ابھی مجسٹریٹ بھیجتا ہوں۔ کافی دیر تک جب مجسٹریٹ صاحب نہ آئے تو پھر میں نے فون پر ڈی سی صاحب سے رابطہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ انتظار کریں۔ میں نے اسی وقت مجسٹریٹ کو کہہ دیا تھا اور خالد مجسٹریٹ صاحب ابھی پہنچنے والے ہیں۔ 8 بج کر 35 منٹ کے لگ بھگ مجسٹریٹ صاحب تشریف لائے۔ اور اس کے فوراً بعد ڈپٹی کمشنر صاحب بھی پہنچ گئے۔ جنھوں نے میری اشک شوئی کی میری موجودگی میں قریباً دس کے لگ بھگ بندے جیل سے رہا ہوئے۔ لیکن مجھے جیل حکام / عملے نے دو گھنٹے کے لگ بھگ جیل کے مین گیٹ کے سامنے کھڑا کر کے ذلیل و خوار کیا۔ اس مرحلہ پر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب ڈپٹی کمشنر صاحب تشریف لائے تو فوراً بغیر کسی توقف کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سمیت جیل کا تمام عملہ حاضر تھا۔ جب کہ مجھے بار بار فون پر بتایا جا رہا تھا کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تشریف فرما نہ ہیں۔ جناب والا! ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے تاکہ وہاں پر اس سارے معاملے کی چھان بین ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ مختصر بیان دینا پسند کریں گے یا کافی ہو گیا؟

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب والا! یہی کافی ہے۔ بس میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ کام ہونے والا تھا یا نہ ہونے والا تھا' یہ بات تو علیحدہ تھی۔ کم از کم وہ مجھے مل لیتے اور مجھے اپنی مجبوری یا معذوری جو بھی صورت حال تھی مجھے اس سے آگاہ کر دیتے تو میں مطمئن ہو کر واپس ہو جاتا۔ انھوں نے بلاوجہ مجھے وہاں پر دو گھنٹے تک ذلیل کیا ہے۔ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ بس یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق کے میرٹ کی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میری استدعا صرف یہ ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں پہلے سے نوٹس لیا ہوا ہے۔ میرٹ پہ جائیں تو

وقت کی بات آئے گی کہ بندہ کتنے بجے ریلیز ہو سکتا ہے' کتنے بجے نہیں ہو سکتا' روبکار بھیجنے کا کیا طریقہ کار ہے' ہائی کورٹ کے سٹینڈنگ آرڈرز ہیں کہ روبکار دستی نہیں لائی جا سکتی۔ ہم اس تفصیل میں نہیں جاتے۔ ہم نے اس کو پہلے ہی شوکاز نوٹس دے دیا ہے اور میں صرف اتنی استدعا کروں گا کہ ہمیں دو تین دن کی مہلت دے دی جائے۔ اس کے سات دن مکمل ہو چکے ہیں' اس کا جواب آ گیا ہے۔ ہم نے اس کے خلاف جو تادیبی کارروائی کرنی ہے میں اس کا رزلٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ کیوں کہ اگر استحقاق کمیٹی کے پاس جائے گی تو میں پھر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن پہلے ہی یہ لکھ کر دے چکے ہیں کہ وہ اس کے خلاف proceed نہیں کرنا چاہتے' جو ان کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ لیکن ان کے لکھے ہونے کے باوجود ہم نے اس کو شوز کاز نوٹس دیا ہے' انکوائری افسر مقرر ہوا' اس کو list of allegations دے دی گئی ہے' اس کا جواب آ چکا ہے۔ اس لیے میں ایک دو دن میں جناب کو مطلع کر دوں گا کہ اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے ان شاء اللہ تعالیٰ اس افسر کے خلاف کارروائی کرنی ہے اور اس سے میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، گاڈی صاحب! آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب سپیکر! میں تو اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اگر راجا صاحب سمجھتے ہیں انہوں نے میرے ساتھ ٹھیک کیا ہے تو اسے kill کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' نہیں۔ وہ تو فرما رہے ہیں کہ آپ نے لکھ کر بھی دے دیا ہے کہ آپ مزید کارروائی proceed نہیں کرنا چاہتے۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب سپیکر! جب میں نے تحریک استحقاق پیش کر دی تھی تو پھر مجھے ان کے سپرنٹنڈنٹ جیل سے انکوائری کرانے کی کیا غرض تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ نے لکھ کر دیا ہے کہ آپ proceed نہیں کرانا چاہتے؟

سردار غلام احمد خان گاڈی، میں نے سپرنٹنڈنٹ جیل فیصل آباد سے انکوائری نہیں کرانی تھی یہی میں نے لکھ کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پھر کس کے خلاف کرنا چاہتے ہیں؟

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب سپیکر! میں سپرنٹنڈنٹ جیل سے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی انکوائری نہیں کرانا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا۔ تو وزیر قانون صاحب نے جو کہا ہے آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ اگر وزیر قانون سمجھتے ہیں کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے میرے ساتھ ٹھیک سلوک کیا ہے تو میں اس سے withdraw ہوتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایسا کرتے ہیں کہ اس کو دو دن کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کو شو کاز نوٹس جاری کیا ہوا ہے۔ کیا جواب دیتا ہے' پھر اس کے خلاف کاروائی کر لیتے ہیں۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب سپیکر! آپ جیسے مناسب سمجھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن کو یہ بھی غلط فہمی ہوئی ہے کہ یہ سپرنٹنڈنٹ جیل سے انکوائری اس لیے نہیں کرانا چاہتے کہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے اپنے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے خلاف نہیں لکھنا۔ ان کے علم میں ہی نہیں ہے کہ وہ تو پہلے ہی اس کے خلاف لکھ چکا ہے۔ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات اس کو نوٹس دے چکا ہے اور ہم اس کے خلاف تادیبی کارروائی کر رہے ہیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل پہلے ہی ان کے موقف کی تائید کر چکا ہے جس پر یہ عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ آپ پہ اعتماد کر رہے ہیں کہ جو آپ کہیں گے وہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ نہ ہو کہ یہ کل پھر ہمیں کہیں کہ میں proceed نہیں کرنا چاہتا۔ پہلے سے بھی ان کی تحریر موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ نہ ہو کہ کل پھر آپ کہیں کہ میں proceed نہیں کرنا چاہتا۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کے بارے میں میں نے آپ کو بھی بتا دیا ہے' وزیر قانون صاحب بھی سن رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب اس کا نوٹس لے رہے ہیں لیکن نوٹس لینے کے بعد کل

کو آپ کہیں کہ چلو جی اب جانے دو، نوٹس نہ لیں۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، نہیں جی، نہیں۔ چونکہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، سپرنٹنڈنٹ سے پوچھ رہے تھے اور ان کی یہ سب ملی بھگت ہوتی ہے۔ اگر اس کو اپنے آفیسر بھی سپرنٹنڈنٹ کا پہلے سے خیال ہوتا تو اس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کرنا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ نہیں ہوگا۔ آپ فکر نہ کریں وہ نہیں ہوگا۔ وزیر قانون صاحب! میں اپنی اور اس ہاؤس کی انفرمیشن کے لیے آپ سے ایک بات پوچھنا چاہوں گا۔ جیسے آپ نے فرمایا تھا کہ قائد حزب اختلاف نے اعداد و شمار مانگے۔ تھانوں سے کرائم نگر کوئی سیکرٹ ڈاکومنٹ ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے کسی کی اجازت چاہیے یا کوئی بھی شہری یا کوئی بھی ایم پی اے یہ حاصل کر سکتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ آپ ان کی بات چھوڑ دیں۔ میں اپنی انفرمیشن کے لیے پوچھنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پورے سال کے اعداد و شمار مانگے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ میرا صرف سوال سمجھیں۔ فرض کریں کہ میں اس معزز ہاؤس کے ممبر کی حیثیت سے اپنے ڈسٹرکٹ ایس پی سے یہ پوچھتا ہوں کہ بھئی! مجھے ایک دو یا تین مہینے کا کرائم ریٹ چاہیے تو اسے مجھ کو دینا چاہیے یا وہ مجھے یہ فرمائے کہ جناب! آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے مانگنے والے۔ مجھ سے یہ نگرز صرف اور صرف ڈی آئی جی یا آئی جی مانگ سکتا ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ یہ کوئی سیکرٹ ڈاکومنٹ ہے جس کو پبلک نہیں مانگ سکتی یا عوامی نمائندے نہیں لے سکتے یا وہ دینے کے پابند ہیں یا انہیں دینے چاہیے۔ یہ میں اپنی ذات کے لیے سوال کر رہا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بعض ڈاکومنٹس ایسے ہوتے ہیں جن کا right of information نہیں ہوتا لیکن بعض ڈاکومنٹس کا right of information ایک عام شہری کو نہیں، بلکہ legislators کو ہوتا ہے اور ان کی مختلف کیٹیگریز ہیں۔ اگر آپ حکم دیں گے تو میں ساری تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ میرے خیال میں legislators کو دقت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قانون اور آئین کے مطابق تھانوں میں کرائم ریٹ ایک عام شہری یا ایک ممبر اسمبلی یا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر مانگ سکتا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! قطع کلامی کی معافی چاہتے ہوئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ بعض ڈاکومنٹس ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی اجازت نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اندارج کے بعد ایک ایف آئی آر سیل کر دی جائے تو اس کے متعلق اگر کہا جائے کہ وہ دی جائے تو پھر میرے خیال میں right نہیں۔ میں وہ تفصیل آپ کو دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جنرل بات کر رہا ہوں کہ میں ہی اگر پوچھتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں ان تین مہینوں کے کیا کرائمز ہیں؟ کتنے پرچے درج ہوئے ہیں؟ چوری، ڈکیتی کی کتنی برآمد گیاں ہوئیں۔ کتنے ملزم پکڑے گئے؟ کتنے ملزم at large ہیں؟ تو وہ اعداد و شمار اس کو مہیا کرنے چاہییں یا نہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے، براہ مہربانی وقفہ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہم مغرب کی نماز کے لیے 15 منٹ وقفہ کرتے ہیں اور ہم دوبارہ 7 بجے اکٹھے ہوں گے۔

(6 بج کر 45 منٹ پر نماز مغرب کے لیے وقفہ ہوا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 7-18 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

ڈی ایس پی، سی آئی اے لاہور کی غیر قانونی کارروائی

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک التوائے کار ہیں۔ ایک تحریک التوائے کار نمبر 29 پینڈنگ آ رہی ہے اور یہ سید ذی شان الٰہی شاہ صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی دے دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جواب دے دیا تھا؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جی' جواب دے دیا تھا۔ اس میں صرف معاملہ یہ تھا۔ انھوں نے اس میں فرمایا تھا کہ کچھ سامان تھا جو اس پولیس چھاپے کے دوران پولیس اٹھا کر لے گئی تھی۔ میرا اطلاع کے مطابق وہ بھی واپس کر دیا گیا ہے۔ اب اگر محرک اس پر مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے' وگرنہ وہ اس میں جو بھی تفصیل چاہیں گے وہ میں گزارش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شاہ جی!

سید ذی شان الٰہی، جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ یہ تحریک پیش کی تھی اور ابھی تک یہ پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ بیٹھ کر ان کو بلالیں گے۔ وہ مجھے اس شخص کا پستول تو دے گیا۔ میں نے بتایا تھا کہ ڈی ایس پی نے گھر جا کر کسی دوست کے کہنے پر' حالانکہ وہ آدمی فیصل آباد کا رہنے والا ہے۔ اس کا یہاں کوئی تعلق تھا اس نے آ کر اس کی بیوی کو اٹھایا اس کے بچوں کو اٹھایا زیوارات لے گیا اس کا لائسنسی پستول لے گیا اور جناب سپیکر! انھوں نے اس کو ہراساں کیا میں اور رانا ثناء اللہ خود وہاں گئے۔ اس نے تسلیم کیا کہ میں نے یہ سب کچھ دوستی میں کیا ہے تو اس کا کوئی راستہ نکالیں لیکن اس کے باوجود وہ دس دس منٹ کرتا رہا اور اس نے ہمیں جمعہ نہیں پڑھنے دیا اور کہا کہ آپ بیٹھیں میں آپ کو ابھی سامان دیتا ہوں ' آپ بیٹھیں' ابھی میں آپ کو بندے دیتا ہوں۔ لیکن اس نے نہیں دیے۔ تو جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کے بلانے کے باوجود میری اس سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے مجھے جو پستول دیا ہے اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ گھر سے اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس پر پرچہ کیا جائے۔ آپ دیکھیں کہ کتنا عرصہ ہو گیا ہے اگر کوئی غریب آدمی ہمارے پاس آتا ہے اور وہ انصاف نہیں لے سکتا اور وہ اس طرح ہی دھکے کھاتا رہے گا تو اس کا کیا بنے گا؟ ہماری جو مسلم لیگ جماعت ہے یہ دعویٰ کرتی ہے کہ انصاف عوام کی دہلیز تک پہنچائیں گے۔ جناب سپیکر! میں اس حکومت کا نمائندہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ کہتا ہوں کہ دہلیز تو کیا' میں تو چکر لگا لگا کر پاگل ہو گیا ہوں اور یہ دہلیز کی کیا بات کر رہے ہیں۔ ہم عوام کو کیا دے سکتے ہیں کہ میرے جیسا آدمی جب اس کے پیچھے جاتا ہے اور وہ کچھ بھی نہیں دیتا؟ میں نے یہ کہا ہے کہ آپ اس کی ہسٹری دیکھ لیں' وہ چند ہی سالوں میں اسے ایس آئی سے ڈی ایس پی

بن گیا اور چند دنوں میں پتہ چلے گا کہ کیونکہ وہ عوام پر تشدد کرتا رہا ہے، بیوہ کا مال لوٹتا رہا ہے اس لیے اس کو ایس۔ پی بنا دیا گیا۔ اسمبلی میری یہ بات نوٹ کر لے۔ اسی حکومت نے اس کو ابھی ایس - پی بھی بنانا ہے۔ تو جناب والا! اس پر اس عورت کی طرف سے ان زیورات کا پرچہ کیا جائے جس کا اس نے سامان اٹھایا ہے، جس کو اس نے زدو کوب کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ حکومت کس کی ہے؟

سید ذی شان الٰہی: جناب والا! ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں آپ کہتے ہیں کہ اسی حکومت نے ۔ تو یہ حکومت کس کی ہے؟

سید ذی شان الٰہی: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب سے کہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس سے لے کر اب تک میں دھکے کھا رہا ہوں، وہ کس لیے۔ اب تو وہ مجھے ٹیلیفون کر کے کہہ دیتا ہے کہ بھئی، میرا کیا کرنا ہے مجھے بتاؤ۔ جناب، میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے پوچھتا ہوں کہ میں اس کا کیا کروں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مجھے محرک کی باتیں سن کر افسوس ہوا ہے ۔ آج بھی وہ ڈی۔ایس۔پی میرے دفتر میں آیا تھا اور وہ یہ بتا کر گیا ہے کہ مذکورہ عابد نامی شخص سکنہ لال پل تھانہ مغل پورہ لاہور جو مقدمہ نمبر 457/98 بجرم 381۔ ت۔پ تھانہ ستیانہ ضلع فیصل آباد کا اشتہاری مجرم تھا اس کو گرفتار کرنے کے لیے فیصل آباد کی پولیس آئی ہے اور اس فیصل آباد کی پولیس کے ساتھ وہ گیا ہے اور یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ لیکن اس تفصیل میں گئے بغیر جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیں اور محرک اس بات پر مطمئن ہوں تو جس ایجنسی سے بھی آپ حکم دیتے ہیں ہم انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں اور جو شخص ذمہ دار ٹھہرایا گیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ میرا خیال ہے آپ اس کو ادھر بلا لیں۔ اور وہ معزز ممبر کے پاس آ کر ان کی بات سن لے کہ ان کو کیوں شکایت پیدا ہوئی۔

وزیر قانون: جناب والا! جو سامان واپس ہوا ہے وہ مجھے باقاعدہ اس کی فہرست بھی دے کر گیا۔ ہے صبح نو بجے وہ میرے دفتر میں موجود ہو گا اور میں آپ کی موجودگی میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ صبح نو بجے تشریف لے آئیں ۔ اگر یہ سارا معاملہ طے ہو گیا اور یہ مطمئن ہونے تو ٹھیک ۔

نہیں تو ان کی تسلی کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور جس طرح سے فاضل ممبر نے کہانی بیان کی ہے اور جس طرح سے وزیر قانون صاحب نے اس کو defend کیا ہے میں اس سلسلے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ آپ اس پورے ہاؤس کے custodian ہیں اور ہم اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم آئندہ سوالات آپ سے کیا کریں کسی منسٹر سے نہ کیا کریں۔ Sorry for that

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! میرا جو خیال ہے وہ یہ ہے کہ اس ڈی۔ ایس۔ پی کو کل یہاں بلا لیتے ہیں۔ اس نے وزیر قانون صاحب کو ایک لسٹ دی ہے کہ یہ سامان ہم نے واپس کر دیا ہے۔وزیر قانون صاحب کو جب ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا ہے تو جب تک اس کو آگے سے جواب دینے والا کوئی نہ ہو کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے ' وزیر قانون صاحب کے ذہن میں یہی ہو گا کہ یہ بات صحیح ہے۔ آپ اس کو بتائیں کہ یہ لسٹ غلط ہے اور غلط بنا رہا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ غلط ہو گا تو آپ کی تسلی کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

سید ذی شان الٰہی، ٹھیک ہے جناب۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ڈی۔ آئی۔ جی شوکت جاوید صاحب نے تین دفعہ اسے بلا کر یہ کہا اور رانا ثناء اللہ اور مجھے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں' اگر وہ سامان واپس نہ کرے۔ آپ یقین کریں کہ اس نے ڈی۔ آئی۔ جی کا حکم نہیں مانا اور اس نے تین دفعہ ہمیں بلا کر وہاں تین تین گھنٹے بٹھائے رکھا۔ یہ رانا صاحب بیٹھے ہیں----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ صبح اس کو بلائیں۔ آپ دیکھیں کہ کل ہی اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

سید ذی شان الٰہی، جناب والا! اس نے پستول کسی کے ہاتھ میرے گھر بھیجا ہے ----

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو ہم کل سے پرسوں نہیں ہونے دیں گے۔ کل ہی اس کا فیصلہ کریں گے۔

سید ذی شان الٰہی، شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے یہ move بھی ہو چکی ہے اس کا نمبر 34 ہے۔ کیا اس کا جواب دے دیا تھا؟ اور یہ پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی

ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! یہ میں نے move کر دی تھی اور حکومت کی طرف سے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میری استدعا ہو گی کہ چونکہ وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے اس کا جواب انھوں نے دینا تھا۔ لہذا آپ اس کو pend فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ وزیر تعلیم صاحب کو کسی طریقے سے inform ہی کریں' وہ کل آ جائیں۔ ان کی طرف سے کافی تحاریک pending چلی آ رہی ہیں۔ یہ بھی پچھلے اجلاس سے pending آ رہی ہے ۔ اس کو کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر خان صاحب کی یہ تحریک بھی pending چلی آ رہی ہے خان صاحب آئے بھی نہیں۔ یہ move بھی ہو چکی تھی میرے خیال میں اس کا جواب بھی آ گیا تھا ۔ وزیر قانون صاحب! کیا یہ آپ کے ذہن میں ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس کا جواب ابھی بھی میرے پاس موجود ہے ۔ ویسے جیسے آپ حکم فرماتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ pending چلی آ رہی ہے۔ چلو' اب اسے dispose of کرتے ہیں۔

وزیر قانون ،ٹھیک ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے یہ بھی move ہو چکی ہے یہ بھی pending ہے ۔ اس کا نمبر 36 ہے ۔ جی وزیر قانون صاحب۔

تھانہ غازی آباد لاہور میں پولیس تشدد سے ایک نوجوان کا قتل

(----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! مورخہ 25-01-1999 کو اے ایس آئی ذاکر بمع ملازمان بسلسلہ کار سرکار پل نہر بی آر بی پر موجود تھا کہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ نزد پھندیاں بیس روڈ سے جانب سڑک تقریباً دو ایکڑ دور زرعی اراضی ازاں ملک فیروز دین میں ایک لاوارث سرکٹی لاش پڑی

ہوئی ہے جس کی تصدیق کے لیے موقع پر پہنچے تو ایک لاش جس میں مسکن نامعلوم بغیر سر اور گردن کے برہنہ حالت میں پڑی ہوئی تھی جس کی دونوں ٹانگیں ازاربند سے بندھی ہوئی تھیں اور لاش پر فائرنگ کے نشان موجود تھے جو قبضہ پولیس نے لے کر بغرض پوسٹ مارٹم مردہ غلہ بھجوائی گئی اور شناخت کے لیے اخبار میں اشتہار دیا گیا جس پر مقدمہ نمبر 99/ 12 مورخہ 25-1-1999 بجرم 302, 365, 148, 149, 109 ۔ ت پ تھانہ بانا پور درج ہوا ۔ دوران تفتیش مورخہ 27-1-1999 کو محمد صادق ولد چراغ دین قوم راجپوت سکنہ چک نمبر 104 گ۔ب سمرا جھنجیانہ تھانہ جڑانوالا ضلع فیصل آباد اخبار کی خبر پڑھ کر تھانہ میں حاضر ہوا جس کو لاش کی شناخت کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں کروائی گئی جس نے بتلایا کہ یہ لاش اس کے لڑکے افتخار عرف تاری کی ہے لاش بعد پوسٹ مارٹم بغرض کفن و دفن محمد صادق والد متوفی کے حوالے ہوئی۔ اور تلاش ملزمان عمل میں لائی گئی مورخہ 31-1-1999ء کو ملزمان مسمیان لیاقت علی ولد غلام محمد ' محمد یوسف ولد دلاور حسین ' شریف ولد حاجی محمد مشتاق' مشتاق ولد حاجی محمد' رحمت ولد نور خان اور خوشی محمد اے۔ایس۔آئی تھانہ غازی آباد لاہور کو مقدمہ ہذا میں گرفتار کیا گیا ہے۔ مقدمہ ہذا میں پانچ ملزمان حوالات جوڈیشل میں ہیں جبکہ لیاقت علی ولد غلام محمد ملزم بر ریمانڈ واپسی جسم ہے اور مزید تفتیش جاری ہے۔

جناب سپیکر! یہ رپورٹ ہم نے منگوائی ہے۔ چونکہ یہ رپورٹ آج میرے پاس آئی تھی تو اس میں مقدمے کی جو latest position ہے وہ بھی میں نقل لے کر جناب کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ لیکن محرک نے جس امر کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اس لحاظ سے مقصد پورا ہو جاتا ہے' کیونکہ حکومت نے اس بات کا پہلے سے ہی نوٹس لے لیا ہے اور ملزمان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب والا! اس وقت مقدمہ کس مرحلے پر ہے ' اس بارے میں latest position حاصل کرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی تحریک التوائے کے بعد حکومت نے نوٹس لیا ہے' کارروائی بھی کی ہے اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس واقعے کے جو بھی ذمہ دار لوگ ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! معزز وزیر قانون نے جو ضمنی نمبر ایک سے دس تک پڑھی ہے اس کی مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو سمجھ آئی ہو۔ وزیر قانون صاحب فرما

رہے ہیں کہ انھیں ابھی latest position کا علم نہیں ہے۔ اس اجلاس کے پہلے دن، جمعہ کے روز بھی وزیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ اس اجلاس میں جو نئی تحاریک آئی ہیں ان کے جوابات ہیں لیکن پچھلے اجلاس کی تحاریک کے جوابات نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اسی بات سے اندازہ لگالیں کہ حکومت امن و امان کے معاملے میں کتنی سنجیدہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ اس کے خلاف کارروائی ہو گئی تھی لیکن latest position کے بارے میں بھی وہ معلومات لے کر آپ کو بتائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! پہلے latest position سامنے آنے دیں، ہو سکتا ہے کہ وہ مناسب نہ ہو۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مصیبت یہ ہے کہ جب انھیں مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے اور انھیں up to date رکھا جائے تو یہ اس سے غلط مطلب اخذ کر کے ایک نیا نکتہ نکال لیتے ہیں۔ آئندہ میں بھی کوشش کروں گا کہ ان سے کم سے کم بات کی جائے۔ جناب سپیکر! آپ ان کی تحریک پر غور فرمائیں۔ ان کا خیال یہ تھا کہ پولیس اس سارے سلسلے کو چھپا رہی ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم چھپا نہیں رہے۔ مقدمہ درج ہوا، ملزمان گرفتار ہوئے اور اب معاملہ عدالت میں ہے۔ latest position سے میری مراد عدالت کی کارروائی سے متعلق آگاہ کرنا تھا کہ آیا چالان پیش کیا گیا یا نہیں، کون سی تاریخ پیشی ہے وغیرہ وغیرہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وہ مطمئن ہو گئے ہیں، انھوں نے پہلے لفظ عدالت نہیں سنا تھا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38، سعید احمد خان صاحب کی ہے۔ یہ پیش کی جا چکی ہے اور pending چلی آ رہی ہے۔

شاہ کمال روڈ اچھرہ، لاہور کی مرمت

(----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ شاہ کمال روڈ پر کام این ایل سی نے شروع کر دیا تھا۔ تجاوزات کو گرا دیا گیا ہے اور ملبہ وغیرہ بھی اٹھوا دیا گیا ہے۔ جہاں سے سڑک نیچی تھی وہاں بھرائی کر دی گئی ہے۔ اس وقت فنڈز کی کمی کی وجہ سے کارپٹنگ کا کام شروع

نہیں کیا گیا تاہم این ایل سی کو کہا گیا ہے کہ وہ شیڈول کے مطابق تمام سڑکوں کی بشمول شاہ کمال روڈ کی کارپٹنگ شروع کر دیں۔ توقع ہے کہ ان سڑکوں پر کام 31 مئی 1999ء تک مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : تو یہ پھر dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک 39 ' میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے اور pendiing چلی آ رہی ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ تو پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی ہے۔ اب تک تو جواب لازماً آ جانا چاہیے تھا۔

وزیر قانون : جناب والا ! میرے پاس تو اس کا جواب نہیں ہے۔ چونکہ وزیر ایکسائز' عرفان احمد ڈاہا صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اس کا جواب موجود ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلے اجلاس سے یہ تحریک pending چلی آ رہی ہے اور ابھی تک جواب نہیں ملا۔ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ کل تک اس کا جواب آ جانا چاہیے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 40 ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور پچھلے اجلاس سے pending ہے۔

کپاس اور چاول کی فصل کو وائرس سے نقصان

(----------جاری)

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! امسال کپاس 56.41 لاکھ ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئی جو مقررہ ہدف 56.83 لاکھ ایکڑ کی نسبت 74. فی صد اور گزشتہ سال کی کاشت کے مقابلے میں 2.79 فی صد کم ہے۔ ابھی تک پیداوار کا حتمی تخمینہ تو نہیں لگایا جا سکا تاہم 15 جنوری 1999ء تک 50.73 لاکھ گانٹھیں مارکیٹ میں آ چکی ہیں۔ جبکہ گزشتہ سال انہی ایام میں 53.20 لاکھ گانٹھیں پہنچ چکی تھیں۔ اس طرح کمی کی شرح صرف 4.6 فی صد رہی۔ اس تاریخ تک صوبہ سندھ میں رواں سال کے دوران 15.13 لاکھ گانٹھیں مارکیٹ میں آئیں جبکہ پچھلے سال اسی تاریخ تک 20.42 لاکھ گانٹھیں جننگ فیکٹریوں میں آئی تھیں جو کہ پچھلے سال کی نسبت 25.9 فی صد کم ہیں۔ محکمہ زراعت کی طرف سے کاشت کاروں کی

بروقت راہ نمائی کی گئی اور کیڑے مار ادویات کی ملاوٹ کے خلاف بھرپور کامیاب مہم چلائی گئی ہے۔ پیداوار میں کمی کے رجحان کی بڑی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ جولائی اور اگست کے مہینے میں درجہ حرارت میں زیادتی کی وجہ سے پھول، کلیاں اور ٹینڈے نہ بن سکے۔

2۔ ستمبر کے مہینے میں غیر متوقع بارشوں اور خراب موسم نے اپنے برے اثرات سے فصل کو مندرجہ ذیل طریقوں سے نقصان پہنچایا۔

(1) مطلع ابر آلود رہنے سے عمل ضیائی تالیف اور عمل زیرگی شدید متاثر ہوئے جس سے پھل کم لگا۔

(2) کپاس پر سپرے پروگرام شدید متاثر ہوا جس سے کیڑوں کے کنٹرول میں دشواری آئی۔ خصوصاً امریکن سنڈی کا سدباب ایک مسئلہ بن گیا کیونکہ اس دوران یہ سنڈی آخری مراحل میں داخل ہو چکی تھی جس کا تدارک انتہائی مشکل ہے۔

3۔ اکتوبر میں بعض علاقوں میں کپاس کے پتے بھی پہلے سرخ اور سیاہ ہو گئے۔ اس سے بھی ضیائی تالیف متاثر ہوئی اور پھل کم بن پایا۔

4۔ دسمبر 1998 اور جنوری 1999ء کے دوران صوبہ بھر میں شدید دھند کی وجہ سے ٹینڈے کھل نہ سکے۔

اس سال پوری دنیا میں گزشتہ سال کی نسبت آٹھ فی صد کم کپاس پیدا ہوئی ہے۔ امریکہ میں باوجود جدید ترین ٹیکنالوجی کے 28 فی صد کمی ہوئی جبکہ سوڈان، مصر اور چین میں بالترتیب 25 32 اور 11 فی صد کپاس کم پیدا ہوئی۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوئے پنجاب میں کپاس کی صورت حال پھر بھی بہتر رہی۔

جہاں تک چاول کی فصل کا تعلق ہے۔ یہ درست نہیں کہ چاول کی فصل بیماری پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سال چاول کی پیداوار گزشتہ سال کی نسبت 11.2 فی صد زیادہ تھی۔ پچھلے پانچ سال کے اعداد و شمار اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ معزز اراکین نے حکومت کی توجہ ان دونوں فصلوں کی پیداوار کو بہتر کرنے کی

طرف مبذول کروائی تھی۔ تو میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت ان کے مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور حکومت اپنے فرائض سے بھی آگاہ ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ معزز اراکین کے مشوروں سے ہم اس پالیسی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ لالیکا صاحب اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ جمعہ کے دن اجلاس کے دوران میری ان سے بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے یہ استدعا بھی کی تھی کہ ہم کوشش کریں گے کہ اس اجلاس کے دوران کسی ایک دن زراعت پر بحث رکھ لی جائے تاکہ آپ زیادہ کھل کر اپنے مسائل بیان کر سکیں' اپنے مسائل کو حکومت کے نوٹس میں لا سکیں تاکہ حکومت ان پر ضروری اقدامات کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد محرکین اپنی قرارداد پر زور نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے dispose of کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

بند روڈ لاہور کی خستہ حالی

حاجی مقصود احمد بٹ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شیرا کوٹ بکرمنڈی سے بتی چوک لاہور تک سڑک عرصہ پانچ چھ سال سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ مگر اس کی تعمیر کے لیے کسی ادارے نے بھی توجہ نہیں دی جبکہ اس سڑک پر گہرے گڑھے پڑ چکے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک تو درکنار انسان بھی پیدل نہیں چل سکتا۔ جب کہ بارشوں کے دنوں میں یہ سڑک تالاب / چھپڑ کا منظر پیش کرتی ہے۔

وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے موٹر وے کی افتتاحی تقریب پر اپنے خطاب میں اس سڑک کی تعمیر کروانے کا اعلان کیا تھا مگر متعلقہ اداروں نے وزیراعظم کے احکامات کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی دیگر کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کے لیے وقت مختص کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اس تحریک کا محکمے نے جو جواب دیا ہے میں وہ آپ

کی خدمت میں عرض کرتا ہوں لیکن آج ہی جناب حاجی مقصود بٹ صاحب سے بھی میری بات ہوئی ہے تو ان کا خیال یہ ہے کہ یہ مسئلہ کافی عرصے سے pending چلا آ رہا ہے اور سڑک کی حالت بہت بُری ہے۔ محکمے نے یہ کہا ہے کہ اس سڑک کو ترجیحی بنیادوں پر ٹھیک کیا جائے گا لیکن حاجی صاحب کا فرمانا یہ تھا کہ ترجیحی بنیادوں سے اس مسئلے کو نہ لیا جائے' بلکہ مجھے specific date بتائی جائی کہ کب تک اس سڑک پر کام شروع ہو گا اور کب اس کو مکمل کیا جائے گا۔ تو میں آپ کے توسط سے انکی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس کو کل تک کے لیے pend فرما لیا جائے تو کل میں محکمہ کے متعلقہ اہلکاروں کو بلا کر باقاعدہ ان سے ایک specific date لے کر کہ یہ کام کب شروع ہو گا اس کے لیے allocation کتنی ہے اور اس کی پوری تفصیل لے کر حاجی صاحب کی خدمت میں بیان کر دوں گا تا کہ ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اسے کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 6 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور، فیصل آباد روڈ پر پولیس ناکوں سے عوام کو پریشانی

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع فیصل آباد کی حدود کے آغاز (3 کلومیٹر از شاہکوٹ بجانب فیصل آباد) پر اور فیصل آباد شہر کی طرف سے نزد گٹ والہ پارک لاہور روڈ پر شام 6 بجے سے رات بھر قریباً صبح 4/5 بجے تک پولیس ضلع فیصل آباد ناکے لگاتی ہے اور فیصل آباد سے لاہور یا لاہور سے فیصل آباد جانے والی تمام پبلک ٹرانسپورٹ بسوں' ویگنوں کو روک لیتی ہے تمام سواریوں کو اتار کر ان کی مجرموں کی طرح تلاشی لی جاتی ہے' مسافر خواتین سے بھی کوئی رعایت نہیں برتی جاتی اور 5 بسوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر انہیں قافلے کی صورت ایک ناکے سے دوسرے ناکے تک سفر کروایا جاتا ہے۔ 5 بسوں کا قافلہ اکٹھا کرنے میں بعض اوقات مسافروں کو دو' تین گھنٹے انتظار کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے اور دو' اڑھائی گھنٹے کا سفر پانچ' چھ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ پولیس کی موجودہ حکمت عملی سے شہری سخت مشکل صورت حال سے دو چار ہیں جس سے ان میں اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس

مسئلہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی حدود کے آغاز سے تین کلومیٹر از شاہ کوٹ بجانب فیصل آباد ناکے لگائے جاتے تھے اور پولیس رات کو گاڑیاں روک کر چیک کرتی تھی اور پھر جیسے محرک نے فرمایا ان گاڑیوں کو قافلے کی صورت میں آگے بھیجا جاتا تھا۔ لیکن تھوڑا سا ٹائم کا فرق ہے کہ دو تین گھنٹے نہیں لگتے تھے بلکہ چند منٹ لگتے تھے بہرحال پولیس جو یہ اقدام کر رہی تھی اس سے واضح طور پر جرائم میں کمی واقع ہوئی تھی اور ڈکیتی وغیرہ میں اس علاقے میں ایک واضح حد تک کمی واقع ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف صاحب کے حکم پر

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین میاں عثمان ابراہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ایک خصوصی ٹاسک فورس تشکیل دی گئی تھی جس کے ذمے یہ تھا کہ انھوں نے پولیس ریفارمز کے متعلق اپنی سفارشات دینی تھیں۔ ابھی آج سے تقریباً تین یا چار دن قبل اس ٹاسک فورس نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں اپنی presentation دی ہے اور ان کی سفارشات میں ایک سفارش یہ بھی شامل ہے کہ صوبے میں پولیس کے ناکوں کو ختم کیا جائے۔ میں اس معزز ایوان اور محرک کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اصولی طور پر اس بات سے اتفاق کر لیا ہے کہ صوبے میں ناکوں کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلے میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد احکامات جاری کر دیے جائیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد کہ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بہت جلد احکامات جاری ہو جائیں گے معزز رکن اپنی اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب نے وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی یہ top priority ہے کہ ناکے ختم کر دیے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! معزز لاء منسٹر نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ واقعی یہ مسئلہ عوام الناس کو درپیش ہے اور انھیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس

سلسلے میں اصولی فیصلہ کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بہت جلد ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب انھوں نے ایک بات کو تسلیم کر لیا ہے اور اصولی فیصلہ بھی ہو چکا ہے تو وہ اس سلسلے میں کوئی واضح احکامات فرمائیں کیونکہ گزشتہ رات تک تو یہی صورت حال تھی جو میں نے تحریک میں بیان کی ہے۔ تو اب لاء منسٹر صاحب فرمائیں کہ کب تک اس صورت حال میں بہتری ہو جائے گی؟ اگر فیصلہ ہو چکا ہے تو پھر اس پر عمل در آمد کروایا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں انھوں نے بتا دیا ہے۔ چونکہ فیصلہ پورے صوبے کے لیے کرنا ہے' اس وجہ سے تھوڑا سا وقت لگ گیا ہو گا۔لیکن فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ صوبہ پنجاب میں پولیس کے ناکے ختم کیے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: تو کیا کل سے اس پر عمل در آمد ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن کل کے لیے فرما رہے ہیں۔ میں کل کی بات تو نہیں کر سکتا۔ لیکن میں انھیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ فیصلہ ہو چکا ہے' formal orders جاری ہونے ہیں جو کہ جناب وزیر اعلیٰ نے کرنے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں گا کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے یہ احکامات جاری کیے جائیں تاکہ اس سلسلے میں عوام کو درپیش تکالیف کا سدباب کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! بڑا سنجیدہ معاملہ ہے' یعنی فیصلہ ہو جانے کے بعد آرڈر جاری ہونے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ یہ تو بڑی اہم اطلاع ہے لاء منسٹر صاحب ہاؤس کو بتائیں۔

جناب چیئرمین: آپ دیکھیں کہ آپ کی اس تحریک التوائے کار کے نتیجے میں پورے پنجاب میں ناکے ختم ہو رہے ہیں۔ اس کا سارا کریڈٹ آپ کو ہی جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں بھی یہی گزارش کر رہا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ فیصلہ ہو چکنے کے بعد آرڈر جاری ہونے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ وہ تقریباً بتا دیں۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس کا فیصلہ کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! فیصلہ تو ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ مطمئن رہیں جلدی فیصلہ ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، فیصلہ تو ہو چکا ہے ۔ آرڈر جاری ہونے ہیں۔

جناب چیئرمین، آرڈر جلدی ہو جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، ان میں کتنا وقت لگ سکتا ہے؟

جناب چیئرمین، یہ تو لاء منسٹر صاحب نہیں کہہ سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان، اندازاً بتا دیں۔

جناب چیئرمین، اندازاً میں بتا دیتا ہوں کہ بہت جلد ہو جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ بہت ہی اہم بات ہے پورے ہاؤس کو اس بارے میں اطلاع ہو جائے گی کہ فیصلہ ہو چکنے کے بعد آرڈر جاری ہونے میں کتنا وقت لگتا ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مجبور یا پابند نہیں کر سکتا کہ وہ آج یا کل ہی کریں ۔ میں ہاؤس کے جذبات اور جو میں نے یہاں وعدہ کیا یہ بھی ان کے نوٹس میں لے آؤں گا اور میں پھر اپنی اس بات کو دہرا رہا ہوں کہ جلد formal orders جاری ہو جائیں گے۔ تو معزز رکن کو اس بات پر اعتماد کرنا چاہیے اور میں نے وعدہ کر لیا ہے کہ اصولی فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب ! میرے خیال میں اب تو آپ کو مطمئن ہو جانا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین، مہربانی شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو تا ہے۔ اب قانون سازی کو لیتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظامی عمومی و اطلاعات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک رشید احمد خان ،جناب والا! میں ایک رپورٹ پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی پیش کریں۔

ملک رشید احمد خان ،جناب والا مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظام عمومی واطلاعات کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظام عمومی و اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء (--------جاری)

MR CHAIRMAN: Now, we resume consideration of the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998. On 30th April, 1999 the Minister for Law had moved the motion that the Bill be taken into consideration and Mr Saeed Ahmad Khan Manais had opposed it. There are two amendments in this motion. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais had moved the first amendment that the Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999. Mr Saeed Ahmad Khan Manais was given the floor to make a speech in favour of his amendment. He may continue.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین اس سے پہلے کہ میں قانون سازی پر بات کروں میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین: فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ مناسب ہوگا کہ آئندہ جتنے دن بھی یہ اجلاس جاری رہنا ہے اس کا ایجنڈا جاری کر دیا جائے۔ اس سے ہمیں سہولت ہو جائے گی اور پتا چل جائے گا کہ کس دن کیا ٹیک اپ ہونا ہے۔ اس وقت جو قانون سازی ہوئی ہے اور اس کے بعد جو قانون سازی ہوئی ہے اس کا ہمیں پتا ہے اور

یہ غالباً بدھ تک ہو گی۔ اس کے بعد کے متعلق یہ فرما دیں کہ کتنے دن اجلاس چلے گا اور اس میں کیا بزنس ہو گا تو وہ نہایت ہی موزوں رہے گا۔ میری آپ سے بھی یہ گزارش ہے اور آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے بھی یہ گزارش ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین آج لوکل گورنمنٹ فورتھ امینڈمنٹ بل ٹیک اپ ہو رہا ہے۔ اس کے بعد دو بل اور ہیں اور وہ بھی قائد حزب اختلاف کے نوٹس میں ہیں اور وہ بھی ایجنڈے پر آ چکے ہیں۔ ایک ویمن یونیورسٹی کا بل ہے اور ایک میرے خیال میں لاہور کالج فار ویمن کا ہے۔ اس لیے میں ان کی خدمت میں یہ استدعا کروں گا کہ آج ہم مزید اس پر کوئی فیصلہ کر لیں گے۔ جتنے دن اجلاس چلنا ہو گا اتنے دنوں کا بزنس ہم مہیا کر دیں گے۔

جناب چیئرمین ، منیس صاحب آپ اپنی بات شروع کریں یہ اندازہ کرنا تو مشکل ہے کہ آپ کتنا وقت لیں گے۔ اگر آپ جلدی ختم کریں گے تو process جلدی مکمل ہو جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں نے آپ کی اجازت سے اس دن معروضات پیش کی تھیں۔ اصل میں گورنمنٹ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء میں ترمیم کرنا چاہ رہی ہے۔ جناب چیئرمین میں نے اس دن بھی یہ عرض کیا تھا کہ اس آرڈیننس میں ریکارڈ ترامیم ہو چکی ہیں۔ موجودہ حکومت نے تقریباً 11 ترامیم اس آرڈیننس میں کی ہیں۔ اب یہ جناب والا فورتھ امینڈمنٹ ہے اور یہ ناجائز تجاوزات کے بارے میں ہے۔ گورنمنٹ نے ناجائز تجاوزات پر سزائیں تجویز کی ہیں۔ اس کے شیڈول میں پارٹ ون پارٹ ٹو پارٹ تھری سیکشن 161 ہے۔ اس میں کافی ترامیم کی گئی ہیں اور ان میں بہت سی ترامیم unnatural ہیں اور میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ ایسے لگتا ہے کہ کسی ایسے بیوروکریٹ نے ان کو ترتیب دیا ہے کہ اس کو یہ سمجھ نہیں ہے کہ آیا یہ رورل ایریا یا اربن ایریا پر فٹ ہوتی ہے یا پھر دونوں جگہ پر ہو بھی سکتی ہے یا نہیں؟ جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ اختصار کے ساتھ عرض کروں اور میں معزز اراکین کو یہ باور کروا سکوں کہ میں کیوں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فورتھ امینڈمنٹ کا جو بل ہے اس کو پہلے رائے عامہ کے لیے متداول کروایا جائے۔ اس کے بعد اس کو یہاں ہاؤس میں لا کر اس پر بحث کی جائے۔ سب سے پہلے تو جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو قوانین بنائے گئے ہیں۔ یہ ایسے قوانین ہیں جیسے یہ چاند پر بنائے گئے قوانین ہوں۔ سب سے پہلے تو موجودہ حکومت جو اپنے آپ کو جمہوری حکومت کہتی ہے اور جمہوریت کی چیمپئن

بھی اپنے آپ کو کہتی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں ایک ترمیم سیکشن 163 میں ہے۔ میں اس کو تھوڑا سا پڑھ بھی دیتا ہوں تاکہ میرے معزز دوستوں کو تھوڑا سا سمجھ آ سکے۔ جمہوریت کا پرچار کرنے والے جمہوری اداروں سے کس طرح ان کے اختیارات واپس لے رہے ہیں۔ اگر آپ سیکشن 163 کو دیکھیں تو اس میں دیا گیا ہے 'پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء۔

Save as otherwise provided the Chairman or any person generally or specially authorised by Local Council in this behalf may at any time after the commission of an offence and before the conclusion of the proceedings in the court compounds any offence under the Ordinance.

اب اس میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ

"except the offences mentioned in Part I of the Third Schedule "

گویا کہ ایک چیئرمین جو ایک جمہوری ادارے کا سربراہ ہے اور اسے کئی ممبران نے منتخب کیا ہے اس سے یہ پاورز واپس لی جا رہی ہیں۔ ایک طرف پرچار یہ ہے کہ جمہوری اداروں کی نشوونما کے لیے قوانین بنائے جا رہے ہیں اور ان کو زیادہ سے زیادہ پاورز دی جا رہی ہیں۔ دوسری طرف جب ہم قانون سازی کے کام کو دیکھتے ہیں تو ان پاورز کو ختم کیا جا رہا ہے۔ ان کو کم کیا جا رہا ہے۔ لوکل گورنمنٹ اور لوکل باڈیز کے جو معاملات ہیں' جناب چیئرمین آپ اور جو معزز اراکین یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سب کو پتا ہے کہ موجودہ حکومت نے کیا کچھ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں کیا۔ یہاں اب معزز وزیر قانون تشریف نہیں رکھتے۔ میں تو ان کی مثال بھی دوں گا کہ ان بےچاروں کے ساتھ بھی کیا ہوا؟ جمہوری اداروں کے متعلق جو گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ وہ اس کی چیمپئن ہے۔ وہاں جو اختیارات کا ناجائز استعمال کیا گیا اس کو یہاں بھی نہیں بخشا گیا اور قانون سازی میں بھی چیئرمین کی جو پاورز ہیں ان کو ختم کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہے۔ پھر جناب چیئرمین کوئی بھی قانون سازی ہو اس کو کرتے وقت اور بناتے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اس پر عمل درآمد بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا ایسے قوانین ہیں جو کہ عام پبلک یا عوام ان پر عمل کریں گے۔ ان کے لیے ہم ایسے قوانین بنا رہے ہیں کہ وہ ان پر عمل نہیں کریں گے اور پھر لوگوں کو

جیلوں میں پھینکنا پڑے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو قوانین بنائے گئے ہیں یہ عوام کے لیے رحمت بننے کی بجائے زحمت بننے کے موجب بنیں گے۔ ویسے بھی جناب چیئرمین! لوکل گورنمنٹ کا جو ادارہ ہے یہ ایک خدمت کرنے کا ادارہ ہے اور یہ بات تو پہلے ensure کرنی چاہیے تھی کہ ملازمین کی جو کارکردگی ہے وہ کس حد تک صحیح جا رہی ہے۔ اگر وہ صحیح جا رہی ہے تو یہ جو سزا بڑھا رہے ہیں' اس طرح اس کو gauge کیا جا سکتا ہے کہ یہ سخت قوانین بنانے کے بعد اس کو misuse کیا جائے گا یا صحیح طریقے سے ان کو استعمال کیا جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو کوشش یہ کرنی چاہیے تھی کہ سزائیں کم سے کم ہوتیں۔اور سب سے پہلے ایسے pre-requisites' جو وہاں ضرورتیں ہیں رورل ایریا کی اربن ایریاز کی' جہاں کے لیے یہ قوانین بنائے جا رہے ہیں وہ مہیا کر دیئے جاتے بعد میں دیکھا جاتا کہ کون سے قانون کے لیے کون سی سزا مناسب رہے گی۔ ویسے بھی جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ ایک ویلفیئر کا ادارہ ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں تو ویلفیئر کا کوئی نام و نشان نظر نہیں آتا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ قانون بنانے سے حکومت کا جو stance ہے وہ دن بدن ایک شفیق باپ کی بجائے ایک جلاد کا سا ہو رہا ہے۔ میں یہ جو بات کر رہا ہوں آگے آ کر قانون سازی کے یہ جو پیرے ہیں جب میں وہ پڑھوں گا تو یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ واقعی جو بات میں عرض کر رہا ہوں وہ صحیح ہے۔ اب اس میں لوگوں کی بہتری کے لیے قانون سازی میں بہت سوچا گیا ہے۔ مگر ان کو عذاب میں ڈالنے کے لیے یہ بہت زیادہ قانون سازی کی گئی ہے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھیں کہ کیا حکومت روزگار مہیا کر رہی ہے؟ کیا مہنگائی پر قابو پا لیا ہے؟ کیا امن و امان قائم کر لیا ہے؟ کیا یہ جو خودکشیوں کا رجحان ہے' یہ بے روزگاری کی وجہ سے ہے یا یہ مہنگائی کی وجہ سے ہے' یا کس وجہ سے ہے؟ اس سارے تناظر کو سامنے رکھتے ہوئے ہم قوانین بنانے کی طرف جائیں۔ اور یہ جو قانون سازی آج ہو رہی ہے یہ زیادہ تر علاقہ رورل ایریا ہے اور اس کا تعلق بھی رورل ایریا سے ہے۔ اور یہاں میرے محترم بھائی جو تشریف فرما ہیں وہ بھی زیادہ تر رورل ایریا سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ یہ دیکھیں گے کہ یہ جتنا بھی قانون بنایا گیا ہے یہ کسی بھی طریقے سے اس کو رورل ایریا میں پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔ تجاوزات جہاں غیر ضروری ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کو واقعی ختم کرنا چاہیے۔ اور یہاں یہ ایک رجحان بھی بن چکا تھا اور موجودہ حکومت نے یہ رجحان بنایا تھا۔ اور انھوں نے تجاوزات کرنے والوں کو اپنے پچھلے ادوار میں کافی شہ دی۔ اور لوگوں نے گرین بیلٹس پر بھی جگہیں

بنائیں اور فٹ پاتھوں پر بھی۔ ان کو سیلف سروس کے لیے کئی جگہیں خالی کرانی پڑی ہیں اور پھر ساتھ ساتھ اور جگہوں کو بھی خالی کروایا جا رہا ہے۔ تا کہ یہ اندازہ نہ ہو کہ یہ سیلف سروس ہے یا باقیوں کے لیے کچھ در گزر کیا جا رہا ہے۔ اب اس میں جناب چیئرمین! تجاوزات ہٹانے کے لیے encroachers پر تو جرمانے رکھ دیے گئے ہیں۔ لیکن جو اس ڈیپارٹمنٹ کے filthy rich آفیسرز ہیں ان کا کہیں ذکر نہیں کیا گی ااور جناب والا! معزز ارکان ہی مجھے bear out کریں گے کہ یہ جو encroachments ہیں یہ صرف محکمے کی ایماء پر ہی بنائی جاتی ہیں۔ اور ان کے ایماء پر ہی ہوتی ہیں۔ تو کیا حکومت نے اس قانون سازی کو بناتے وقت اس میں کوئی ایسی کلاز رکھی ہے جس میں ان محکمانہ افسران کو بھی جن کی ایماء پر یہ encroachments کی جاتی ہیں کوئی سزا دی جائے۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بھی کلاز نہیں۔ اور لوکل گورنمنٹ کے افسران نے ان اداروں میں جو لوٹ مچا رکھی ہے میرے خیال میں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ They are filthy rich people اور ان کے غیر ملکوں میں اکاؤنٹس ہیں اور وہ بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ کیونکہ آج کل یہاں لاہور میں سرکلر روڈ کا ایک burning issue ہے۔ اب جناب چیئرمین وہاں پر ساڑھے چھ ہزار دکانیں گرائی جا رہی ہیں۔ یہ آپ خود سوچیں کہ کیا یہ ان لوگوں کا معاشی قتل نہیں؟ کہا جا رہا ہے کہ اس ایریے کو اوپن کرنے کے لیے یہ سارا کچھ کیا جا رہا ہے' کوئی victimization کا عنصر نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! اس میں یہ عنصر ہے۔ اس میں آپ دیکھیں کہ آج معاشی طور پر کیا حالات ہیں۔ کیا انکو پہلے دوسری جگہ مہیا کر دی گئی ہے؟ کیا ان کو کوئی متبادل جگہ دے دی گئی ہے؟ کہ یک دم ان ساڑھے چھ ہزار دکانوں کو گرایا جا رہا ہے؟ اس کے ساتھ آپ دیکھیں کہ جیل روڈ پر جو پٹرول پمپ تھے ان کو راتوں رات گرا دیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کا ابھی تک لیز پیریڈ باقی تھا۔ انھوں نے اپنی لیز ادا کی ہوئی تھی۔ کیا ان کو کوئی سروس نوٹس serve کیا گیا؟ میری اطلاع کے مطابق ان کو کوئی نوٹس serve نہیں کیا گیا اور اچانک رات کے وقت ایک آپریشن کرکے ان کے پٹرول پمپ گرا دیے گئے۔ اگر ضرورت تھی بھی تو میرے خیال میں جناب والا! یہ مناسب ہوتا کہ پہلے ان کو متبادل جگہ مہیا کی جاتی' اس کے بعد جو پلان ہے' کیونکہ وہ راستہ میکڈونالڈ کی طرف جاتا ہے اس کو زیادہ خوبصورت بنانا تھا' ٹھیک ہے بنایا جاتا۔ لیکن اس سے پہلے میرے خیال میں ان کو properly نوٹس serve کیا جاتا۔ ان کو متبادل جگہ دی جاتی اور اس کے بعد وہ گرائے جاتے۔ midnight operation

کی میرے خیال میں ضرورت نہ تھی۔ میں یہ کہوں گا کہ جس طریقے سے یہ قانون بنایا جا رہا ہے اس کو اگر کالا قانون بھی کہا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بے جا نہیں ہوگا۔ اس میں لوگوں کے بنیادی حقوق کو curb کیا جا رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت جو اپنے آپ کو champion of democracy کہے اس کو کسی بھی طریقے سے یہ زیب نہیں دیتا۔ دوسری بات یہ۔۔

جناب چیئرمین: یہ تو encroachers کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! کیا ان کو proper notice serve کرنا fundamental rights میں نہیں آتا؟

جناب چیئرمین: گورنمنٹ نے لیز کینسل کی ہے۔ آپ نے ابھی سرکلر روڈ کا ذکر کیا تو اس میں چیف منسٹر نے آج categorically یہ بیان دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! ماشاء اللہ لاء گریجویٹ ہیں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ لیکن جہاں midnight operations کیے گئے میرے خیال میں وہاں پہلے ان کو نوٹس serve کیے جاتے۔

جناب چیئرمین: یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ ان کو compensation ادا کی جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس: لیکن ابھی تک دی نہیں گئی۔ کوئی متبادل جگہ بھی نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: دی جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس: دی جائے گی۔ ٹھیک ہے جناب چیئرمین! آپ نے حکومت کی اچھی وکالت کی ہے۔ لیکن ان کو ابھی تک کوئی متبادل جگہ دی نہیں گئی۔ اور compensation جب دی جائے گی پتا نہیں وہ کب دی جائے گی۔ جناب چیئرمین! میں آگے بڑھتا ہوں کہ ایک encroacher سے جو رقم وصول کرنے کا طریقہ ہے وہ کہا گیا ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ کلیکٹرز کے ذمے لگایا جائے گا۔ اور وہ arears of land revenue کے طور پر وصول کیا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی یہاں ایک مثال دی تھی اور آج بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈی سی کو کیوں ایک کھنڈ گھر بنا دیا گیا ہے۔ کیوں یہ اس کو mockery of the office of the D.C بنا رہے ہیں اور already piece of burden ڈی سی کا عہدہ بنا ہوا ہے۔ کہ ہر کام ڈی سی نے کرنا ہوتا ہے۔ جتنی بھی کمیٹیاں ہیں ان کو ڈی سی ہیڈ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ virtually نہ تو کوئی ایڈمنسٹریٹو ورک کر سکتا ہے اور نہ ہی ریونیو ورک کر سکتا ہے۔

پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں as arears of land revenue تو اس میں ویسے بھی ڈسٹرکٹ کلیکٹر وصول نہیں کر سکتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ لینڈ ریونیو کا Abolition Act یہی اسمبلی پاس کر چکی ہے۔ اور اس نے لینڈ ریونیو ختم کر دیا ہے۔ اب جب ایک چیز ختم ہو گئی ہے۔ جب لینڈ ریونیو ہی نہیں ہو گا تو arrears of land revenue کس طرح وصول کیا جا سکتا ہے؟ arrears تو بنتے ہی تب ہیں جب یہ لینڈ ریونیو ہو۔ اور جب لینڈ ریونیو ختم ہو گیا تو پھر arrears of land revenue کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ پوائنٹ اس لیے اٹھا رہا ہوں کہ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ یہ پہلے پبلک کی opinion کے لیے بھیجی جائیں۔ کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس سے ہر طبقہ متاثر ہو گا۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک تمام اس میں متاثر ہوں گے۔ جب تک یہ تمام چیزیں ان کے سامنے نہیں جائیں گی اور آراء سامنے نہیں آئیں گی اس وقت میرے خیال میں یہ قانون سازی کرنا مناسب نہیں۔ پہلے آراء لے لیں پھر یہ لیجس لیشن کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام اگر کرنا بھی پڑے پہلے تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کو for eliciting opinion of the people سر کولیٹ کیا جائے۔ اگر کرنا بھی ہو تو یہ لوکل کونسل کا سٹاف خود کرے۔ اس پر گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ایسا چیک رکھے۔ اپنا خوف ان کو دکھائیں۔ writ of the Government یہ ثابت کریں کہ اس محکمے کے افسران اپنا کام صحیح طریقے سے کرتے ہیں۔ اور پھر جب ہم ان ترامیم میں دیکھتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ ہم یہاں ایک بہت ہی ترقی یافتہ اور مہذب قوم ہیں' یہاں یورپ جیسی آسائشیں اور حالات ہمارے پاس ہیں۔ جب ہم یہ باتیں دیکھتے ہیں تو ہمارے پاس وہ آسائشیں نہیں ہیں' ہم اتنے ترقی یافتہ نہیں ہیں اور گورنمنٹ نے ابھی تک وہ pre- requisites لوگوں کو فراہم نہیں کیں۔ جب وہ فراہم کر دیں تو اس کے بعد قوانین بنائیں' آپ سختی کریں' آپ اس پر جرمانے رکھیں' سزا دیں۔ تو وہ پھر مناسب ہو گا۔ جناب چیئرمین! یہاں تو ہم پینے تک کا صاف پانی مہیا نہیں کر سکے اور دو وقت کی روٹی حاصل کرنا ایک جہد مسلسل ہے اور یہاں نہتے غریب عوام پر یہ سخت قوانین نافذ کیے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہے۔ ان قوانین سے اتنی سخت سزائیں رکھی گئی ہیں جن کا میں آگے ذکر کرتا ہوں کہ سزائیں کتنی ہیں' ماسوائے اس کے کہ ایک رشوت کا بازار گرم ہو گا اور سادہ لوح لوگوں کو خراب کیا جائے گا اور اس سے political victimization بہت زیادہ ہو گی اور اس قانون کو غلط طریقے سے استعمال کیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! اب یہاں میں آپ کو یہ پڑھ کر سناؤں

کا کہ اس میں پیرا 42 پارٹ III میں ہے،

Using water for drinking from any source which is suspected to be dangerous to public health and the use thereof has been prohibited by the local council.

اب صاف پانی تو مہیا نہیں کیا جا رہا۔ ہم لاہور میں رہ رہے ہیں تو میں لاہور کی مثال دیتا ہوں کہ کینٹ کا علاقہ ایک بہت اچھا علاقہ کہلاتا ہے وہاں بھی انسانی استعمال کے لیے پینے کا پانی ٹھیک نہیں۔ تو جب ہم پینے کے لیے صحیح پانی مہیا نہیں کر سکیں گے تو پھر جو یہ قانون بنائیں گے تو اس کی violation تو ہو گی کہ ہمیں پتا ہے کہ وہ پانی پینے کے قابل نہیں، کیوں کہ وہاں سیور اور پینے کا پانی ساتھ ساتھ گزر رہے ہیں۔ وہاں جو پانی پمپ ہو کر پیا جاتا ہے وہ پانی سیور کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ تو اس پانی کو کسی کو dangerous declare کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو already dangerous declared ہے۔ جب پانی صحیح نہیں۔ تو پھر یہ قانون using water for drinking from any source which is suspected to be dangerous. تو یہ dangerous تو پہلے ہی ہے تو پھر آپ اس قانون کو کس طرح بنا رہے ہیں؟ پہلے آپ وہاں پینے کا پانی صحیح طریقے سے مہیا کریں اور اس کے بعد آپ اس کو لے آئیں اور اس پہ قانون بنائیں۔ اس کے علاوہ میں معزز ممبران کی توجہ پیرا نمبر 13 کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کو بھی اس میں involve کیا گیا ہے اور یہ ایک کلاز جان بوجھ کر رکھی گئی ہے،

Wilfully obstructing any officer or servant of a Local Council or any person authorised by the Local Council in the exercise of powers conferred by or under the Ordinance.

جناب چیئرمین! میری اطلاع کے مطابق اس کو ایک طرف تو اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ ان سے جو کام لینا چاہیں ایک تو اس میں کوئی obstruction نہ کرے لیکن ساتھ ساتھ آپ نے دیکھا ہے کہ معزز ممبران کے ساتھ کتنی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ اگر یہاں واپڈا کا ہی ذکر کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہی ایک مثال ہی کافی ہے۔ اب obstruction with officers یہ خاص طور پر with reference to the M.P.A's and M.N.A's رکھا گیا ہے کہ جہاں ہم جا کر احتجاج کریں گے اس

احتجاج کو بھی اس قانون کی خلاف ورزی قرار دیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یہ قانون چونکہ اسمبلی نے خود بنایا ہے اور معزز ممبر اس قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو اس کے خلاف بھی یہ کارروائی کی جائے۔ جناب چیئرمین! اس کو پارٹ 1 میں رکھا گیا ہے جس کی سزا ہے:

. . . . imprisonment for a term which may extend to three years and with fine which may extend to fifteen thousand rupees .....

جناب چیئرمین! اب میں اس کے علاوہ آپ کی توجہ پیرا 25 کی طرف دلاتا ہوں۔ پیرا 25 کہتا ہے:

Fixing of wooden khokhas, plying of hand carts for the sale of goods and temporary shops or extension thereof on footpaths or beyond the street line.

جناب! اب آپ یہ دیکھیں کہ یہ قانون جو کھوکھے اور ریڑھی والوں کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ آپ پہلے یہ تو دیکھیں اور پھر یہ بات repetition والی بنتی ہے لیکن چونکہ یہ دوسرا پیرا ہے اور اس کا تعلق دوسری بات سے ہے کہ کیا لوگوں کو پہلے روزگار مہیا کر دیا گیا ہے؟ کیا روزگار کے اتنے مواقع موجود ہیں؟ یا لوگوں کے پاس اتنے مواقع ہیں کہ وہ اپنا روزگار چلا کر اپنے خاندان کا پیٹ پال سکیں؟ جب حکومت نے روزگار کے مواقع مہیا نہیں کیے تو پھر کھوکھا والے یا plying of hand carts والے اپنی چھوٹی موٹی دکان نہیں کریں گے تو پھر وہ کیا کریں گے؟ وہ اپنے بال بچوں کا پیٹ کہاں سے پالیں گے؟ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پڑھائی کا بندوبست کہاں سے کریں گے؟ تو جناب چیئرمین! یہ قوانین ایسے ہی بنا دیے گئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ They will give up. وہ کہیں گے، ٹھیک ہے آپ ہمیں اندر بند کر دیں۔ آپ تین سال کے لیے ہمیں قید کر دیں، ہمیں چھ مہینے کے لیے قید کر دیں۔ کم از کم ہمیں وہاں بری ہی سہی لیکن دال روٹی تو مل ہی جائے گی کہ وہ خود تو کمانے کے قابل نہیں رہے گا۔ جناب چیئرمین! تو میں اسی طریقے سے آپ کی توجہ پیرا 30 کی طرف دلاؤں گا:

Failure by the owner or occupier of any land to clear away and remove any thick vegetation.....

جناب چیئرمین! آپ سارے دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ thick vegetation تو تقریباً ہر جگہ ہوتی ہے اور طرح طرح کی جھاڑیاں موجود ہوتی ہیں اور کوئی dangerous to human health ہوتی ہیں، وہ اگر پھٹ جاتی ہیں تو وہ بھی کافی نقصان پہنچاتی ہیں۔ لیکن وہ تو وہاں کے لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔وہ ایک جنگلی چیز پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں ویسے تو میرے دوست بہت ہی تھوڑی تعداد میں بیٹھے ہیں۔لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اکثر کا تعلق دیہات کے ساتھ ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ اب thick vegetation پر بھی پابندی لگائی جا رہی ہے اور ایسا قانون بنایا جا رہا ہے کہ thick vegetation پر بھی سزا دی جا سکے اور اس کو پارٹ I کی کیٹیگری میں ڈالا گیا ہے اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کی سزا بہت زیادہ ہے، اس میں تین سال قید ہے 15 ہزار روپے جرمانہ ہے۔ اسی طریقے سے پیرا 31,34,35,37,38 اس قسم کے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کسی بھی صورت میں ایسے قانون میں نہیں لانا چاہیے جس پہ عمل درآمد نہ کیا جا سکے۔ اب میں healthy environment کی بات کرتا ہوں کہ یہاں دریائے راوی کی مچھلی اپنے ساتھ ڈی ڈی ٹی لے آتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دریائے راوی شہر کے قریب ہونے کی وجہ سے صنعتی گندہ پانی اس میں جا رہا ہے، کیمیکلز کا پانی بھی اس میں جا رہا ہے اور اس کی مچھلی یہاں انسانی استعمال کے لیے لائی جا رہی ہے اور ایک سروے رپورٹ کے مطابق اس میں ڈی ڈی ٹی موجود ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جس چیز میں ڈی ڈی ٹی موجود ہو گی اور وہ ہم کھا رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت healthy environment provide نہیں کر رہی۔ جب حکومت لوگوں کو healthy environment ہی نہیں دے رہی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اتنے سخت قوانین بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ پہلے pre-requsites مہیا کیے جائیں اور اس کے بعد یہ قوانین بنائے جائیں۔ اب میں نے یہاں یہ پیرا 31,34 کو کوٹ کیا ہے تو میں چاہوں گا کہ معزز ممبران کے سامنے پڑھ دوں کہ پیرا 31 کہتا ہے:

31. Quarrying, blasting, cutting timber or carrying building operations in such manner as causes or is likely to cause danger to persons passing by or living or working in the neighbourhood.

جناب چیئرمین! اب چلیں میں اس میں صرف carrying building operations or cutting timber کی بات کر لیتا ہوں کہ اب لکڑی کو کاٹنا بھی ایک جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ carrying building operations آپ کس چیز پہ لے جائیں گے؟ جناب چیئرمین! آپ خود جانتے ہیں کہ building operations کا سامان ایک ریڑھے پہ لے جائیں گے۔ اب عام آدمی تو اتنا امیر ہے نہیں کہ اس سامان کو ٹریلر پہ لے جائیں۔ اس نے گدھے ریڑھے یا کسی اور قسم کے ریڑھے پہ لے کر جانا ہے تو اس کا جو پھیلاؤ ہو گا' وہ بلڈنگ میٹریل ہے' اس لیے اس کا پھیلاؤ تو ہونا ہی ہے۔ یہاں ہمیں ایسی سڑکیں تو مہیا نہیں کی گئیں کہ ایک علیحدہ lane بنا دی گئی ہو کہ وہ ریڑھا اس lane میں جائے اور فٹ پاتھ یا سڑک پر جو لوگ چل رہے ہیں' ان کو نقصان نہ ہو۔ یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جس ریڑھے پر بلڈنگ میٹریل ڈالا ہو' وہ ساتھ گزرنے والے کو نقصان نہ دے۔ اس نے تو نقصان دینا ہی ہے۔ آپ یہ خود سوچیں کہ یہ قانون بنا کر جان بوجھ کر لوگوں کو invite کیا جا رہا کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کریں اور ان کو سخت سزائیں جو تین سال سے لے کر نیچے چھ ماہ تک ہیں' دی جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد:

34- Cutting down of any tree, or cutting of a branch of any tree...

اب جہاں آپ ایک درخت کی ایک branch بھی کاٹ لیں گے تو وہ قابل سزا جرم ہو گا۔ جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ کیا یہ قوانین قابل عمل ہوں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طریقے سے نہیں ہوں گے۔ میں خود ایک دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور ایسے علاقے سے ہمارا تعلق ہے اور جہاں کی روزمرہ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اب کوئی cutting of a tree or its branch کرتا ہے۔ اگر وہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے تو ٹھیک ہے کہ وہ نقصان ہے۔ لیکن دیہاتی علاقوں میں تو یہ ہے کہ وہاں غریب کو جلانے کے لیے لکڑی نہیں ملتی۔ اگر وہ ایک شاخ کو کاٹ لے گا یا اپنی بکریوں یا بھیڑوں کے لیے ایک شاخ کاٹ کر انہیں ڈالے گا تو آپ خود سوچیں کہ پہلے ہی محکمہ جنگلات یا محکمہ آب پاشی میں اتنی کرپشن ہے کہ ان کے کارندے پہلے ہی شاخ کاٹنے پر اتنے جرمانے کروا دیتے ہیں۔ جب یہ قانون اتنا سخت بن گیا اور اس کی سزائیں Part-II میں ہیں کہ

.....imprisonment for a term which may extend to six months

and with fine which may extend to five thousand rupees.

اب چھ مہینے اور پانچ ہزار روپے جرمانہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ کافی زیادہ ہیں اور یہ جرم کوئی اتنا بڑا نہیں کہ ایسا کیا جائے۔ اگر کسی نے آگ جلانے کے لیے کوئی شاخ کاٹنی ہے تو اس سے بچاؤ کے لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ پہلے سوئی گیس فراہم کر دے یا بجلی اس طرح سے فراہم کر دے کہ وہ ہیٹر پر اپنا کھانا پکانا چاہتے تو پکا سکیں اور بجلی کی قیمت اتنی کم کر دیں کہ لوگوں کو ضرورت ہی نہ ہو کہ وہ درختوں کی شاخیں کاٹیں۔ یہ ساری چیزیں پہلے گورنمنٹ کو مہیا کر دینی چاہییں اور اس کے بعد یہ قوانین سامنے لانے چاہییں۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے ایک مزے کی provision اس میں 24 ہے۔ اس میں ہے کہ،

24- Stocking or collecting of timber, wood, dry grass, straw of other inflammable material...

جناب چیئرمین! اب اس میں بھوسا آ جاتا ہے' اس میں پاتھیاں آ جاتی ہیں' اس میں کپاس کی چھڑیاں آ جاتی ہیں' اس میں لکڑیاں آ جاتی ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو سٹاک کرے گا اور اکٹھی کرے گا تو اس کے لیے بھی ایک سزا ہوگی اور یہ بھی Part-II میں شامل ہے اور اس کی سزا بھی چھ ماہ اور پانچ ہزار روپے جرمانہ ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران سے' جو بہت کم تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں' یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ قابل عمل ہے؟ بھوسا کہاں سٹاک کیا جائے؟ لکڑیوں کو کہاں سٹاک کیا جائے؟ اور پاتھیوں کو کہاں سٹاک کیا جائے؟ یہ چیزیں inflammable ہیں ان کے لیے کوئی مناسب بندوبست کیا جائے۔ ٹھیک ہے کہ باہر غیر ممالک میں ان کو سٹاک کرنے کے اور طریقے ہیں۔ وہاں بھوسے اور چھڑیوں کو press کر دیا جاتا ہے اور press bales کو اندر رکھا جاتا ہے۔ ان کے پاس ایسا ماحول ہوتا ہے' ایسے مکانات ہوتے ہیں کہ جن میں وہ ان کو رکھیں۔ لیکن یہاں ہمارے پاس تو کوئی ایسی سہولت نہیں۔ ہمارا جو دیہاتی علاقہ ہے وہاں پر تو لوگوں کے پاس اپنے رہنے کے لیے جگہ نہیں ہے تو وہ بھوسے اور لکڑیوں کو کس طرح اندر رکھیں گے کہ وہ inflammable نہ ہوں۔ یہ چیزیں تو ہیں ہی inflammable یہ استعمال ہی ایسے ہوتی ہیں۔ اگر بھوسا جانوروں کے لیے استعمال نہیں کریں گے تو جانوروں کو اور کیا دیں گے؟ اگر لکڑیاں اور پاتھیاں آپ جلانے کے لیے استعمال

نہیں کریں گے تو پھر جو روزمرہ کا نظام ہے وہ کس طریقے سے چلے گا؟

جناب چیئرمین! یہ جو قانون بنائے جا رہے ہیں اور یہ جو قانون سازی کی جا رہی ہے۔ میں نے یہ ایسے ہی نہیں کہہ دیا کہ یہ قوانین چاند پر بنائے گئے ہیں۔ یہ واقعی چاند پر بنائے گئے ہیں۔ ہمارے ملک کی جو حالت ہے اور ہماری جو مقامی ضروریات ہیں' یہ ان کو پورا نہیں کرتے۔ یہ قطعاً کسی بھی صورت میں قابل عمل نہیں ہیں۔ اس میں یہی ہوگا کہ ان کی خلاف ورزی ہوگی اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو جیل میں ٹھونسا جائے گا۔

اسی طریقے سے Part-II کی clause 16 ہے' میں وہ آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

16- Failure to demolish or otherwise secure a building declared by the local council to be dangerous building.

اب اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔ میں ابھی باہر نہیں جاتا' میں صرف لاہور کے حوالے سے کہتا ہوں کہ بھاٹی گیٹ' موچی گیٹ' لوہاری گیٹ اور گوالمنڈی والے لوگ تو پھر تیاری پکڑ لیں۔ کیونکہ پھر یہ لوکل کونسل کے مزاج کے اوپر ہوں گے کہ وہ کہیں کہ فلاں بلڈنگ خطرناک ہے' اس کو گرانا ہے تو He will have no option اور یہ تو نہیں ہے کہ اس کو کوئی متبادل جگہ دے دی جائے۔ اس کو متبادل جگہ بھی نہیں دی جائے گی اور compensation بھی نہیں دی جائے گی اور اگر دی جائے گی تو ایسا وعدہ کیا جائے گا کہ جو ایفا ہونے والا بھی نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی قابل عمل نہیں ہے۔ کیونکہ جو اندرون شہر ہے' وہ سارے کا سارا dangerous ہے۔ اس سارے کو گرا دیا جائے۔ جناب چیئرمین! پھر دیکھیے گا کہ رشوت کس حد تک بڑھے گی۔ اس میں rate of corpution بہت بڑھ جائے گا۔ یہاں جو بھی سروے کرنے والے ہوں گے۔ ان کو سروے کرنے کے لیے وہ لوگوں سے منہ مانگی قیمت وصول کریں گے' ٹھیک ہے کہ ہم اس کو dangerous declare نہیں کرتے ہیں' ورنہ اگر ایسا کیا گیا تو عمارت کو گرانا پڑے گا تو اس بے چارے کا مکان ختم ہو جائے گا' اس کے رہنے کے لیے جگہ نہیں ہوگی' اس کے بیوی بچوں کے رہنے کے لیے جگہ نہیں ہوگی تو یہ بھی ایک ناقابل عمل قسم کا قانون بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اب اس میں اور دیکھا جائے تو جو para-65,67,69,70,71 اس وقت

معزز وزیر صاحب نے بھی اپنے سامنے یہ بل نہیں رکھا ہوا' ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اسے پڑھا تو ضرور ہوگا لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کو یاد نہ ہو تو میں ان کی یادداشت کے لیے بھی چاہتا ہوں کہ یہ paras پڑھ کر ان کو سنا دوں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں نے باقاعدہ بل پڑھا ہوا ہے لیکن چونکہ قانون سازی معزز پارلیمانی سیکرٹری کروا رہے ہیں' اس لیے قانون سازی کی فائل ان کے پاس ہے۔

جناب چیئرمین، سید منیس صاحب بھی دیکھ رہے ہیں کہ بھنڈر صاحب ان کے سارے پوائنٹ نوٹ کر رہے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے--- اس مرحلہ پر گنتی کی گئی---ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں--- گھنٹیاں بجائی گئیں--- گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں ہے' اس لیے اجلاس کل صبح نو بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

منگل' 4۔ مئی 1999ء

(یوم الثلاثہ' 17۔ محرم الحرام' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 53 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ
عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ
رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾

سورۃ البقرہ آیات 97 تا 98

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا۔ اور اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

پوائنٹ آف آرڈر

پولیٹیکل سیکرٹریز کا قائد حزب اختلاف کے خلاف اخباری بیان

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں پولیٹیکل سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ محترم منشاء اللہ بٹ صاحب اور جناب میاں امتیاز صاحب کی طرف سے ایک سٹیٹمنٹ آئی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ منیس کو پہلی اور آخری وارننگ دیتے ہیں کہ وہ اپنی زبان کو لگام دے۔ میں روز نامہ "جنگ" کے پہلے صفحہ سے خبر پڑھ رہا ہوں اور سارے اخبارات نے اسے carry کیا ہے۔ جناب والا! میں تو انھیں معزز ہی کہوں گا انھوں نے اپنی سیاسی بصیرت سے بالا تر ہو کر یہ بیان دیا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ان سے یہ پوچھیں کہ وارننگ اور لگام دینے سے ان کی کیا مراد ہے؟ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں This is a personal threat. اور میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ٹیلی فون پر مجھے اسی قسم کی دھمکی اسی مراعات یافتہ طبقے میں سے ملی ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں میں قانونی راستہ اختیار کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں وہاں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر اس سٹیٹمنٹ کے بعد، چونکہ This is a personal threat. اس کے بعد اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو براہ راست حکومت اس کی ذمہ دار ہو گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ایماء پر کیا گیا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ More loyal than the king. والی بات ہے۔ ویسے کل معزز وزراء نے off statements دی ہیں، میں ان سٹیٹمنٹس کی بات نہیں کرتا، چونکہ وہ سیاسی عمل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ سیاسی عمل میں ایسی سٹیٹمنٹس کوئی برائی کی بات ہے۔ میں سیاسی بیانات کا جواب سیاسی طریقے سے دوں گا لیکن جناب والا This is a personal threat. اور میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں اور آپ خود اس کے جج ہیں کہ آپ اسے کس طریقے سے take up کرتے ہیں اور کس طریقے سے اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! ابھی منیس صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں جناب قائد حزب اختلاف

کی خدمت میں یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اخبار میں پہلے جو سٹیٹمنٹ دی تھی اس پر بھی تھوڑی سی توجہ کریں۔ ان کے اپنے ساتھی جو ان کے ساتھ تھے وہ بھی ان کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ ہمارے لیڈر کے متعلق انھوں نے جو بات کہی کہ میرے ساتھ پچاس اراکین اسمبلی ہیں۔ جیسے انھوں نے بیان دیا ہے ویسے ہی ہم نے بھی دیا ہے۔ ان کے ساتھ تو ان کے اپنے ساتھی بھی نہیں ہیں۔ وہ ان کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں اور ان کا ضمیر بھی ان کا ساتھ نہیں دے رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کی اس بات کو رد کرتا ہوں۔بات ہو رہی ہے سٹیٹمنٹ کے الفاظ کی۔ آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ ان کو کہیں کہ اب ان کے ساتھ اپوزیشن کا ایک بھی آدمی نہیں ہے۔ آپ کو یہ بھی حق پہنچتا ہے کہ آپ یہ کہہ دیں سچ یا جھوٹ' کہ منیس صاحب بھی آپ کے ساتھ شامل ہوگئے ہیں لیکن جو الفاظ اخبارات میں آئے ہیں' یہ کسی بھی طرح باشعور اور اچھے پارلیمنٹرین کی زبان سے نہیں نکلنے چاہییں' یہ ادا نہیں ہونے چاہییں۔ ان کے پیچھے ضروری نہیں کہ نیت خراب ہے۔ معزز قائد حزب اختلاف نے محسوس کیا ہے کہ خدانخواستہ ان کو دھمکی دی گئی ہے۔ صرف بات اتنی سی ہے کہ الفاظ کا انتخاب سٹیٹمنٹ دیتے ہوئے ایسا ہونا چاہیے جو آپ کے شایان شان ہو۔اس لیے یہ نہیں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کے پچاس ساتھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں یا اندرون خانہ ہمارے ساتھ ہیں۔ آپ کی طرف سے گالیاں آنی شروع ہو جائیں یا آپ ایسے دھمکی دیں کریں۔ چونکہ یہ بات تو ہاؤس سے باہر ہوئی ہے اس لیے میں اس پر زیادہ نہیں جاتا۔ صرف یہ بات زور دے کر عرض کروں گا کہ وہ بات کیجیے جو آپ کے شایان شان ہو۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! ہم نے جو بیان دیا ہے اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہم نے ان کو کوئی دھمکی دی ہے۔ آخری وارننگ کا مطلب ہمارا یہ ہے کہ انھوں نے ایسی بات کی ہے' اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ اتنے ممبر ہیں تو وہ اسمبلی میں دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اگر اچھے الفاظ کہے ہوتے تو اس کی اب ضرورت بھی پیش نہ آتی کہ آپ یہاں پر وضاحت کرتے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! جن خیالات کا اظہار جناب قائد حزب اختلاف نے کیا ہے وہ سٹیٹمنٹ میری نظر سے بھی گزری ہے۔ یقیناً آپ نے بھی پڑھی ہوگی اور بجا طور پر اس سٹیٹمنٹ میں وہیالفاظ ہیں جن کا ذکر ابھی جناب قائد حزب اختلاف نے کیا ہے۔ معزز رکن جو اتفاق سے اس

وقت ایوان میں موجود ہیں وہ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انھوں نے وہ سٹیٹمنٹ دی ہے۔ لیکن جن خدشات کا اظہار جناب قائد حزب اختلاف نے کیا ہے۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں اور حلفاً اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ خدشات بالکل درست نہیں ہیں۔ خدا نخواستہ کسی لحاظ سے بھی معزز رکن نے وہ سٹیٹمنٹ وہ خدشات ذہن میں رکھتے ہوئے نہیں دیے۔ ان کے ذہن میں اور بات تھی اس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ میں ذاتی طور پر جناب قائد حزب اختلاف سے معذرت خواہ ہوں۔ اس لیے کہ میں ان کا احترام کرتا ہوں میرے بڑے بھائی ہیں۔یہ اس ایوان کی میں سمجھتا ہوں کہ خوش قسمتی ہے کہ اس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے اور اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے آج تک کوئی اس قسم کی بات سامنے نہیں آئی جس میں کسی کی ذات ملوث ہو یا کسی کی ذات کو ہدف تنقید بنایا گیا ہو۔ جہاں تک سیاسی عمل کا تعلق ہے' قائد حزب اختلاف نے جس کا ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بھی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ہم نے سیاسی میدان میں ایک ایسا سیاسی عمل یا کردار ادا کرنا ہے کہ کل آنے والے وقت میں حکومت پر کوئی انگلی نہ اٹھائی جا سکے۔ اس لیے میں انہیں یقین دلاتا ہوں اور خاص طور پر میں اس بات کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان کے ساتھ قائد حزب اختلاف کو ذاتی طور پر کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ ان کے دوست ہیں ان کے ساتھی رہے ہیں اور آنے والے کل میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کل پھر ایک ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی طبیعت کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے قائد ایوان کی سوچ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ذاتی حیثیت میں میرے بھائی نے بیان دیا تھا اور انھوں نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی وضاحت کو وہ تسلیم کریں اور ان کے ذہن میں جو خدشات ہیں ان کو دور کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ کوئی اس قسم کی بات نہ ہو جس سے یہ غلط فہمیاں پیدا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! اب آپ کو کافی تسلی ہو گئی ہو گی کہ یہ سہواً ایسی بات چلی ہے کوئی اس کے پیچھے بد نیتی نہیں تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں بھی یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ سیاسی بصیرت سے بالاتر ہو کر انھوں نے یہ بات کی ہے' حالانکہ وہ پولیٹیکل سیکرٹری ہیں لیکن میرے خیال میں انھوں نے پرائیویٹ سیکرٹری سے بھی بدتر بات کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر معزز وزیر قانون اس بات کو

محسوس فرما رہے ہیں اور میں تو یہ کہوں گا کہ یہ واقعی میرے بڑے بھائی ہیں۔ جو بات انھوں نے معزز وزیراعلیٰ کے بارے میں کہی ہے' میں یہ عرض کروں گا کہ سیاسی عمل میں سیاسی بیان تو آتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب وہ بات تو اب ختم ہو گئی۔ میں آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ دریا دلی سے کام لیجیے۔ وزیر قانون نے جتنی وضاحت سے یہ بات کی ہے میرے خیال میں اب کوئی بات باقی رہتی نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جناب مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، کل ہم نے آج کے لیے ایک سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا مؤخر کیا تھا۔ وہ تشریف رکھتے ہیں؛ ناموں کی وہ لسٹ آ گئی ہے جن جن کو معاوضہ دیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کو اس کی ایک لسٹ مہیا کی جائے۔ اس سوال کو اب dispose of کیا جاتا ہے۔(فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صنعت' امور ملازمت و انتظامی عمومی)

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 936(B)۔

نادہندگان کے خلاف کارروائی

*936(B)۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 97-1996ء میں پنجاب سمال انڈسٹری کے کل کتنے نادہندہ ہیں۔ ان کے نام پتہ و انڈسٹری کے نام کیا ہیں۔ کیا حکومت پنجاب نادہندگان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ 15جنوری تا 15 ستمبر 1993ء تک قرضہ لینے والوں کے نام پتہ و فیکٹری کا نام بھی بتایا جائے۔ ان قرض داروں میں سے کس کس کی انڈسٹری بند ہو چکی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی):

سال 97-1996ء میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے نادہندگان کی تعداد 1111 ہے۔ ان کے نام و پتہ' انڈسٹری کے نام ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب / پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نادہندگان کے خلاف قانونی کارروائی کر رہی ہے۔ اس ضمن میں نادہندگان سے بقایا جات کی وصولی بطور مال گزاری کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر صاحبان کا تعاون حاصل کیا ہوا ہے۔ جس میں نادہندگان کی گرفتاری مع قرقی جائیداد و نیلامی جائیداد جیسے اقدامات شامل ہیں۔ 15 جنوری تا 15 ستمبر 1993ء کے دوران قرضہ لینے والوں کی تعداد 1609 ہے۔ جن کے نام' پتہ اور فیکٹری کا نام ضمیمہ "پ" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان قرضہ داروں میں سے جن جن کی انڈسٹری بند ہو چکی ہے ان کی تعداد 255 ہے۔ ان کی تفصیل ضمیمہ "ت" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر میں نے یہ پوچھا تھا کہ حکومت نادہندگان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نادہندگان کے خلاف قانونی کارروائی کر رہی ہے ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میرے دوست میرے بھائی نے یہ پوچھا ہے کہ آپ کے کتنے defaulters ہیں تو میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ 1111 نادہندگان موجود ہیں ۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ ہم اس کو as a land arear treat کر رہے ہیں اور ان کے خلاف ایکشن ہو رہا ہے اور بہت ساری رقم ہم نے ان سے recover کر لی ہے۔ بقایا کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے وہ in process ہے۔ ہم نے ان کے کیسیز ڈی سی متعلقہ کو بھیج دیے ہیں اور وہ procedure جاری و ساری ہے ۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! میں نے 21-7-1997 کو سوال بھیجا تھا۔ سوا سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک کارروائی ہو رہی ہے۔ سوا سال تک کارروائی ہو رہی ہے۔ کتنے سال تک یہ کارروائی ہوتی رہے گی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! یہ ایک ہزار ایک سو گیارہ کے خلاف جناب والا! یہ پرانا سوال ہے اور میں ان کی خدمت میں latest جواب پیش کر رہا ہوں۔ کارروائی ایک ہزار ایک سو گیارہ کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہو رہی ہے۔ اور آج تک ان کے ذمہ 40 کروڑ 45 لاکھ کا قرضہ واجب الوصول تھا۔ جس میں سے ہم 13 کروڑ 45 لاکھ روپیہ ان سے recover کر چکے ہیں۔ اور بقایا کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ جناب والا! آپ کو بہتر علم ہے لینڈ ریونیو ایکٹ میں جو پروسیجر ہے وہ یہی ہے کہ اس میں وہ کلیکٹر پروسیجر کے تحت نوٹس دے گا' recover کرے گا اس کے بعد پھر confiscation ہو گی اس کے بعد پھر آکشن ہو گی۔ یہ لمبا پروسیجر ہے۔ ہم نے improvement دکھائی ہے کہ ہم نے 35 % ان سے recover کر چکے ہیں۔

حاجی امداد حسین، اگر سوا سال میں کارکردگی 35 % ہے تو یہ کارکردگی کتنے سال میں مکمل ہو گی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، حاجی صاحب نے کہا ہے کہ اگر ڈیڑھ سال میں 35 % ہے تو یہ کتنے سالوں میں مکمل ہو گی؟ میری گزارش ہے کہ یہ بڑی بات ہے کہ متعلقہ ہمارا جو ادارہ ہے اس نے 13 کروڑ اور کچھ رقم recover کی ہے۔ اور اس کے بعد پروسیجر یہ ہے کہ ڈی سی متعلقہ اس کو نوٹس دے گا اس کی recovery کرے گا اگر نہیں ہو گی تو ہم اس کی پراپرٹی کو confiscate کریں گے اگر اس کے بعد نہیں ہوا تو اس کو آکشن کریں گے۔ اور گورنمنٹ کا پیسہ پورا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ میں ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ ہم اگلے سوال پر چلیں۔ کہ گیارہ بجے کے قریب ویسٹ بنگال انڈیا سے ان کی پارلیمنٹ کے سپیکر ایک وفد کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت کم از کم دوست جو لابی میں بیٹھے ہوں گے وہ ہاؤس میں آ جائیں تاکہ ہمارے ہاؤس کا ڈیکورم یا اس کی جو شان ہے وہ زیادہ ظاہر ہو جائے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

این او سی کے بغیر چلنے والی صنعتیں

*1074۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لکھوڈیر روڈ' سلطان محمود روڈ اور بھینی روڈ لاہور پر کتنی صنعتیں ہیں اور کون کون سی ہے اور کون کون سی صنعت ہے' جو بغیر این۔او۔سی کے چل رہی ہے اور ان صنعتوں کی تعداد

کیا ہے اور کیا لکھوڈیر روڈ، سلطان محمود روڈ، بھینی روڈ انڈسٹریل علاقہ ہے اور یہ تمام صنعتیں حکومت کو کتنا ٹیکس ادا کرتی ہیں۔

(ب) کیا حکومت این۔او۔سی کے بغیر چلنے والی صنعت کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) لکھوڈیر روڈ پر 68 کارخانے ہیں۔ ان میں چھوٹے اور بڑے کارخانے شامل ہیں۔ تفصیل لسٹ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سلطان محمود روڈ پر 44 کارخانے ہیں۔ ان میں چھوٹے بڑے کارخانے شامل ہیں۔ تفصیل لسٹ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بھینی روڈ پر 26 کارخانے ہیں جن میں چھوٹے اور بڑے کارخانے شامل ہیں۔ تفصیل لسٹ "C" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لکھوڈیر روڈ پر 2 کارخانوں نے این۔او۔سی لے رکھا ہے۔ ان کے نام اور تفصیل لسٹ "A" پر سیریل نمبر 51,52 پر درج ہے۔

سلطان محمود روڈ پر 6 کارخانوں نے این۔او۔سی لے رکھا ہے۔ ان کے نام اور تفصیل لسٹ "B" پر سیریل نمبر 26,38,39,40,41,44 پر درج ہے۔

بھینی روڈ پر کسی کارخانے نے این۔او۔سی نہیں لیا ہوا ہے۔ ان کے نام اور تفصیل لسٹ "C" پر درج ہے۔

لکھوڈیر روڈ، سلطان محمود روڈ اور بھینی روڈ منظور شدہ انڈسٹریل علاقہ نہ ہے۔

ان علاقوں میں زیادہ تر کارخانے ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تفصیل متعلقہ محکموں سے لی جا سکتی ہے۔ مثلاً وفاقی محکمے، انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور سنٹرل ایکسائز وغیرہ اور صوبائی محکمے لیبر، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور محکمہ لوکل گورنمنٹ وغیرہ۔

(ب) مندرجہ بالا علاقہ میں اکثر کارخانے عرصہ 20 سال سے کام کر رہے ہیں۔ اور علاقہ جات کے رہائشیوں کی طرف سے کارخانوں کے چلنے کے خلاف شکایات موصول نہیں ہوئیں۔ اگر کسی کے خلاف شکایت موصول ہوئی تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

حاجی امداد حسین، 1074۔ جناب والا! میرا سوال ہے کہ لکھو ڈیر روڈ، سلطان محمود روڈ اور بھینی روڈ لاہور میں کتنی صنعتیں ہیں اور کون کون سی ایسی ہیں جو بغیر این او سی کے چل رہی ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہے کہ لکھو ڈیر روڈ پر 68 کارخانے ہیں۔ جس میں صرف دو کے پاس این او سی ہیں۔ سلطان محمود روڈ پر 44 کارخانے ہیں صرف 6 کے پاس این او سی ہیں۔ بھینی روڈ پر 26 کارخانے ہیں جن میں سے صرف 2 کے پاس این او سی ہیں۔ کیا یہ غیر قانونی نہیں ہیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جس روڈ کا انھوں نے یہاں نام mention کیا ہے اس پر ہم نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر 68 کارخانے establish ہیں۔ اور دوسرے روڈ پر 44 ہیں۔ تیسرے روڈ پر 26 کارخانے establish ہیں جب میں کارخانے کی بات کر رہا ہوں تو اس میں تمام category included ہے۔ کارخانوں میں category A category B اور category C ہے۔ اور یہ پراسیس 1981ء میں شروع ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب ان کا تو سوال یہ ہے کہ جو وہاں پر غیر قانونی طور پر کارخانے چل رہے ہیں ان کے خلاف آپ کوئی کارروائی کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! ایک منٹ دے دیں تو ساری صورت حال سامنے آجائے گی۔ 1981ء سے پہلے پنجاب میں جہاں کسی کا دل چاہا جہاں کسی کی منشا ہوئی وہاں پر کارخانے کو establish کر دیا۔ پہلا نوٹیفکیشن فیڈرل گورنمنٹ کا 1981ء میں آیا۔ انھوں نے اس میں واضح کیا کہ جتنے بھی کارخانے جہاں بھی لگ گئے، میونسپل کمیٹی کے اندر لگ گئے، prohibited zone میں لگے، out of prohibited zone لگ گئے۔ ان کو انھوں نے regularize کر دیا۔ اور 1984ء میں پھر location policy کا اجراء ہوا۔ اس میں انھوں نے اجازت لی کہ within میونسپل کمیٹی اور prohibited zone کارخانہ کوئی نہیں لگ سکتا جتنی دیر تک این او سی جاری نہ کیا جائے۔ جناب والا! اس دور کی بات ہے کہ کئی کارخانے والوں نے این او سی لیا اور کئی نے نہیں لیا۔ پھر 1986ء میں ایک location policy آئی جس میں انھوں نے prohibited zone کو exempt کر دیا۔ prohibited zone میونسپل لمٹ سے تین میل ٹاؤن کمیٹی، پانچ میل میونسپل کمیٹی، دس میل کارپوریشن اسی طرح لاہور چودہ میل کا پورا radius تھا۔ اور 1986ء میں انھوں نے اس کو بھی نکال

دیا۔ انھوں نے within میونسپل کمیٹی میں لگایا۔ اب جو کارخانے اس میں موجود ہیں۔ وہ ہم نے جواب یہ دیا ہے کہ انھوں نے NOC لیا ہوا ہے۔ باقیوں کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے NOC نہیں لیا۔ اس میں ایسی category بھی ہے جس کو ضرورت ہی نہیں۔ اور ایسی category بھی ہے جس میں Industrialist Establishment Control Act کے تحت ضرورت ہی نہیں۔ اس میں جنھوں نے این او سی نہیں لیا۔ ہم نے ایک ایک ٹیم انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ environment ڈیپارٹمنٹ کی اور لوکل گورنمنٹ کی بنائی۔ تینوں مل کر اس کا سروے کر رہی ہیں کیونکہ اس میں pollution بھی ہو رہی ہے' اس میں این او سی کی بھی بات ہو گی؛ اس میں دوسرے قوانین کی بھی بات ہو گی۔ اس رپورٹ کے بعد اس میں قانون کے تحت ہم ان شاء اللہ ان پر ایکشن لیں گے۔

حاجی امداد حسین، چونکہ لکھو ڈیر روڈ ' سلطان محمود روڈ اور بھینی روڈ منظور شدہ انڈسٹریل اسٹیٹ علاقے نہیں۔ یہ بنیادی طور پر یہاں مقامی رہائشی لوگ رہتے ہیں۔ اور یہ تینوں سڑکیں مین روڈز ہیں۔ 1997ء میں میں نے چیف منسٹر کو وہاں کا دورہ کروایا۔ یہاں لکھا ہے کہ کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا' اس لیے کسی کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کی گئی۔ ریکارڈ میں موجود ہے کہ اس وقت ناصر کھوسہ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور اور جناب چیف منسٹر صاحب موقع پر گئے۔ لوگوں نے جلوس نکالا اور جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر سٹیل ملیں ہیں رولنگ ملز۔ جہاں رولنگ ملیں ہیں آبادی ہے اور چیف منسٹر صاحب کو لوگوں نے شکایات کیں۔ وہاں شیخ سٹیل مل تھی اسے سیل کر دیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔ لوگ آج بھی چیخیں مار رہے ہیں دھاڑیں مار رہے ہیں کیونکہ انڈسٹریل علاقہ نہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ کسی بھی دور میں اگر کوئی غیر قانونی کام ہو تو ہم اسے لبیک نہیں کہہ سکتے۔ اگر کوئی قانون ہے تو بتایا جائے۔ شکریہ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! میں نے تو قانون کی بات کی ہے۔ جہاں تک انڈسٹریل علاقے کی بات ہے وہاں تو این او سی کی ضرورت ہی نہیں ہوا کرتی۔ میں نے تو گزارش کی ہے' پوزیشن یہ ہے کہ تین محکمے مل کر اس کا سروے کر رہے ہیں کہ اس میں کیا violation ہو رہی ہے؟ اس میں تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ لکھو ڈیر روڈ پہ 68 کارخانے ہیں۔ اس میں شیڈول A جس میں این او سی ضروری ہے وہ 29 ہیں۔ شیڈول B جس میں این او سی کی ضرورت نہیں' اس میں 30 کارخانے ہیں اور 9 کارخانے وہ ہیں جن کو 1981ء میں exemption مل چکی ہے۔ تو اب این او سی

کے بغیر صرف 29 کارخانے ہیں۔ لیکن میں ان کو assure کراتا ہوں کہ سروے کے بعد ان کے خلاف ہم قانون کے مطابق ایکشن لیں گے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! ان لوگوں کو کب تک حکم دیا جائے گا کہ یہ این او سی لے لیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے بتایا ہے کہ جب سروے مکمل ہو جائے گا تو اس کے بعد ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! کب تک سروے مکمل ہو جائے گا؟ کوئی تاریخ تو ہو گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منسٹر صاحب۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! چونکہ اس میں environment کی بھی violations ہو رہی ہیں، دوسرے محکمہ جات کی بھی ہو رہی ہیں، ہماری صنعت کی بھی ہو رہی ہے۔ تین قوانین نے اس کو کوز کرنا ہے۔ جناب! اگر میں وضاحت کر سکوں۔ ہم نے اس کو کنٹرول کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ نے یہ تو کہا ہو گا کہ اتنی دیر تک سروے مکمل کریں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! ان کا سوال تھا تو میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ آپ اس کی جلدی سے جلدی رپورٹ پیش کریں اور چونکہ یہ امداد صاحب کا حلقہ ہے یہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، جونہی رپورٹ آئی I will sort it out.

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ رپورٹ 4 سال کے بعد آئے گی، 5 سال کے بعد آئے گی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! اگر on the floor of the House دس دن کہہ دوں تو پھر مناسب نہیں۔ لیکن میں نے ان کو کہا ہے کہ وہ within no time اس سروے کو مکمل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ارشد صاحب! اگر تو آپ نے محکموں کو چلانا ہے اور ان سے کام لینا ہے تو پھر آپ ٹائم کے بارے میں تو تھوڑا بہت اندازاً بتا دیں گے ناں۔ تھوڑا بہت دو مہینے، چار مہینے تک بتا دیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! اگر صرف میرے محکمے کی بات ہو تو میں ان کو کہہ دیتا

ہوں کہ سات دن کے اندر دیں۔ اس میں لوکل گورنمنٹ بھی ہے' اس میں environment والے بھی ہیں جنہوں نے مکمل رپورٹ دینی ہے تو جتنی بھی جلدی ہوا میں ان کے ساتھ بیٹھ کر مکمل کرواؤں گا۔

حاجی امداد حسین، دو سال تک سروے ہو جائے گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، نہیں یار! آپ دو سال سمجھتے ہیں! دو سال کی کون سی بات ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے پہلے فرمایا کہ ان سٹیل ملوں کو لگے ہوئے 20 سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن کو این او سی دینے اور چیک کرنے کے لیے کتنا عرصہ درکار ہے؟ 20 سال کا عرصہ تو پہلے ہی گزر چکا' باقی انہیں کتنا عرصہ چاہیے؟ براہ مہربانی کوئی حد تو بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ جو بات کر رہے ہیں اس کو کسی نے پہلے پوائنٹ آؤٹ ہی نہیں کیا اور جو بات چلتی ہے وہ آپ کے سامنے ہی ہے۔ اب آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے وہ بتا رہے ہیں کہ یہ تین محکمے ہیں ان کے ساتھ coordinate کر کے یہ جتنا جلدی ممکن ہو سکا آپ کو بتا دیں گے۔ اب وہ pinpoint اس لیے نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ دو محکمے ہیں۔ لیکن یہاں پہ میں یہ کہوں گا کہ آپ ان دونوں محکموں کو اپنی طرف سے لکھیں اور چونکہ یہ بات on the floor of the House آ گئی ہے' جواب دینا ہے' اگر آپ کی کارکردگی صحیح نہیں ہو گی تو چیف منسٹر صاحب کو بھی لکھا جائے گا اور اس کے آپ جواب دہ ہوں گے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، نہیں جی' ان شاء اللہ وہ جواب ضرور دیں گے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! وہ لوگ بڑے پریشان ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں کی آبادی ہے-----

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور، 1485۔

کاشت کاروں کو کماد کی رقم کی ادائیگی کے اقدامات

*1485۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ شوگر ملز کی انتظامیہ کماد کی رقم کی ادائیگی کاشت کاروں کو ادا

نہیں کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملز ہذا کے پاس پچھلے سیزن کی چینی ابھی تک سٹاک میں موجود ہے۔

(ج) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک کاشت کاروں کو کماد کی ادائیگی کیوں نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ کیا ہے نیز کاشت کاروں کو رقم کی ادائیگی کب تک کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) کمالیہ شوگر ملز کی انتظامیہ چینی کی فروخت کے ذریعے حاصل ہونے والی رقوم سے کاشتکاروں کو ادائیگی کرنے کی حتی الامکان کوشش کر رہی ہے۔ سیزن 98-1997ء میں تاحال تین کروڑ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملز ہذا کے پاس پچھلے سال کی کچھ مقدار ابھی تک سٹاک ہے۔

(ج) گنے کی قیمت خرید اور چینی بنانے کے اخراجات میں عدم توازن کے باوجود ملز کی انتظامیہ ممکن حد تک زمینداروں کو ادائیگی کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں ترجیحاً بنیاد پر زمینداران کو نقد ادائیگی کے ساتھ ساتھ گنے کی قیمت کے عوض چینی بھی فراہم کی جا رہی ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! آپ یہ ذرا دیکھ لیں کہ تاریخ وصولی 98-2-3 ہے۔ یہ سوال کیے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ اب اس سوال کا مقصد فوت ہو گیا ہے۔ اس وقت کمالیہ شوگر مل گورنمنٹ کی تحویل میں تھی اور آج یہ پرائیویٹ ہے۔ میں نے اس وقت ان لوگوں کے لیے سوال دیا تھا اور ڈیڑھ سال کے بعد آج یہ سوال آیا ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہی ہے کہ اس نظام کو بھی ٹھیک کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر صنعت و معدنی ترقی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! یہ صحیح ہے کہ یہ سوال پرانا ہے لیکن سردار صاحب کا مقصد اگر پورا نہیں بھی ہوا تو میں کوشش کروں گا کہ ان کو مطمئن کر سکوں۔ کمالیہ مل کے 98-1997ء کے تمام کے تمام بقایا جات ادا ہو چکے ہیں اور چونکہ وہ مل اب ہمارے پاس نہیں رہی لیکن میں نے

پھر بھی ہاؤس کی اطلاع کے لیے ان سے انفرمیشن لی ہے اس کے مطابق اس سیزن 99-1998ء میں انہوں نے 485.2 ملین کا کام کیا ہے اور اس میں سے زمین داروں کو 467.7 ملین کی ادائیگی 3-5-99 تک ہو چکی ہے۔ اور ایک کروڑ 75 لاکھ روپے رقم کی بقایا ہے اور چونکہ یہ کام کین کمشنر کا متعلقہ ہے انہوں نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم پندرہ دن یا ایک ماہ میں اس کو بھی ادا کر دیں گے۔ سوال تو یہ پرانا ہے لیکن اس کی تازہ ترین صورت حال یہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب ذرا توجہ فرمائیں۔ مجھے پریس گیلری سے ایک چٹ موصول ہوئی ہے کہ پنجاب اسمبلی پریس گیلری کمیٹی کے متفقہ فیصلہ کے مطابق سینئر اخبار نویس ایم اے کے لودھی کے اغواء پر واک آؤٹ کیا جا رہا ہے۔ یقین ہے کہ اسے کسی سرکاری ایجنسی نے اغوا کیا ہے۔ اس پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے 10.30 بجے کارروائی کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے جو کمیٹی کے فیصلے کے مطابق اس وقت تک جاری رہے گا جب تک یہ نہیں بتایا جاتا کہ لودھی صاحب کہاں ہیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! پریس گیلری کے عہدے داروں سے آج صبح بھی میری بات ہوئی تھی اور میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ آپ آج یہ احتجاج نہ کریں اور مجھے یہ چیک کر لینے دیں کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ تو میں نے ان کی موجودگی میں متعلقہ حکام کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی کہ اس سلسلے میں تحقیق کر کے مجھے بتایا جائے کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ ابھی تک مجھے جواب موصول نہیں ہوا تھا اس لیے میں آپ کی توسط سے پریس گیلری کے اراکین کے خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کا احتجاج رجسٹر ہو گیا ہے۔ یہ بات آپ ہے اور اس معزز ایوان کے نوٹس میں بھی آ چکی ہے اور جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ میں نے اس سلسلے میں متعلقہ حکام سے رپورٹ مانگی ہوئی ہے' جیسے رپورٹ آ جاتی ہے وہ میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں گا' معزز ایوان کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا اور متعلقہ پریس گیلری کے معزز عہدے دار اور اراکین کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا اس لیے آپ کے توسط سے ان سے میری یہ استدعا ہوگی کہ ان کا احتجاج رجسٹر ہو گیا ہے' ریکارڈ پہ آ چکا ہے اور مجھے ان سے پوری ہمدردی ہے اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کی مکمل چھان بین کرواؤں گا اور رپورٹ ان کی خدمت میں بھی پیش کی جائے گی اور آپ کی خدمت میں بھی پیش کی جائے گی اس لیے اب وہ اپنا بائیکاٹ

ختم کر کے ایوان کی گیلری میں تشریف لائیں اور کارروائی کو کور کریں۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں پہلے بات کرنا چاہتا تھا اور آج پریس میں بھی یہ بات آئی ہے کہ ایک صحافی نائیک لودھی کو اغواء کر لیا گیا ہے اور اس حوالے سے جو بات کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ صحافیوں کو آزادانہ طور پر اپنے فرائض کی انجام دہی میں حکومت رکاوٹ ڈال رہی ہے اور جو صحافی حکومت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں ان پہ تشدد کیا جاتا ہے بلکہ اس میں یہاں تک بھی ذکر کیا گیا ہے اور این این آئی کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اس حوالے سے بھی ایک بات آئی تھی کہ حکمران خاندان کے حوالے سے بنائی جانے والی بی بی سی کی ایک فلم میں مبینہ طور پر شک یہ ہے کہ اس میں انہوں نے معاونت کی ہے۔ اس کی بنیاد پہ ان کو تنگ کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی قابل مذمت ہے اور معزز وزیر صاحب نے جس طرح فرمایا ہے۔ ان کو چاہیے کہ پریس سے جا کر بات کریں اور ان کو تسلی دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی جو یہ بات ہے' وہ درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب نے جو فرمایا ہے۔ اس کی روشنی میں میری اپنے بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ موقع دیں ان شاء اللہ ان کی تسلی کے مطابق' یا جونہی رپورٹ آتی ہے کارروائی ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وہ واک آؤٹ کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہرحال جو بات میں کر رہا تھا۔ وہ بھی ریکارڈ پر آنی ضروری ہے۔ میں نے یہ بات کی ہے اور اس کے بعد لاء منسٹر صاحب گئے ہیں۔ انھوں نے بڑی صحیح بات کی ہے کہ رپورٹ آتی ہے تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ میں درخواست کروں گا کہ اب پریس والے دوستوں کو یقین دہانی کرا کر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے معزز وزیر قانون کو بھیجا ہے تو جب تک وہ واپس نہیں آتے اور ہاؤس کی کارروائی کو cover نہیں کرتے' اس وقت تک آپ کارروائی کو آگے نہ بڑھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ وقفہ سوالات ہے' ان کو چلنے دیں۔ آج Private

Member's Day ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : سوال نمبر 2029

پی۔سی۔ایس گریڈ 18 کے افسران کو موو اوور دینا

*2029۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1995ء سے آج تک پی۔سی۔ایس کیڈر کے گریڈ 18 کے کتنے افسران کے گریڈ 19 میں موو اوور زیر التواء ہیں۔ ان افسران کے نام کیا ہیں۔

(ب) سال1995ء سے آج تک مذکورہ افسران کو موو اوور نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔ اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا حکومت تساہل کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ افسران کو موو اوور فوری طور پر دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) سال 1995ء سے آج تک پی۔سی۔ایس کیڈر کے گریڈ 18 (اے۔سی رینک) کے صرف ایک افسر چودھری عبدالمجید، جوڈیشل مجسٹریٹ (دفعہ 30) وہاڑی کا گریڈ 19 میں موووادور زیر التواء ہے۔

(ب) مذکورہ بالا افسر کا موووادورکیس 5 جنوری 1999ء کو محکمانہ پروموشن کمیٹی کے روبرو پیش کیا گیا۔ محکمانہ پروموشن کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک افسر مذکورہ کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت چلنے والی انکوائری انجام پذیر نہیں ہوتی۔ اس وقت تک موووادور پالیسی کے مطابق یہ کیس زیر التواء رہے گا۔ تاہم انکوائری کے اختتام پر محکمانہ پروموشن کمیٹی اس کیس پر دوبارہ غور کرے گی۔ اس سلسلہ میں دفتر کی طرف سے نہ تو پہلے کوئی کوتاہی یا تساہل سے کام لیا گیا اور نہ ہی آئندہ ایسا کوئی امکان ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، 5 جنوری 1999ء کو کتنے افسران کے موو اوور کے کیس discuss کیے گئے؟ ان کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، 127 افسران کو مواوور دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، عبدالمجید صاحب کی انکوائری کون سے آفیسر کر رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، عبدالمجید صاحب کے authorised officer حفیظ اللہ اسحاق تھے اور انکوائری آفیسر کاظم علی، سیکرٹری تھے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں امید کرتا ہوں کہ اسی سال ان شاء اللہ یہ انکوائری مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

راجہ محمد خالد خان، سوال نمبر 2054 (معزز رکن نے حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر دریافت کیا)

ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے ٹرانسپورٹ پول میں گاڑیوں کی تفصیل

*2054۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت S&GAD کے ٹرانسپورٹ پول میں کتنی گاڑیاں ہیں۔ کتنی چالو حالت میں اور کتنی ناکارہ ہیں۔

(ب) چالو حالت میں گاڑیاں کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ کیا کیا ہیں۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(د) سال 1996ء سے آج تک کتنی نئی گاڑیاں کتنی لاگت سے کن کن افسران کی زیر نگرانی خرید کی گئی ہیں اور یہ کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئی ہیں؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) S&GAD کے ٹرانسپورٹ پول میں کل 272 گاڑیاں تھیں۔ ان میں سے 148 گاڑیاں مختلف محکمہ جات، چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز و پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو دیئے جانے کے بعد بقیہ 124 گاڑیاں اس وقت S&GAD کے ٹرانسپورٹ پول میں ہیں۔ جن میں سے 116 چالو حالت میں اور 8 ناکارہ ہیں۔

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 97-1996ء سے مورخہ یکم جنوری 1999ء تک ان 124 گاڑیوں کی مرمت پر کل 58,77,178 روپے اور پٹرول پر کل -/2,39,07,959 روپے خرچ کئے گئے۔ اس طرح مرمت اور پٹرول پر کل -/2,97,85,137 روپے خرچ کئے گئے۔

(د) دوران سال 1996ء 45 گاڑیاں کل -/2,94,23,999 روپے کی لاگت سے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی زیر نگرانی خرید کی گئیں۔ یہ گاڑیاں وزراء / سپیشل اسسٹنٹ اور مشیر صاحبان کے لیے خرید کی گئیں۔ اس کے بعد تا حال S&GAD میں کوئی گاڑی نہیں خریدی گئی۔

راجہ محمد خالد خان، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں دیا گیا ہے کہ 148 گاڑیاں زیر تصرف ہیں۔ جز "ب" میں سوال پوچھا گیا ہے کہ چالو حالت میں گاڑیاں کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں۔ ان کے نام عہدے اور گریڈ کیا کیا ہیں؟ تو جو فہرست ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے' اس میں 148 گاڑیوں کا مکمل جواب نہیں ہے۔ 116 گاڑیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ 117 سیریل نمبر نہیں آیا کہ وہ کن کے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ جیسے 13 نمبر پر ہے یا 105 نمبر پر ہے' ان میں نام عہدہ نہیں دیا گیا۔ ایڈوائزر ٹو پرائم منسٹر' ممبر انکوائری کمیٹی کیا ان کے نام ہیں' کوئی گریڈ' عہدہ کیا ہیں' وہ کیوں نہیں لکھا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، ایک تو سوال میں پوچھا گیا ہے کہ پول میں کل کتنی گاڑیاں ہیں؟ وہ کل 272 گاڑیاں ہیں۔ ان میں جو چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز' پارلیمانی سیکرٹریز اور مختلف محکمہ جات کو دی گئی ہیں۔ وہ 148 ہیں۔ ان کی علیحدہ تفصیل دی گئی ہے اور جز "ب" میں پوچھا گیا ہے کہ چالوں حالت میں گاڑیاں کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں' یہ جو 124 گاڑیاں ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ 8 گاڑیاں چالو حالت میں نہیں ہیں' 116 چالو حالت میں ہیں ان کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ وہ جس جس مشیر یا وزیر کے پاس ہیں' ایک ایک کی تفصیل بتائی گئی ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید، ناکارہ گاڑیوں کے بارے میں انھوں نے فرمایا کہ 8 ناکارہ گاڑیاں ہیں۔ کیا یہ ان کے نمبر بتانا مناسب فرمائیں گے؟

سید محمد عارف حسین بخاری، کیا پارلیمانی سیکرٹری سوال پوچھ سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے جو سوال پوچھا ہے' اس پر بھی غور فرمائیے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کو کوئی پوچھتا نہیں ہے تو اس نے سوال پوچھنے ہی شروع کر دیے ہیں۔

میاں ثاقب خورشید، مجھے جو گاڑی بطور پارلیمانی سیکرٹری ملی تھی' وہ کاغذات میں ناکارہ ہے۔ اس پر میں نے اپنی ذاتی جیب سے پیسے خرچ کیے تھے۔ وہ خطیر رقم خرچ کی تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ گاڑی ابھی تک کاغذات میں ناکارہ ہے یا کار آمد ہے؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی، جناب سپیکر! ٹویوٹا کرولا ماڈل 1994ء' LOQ8021 نسان سنی ماڈل 1992ء، نمبر 3 ہے۔ LHK7563 کوسٹر 1994ء، ماڈل نمبر 4 ہے۔ LOR 3811 ٹیوٹا کرولا ماڈل 1993ء، نمبر 5 ہے۔ GAP 1078 سوزوکی آٹو ماڈل 1992ء، نمبر 6 ہے۔ LOY 2251 سوزوکی کیری نمبر 7 ہے۔ LHM 2359 رو کی جیپ نمبر 8 ہے۔

جناب محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! وہی بات ہوئی ناں اور میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ LOB 66 ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑی ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ وہ ناکارہ تھی اس کو ٹرک پر باندھ کر لے جا کر اس کو مرمت کروایا گیا۔ تو یہ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا نام لسٹ میں کیوں نہیں آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب! وہ چونکہ گورنمنٹ کے خزانے سے پیسے نہیں نکلے آپ اپنی جیب سے لگائیں ناں۔

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی، جناب والا! یہ خود ہی فرما رہے ہیں کہ یہ گاڑی میرے زیر استعمال ہے۔ جو ان کے زیر استعمال ہے وہ ناکارہ گاڑی کیسے ہو سکتی ہے؟

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، جناب میرا ایک سوال ہے کہ ایک گاڑی RND 1 ہے۔ وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی ملکیت نہیں ہے۔ لسٹ میں آپ نے اس کا نام دیا ہوا ہے وہ آپ کے زیر استعمال کیسے ہے؟ ضلع کونسل رحیم یار خان کی گاڑی صفدر شاکر صاحب کے پاس ہے۔ وہ استعمال کر رہے ہیں وہ کیوں نہیں واپس ہوئی؟ اور ابھی تک ایس اینڈ جی اے ڈی کے استعمال میں کیسے اور کس قانون کے تحت ہے؟

وزیرامور ملازمت و انتظام عمومی، کیا وہ گاڑی اس لسٹ میں شامل ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں نے پریس گیلری کے اراکین سے بات کی ہے۔ اور میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ آج اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد ان کے ساتھ میں سیکرٹریٹ جاؤں گا۔ میرے دفتر میں آئی جی صاحب' ہوم سیکرٹری اور میں ان سے بیٹھ کر بات کریں گے اور اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ معزز صحافی کو کس ایجنسی نے اغوا کیا ہے' یا انہیں کسی پرائیویٹ شخص نے اغوا کیا ہے' یا ان کی گمشدگی ہے؟ اس کی مکمل طور پر تحقیقات کی جائے گی۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ جس کسی نے بھی غیر قانونی طور پر معزز صحافی کو حبس بےجا میں رکھا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور میں آپ کے توسط سے اپنے صحافی بھائیوں سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس یقین دہانی کے بعد اپنا واک آؤٹ ختم کریں اور ایوان میں تشریف لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی' چیئر بھی ہاؤس کی طرف سے درخواست کرتی ہے کہ ہمارے صحافی بھائی تشریف لے آئیں' ان کا بہت بہت شکریہ۔ ان شاء اللہ لاء منسٹر صاحب نے جو فرمایا ہے۔ جس نے بھی یہ جرأت کی ہے' اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔ جی میاں خورشید صاحب! کوئی سپلیمنٹری سوال تھا؟

جناب محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال تھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! کچھ گاڑیاں سیکرٹری صاحبان کے پاس بھی ہیں۔ اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین صاحبان کے پاس بھی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہماری 148 گاڑیاں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین صاحبان' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور مختلف محکمہ جات کے پاس ہیں ان میں وہ گاڑی اس لسٹ میں شامل ہو گی۔ اگر معزز رکن یہ جاننا چاہتے ہیں تو اس کی تفصیل میں ان کو بتا دوں؟

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ 124 گاڑیاں ابھی آپ کے پاس بقایا ہیں تو آپ نے دوسری ضلع کونسل کا کیوں ذکر کیا ہے؟

جناب چیئرمین، ساہی صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ وہ گاڑی ضلع کونسل کی ملکیت ہے۔ تو جب آپ کے پاس سرپلس گاڑیاں ہیں تو وہ گاڑی واپس جانی چاہیے۔ آپ ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑی ان کو دیں، ضلع کونسل کی گاڑی واپس ہو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! اگر یہ چاہتے ہیں تو ہم واپس کر دیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری پول کی گاڑیاں اتنی کم ہیں کہ جب باہر سے کوئی وفد آتا ہے یا پریذیڈنٹ صاحب تشریف لاتے ہیں، یا پی ایم صاحب تشریف لاتے ہیں تو ہم کرائے پہ گاڑیاں پول کے لیے ہائر کرتے ہیں۔ اتنی کم گاڑیاں ہمارے پاس ہیں تو اس لیے شاید وہ ابھی تک واپس نہ کی گئی ہو۔ بہرحال اگر معزز رکن یہ چاہتے ہیں تو اس پر سوچ بچار ہو سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، صفدر شاکر صاحب۔

جناب صفدر شاکر، جناب سپیکر! میرے بھائی عبدالستار صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے بالکل وہ گاڑی میرے پاس ہے وہ گاڑی ایس اینڈ جی اے ڈی میں کھڑی تھی اور اس کی یہ حالت تھی کہ میں نے اپنی جیب سے دو لاکھ روپیہ اس پر لگایا ہے اور اس کو چالو کروایا ہے، وہ ان کی امانت ہے۔ میں نے چیف منسٹر صاحب کو درخواست کی ہے کہ ہمیں کوئی گاڑی دے دیں، یہ گاڑی ہم ان کی واپس کریں گے۔ یہ ان کی امانت ہے اللہ معاف کرے۔ آپ یہ نہ سوچیں کہ ہم ان کی گاڑی اپنے پاس رکھ لیں گے۔ یہ حکومت کا مال ہے ضلع کونسل بھی حکومت کی ہے آپ بالکل بے فکر رہیں جس دن گاڑی ملے گی ان شاء اللہ میں خود رحیم یار خان آ کر گاڑی آپ کے سپرد کروں گا۔ اور میں دو لاکھ آپ سے لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، ملک ممتاز صاحب۔۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔ اگر وہ حکومت کی گاڑیوں پر اپنی جیب سے پیسے لگا رہے ہیں تو آپ تعریف نہیں کر رہے اور اگر وہ حکومت کی گاڑی پر حکومت کا پیسہ لگائیں تو پھر آپ کہیں گے زیادہ لگاتے ہو۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ میں بعد میں وصول کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ مذاق کر رہے ہیں۔ وہ وصول نہیں کریں گے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب موجود۔۔۔۔ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، سوال نمبر 2236۔

محکمہ معدنیات میں سفید ریت اور سیاہ ریت کے شیڈول کی تفصیل

*2236۔ میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ معدنیات میں سفید ریت اور سیاہ ریت کا شیڈول کیا ہے۔

(ب) اس وقت شیڈول کے تحت ٹھیکیدار فی ٹرالی سفید ریت اور سیاہ ریت کا کتنا کتنا ٹیکس لے سکتا ہے۔

(ج) اگر شیڈول مقرر نہیں ہے۔ تو شیڈول مقرر کرنے کا محکمہ معدنیات ارادہ رکھتا ہے اور اگر رکھتا ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) محکمہ ہذا پنجاب ادنیٰ معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1990ء کے مطابق تمام ادنیٰ معدنیات بشمول ریت (سیاہ و سفید) کے لئے کوئی شیڈول مقرر کرنے کا مجاز نہ ہے۔

(ب) کوئی شیڈول مقرر نہ ہے تاہم پٹہ دار/ٹھیکیدار زر نیلام، طلب و رسد کی شرح، ریت کی کوالٹی اور ذرائع آمدورفت کے پیش نظر قیمت ریت وصول کرتا ہے۔

(ج) جیسا کہ (الف) میں ذکر کیا گیا ہے کہ محکمہ ہذا پنجاب ادنیٰ معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1990ء کے مطابق شیڈول مقرر کرنے کا مجاز نہ ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میری وزیر موصوف سے گزارش یہ ہے کہ محکمہ معدنیات اگر اس کا شیڈول مقرر نہیں کرتا تو اگر وہ اس کا مجاز نہیں تو اور کون مجاز ہے؟ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ محکمہ ہذا شیڈول مقرر کرنے کا مجاز نہ ہے۔

وزیر صنعت و معدمعانیات، میاں صاحب! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ جو رولز اس کو ڈیل کرتے ہیں اس میں کوئی پروویژن نہیں ہے کہ جس میں ہم اس کا شیڈول مقرر کریں۔ رولز اس کو جو mines mineral concession رولز 1990ء کے ہیں۔ اس میں پروسیجر تو دیا ہوا ہے کہ جس کے تحت ہم اس کو auction کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کو ایک سال کے لیے، دو سال کے لیے lease پہ لیتا ہے لیکن اس میں یہ پروویژن نہیں ہے کہ ہم lease کو پابند کریں کہ آپ اس شیڈول کے

تحت اس کو چارج کریں۔ جناب والا! اس میں background یہ ہے کہ اس معاملے کہ یہ ریت ہے اور ہر سال اس کے blocks کو auction کرتے ہیں۔ لیکن اس میں سپلائی اور ڈیمانڈ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ متعدد بار experts کی کمیٹی نے بیٹھ کے یہ سوچا ہے کہ اس کو پابند کریں یا نہ کریں۔ لیکن جناب! یہ اس قسم کا دائرہ ہے جس کو اس کمیٹی نے محسوس کیا ہے کہ اگر ہم اس کو پابند کریں، اس کو ایک سنٹرل لیول پہ چارج کریں تو شاید پھر یہ قباحتیں نہ پیدا ہوں جس طرح ڈسٹرکٹ کونسل میں یہ auction یا ٹھیکے کرتے ہیں۔ اس طرح تو ہو جائے گا لیکن اس کے بعد کنٹرول کرنا بھی بڑا مشکل ہو جائے گا کیوں کہ ریت کے ٹھیکے 5 سو ایکڑ تک ہم lease کرتے ہیں۔ تو اس میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح اس کو کنٹرول کیا جائے۔ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ بہت ساری جگہ پر یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں لیکن پھر ہمیں رولز میں کوئی امنڈمنٹ کرنی پڑے گی اس کو سوچنا پڑے گا اس پر غور کرنا پڑے گا۔ کہ آیا یہ پبلک کے مفاد میں ہو گا یا مفاد میں نہیں ہو گا کیونکہ پبلک کے عام استعمال کی یہ چیز ہے۔ اب کسی جگہ پر یہ زیادتی ہو رہی ہو گی۔ لیکن عام پنجاب میں کسی جگہ پر کبھی کوئی شکایت اس بارے میں نہیں آئی۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! یہ تو زیادتی کی جاتی ہے۔ میری تحصیل کا 56 ہزار روپے ریت کا ٹھیکہ نیلام ہوتا ہے اور وہ 300 روپیہ فی ٹرالی لیتا ہے۔ وہ لاکھوں روپیہ کماتا ہے۔ جب تک آپ پورے پنجاب کا شیڈول مقرر نہیں کریں گے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی چیز کا آپ ٹھیکہ دے رہے ہیں اور اس کا کوئی شیڈول ہی نہیں ہے۔ اب دوسرے محکمہ جات بھی ہیں۔ آپ ان کی کسی چیز کا بھی ٹھیکہ دیکھ لیں۔ وہ اس کا پہلے شیڈول مقرر کریں گے کہ یہ اس شیڈول پر آپ وصول کریں گے؟ تو اس شیڈول کے حساب سے ہم آپ سے یہ ٹھیکہ لیں گے۔ شیڈول ہی مقرر نہیں ہے۔ وہ 20 روپیہ فی ٹرالی بھی لے رہا ہے اور 300 روپیہ فی ٹرالی بھی لے رہا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی؟ یہ انتہائی غیر مناسب فیصلہ ہے۔ آپ جب تک شیڈول مقرر نہیں کریں گے تب تک ٹھیکہ کس بات کا ہو گا؟ کس بات کی آپ رقم لے رہے ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، یہ بات زیب داستان کے لیے تو بہت اچھی ہے۔ لیکن میں کب یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اس کو محسوس نہیں کر رہا۔ میں اس کو محسوس کر رہا ہوں۔ اس میں بہت ساری میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ اس میں دوسری سائیڈ بھی ہے۔ دونوں سائیڈز کو دیکھ کر یہ میں نے قانون کی بات کی

ہے اور رولز کی بات کی ہے۔ اس میں provision نہیں ہے۔ اگر یہ کرنا ہے تو پھر اس میں amendment کرنی پڑے گی۔ لیکن ابھی ایک ماہ پہلے صرف رحیم یار خان سے میرے دوستوں نے مجھے شکایت کی تھی کہ وہ ٹھیکے دار یہ کر رہا ہے۔ میں نے ایک یہ بھی سوچا تھا کہ ڈی۔ سی سے یہ کہوں کہ آپ کے ڈسٹرکٹ میں یہ ہو رہا ہے۔ اس کو بلا کر کہیں کہ لوگوں کے ساتھ behave کرے۔ لیکن دوسری بات' پھر میں نے سارے پنجاب کی بات کو examine کیا' شاید میں یہ واضح نہیں کر سکا کہ اس کا بلاک 500 ایکڑ کا ہو گا۔ یعنی کسی کا 200 ایکڑ' کسی کا 400 ایکڑ' کسی کا 500 ایکڑ اتنے بڑے بلاک میں اس کو کون کنٹرول کرے گا؟ اگر ہم ڈسٹرکٹ کونسل میں ایک چونگی پر کنٹرول نہیں کر سکتے تو 500 ایکڑ پر کون کنٹرول کرے گا؟ اگر کنٹرول مقرر بھی کر دیا تو پھر اس میں بھی misuse ہو گا۔ اس لیے ہم نے اس کو کھلا اس لیے چھوڑا ہے کہ لوگوں کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے لحاظ سے یہ چارجز ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں۔ پھر میں یہ کروں گا۔ ان کو میں نے کہا ہے کہ مجھے غور کرنے دیں۔ میں میاں صاحب کو اس میں بلاؤں گا۔ افسران کو بلاؤں گا۔ Let us have a meeting. اگر یہ واقعی پبلک کے حق میں ہوا تو انشاء اللہ مسلم لیگ تو پبلک کے حق میں بات کرتی ہے۔ میں خود ان کے حق میں بات کروں گا اور ہم اس کو decide کر لیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین' جناب عثمان ابراہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار احمد خان آکو کا: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے کہ زمیندار جب رقبے کا مالک ہوتا ہے تو وہ اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اس وقت تو وہ مالک ہوتا ہے اور جب دریا اس کا رقبہ گرا لیتا ہے اور وہ ریت بن جاتا ہے تو اس وقت محکمہ معدنیات اس کا مالک بن جاتا ہے۔ یہ تو میرے خیال میں ہی سراسر ان غریب کسانوں کے ساتھ ظلم ہے جن کا رقبہ ایک تو دریا برد ہو جاتا ہے اور دوسرا ان کا ریت پر بھی کوئی حق نہیں رہتا۔ اس سلسلے میں بھی میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس پر بھی ذرا غور فرمائیں کہ ان غریب زمینداروں کا جن کا رقبہ پہلے دریا برد ہو گیا تو اس کی ریت پر بھی ان کا حق نہیں رہتا۔ کم از کم یہ تو ان کو حق ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب!

سردار سعید انور: سوال نمبر 2645 (معزز رکن نے راؤ اقبال احمد خان کے ایما پر دریافت کیا)

پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کا کمالیہ پیپر ملز کو تعمیر نہ کرنے کی وجوہات

*2645۔راؤ اقبال احمد خان ، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ شوگر مل سے ملحقہ کمالیہ پیپر ملز کی تعمیر کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا' وہ بعد میں ترک کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے اس مقصد کے لئے جو سرکاری اراضی حکومت سے حاصل کی تھی اب بھی اس کے قبضہ میں ہے اور کیا اس پر کوئی اور منصوبہ مکمل کرنے کا ارادہ ہے' اگر نہیں تو کیا یہ state land حکومت کو واپس کر دی گئی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ کمالیہ شوگر ملز سے ملحقہ کمالیہ پیپر ملز کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔ بعدازاں یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا۔

(ب) کمالیہ پیپر ملز کے لیے حاصل کردہ زمین ابھی تک واپس نہ کی گئی ہے۔ تاہم پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ چونکہ ختم کیا جا چکا ہے لہذا یہ زمین محکمہ ریونیو بورڈ کو حسب ضابطہ واپس کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین! اس میں معزز رکن نے مختصر سی بات پوچھی ہے کہ کمالیہ پیپر ملز کی جو adjacent لگتی تھی' پچھلی دفعہ سردار سعید انور صاحب نے بھی سوال کیا تھا اور وہ میں نے جواب دے دیا تھا کہ وہ معاملہ drop ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہم نے جو زمین لی تھی اس کا راؤ صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ اس زمین کا کیا بنا ہے؟ وہ زمین ہم نے بورڈ آف ریونیو کو واپس کر دی ہے۔ اس کا 125 ایکڑ رقبہ تھا وہ ہم نے ان کو ڈی۔ سی کے ذریعے واپس کر دیا ہے۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! خان صاحب نے فرمایا ہے کہ پچھلی دفعہ یہ سوال آیا تھا۔ شاید اس کا جواب بھی انہیں یاد ہو۔ میں نے اس وقت یہ پوچھا تھا کہ کمالیہ پیپر ملز پر لاگت کتنی آئی ہے؟ اور جو اس منصوبے پر لاگت آئی ہے' جن افسران کی نااہلی کی وجہ سے یہ منصوبہ drop ہوا ہے ان کے خلاف کیا ایکشن لیا جائے گا؟ تو خان صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ تو میں وہی سوال اب دہرا رہا ہوں کہ وہ ایکشن کیا ہوا ہے؟ یا اسی پر چل جاتے ہیں یا اگر وہ سوال ہے تو وہ یاد کر لیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب چیئرمین! ان کا یہ ضمنی سوال اس سے متعلق نہیں ہے۔ میں نے سردار صاحب کو اس وقت یہ کہا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ ہمیں سپرواٹز کر رہی تھی' ٹی۔ آئی۔ ڈی۔ بی اس کا انعقاد کر رہی تھی' کنسلٹنٹ باہر سے آئے تھے۔ ایگریمنٹ ہوا۔ ان کے ساتھ دستخط ہوئے۔ اس کے بعد پھر جو قباحتیں ہیں ان سے چلتا چلتا یہ منصوبہ بہت high level پر چلا گیا۔ اس کے بعد اس کی قیمت بہت اونچی چلی گئی۔ اس کے بعد بالآخر گورنمنٹ نے یہ drop کر دیا۔ اس پر دو کروڑ اور کچھ روپے رقم لگی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ میں اس کو دیکھوں گا۔ تو یہ متعلق تو نہیں ہے۔ سردار صاحب اگر میرے پاس آجائیں تو میں ان کو بتا دوں گا کہ یہ procedure ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب! آپ ان سے مل لیں۔ اگلا سوال بھی راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور، سوال نمبر 2646 معزز رکن راؤ اقبال احمد خان کے ایماء پر دریافت کیا۔

آر۔ایم پیر محل تحصیل کمالیہ کی سرکاری گاڑی کا نقصان

*2646۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر۔ایم پیر محل تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ چند سال پیشتر ایک سرکاری گاڑی لے کر لاہور گیا تھا۔ جہاں یہ گاڑی تباہ کر دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ اس مجسٹریٹ کا لاہور کا یہ سرکاری دورہ تھا یا ذاتی نوعیت کا تھا۔ اس سرکاری گاڑی کا نقصان کس کھاتہ میں ڈالا گیا ہے۔ اگر ذاتی دورہ تھا تو اس گاڑی کا نقصان کس سے وصول کیا گیا۔ اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) ڈپٹی کمشنر' ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مطابق یہ درست ہے کہ مسٹر زاہد اقبال اعوان سابق آر ایم پیرمحل (موجودہ تعیناتی آر۔ایم گڑھ مہاراجہ) سوزوکی جیپ نمبر 2995/TS جوکہ بلدیہ پیرمحل کی ملکیت تھی' کو لے کر لاہور گیاجہاں وہ ڈپٹی کمشنر' ٹوبہ ٹیک سنگھ کی اجازت سے نیبا کورس(31۔اکتوبر 1995ء تا 2۔نومبر 1995ء) موضوع Accountability of the

Administrators میں شرکت کرنے کے لئے گیا تھا جب افسر مذکورہ کورس کے اختتام پر 4 نومبر 1995ء کو واپس آ رہا تھا۔ چند افراد نے ایک ہنگامہ میں شاہراہ قائد اعظم لاہور پر اس گاڑی کو نذر آتش کر دیا' جس کی رپورٹ تھانہ سول لائن' لاہور میں درج کروائی گئی۔

(ب) جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ افسر مذکورہ نیپا کورس لاہور میں شرکت کرنے کے لئے سرکاری طور پر آیا تھا تاہم وہ بطور آر۔ایم پیر محل یہ سرکاری گاڑی ساتھ لانے کا مجاز نہ تھا۔ اس سلسلے میں ڈویژنل خدمت کمیٹی' جس کے کمشنر فیصل آباد سیکرٹری ہیں اور ڈی۔آئی۔جی فیصل آباد اور ایڈیشنل ڈائرکٹر' اینٹی کرپشن فیصل آباد ممبر ہیں انکوائری کر رہی ہے۔ جس کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں ہے کہ "نیپا کورس کے لیے مذکورہ مجسٹریٹ 31۔ اکتوبر 1995ء تا 2۔ نومبر 1995ء کے لیے گئے تھے"۔ جب کہ جیپ کا جو ایکسیڈنٹ ہوا ہے یہ 4۔ نومبر کو ہوا ہے۔ تو 4۔ نومبر اس کے ساتھ relevant نہیں ہے۔ وہ کورس تو 2۔ نومبر کو ختم ہو گیا ہے اور 4۔ نومبر کو وہ تو کسی ذاتی کام کے لیے ادھر ٹھہرے تھے۔ تو اس کا کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین، اس کا جز (ب) دیکھیں۔ انھوں نے خود ہی جواب دے دیا ہے کہ "یہ ایک سرکاری افسر تھا اور بطور آر۔ ایم پیر محل یہ سرکاری گاڑی ساتھ لانے کا مجاز نہ تھا"۔ اس کے خلاف ڈویژنل خدمت کمیٹی میں یہ مسئلہ پیش ہے' جس میں انکوائری ہو رہی ہے اور پھر اس کی روشنی میں مزید کارروائی کی جا رہی ہے۔ ویسے انھوں نے اس کا جواب جز (ب) میں دے دیا ہے۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! یہ 1995ء کا کیس ہے اور اب 1999ء چل رہا ہے۔ چار سال ہو گئے ہیں۔ یہ انکوائری میں ہی چلے گا یا کب تک اس کی انکوائری مکمل ہو جائے گی؟

جناب چیئرمین، افضل ساہی صاحب! یہ مسئلہ کب تک final ہو جائے گا؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی، جناب چیئرمین! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ پچھلے دور حکومت کا کیس ہے۔ جب سے ہماری حکومت آئی ہے اس وقت سے پہلے اس کی انکوائری اسے۔ سی

صاحب نے کی جس کا جواب ادھر دے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد چونکہ آر۔ ایم کا موقف یہ تھا کہ میں بحیثیت ایڈمنسٹریٹر ٹاؤن کمیٹی کورس پر گیا ہوں۔ اس نے 3۔ ہزار روپیہ فیس جو ڈی۔ سی سے منظوری لینے کے بعد گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائی۔ وہ بھی ٹاؤن کمیٹی سے ہی اس نے یہ رقم جمع کروائی۔ اس کا موقف یہ ہے کہ میں نے یہ فیس بھی ٹاؤن کمیٹی ہی سے لے کر جمع کروائی اور یہ کورس بھی جس میں لکھا ہوا ہے کہ Accountability of the Administrators یہ اسی سلسلے میں اس کورس پر آیا تھا۔ اس کا موقف یہ ہے کہ میں بحیثیت ایڈمنسٹریٹر ٹاؤن کمیٹی کورس پر آیا تھا' نہ کہ بحیثیت آر۔ ایم آیا تھا اور گاڑی بھی کیونکہ ٹاؤن کمیٹی کی تھی اس لیے وہ میں لے کر آیا تھا۔ ابھی ڈویژنل کمیٹی اس کی مزید انکوائری کر رہی ہے۔ کیونکہ اسے۔ سی نے تو کہا تھا کہ بحیثیت آر۔ ایم یہ اس کورس پر گاڑی نہیں لے جا سکتا تھا۔ اس آر۔ ایم کا جو موقف ہے وہ یہ ہے کہ جی' نہیں۔ میں بحیثیت ایڈمنسٹریٹر گیا تھا اور یہ گاڑی میں لے جا سکتا تھا۔ ابھی ڈویژنل کمیٹی اس کی انکوائری کر رہی ہے اور امید ہے کہ وہ جلد ہی کسی ایسے نتیجے پر پہنچ جائے گی۔

جناب چیئرمین: اگر اس کا موقف یہی ہے تو پھر ان کا پہلا سوال relevant تھا کہ 4۔ نومبر تک وہ یہاں لاہور میں کیا کرتا رہا ہے؟

سردار سعید انور: کورس تو اس کا 2۔ نومبر 1995ء تک تھا۔

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی: کورس تو اس کا 2۔ تک تھا۔ عین ممکن ہے کہ ایک آدھ دن اس نے چھٹی لی ہوئی ہو۔ جب وہ واپس جاتا تو گاڑی پھر ہی جانی تھی۔ وہ گاڑی پہلے تو نہیں بھجوا سکتا تھا کہ گاڑی پہلے چلی جائے اور وہ افسر بعد میں جائے۔

جناب چیئرمین: ساہی صاحب' ویسے یہ جو انکوائری ہو رہی ہے اس میں یہ facts ضرور سامنے لائیں کہ یہ چار تاریخ تک لاہور میں کیا کرتا رہا۔

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: اگلا نمبر 2665 جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ جی خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 2665۔

تحصیل دیپال پور کے وسط میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام

*2665۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مختلف مقامات کو ترقی دینے کے لئے اور پس ماندہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لانے کے لئے سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی ہیں اور اس سلسلہ میں ضروری سہولیات بھی دی گئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپال پور پس ماندہ علاقوں پر مشتمل ہے' لیکن اس سلسلے میں اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل دیپال پور کے وسط میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کے لئے تیار ہے' اگر ہاں تو کس مقام پر اور کتنے رقبے پر' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت کے تحت پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں 13 انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی ہیں۔ ان صنعتی بستیوں میں تمام بنیادی سہولتیں یعنی پانی' بجلی' سیوریج' سڑکیں' ٹیلیفون' سوئی گیس اور قرض کی سہولتیں موجود ہیں۔

(ب) محکمہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے 92-1991ء میں تحصیل دیپال پور میں انڈسٹریلاسٹیٹ کے قیام کا منصوبہ بنایا تھا لیکن سرکاری زمین موزوں نہ ہونے کی وجہ سے اوکاڑہ سے تقریباً 13,12 کلومیٹر دیپال پور روڈ پر 402 کنال 16مرلہ پرائیویٹ زمین منتخب کی تھی لیکن زمین کی قیمت خرید زیادہ ہونے کی بناء پر مقامی صنعت کاروں کی طرف سے عدم دلچسپی کا اظہار ہوا۔

(ج) اسٹیٹ کا قیام سردست مؤخر کر دیا گیا ہے۔ تاہم زمین کے حصول کے لئے کاوشیں جاری ہیں۔ جونہی موزوں سرکاری زمین دستیاب ہوئی پچاس ایکڑ رقبے پر مشتمل انڈسریل اسٹیٹ قائم کر دی جائے گی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز

(ج) ہے کہا گیا ہے کہ "اسٹیٹ کا قیام سر دست مؤخر کر دیا گیا ہے تاہم زمین کے حصول کے لیے کاوشیں جاری ہیں۔ جونہی سرکاری زمین دست یاب ہوئی پچاس ایکڑ رقبے پر مشتمل انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کر دی جائے گی" تو کیا ڈسٹرکٹ اوکاڑہ میں پچاس ایکڑ سرکاری زمین موجود نہیں ہے کہ ابھی تک انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام عمل میں نہیں آسکا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب چیئرمین! یہ ڈسٹرکٹ اوکاڑہ کی بات نہیں ہے اس سوال میں تحصیل دیپال پور کی بات ہے ۔ سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مختلف مقامات کو ترقی دینے کے لیے پس ماندہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لانے کے لیے سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی ہیں اور اس سلسلے میں ضروری سہولیات بھی دی ہیں' اس کا جز (ب) یہ ہے کہ اوکاڑہ کی تحصیل دیپال پور پس ماندہ علاقوں میں مشتمل ہے لیکن اس سلسلے میں اسے نظر انداز کر دیا گیا"۔ تو جناب یہ بات دیپال پور کی تھی ۔ یہ صحیح بات ہے کہ پنجاب کے جو under developed حصے ہیں ان کو ڈویلپمنٹ کی رفتار پر لانے کے لیے ہم انڈسٹریل اسٹیٹ بناتے رہتے ہیں۔ دیپال پور کو examine کیا گیا۔ دیپال پور کے گرد و نواح میں جو انڈسٹریل اسٹیٹ بنے گی اگر وہ شہر کے نزدیک بنے گی تو فائدہ دور تو ویسے ہی نہیں جاتا تو اس میں گورنمنٹ کی زمین نہیں تھی لیکن دوسری پرائیویٹ زمین تھی جو بہت مہنگی تھی اور اس کا estimate یہ آیا تھا کہ وہ after development ایک لاکھ بتیس ہزار فی کنال بنتی تھی۔ اب جو اس کی تشہیر کی گئی تو لوگوں نے اس میں کوئی دل چسپی ظاہر نہیں کی۔ چونکہ اس وقت گورنمنٹ کے پاس کوئی زمین نہیں اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب بھی کبھی گورنمنٹ کی زمین available ہوئی تو ہم وہاں پر بھی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بنا دیں گے۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال جناب نمبر 2669 ۔ یہ بھی سعید اکبر خان صاحب کا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 2669۔

وحدت کالونی بلاک "جے" میں کمرے تعمیر کرنے کے اقدامات

*2669۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی Two Room Junior کوارٹرز میں ہر کوارٹر کے ساتھ

ایک اضافی کمرہ تعمیر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے اور کس کس کوارٹر کے ساتھ بمع تاریخ اضافی کمرہ تعمیر کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونی میں اضافی کمرے تعمیر کرنے کے بارے میں کوئی پالیسی اختیار نہیں کی گئی' اگر کوئی پالیسی ہے تو وہ کیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بااثر سرکاری ملازمین تو اضافی کمرہ تعمیر کروا لیتے ہیں اور دیگر ملازمین اس سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ بلاک جے کے ملازمین نے اضافی کمرہ تعمیر کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کے ذریعے لکھا گیا مگر ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا' اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بلاک میں اضافی کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) جی نہیں مگر ان کوارٹروں میں جہاں کوارٹر کی مکانیت اللٹی کے استحقاق سے کم درجہ کی ہے۔

(ب) جن کمروں کے ساتھ اضافی تعمیر ہوئیں لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی نہیں۔ پالیسی بنائی گئی ہے۔ جس کے تحت اضافی کمرہ ان کوارٹروں میں اجازت ہے' جہاں مکانیت اللٹی کے استحقاق سے کم ہے۔

(د) غلط ہے۔ کام پالیسی کے مطابق کیا جاتا ہے۔

(ہ) غلط ہے۔ عمل کیا گیا ہے' مندرجہ بالا پالیسی کے مطابق "جے" بلاک کے 72 کوارٹروں میں سے اب تک 60 گھروں میں اضافی کمرے بنائے جا چکے ہیں۔ مزید برآں ڈائریکٹوز کے ذریعے کہے گئے "جے" بلاک کے 12 کوارٹروں میں بمطابق پالیسی اضافی کمرے تعمیر کیے جا چکے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب چیئرمین! جز (ج) کے جواب کے مطابق اگر تمام کوارٹروں میں اضافی کمرے پالیسی کے مطابق بنائے جاتے ہیں تو محکمہ کی فراہم کردہ لسٹ کے مطابق کوارٹر نمبر J-22

نائب قاصد J-4 جونیئر کلرک J-34 جونیئر کلرک J-35 جونیئر کلرک J-38 جونیئر کلرک۔ اسی طرح بہت سے کوارٹروں میں پالیسی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اضافی کمرے تعمیر کیے گئے ہیں جبکہ کوارٹر نمبر J-20, J-39 وغیرہ کا استحقاق ہونے کے باوجود اضافی کمرہ تعمیر نہیں کیا گیا۔

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اضافی کمرے ان کوارٹروں کے ساتھ بنائے گئے ہیں جہاں کے رہائشی کا استحقاق زیادہ کمروں والے کا بنتا ہے لیکن موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ جہاں کمرے کم ہیں اور جہاں پہلے نچلے گریڈ کا ملازم رہ رہا ہو اور اس کی جونہی ترقی ہو تو اس کے گھر کو اپ گریڈ کر دیا جاتا ہے اور اضافی کمرہ بنا دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے سرپلس پول میں ملازمین کی تعداد

* 2055۔**حاجی مقصود احمد بٹ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت S&GAD کے سرپلس پول میں کتنے ملازمین ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ کیا ہیں اور ان کو کس کس محکمہ سے سرپلس کیا گیا ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک سرپلس پول سے کتنے ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) حکومت سرپلس پول میں تعیناتی کے منتظر ملازمین کی تنخواہوں پر سالانہ کتنی رقم خرچ کر رہی ہے۔

(د) حکومت ان ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی):

(الف) اس وقت ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے سرپلس میں کل 582 ملازمین ہیں۔ جن کے نام

عہدے اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں نان گزیٹڈ ملازمین کی تعداد 374 ہے جبکہ 208 ملازمین گزیٹڈ ہیں۔ پرچم(ج) ایوان کی میز رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) سال 1996ء سے اب تک کل 819 ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کیا گیا ہے۔ ان میں 797 نان گزیٹڈ ملازمین کو جبکہ 22 گزیٹڈ افسران کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) ایس اینڈ جی۔اے ڈی کے سرپلس پول میں تعیناتی کے منتظر ملازمین کی تعداد میں ہونے والے ردوبدل کی وجہ سے ان کی تنخواہوں کے بارے میں حتمی اندازہ لگانا مشکل ہے۔ سال 98-1997ء میں ان کی تنخواہوں پر 16790251/43 روپے خرچ ہوئے۔

(د) سرپلس ملازمین کی دوبارہ تعیناتی سے متعلقہ قواعد و ضوابط کے مطابق گریڈ 1 تا 15 کے سرپلس ملازمین کی تعیناتی کے لیے ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی صوبہ پنجاب کے تمام دفاتر سے خالی اسامیوں کی فہرست طلب کرتا ہے۔ اس فہرست کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ملازم کسی تعلیم تجربہ اور دوسری شرائط کی مطابقت کی پرکھ کی جاتی ہے۔ مطابقت رکھنے والے گریڈ 1تا 15 تک کے ملازمین کو ایس اینڈ جی۔اے ڈی دوبارہ موزوں اسامیوں پر تعینات کرتا ہے۔ گریڈ 16 سے اوپر کے ملازمین کے بنیادی کوائف پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دیئے جاتے ہیں۔ جو موزوں امیدواروں کو کمیشن کے پاس آنے والی اسامیوں پر دوبارہ تعینات کرتا ہے۔ محکمہ ایس اینڈ جی۔اے ڈی اور پنجاب پبلک سروس کمیشن اس طریق کار کے مطابق سرپلس ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں دوبارہ تعینات کر رہے ہیں۔

مکان کی الاٹمنٹ کی منسوخی کی وجوہات

*2910۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی۔او۔آر V میں مکان نمبر 232۔ A سال 1992ء میں ایکسٹین بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو رہائش کے لیے الاٹ ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مکان ایک سال سے سیل کر دیا گیا ہے۔ اور ایکسٹین کا سامان بھی اندر بند پڑا ہے۔

(ج) موجودہ حکومت کی مکان الاٹ کرنے کی پالیسی کیا ہے اور یہ مکان کی الاٹمنٹ کن وجوہات

کی بناء پر منسوخ کی گئی ہے؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی):

(الف) مکان نمبر 232۔اے، جی۔او۔آر V مورخہ 7 ستمبر 1988ء کو محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن نے ایکسیئن کی رہائش گاہ قرار دیا۔

(ب) مکان مذکورہ کو مورخہ 21 مارچ 1998ء کو سیل کر دیا گیا۔ بعد ازاں ایک شخص محمد صادق نے عدالت سے صورت حال کے بارے میں حکم امتناعی حاصل کر لیا اور مکان اس وجہ سے سیل رہا۔

(ج) حکومت کی تفصیلی الاٹمنٹ پالیسی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مذکورہ مکان غیر قانونی قابضین کے زیر استعمال تھا اور الاٹمنٹ بعد از انکوائری الاٹمنٹ پالیسی کی زیر شق 24 اے منسوخ کی گئی۔

کوارٹروں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*2922۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نئی پالیسی کے نفاذ سے آج تک لاہور میں کتنے سرکاری کوارٹر کن کن افراد کو الاٹ کئے گئے، الاٹی کا نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ، الاٹ کردہ کوارٹر کا نمبر نیز کوارٹر کی کیٹیگری اور الاٹی کا سنیارٹی نمبر بتایا جائے۔

(ب) جز (الف) میں بیان کردہ کتنے کوارٹر ہارڈشپ، والدین سکیم یا دیگر سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے۔ ان کوارٹروں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اس وقت کتنے کوارٹر کس کس کالونی میں خالی ہیں اور یہ کب تک الاٹ کر دیئے جائیں گے۔

(د) کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے لیے کیا کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔ کیا اس کمیٹی میں کوئی صوبائی / قومی رکن اسمبلی بھی شامل رہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی):

(الف) نئی پالیسی کے نفاذ سے آج تک لاہور میں 145 سرکاری کوارٹر الاٹ کئے گئے' الاٹی کا نام' عہدہ' گریڈ' محکمہ' الاٹ کردہ کوارٹر کا سنیارٹی نمبر نیز کوارٹر کی کیٹیگری اور الاٹی کا سنیارٹی نمبر پرچم(الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں بیان کردہ کوارٹروں میں سے 10 کوارٹر ہارڈ شپ اور 12 والدین سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے۔ ان کوراٹروں کی تفصیل پرچم (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) ریکارڈ کے مطابق اس وقت تمام خالی کوارٹر الاٹ کر دیئے گئے ہیں۔

(د) پالیسی کے مطابق ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی منظوری سے ڈپٹی سیکرٹری (ویلفیئر) اور اسٹیٹ آفیسر کوارٹروں کی الاٹمنٹ کرتے ہیں۔ ہارڈ شپ کی بنیاد پر الاٹمنٹ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔جو ایڈیشنل چیف سیکرٹری' سیکرٹری (سروسز) اور ڈپٹی سیکرٹری(ویلفیئر) پر مشتمل ہے۔ جن کے نام' عہدہ' گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل پرچم (ر") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کمیٹی میں کوئی معزز رکن اسمبلی شامل نہ ہے۔ کمیٹی سرکاری ملازمین کے متعلقہ ہے اور بوقت تشکیل پالیسی اس کمیٹی میں کسی معزز رکن اسمبلی کو شامل کرنے کی تجویز نہ دی گئی تھی۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیل

*3003۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں محکمہ انسداد رشوت ستانی کے کتنے تھانوں میں وائرلیس سیٹ اور گاڑیاں نہیں ہیں۔ جن تھانوں میں گاڑیاں اور وائرلیس نہیں' حکومت انہیں کب تک یہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اس سال محکمہ انسداد رشوت ستانی نے صوبہ میں کتنے مقدمات درج کئے۔ ان میں سے کتنے چالان ہوئے اور کتنوں میں سزا ہوئی؟

وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی (جناب محمد افضل ساہی):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں محکمہ انسداد رشوت ستانی کے کل تھانوں کی تعداد انتالیس (39) اور کسی بھی تھانہ میں وائرلیس سیٹ اور گاڑی کی سہولت موجود نہ ہے فی الوقت وائرلیس سیٹ اور گاڑیوں کی سہولت کی کوئی تجویز بوجوہ مالی مشکلات زیر غور نہ ہے۔

(ب) دوران سال 1999ء مورخہ 15۔ اپریل تک محکمہ انسداد رشوت ستانی نے کل 314 مقدمات درج کیے اندراج شدہ مقدمات میں سے (57) ستاون مقدمات کے چالان عدالت مجاز میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ تاہم اب تک صرف تین مقدمات میں ملزمان کی سزا ہوئی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب چیئرمین: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ یہ کل سے pending ہے۔ یہ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے ۔ وزیر قانون صاحب! یہ Call Attention Notice جناب سعید احمد منیس صاحب کا کل سے pending ہے۔ اس میں آپ نے رپورٹ پیش کرنی تھی۔

وزیر قانون: میں نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بیٹے پر فائرنگ کے ملزمان کی گرفتاری

(----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) واقعات کے مطابق مورخہ 30-04-1999 کو تقریباً ساڑھے نو بجے رات پانچ نامعلوم اشخاص نے 30۔ دی مال مینشن' مال روڈ لاہور پر فائرنگ کر کے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بیٹے اور ان کے منشی غلام مصطفٰے کو شدید زخمی کر دیا۔ بعد ازاں غلام مصطفٰے زخموں کی تاب نہ لا کر جان بحق ہو گیا۔

(ب) وقوعہ ہذا کے متعلق مقدمہ نمبر 194/99 مورخہ 30-04-99 بجرم 324/34 ت۔ پ۔7۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ تھانہ قلعہ گجر سنگھ لاہور میں درج ہوا اور بحوالہ رپٹ نمبر 35 روزنامچہ مورخہ 03-04-1999 تھانہ قلع گجر سنگھ جرم 302/34 ت ۔ پ ایزاد ہوا ۔ مقدمہ ہذا میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا۔

ج) ملزمان کی گرفتاری کے لیے تین تفتیشی ٹیمیں بنائی گئی ہیں ۔ سر دست کوئی ملزم گرفتار نہ

ہوا ہے۔ تفتیش مقدمہ ہذا جاری ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکم رانوں کی جانب سے ٹی۔ وی اور اخبارات میں عدلیہ کے فیصلوں اور خاص طور پر عدالت عظمیٰ کی جانب سے فوجی عدالتوں کو ختم کرنے کے فیصلے پر تنقید کا سلسلہ جاری ہے۔ کیا اس صورت حال کے پیش نظر اس پہلو سے بھی تفتیش کی جا رہی ہے کہ اس میں کہیں حکومت کا تو ہاتھ نہیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! کسی پر قاتلانہ حملہ ہو، اتنی سنگین بات ہو اور اس کو اس طرح ایک مفروضے کی نذر کر دینا انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ یہ کسی طور پر relevant بات نہیں ہے۔

جناب والا! اگر آپ ان کا Call Attention Notice دیکھیں اس میں انھوں نے کسی لحاظ سے بھی تفتیش کے حوالے سے کوئی بات نہیں پوچھی انھوں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ کیا اس واقعے میں ملوث دہشت گردوں میں سے اب تک کسی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ انھوں نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ تفتیش کن خطوط پر ہو رہی ہے۔ تو خواہ مخواہ ایک مفروضہ قائم کر کے تفتیش کو غلط رنگ دینے کی کوشش کرنا کسی لحاظ سے بھی مناسب بات نہیں اور میں معزز قائد حزب اختلاف سے یہ توقع نہیں کرتا کہ وہ ایک کیس کو غلط رنگ دینے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح اگر کوئی تفتیش سامنے آئے گی تو پھر سو باتیں میں بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن میں اس مقدمے پر اثرانداز ہونے والی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جس سے اس مقدمے کی تفتیش کو غلط رنگ دیا جائے۔ شکریہ۔

سردار سعید انور: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس نہج پر بھی سوچیں کہ کہیں اس میں اپوزیشن کا ہاتھ تو نہیں، کیونکہ اپوزیشن والے عدلیہ سے زیادہ تنگ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں نے یہ ضمنی سوال اس نظریے سے کیا ہے کہ اخباری رپورٹ کے مطابق جب معزز وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا یہ واقعہ عدلیہ پر دباؤ ڈالنے کے لیے پیش تو نہیں آیا؟ تو انھوں نے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ اس possibility کو rule out نہیں کیا جا سکتا۔ تو جناب چیئرمین! اس ضمن میں میرا یہ سوال بنتا ہے۔ میں نے ٹیلی وژن اور اخبارات کا حوالہ دیا ہے۔ اس لیے یہ بے جا سوال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: منیس صاحب! آپ اپنے سوال کا جز(ج) پڑھیں، "کیا اس واقعے میں ملوث دہشت گردوں میں سے اب تک کسی کو گرفتار کیا گیا، اگر ہاں تو ان کی تعداد اور نام کیا ہیں" آپ نے تو اس واقعے میں ملوث دہشت گردوں کا پوچھا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں ضمنی سوال تو کسی قسم کا بھی کر سکتا ہوں۔

وزیر قانون : جناب چیئرمین ! معزز قائد حزب اختلاف پھر حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب پر حکومت کے حوالے سے بات نہیں ہوئی تھی' بلکہ پیپلز پارٹی کے حوالے سے بات ہوئی تھی اور انھوں نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ اس قسم کی possibility rule out نہیں کی جا سکتی۔ ہم تفتیش کے دوران تمام پہلوؤں کو زیر غور رکھیں گے۔ میں یہاں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ ان کی خدمت میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ جن خطوط پر تفتیش ہو رہی ہے اسے آگے چلنے دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت ہائی کورٹ کے کسی بھی فاضل جج سے اس وقوعہ کی تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون : جناب چیئرمین ! میں پھر عرض کروں گا کہ جب لواحقین اور متعلقہ پارٹیز تفتیش سے مطمئن ہیں تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی تو تفتیش ہو رہی ہے' ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تو اس سٹیج پر یہ تجویز کرنا کہ ہائی کورٹ کے کسی جج سے تحقیقات کروائی جائیں مناسب بات نہیں ہے۔ تفتیش مکمل ہونے پر' تفتیش کے نتائج سامنے آنے کے بعد مزید کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین ! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس مقدمے کی تفتیش کن بنیادوں پر کی جا رہی ہے؟ آیا یہ ذاتی دشمنی کی بناء پر' دہشت گردی کی بناء پر یا عدلیہ پر دباؤ ڈالنے کی بناء پر تفتیش کی جا رہی ہے؟

جناب چیئرمین : ایسا لگتا ہے کہ آج آپ سارے ضمنی سوالات لکھ کر لائے ہیں۔ جی وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب چیئرمین : تفتیش کسی ایک پہلو یا زاویے سے نہیں ہوتی۔ پولیس مختلف زاویوں' پہلوؤں پر تفتیش کر رہی ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو : جناب چیئرمین ! جس روز یہ افسوس ناک واقعہ پیش آیا' اسی روز اس ایوان میں ایک قرار داد منظور ہوئی تھی۔ اس قرار داد میں حکومت اور انتظامیہ کو مبارک باد پیش کی گئی تھی کہ محرم الحرام کے دوران امن و امان پر کنٹرول کیا گیا ہے۔ جناب والا ! کیا ایسی قرار داد لا کر اس ایوان کو مذاق نہیں بنا دیا گیا؟ کیونکہ محرم سے پہلے بھی دہشت گردی کے واقعات

ہوئے، ہم سب نے دیکھے اور اسی روز جس دن یہ قرار داد پیش کی گئی چیف جسٹس ہائی کورٹ کے بیٹے پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ تو حکومت یا انتظامیہ کو کس بات کی مبارک باد دی گئی ہے؟ یہ انتظامیہ تو اس ملک کی رسوائی کا باعث بنی ہے۔ کیا انتظامیہ کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے؟

جناب چیئرمین : وٹو صاحب ! آپ کو علم ہونا چاہیے کہ وہ قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی اور اس میں اپوزیشن بھی شامل تھی۔ کسی نے اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی تھی۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ جو کچھ وٹو صاحب نے فرمایا ہے کیا وہ اس توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلقہ سوال ہے؟

جناب چیئرمین : اس کا جواب تو میں نے دے دیا ہے کہ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ تقریباً دو سال قبل سندھ میں ایک انسداد دہشت گردی عدالت کے جج کا قتل ہوا تھا اور اس کے ملزمان گزشتہ دنوں پکڑے گئے ہیں۔ انھوں نے نشان دہی کی ہے کہ ہم نے فلاں شخصیت کے کہنے پر اس جج کا قتل کیا تھا۔ آیا اب بھی ایسی صورت حال تو نہیں کہ انھی لوگوں نے یہ حملہ کروایا ہو یا اس قتل میں بھی ان کا ہاتھ ہو۔ کیا حکومت اس کیس کی ان خطوط پر تفتیش کر رہی ہے؟

وزیر قانون : فی الحال اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

استحقاق

جناب چیئرمین : اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 44 ' رانا ثناء اللہ صاحب کی ہے۔ یہ pending چلی آ رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا ! اس پر کل چیئر نے یہ رولنگ دی تھی کہ محکمہ آج تک محرک کو مطمئن کرے گا، بصورت دیگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میرے ساتھ اب تک کسی نے رابطہ نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری) : جناب والا ! کل میں نے گزارش کی تھی کہ وزیر صاحب لاہور میں تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر صاحب کی تشریف آوری تک آپ اس کو

pending کر لیں۔ جب وزیر صاحب تشریف لائیں گے تو فاضل محرک اور منسٹر کی میٹنگ ہو جائے گی۔ اس کے بعد جو آپ فیصلہ فرمانا چاہیں فرمالیں۔

جناب چیئرمین : بخاری صاحب! چیئر کی رولنگ یہی تھی کہ اگر کل تک آپ اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیں گے تو یہ تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔ تو ٹھیک ہے' رانا صاحب کی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کمیٹی اس پر اپنی رپورٹ 30۔ جون 1999ء تک ایوانمیں پیش کرے گی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46' الحاج سردار غلام احمد خان گاڈی صاحب کی ہے۔ یہ بھی pending چلی آ رہی ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

(----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب چیئرمین! یہ تحریک استحقاق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے متعلق ہے۔ کل میں نے محرک کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ ہم نے پہلے سے ہی اس بات کا نوٹس لیا ہوا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ اسے شو کاز نوٹس دیا گیا تھا اور شو کاز نوٹس کا جواب آنے کے بعد کل میں نے آئی جی جیل خانہ جات سے بات کی تھی۔ اب اسے معطل کر دیا گیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اس کے بعد اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے کیونکہ جو کارروائی وہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے خلاف چاہتے تھے وہ ہو چکی ہے۔

سردار غلام احمد خان گاڈی : جناب والا! میں مطمئن ہوں اور میں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین ، ٹھیک ہے۔ گاڈی صاحب اسے پریس نہیں کرتے تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 47 چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے۔

اخبارات میں معزز رکن اسمبلی کی متعلق بجلی چوری کی غلط خبر کی اشاعت

چودھری صفدر شاکر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 3-2-99 کو S.D.O. واپڈا مع XEN واپڈا سرکل ماموں کانجن نے میرے پانچ مرلہ کے گھر واقع گلی صابن والی پرانی منڈی ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) میری اور میرے اہل خانہ کی غیر موجودگی میں چھاپہ مارا۔ میں صوبائی اسمبلی کے اجلاس کی وجہ سے لاہور موجود تھا۔ میرے والد صاحب اور میری اہلیہ ملتان ایک جنازے میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ گھر کے باہر لگے ہوئے میٹر اتار لیے گئے اور مورخہ 3-2-99 کو بجرم 39A / EA. تھانہ ماموں کانجن سیل ٹمپرنگ کا مقدمہ درج کرا دیا گیا۔ مقدمہ کی تفتیش حسب الحکم جناب ڈی آئی جی صاحب فیصل آباد' DSP سرکل تاندلیانوالہ چودھری مسعود احمد وڑائچ کے سپرد ہوئی۔ جنہوں نے مجھے اور واپڈا کے افسران اور اہلکاروں کو شامل تفتیش کیا۔ بعد تفتیش مقدمہ جھوٹا اور بے بنیاد پایا گیا جس کی رپورٹ اخراج بھی مرتب ہو چکی ہے۔

مورخہ 30 اپریل 1999ء روزنامہ "جنگ"، "نوائے وقت" اور دیگر اخبارات میں واپڈا کی طرف سے بجلی کی چوروں فہرست شائع کی گئی جس میں میرا نام بھی شامل تھا۔ جرم ثابت نہ ہونے پر کسی کو چور کہنا اخلاقی قدروں کے منافی ہے۔ اس میں میری شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جناب صفدر شاکر صاحب! اگر آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب چیئرمین! میں چوتھی مرتبہ صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہوا ہوں۔ آپ میرے سیاسی کردار سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آج میں اس ایوان میں ایک بات کرنا چاہوں گا جس سے اس معزز ایوان کو میرے سیاسی کردار کا پتا چلے گا کہ جب 1993ء میں مرحوم غلام حیدر وائیں صاحب کے خلاف عدم اعتماد ہوا۔ اس کے بعد یہاں پر سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہونا تھا۔ ہم 41 ممبر رہ گئے تھے' باقی تمام ممبر ہمیں چھوڑ کر حکومتی پارٹی میں شامل ہو گئے تھے۔ جس دن یہ الیکشن ہونا تھا اس دن میری والدہ محترمہ زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا تھیں اور دوسری طرف میرے قائد میاں نواز شریف صاحب کا یہ حکم تھا کہ جو ممبر بچے ہیں ان سے ایک ممبر بھی کم نہیں ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! ایک طرف میری ماں کی ممتا اور دوسری طرف میرے قائد کا حکم۔ لیکن صفدر شاکر نے اپنے قائد کے حکم کو بجا لاتے ہوئے اس دن دونوں ووٹ کاسٹ کیے۔ جب میں ووٹ

کاسٹ کرنے کے بعد اپنے گھر پہنچا تو میری والدہ محترمہ وفات پا چکی تھیں۔ یہاں اس بات کی تائید اعظم چیمہ صاحب کریں گے، ارشد لودھی صاحب کریں گے، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کریں گے، چودھری پرویز الٰہی صاحب کریں گے کہ جب یہ وہاں ماموں کانجن پہنچے تو انھوں نے اس بات کو دیکھا۔

جناب چیئرمین! آج ملک کے اندر بجلی چوری کا مسئلہ ایک تماشہ بنا ہوا ہے اور اس مسئلے کو اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ پورے کا پورا ایوان بجلی چور ہے، قومی اسمبلی کے ممبر چور ہیں۔ جناب والا! میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ بات کہتا ہوں کہ حکومت اور فوج کو لڑانے کے لیے یہ ایک منظم سازش ہے اور ایک منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس منصوبے کے پیچھے وہ لوگ ہیں، واپڈا کے وہ اہل کار ہیں جو ماہانہ لاکھوں روپیہ کماتے ہیں اور انھوں نے اس آپریشن کو ناکام بنانے کے لیے اس طرح کی سازش کی کہ اس کا رخ اراکین اسمبلی کے گھروں کی طرف موڑ دیا ہے۔ جناب والا! کیا یہ اراکین اسمبلی سو یا ہزار روپے کی بجلی چوری کرتے ہیں؟ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں ایک یونٹ کی بھی بجلی چوری پر لاکھ بار لعنت بھیجتا ہوں۔ جناب والا! میری اپنی فیکٹری ہے جہاں سال کا چار لاکھ روپے بجلی کا بل دیتا ہوں۔ میرے بجلی کے چار ٹیوب ویل ہیں جن کا میں سالانہ چھ لاکھ روپیہ بل دیتا ہوں۔ میرا پانچ مرلے کا گھر ہے جہاں دو بیڈ روم ہیں ایک ڈرائنگ روم ہے۔ وہاں پر اب جو واپڈا والوں نے چیک میٹر لگایا ہے اس میں کیا نکلا؟ پہلے ہمارا چار ہزار روپے کا بل آتا تھا لیکن اب دو ہزار روپے بل آتا ہے۔ بتائیں کہ اب واپڈا والے وہ دو ہزار روپے کہاں سے پورے کریں گے؟

جناب والا! آپ اس بات کا سختی سے نوٹس لیں کہ یہ اراکین اسمبلی کو بدنام کرنے کی منظم سازش ہو رہی ہے۔ میں وزیر اعظم پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو ان معاملات کی جانچ پڑتال کرے گی۔ لیکن اخبارات میں ہمارا نام شامل کروانا ایک بہت بڑی زیادتی ہے جبکہ تفتیش ہو چکی ہے، میں اس میں بے گناہ ہو چکا ہوں۔ ڈی ایس پی نے اس کی رپٹ لکھ دی ہے۔ تو اس کے بعد کیا جواز رہتا ہے کہ ہمارا نام اخباروں میں شائع کیا جائے؟ جناب چیئرمین! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! یہ آج ہی circulate ہوئی ہے اور ابھی مجھے اس کی کاپی ملی ہے اس لیے فی الحال میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واضح کر دیا جائے کہ یہ تحریک استحقاق کس کے خلاف ہے؟ اخبارات کے خلاف ہے ' واپڈا کے خلاف ہے یا پولیس کے خلاف ہے تا کہ اس محکمے سے اس کی رپورٹ حاصل کی جا سکے؟

جناب چیئرمین، یہ تحریک استحقاق واپڈا کے خلاف ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ محرک نے اخبارات کی بھی بات کی ہے' واپڈا کی بھی بات کی ہے اور پولیس کی بھی بات کی ہے۔ اب اگر آپ فرما رہے ہیں کہ ان کے grievances واپڈا کے متعلق ہیں تو پھر محکمہ آب پاشی اس کا جواب دے گا اور ہم آج ہی ان کو circulate کرواتے ہیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب چیئرمین! اس میں اخبارات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اخبارات کو تو جو پیچھے سے آتا ہے وہ انھوں نے شائع کرنا ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ واپڈا والوں نے اخبارات کو یہ لسٹ بھجوائی ہے۔ تو انھوں نے کس جواز پر یہ لسٹ بھجوائی ہے جب کہ وہاں پر تفتیش ہو چکی ہے اور ڈی ایس پی نے اخراج رپورٹ بھی لکھ دی ہے کہ مقدمہ بے بنیاد ہے۔ اس کے بعد اس بات کا کیا جواز ہے؟

جناب چیئرمین، صفدر شاکر صاحب! اصل میں یہ لسٹ واپڈا نے بھی اخبارات کو نہیں دی بلکہ گوہر ایوب صاحب نے سینٹ کے ایوان میں پیش کی ہے اور اس سلسلے میں جناب وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جس میں تمام متعلقہ پارلیمنٹیرین جن کا اس لسٹ میں نام شامل ہے۔ وہ اپنا اپنا کیس کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے۔

چودھری صفدر شاکر، جناب چیئرمین! آپ ایکسیئن اور ایس ڈی او کو اسمبلی میں بلا سکتے ہیں۔ وہ یہاں آ کر بیان دیں گے کہ انھوں نے کس بنیاد پر ایسا کیا ہے؟

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ چونکہ انھیں آج اس کی کاپی ملی ہے۔

چودھری صفدر شاکر، تو ٹھیک ہے آپ اسے pending کر لیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی اسے pending کر لیں۔

جناب چیئرمین: اسے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 29 سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب کی ہے یہ آج کے لیے pending تھی۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! کل اس سلسلے میں جناب سپیکر نے حکم دیا تھا کہ بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیا جائے۔ تو میں نے متعلقہ ڈی ایس پی کو صبح نو بجے کا ٹائم دیا تھا لیکن اس کی ہائی کورٹ میں حاضری تھی۔ متعلقہ ڈی ایس پی نے ہائی کورٹ سے ہمارے آفس میں رابطہ کیا اور کہا کہ میں ہائی کورٹ میں حاضری لگوا کر واپس آجاؤں گا۔ اب اس وقت وہ ڈی ایس پی میرے کمرے میں موجود ہیں۔ جیسے ہی اجلاس ختم ہوتا ہے میں معزز رکن کو ساتھ لے کر اس معاملے کو sort out کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔ جی شاہ صاحب!

سید ذیشان الہیٰ: جناب والا! آدھا سامان واپس کر کے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ واقعی اس نے وہاں پر چوری کی ہے اور ظلم کیا ہے۔ آپ نے اسے مؤخر کر دیا ہے شکریہ۔ اس کے بعد اس کا فیصلہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ دوسری تحریک التوائے کار جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ اس کو بھی مؤخر کیا گیا تھا۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! یہ وزیر تعلیم کے لیے مؤخر ہوئی تھی' انھوں نے اس کا جواب دینا تھا۔

جناب چیئرمین: درست ہے۔ یہ کل 5 تاریخ تک کے لیے مؤخر ہے۔ اس کے بعد میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 39 ہے۔

وزیراعلیٰ کے احکام کے برعکس پنجاب کی آبادیوں کے مکینوں سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی (----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت): جناب چیئرمین! فنانس ایکٹ مجریہ 1997ء کے تحت پنجاب کی نوٹیفائیڈ کچی آبادیوں میں خود رہائشی پانچ مرلہ تک کے ایک مکان کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا

گیا ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے اہل کاران کو واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ ان نوٹیفائیڈ کچی آبادیوں کے مستثنیٰ شدہ مکینوں سے پراپرٹی ٹیکس وصول نہ کریں۔ ان ہدایات پر سختی سے عمل درآمد کروایا جا رہا ہے۔ اس لیے اضطراب پیدا ہونے کی کوئی گنجائش نہ ہے۔ تاہم اگر معزز رکن کے علم میں اگر کوئی ایسا علاقہ ہے تو محکمے کو اس بارے میں مطلع فرمائیں تاکہ قانون کے مطابق کارروائی ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس سیکرٹری ایکسائز تشریف لائے تھے اور ان سے بھی میں نے بات کی ہے۔ اس میں ابہام یہ ہے کہ بعض جگہوں پر کچی آبادیاں موجود ہیں لیکن وہ ڈپٹی کمشنر' ڈی جی کچی آبادی' ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نوٹیفائیڈ نہیں ہیں۔ محکمہ ایکسائز ان کو کچی آبادی تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن جہاں پر کچے مکان ہوں غریب لوگ رہائش پذیر ہوں تو تصور یہ کر لیا جاتا ہے کہ یہ کچی آبادی ہے۔ لہٰذا ٹیکس سے استثناء کے لیے یہ ضروری ہے کہ نوٹیفائیڈ کچی آبادی ہونا چاہیے۔ پھر جناب چیئرمین! اس کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ وہاں پر ایک ایسا مکان جس میں مالک خود رہائش پذیر ہو اور وہ پانچ مرلے سے زیادہ بھی نہ ہو۔ وہ اس مد میں مستثنیٰ ہے۔ اگر کسی نے پانچ مرلے کا مکان بنا کر اس کو کرایہ پر دے دیا ہو تو اس پر بھی ٹیکس لگے گا۔ اس لیے میری محرک سے یہ استدعا ہے کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے جہاں پر نوٹیفائیڈ کچی آبادی ہے' مکانات بھی پانچ مرلے سے کم ہیں اور ان سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے تو اس صورت میں محکمہ کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو محرک اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں ان سے بات کر لیتا ہوں اور جو حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو گی۔

میاں عبدالستار (پی پی- 234): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ رحیم یار خان کی 22 آبادیاں نوٹیفائیڈ ہیں جہاں پر یہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب اس کی انکوائری کروالیں۔ ان 22 آبادیوں میں ٹیکس کی وصولی جاری ہے اور وہ نوٹیفائیڈ بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: مکان بھی پانچ مرلے سے کم ہیں اور خود رہائش پذیر ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب والا سیکرٹری صاحب خود دیکھ لیں اور اس کی انکوائری کروالیں۔

میاں امتیاز احمد: جناب والا! رحیم یار خان شہر میرا حلقہ بھی ہے۔ مجھے بھی اس بات کا پتا ہے جیسا کہ میاں عبدالستار صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ وہاں پر 22 کچی آبادیاں ہیں اور وہاں سے پراپرٹی

ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ان غریبوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ میں سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں یہ بات پہلے بھی لا چکا ہوں اور اب ایوان کے فلور پر یہ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر زیادتی ہو رہی ہے۔ وہاں پر انکوائری کروا کر ان غریبوں کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب چیئرمین! جس طرح معزز رکن فرما رہے ہیں اور ہمارے یہ بھائی پولیٹیکل سیکرٹری بھی ہیں ہم ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بناتے ہیں جو اس سارے معاملے کی چھان بین کرے۔ جو آبادی اس criteria میں آتی ہے اور اس کے باوجود ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے تو کارروائی کی جائے گی۔ اس لیے ہم ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بناتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اگر کسی اور معزز رکن کی نوٹیفائیڈ کچی آبادی میں ٹیکس لیا جا رہا ہے تو وہ بھی اس کمیٹی سے رابطہ کر سکتا ہے۔

وزیر قانون، ان کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب چیئرمین، اس میں سیکرٹری ایکسائز بھی شامل ہوں گے۔

وزیر قانون، میاں عبدالستار صاحب کو ممبر رکھ لیتے ہیں اور محکمے کی طرف سے ڈائرکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ہو جائیں گے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بھی رکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اب اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔ نمبر 5۔ یہ بھی آج کے لیے مؤخر تھی۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین اس سلسلے میں میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ متعلقہ محکمے کے اہلکار جو ہیں ان کو بلایا جائے گا۔ آج متعلقہ اہل کار آئے تھے لیکن معزز رکن خود ہی تشریف نہیں لائے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کو dispose of فرما دیا جائے۔ محکمے نے یہ یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ وہ جلد اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے لیکن اگر معزز رکن نہیں ہیں تو پھر میں استدعا کروں گا کہ اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب آ گئے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا یہ اب تشریف لائے ہیں میں صبح نو بجے سے ان کا انتظار کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہاں آج حاجی صاحب لیٹ آئے ہیں۔ حاجی صاحب آپ اجلاس کے بعد وزیر قانون

سے رابطہ کر لیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! ٹھیک ہے میں اجلاس کے بعد مل لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اس کو disposed of تصور کیا جائے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! جب تک معاملہ حل نہیں ہو جاتا اس کو موخر رکھیں۔ کیونکہ یہ تو کب کا معاملہ ہے' وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا ہے تب بھی نہیں ہوا۔ وزیر قانون صاحب یا تو یقین دہانی کروادیں کہ یہ کام ہو جائے گا یا پھر اسے کل تک کے لیے موخر کر دیں۔ اگر میری تسلی ہو جائے گی یا مجھے یقین دہانی ہو جائے گی پھر اسے dispose of کر دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میرا مقصد یہ ہے کہ معزز رکن کا کام ہونا چاہیے اور اگر ان کی تسلی تحریک کو موخر کروانے سے ہوتی ہے تو موخر کر دیں۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان کو یقین دہانی کروا دیں۔

وزیر قانون، جناب والا وہ تو محکمے نے کروانی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو موخر کر دیں۔ محکمے سے ان کی میٹنگ ہو جائے گی اس کے بعد اس کو dispose of کر دیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم سے بڑا حکم تو اور کوئی نہیں ہے۔ ہر محکمے پر ان کا حکم لاگو ہوتا ہے لیکن آج سوا سال ہو چکا ہے لیکن اس پر ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ حاجی صاحب! اس کو پھر موخر کر دیتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک جناب چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے نمبر 7۔

تاندلیانوالہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں طبی سہولتوں کا فقدان

چودھری صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اورفوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تاندلیانوالہ (ضلع فیصل آباد) کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی تحصیل ہیڈ کوارٹر

ہسپتال کی بلڈنگ عملہ کی تعیناتی اور مریضوں کو طبی سہولتیں فراہم نہ ہونے کی وجہ سے بے کار پڑی ہے۔ حکومت کے کروڑوں روپے سے تیار ہونے والا یہ منصوبہ عوامی فائدے کی بجائے عوام کے لیے بے چینی اور اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کیلئے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر صحت، (راجہ اشفاق سرور)، جناب والا چالیس بستروں پر مشتمل تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیاں والہ کی ڈویلپمنٹ سکیم تقریباً ساڑھے 26 ملین روپے سے سال 95-1994ء میں شروع ہوئی۔ جو اُس سال revised ہونے کے بعد تقریباً ساڑھے اکتیس ملین روپے کی منظور ہوئی ہے۔ رواں مالی سال کے دوران مارچ 1999ء تک 21 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ہسپتال کی مین بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ بجلی اور میٹر لگانے کے لیے ڈیمانڈ نوٹ واپڈا کو جمع کروا دیا گیا ہے اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو بقیہ کام جلد ختم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ بنیادی سہولت مثلاً پانی بجلی اور سینٹری فٹنگ کے مکمل ہونے پر محکمہ صحت اس ہسپتال کو بالا تاخیر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے take over کر لے گا۔ اور عملہ کی تعیناتی اور مریضوں کو طبی سہولت کے اجراء کا بندوبست فوراً کر دیا جائے گا۔ اس یقین دہانی کے بعد میں امید کروں گا کہ ہمارے فاضل رکن اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیں گے۔ اور میں خود یقینی بناؤں گا کہ یہ سارا کام جلد از جلد مکمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک چودھری صفدر شاکر صاحب۔

چودھری صفدر شاکر، جناب چیئرمین! ہمارے وزیر صحت نے اتنے اچھے الفاظ میں اس بات کا یقین دلایا ہے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 بھی چودھری صفدر شاکر کی ہے۔

نہروں اور سڑکوں پر لگائے گئے سرکاری درختوں کی چوری

جناب محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں نہروں اور سڑکات پر جو سرکاری درخت لگے ہوئے ہیں۔ ان میں لاکھوں روپے مالیت کے درخت

سوکھ کر ضائع ہو رہے ہیں۔ ان درختوں کو محکمہ جنگلات کے اہل کار راتوں رات کاٹ کر چوری کر رہے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جن کے گرد و نواح میں یہ درخت واقع ہیں چوری کر رہے ہیں۔ چوری سے حکومت پنجاب کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک مذکورہ اہم مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! وزیر جنگلات اس کا جواب دیں گے۔ لیکن وہ اس وفد کے ساتھ مصروف ہیں جو وفد اس سپیکر کے ساتھ کمیٹی روم میں ہے۔ میری استدعا ہو گی کہ اس کو کل تک کے لیے pend فرمالیں اور کوئی دوسری take up کرلیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 9 بھی آپ ہی کی ہے۔

ماموں کانجن میں سیوریج سسٹم کی تکمیل میں حائل رکاوٹیں

چودھری صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی آبادی طارق کالونی جس میں عرصہ تین سال سے صوبائی حکومت کے فراہم کردہ لاکھوں روپے کے فنڈ سے سیوریج کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن عوامی فلاح کا یہ منصوبہ محکمہ کے عملہ کی انتہائی غفلت سے تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ شہر کا گندہ پانی نقاص نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے مکانوں میں داخل ہو رہا ہے۔ بچیوں کے مڈل سکول کے سامنے بہت بڑا گندے پانی کا جوہڑ بن چکا ہے۔ جس کی بدبو سے بچیوں کا حصول تعلیم مشکل ہو گیا ہے۔ گرد و نواح کا تمام علاقہ بڑی پریشانی کا شکار ہے۔ حکومت کا لاکھوں روپے سے تیار ہونے والا یہ منصوبہ عوامی فائدے کی بجائے عوام کے لیے بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، راجہ اشفاق سرور صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟ آپ کے محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! ڈریج سکیم طارق کالونی ماموں کانجن 95-1994ء میں بطور دیہی سکیم شروع ہوئی۔ 96-1995ء میں دیہی سکیم اربن سکیم میں تبدیل ہو گئی۔ اس سکیم پر تمام کام ماسوائے ریلوے کراسنگ جون 98-1997ء میں مکمل ہو گیا۔ اگرچہ محکمہ نے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری 1328 مورخہ 16-3-95 برائے سیوریج پائپ ریلوے کراسنگ اجازت مانگی۔ لیکن کافی خط کتابت کے بعد ریلوے ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبری 213-B-94-12WC5 مورخہ 29-9-98 کو ریلوے کراسنگ کی اجازت دی جو کام محکمہ نے فوری طور پر مکمل کر لیا۔ دریں اثناء محکمہ نے بجلی کا کنکشن حاصل کرنے کے لیے واپڈا کو بذریعہ چٹھی نمبر 44B مورخہ 19-3-98 کو لکھا اور کنکشن کے حصول کے لیے مبلغ ایک لاکھ 47ہزار 8 سو 9 روپے مورخہ 13-8-98 کو جمع کرا دیے۔ واپڈا نے اس کے بعد وائرنگ کی ٹیسٹ رپورٹ مانگی جو 19-12-98 کو جمع کروا دی گئی۔ اس کے باوجود ابھی تک کنکشن نہیں دیا گیا۔ واپڈا نے جونہی کنکشن مکمل کروایا سکیم فوری طور پر چالو کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ جو حقائق میں نے بیان کیے ہیں ۔ ان کے مطابق محکمہ متعلقہ جو ہے اس کی کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ جو بھی ان کے ذمے کام لگایا جاتا رہا ہے انھوں نے کر دیا ہے۔ ریلوے سے بھی انھوں نے رابطہ کیا۔ اس obstruction کو بھی انھوں نے دور کیا۔ اس کے بعد واپڈا کو بھی انھوں نے پیسے جمع کروا دیے۔ ٹیسٹ رپورٹ بھی دے دی۔ اب واپڈا نے کنکشن دینا ہے۔ جس طرح آپ حکم دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ جلد سے جلد کنکشن حاصل کیا جائے تاکہ اس سکیم کو چالو کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین، صفدر شاکر صاحب! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب محمد صفدر شاکر، جناب والا! میں نے یہ تحریک التوائے کار تیسری مرتبہ اسمبلی میں پیش کی ہے اور آج اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو افسران بیٹھے ہیں یہ لکھ کر بھیج دیتے ہیں کہ جناب' یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔ اصل میں یہ محکمے کی نااہلی کی وجہ ہے کہ تیسری دفعہ ہمیں یہاں تحریک التوائے کار پیش کرنی پڑ رہی ہے۔ ہر دفعہ تھوڑا سا کام شروع ہوتا ہے پھر وہیں پر رک جاتا ہے۔ اگر لائنسٹر پوری ذمہ داری سے یہ مہربانی فرمائیں کہ یہاں پر کوئی تاریخ مقرر کر دیں کہ اتنی تاریخ کے اندر اندر وہ کام چالو ہو جائے گا۔ بس ان کا تھوڑا سا حکم جانا ہے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ بہرحال' میں ان کی یقین دہانی سے مطمئن ہوں۔ ساتھ یہ بھی

درخواست کرتا ہوں کہ یہ اس پر حکم جاری فرمائیں۔

جناب چیئرمین، چونکہ اس میں دوسرے محکمہ جات شامل ہیں ان کے لیے تاریخ fix کرنا مشکل ہو گا۔ لیکن انھوں نے یقین دہانی کروا دی ہے۔ کیوں جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جی میں یقین دہانی کرواتا ہوں۔

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرا دی۔ تو اب صفدر شاکر صاحب اس تحریک کو پریس نہیں کرتے۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 10 چودھری صفدر شاکر صاحب کی ہے۔

ماموں کانجن ہاؤسنگ سوسائٹی کے مسائل

جناب محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ۔

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں لاکھوں روپے کی لاگت سے ہاؤسنگ کالونی کا منصوبہ تیار ہو چکا ہے۔ لیکن محکمے کی نااہلی کی وجہ سے یہ منصوبہ تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ سڑکیں ٹوٹ رہی ہیں۔ بجلی کی تاریں اور ٹرانسفارمر اتارے جا چکے ہیں۔ حکومت کا لاکھوں روپے سے تیار ہونے والا یہ منصوبہ عوامی فائدے کی بجائے عوام کے لیے بے چینی اور اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومت منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! ایریا ڈویلپمنٹ سکیم ماموں کانجن 85-1984ء میں شروع کی گئی۔ بجلی کی فیڈر لائن اس وقت تمام ترقیاتی کام بشمول سڑکات مکمل ہے۔ اندرون سکیم ٹرانسفارمر اور تار چوری ہوئی جس کی باقاعدہ ایف آر نمبر 343 مورخہ 3-9-1997 زیر دفعہ 379/411 ت پ درج کروائی گئی۔ سامان برآمد ہو چکا ہے۔ جہاں تک فیڈر لائن کا تعلق ہے۔ اس کا ٹھیکیدار کے ساتھ تنازع چل رہا ہے۔ ٹھیکیدار کی کوتاہی کی وجہ سے ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا تھا۔ اس منسوخی کے خلاف ٹھیکیدار نے حکم

اقتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ آئندہ تاریخ 11 مئی 1999 مقرر ہے۔ اس رواں کام میں بھی تار چوری ہوئی۔ اگرچہ اس کی دیکھ بھال ٹھیکیدار کی ذمے داری تھی پھر بھی محکمہ نے چٹھی نمبری 150 مورخہ 23 فروری 1998ء ایس ایچ او ماموں کانجن کو اس بارے میں مطلع کر دیا۔ تار فی الحال برآمد نہ ہوئی ہے۔ فیڈر لائن کا کام حکم اقتناعی خارج ہونے کے بعد ٹھیکیدار کے risk and cost پر مکمل کروایا جائے گا۔ بعد ازاں اشتہار اخبار مورخہ 97-10-23, 5-6-96 اور 19-3-1999 کو بمطابق پالیسی سکیم ہذا کے پلاٹوں کی نیلامی کے لیے تاریخیں مقرر ہوئیں۔ مگر عوام نے نیلامی کا بائیکاٹ کیا۔ اور نرخ کم کر کے محکمہ کے ترقیاتی اخراجات جو تقریباً 8 ہزار روپے فی مرلہ بنتے ہیں' کے حساب سے پلاٹ الاٹ کرنے کا مطالبہ کیا جب کہ نیلامی کے لیے سرکاری بولی برائے رہائشی پلاٹ مبلغ 10 ہزار روپے فی مرلہ اور کمرشل پلاٹ کے لیے مبلغ 15 ہزار روپے فی مرلہ مقرر کی گئی تھی۔ عوام کا مطالبہ پورا کرنا موجودہ حکومت کی پالیسی کے تحت ممکن نہ ہے کیوں کہ محکمہ پالیسی کے تحت پلاٹ نیلام کرنے کا پابند ہے تاہم نیلامی کے لیے سرکاری بولی کم کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی سے رجوع کیا جا رہا ہے۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! ہاؤسنگ کالونی ماموں کانجن کے منصوبے کے بارے میں جس طرح کہ محترم وزیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کا ریٹ کم کرنے کے لیے کمیٹی سے رجوع کر رہے ہیں اور یہی ایک واحد حل ہے' اگر یہ نہ ہوا تو یہ لاکھوں روپے کا منصوبہ ضائع ہو جائے گا۔ تو میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس مسئلے پہ خصوصی شفقت فرمائیں اور کمیٹی کو یہ refer فرمائیں کہ اس کا ریٹ اتنا رکھیں کہ علاقے کے عوام اس کو برداشت کر لیں۔ لوگ پہلے ہی مہنگائی کے مارے ہوئے ہیں' لوگوں کے پاس تو پیسہ ہی نہیں ہے۔ تو اس منصوبے کو کامیاب کرنے کے لیے اس کے ریٹ کو کم کیا جائے تاکہ یہ منصوبہ مکمل ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ تحریک التوائے کار نمبر 11 چودھری محمد صفدر شاکر۔

تاندلیانوالہ میں پانی کے نکاس کے منصوبے کی تکمیل میں حائل رکاوٹیں

چودھری صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں لاکھوں روپے کی لاگت سے شروع ہونے والے گندے پانی کے نکاس کا منصوبہ محکمہ کی نااہلی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ شہر کا گندہ پانی نکاس نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں داخل ہو رہا ہے۔ گندے پانی کی بو سے شہریوں کا جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ حکومت کے لاکھوں روپے سے تیار ہونے والا یہ عوامی منصوبہ فائدے کی بجائے عوام کے لیے بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لاہ منشر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ منصوبہ برائے نکاس آب تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد مبلغ 110.25 لاکھ روپے کے تخمینہ 95-1994ء میں بطور اربن سکیم شروع ہوا جو کہ ایک عدد ڈسپوزل ورکس اور 9 انچ سے لے کر 30 انچ قطر کے 28,833 فٹ لمبائی پائپ پر مشتمل ہے جس میں سے 19,781 فٹ پائپ اور ڈسپوزل ورکس سے کام تقریباً 80 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ حکومت کی جانب سے پورے فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے بقیہ کام ہونا باقی ہے۔ اب تک 95-1994ء سے 98-1997ء تک 84.60 لاکھ روپے مہیا کیے گئے ہیں جب کہ مبلغ 41.63 لاکھ روپے مہیا کرنے باقی ہیں۔ حال ہی میں سیکرٹری ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ نے اس سکیم کے لیے 15 لاکھ روپے مختص کیے ہیں تاہم فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز جاری ہونے کا انتظار ہے جس سے مزید کچھ کام ہو جائے گا۔ اس کے باوجود 26 لاکھ روپے اس سکیم کو مکمل کرنے کے لیے مزید درکار ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں محکمے نے جو جواب دیا ہے اس سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ منصوبہ فنڈز کی کمیابی کے باعث نامکمل ہے۔ ابھی حال ہی میں اس کے لیے جو 15 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ابھی وہ بھی ریلیز نہیں ہوئے اس لیے میں محرک کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو اس 15 لاکھ کی ریلیز کے لیے محکمہ' فنانس ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کر رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی مالی سال کے دوران یہ ریلیز کروائے جائیں گے اور ان کو خرچ بھی کیا جائے گا۔ لیکن جہاں تک مبلغ 26 لاکھ روپے مزید جو ہمیں درکار ہیں اس کے لیے محکمہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے علیحدہ مطالبہ کر رہا ہے کہ کم از کم یہ ہمیں اگلے مالی سال میں دے دیے جائیں تاکہ اس منصوبے کو مکمل کیا جا سکے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر ہمیں یہ فنڈز مل گئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو مکمل کر لیا جائے گا۔

میں معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ وہ بھی اس سلسلے میں محکمے کی تھوڑی سی معاونت کریں اور پی اینڈ ڈی سے رابطہ کریں اور میں منسٹر پی اینڈ ڈی کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ وہ بھی ensure کریں کہ اس کے لیے فنڈز لیے جائیں تاکہ یہ منصوبہ جلد سے جلد مکمل ہو جائے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

چودھری صفدر شاکر: ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 چودھری محمد صفدر شاکر۔

راجباہوں پر پانی نہ پہنچنے سے کاشت کاروں کو مشکلات کا سامنا

چودھری صفدر شاکر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راجباہ ٹیل کلیانوالہ' راجباہ بھوجہ چک نمبر 509 گ ب اور راجباہ بھوجہ مائنر فور ٹیل چک نمبر 506 گ ب جو برانچ ڈویژن فیصل آباد میں شامل ہے ان تینوں راجباہوں میں تقریباً 30 دیہات واقع ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے نہری پانی نہ پہنچنے سے غریب کاشت کار سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ صرف حالیہ بھل صفائی کے بعد چند دن نہری پانی ان ٹیلوں تک پہنچا ہے لیکن اب پھر نہری پانی آنا بند ہو گیا ہے۔ محکمہ کے اہل کاروں کی ملی بھگت سے موگوں کو توڑ دیا گیا ہے اور نہری پانی کی چوری دیدہ دلیری سے ہو رہی ہے۔ ٹیل پر نہری پانی نہ پہنچنے سے غریب کاشت کاروں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو روک کر مذکورہ اہم مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' پارلیمانی سیکرٹری ارگیشن۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: (سردار محسن عطا خان کھوسہ)، یہ درست ہے کہ چکوک واقع راجباہ ہائے کلیانوالہ' بھوجہ اور مائنر نمبر فور گزشتہ سالوں میں واقعی پانی کی کمی کا شکار رہے۔ امسال ماہ فروری میں دوران سالانہ بندی اور بھل صفائی 71 عدد موگہ جات مطابق منظور شدہ سائز درست کیے گئے۔ نتیجتاً اب مذکورہ راجباہان کی ٹیلوں تک منظور شدہ مقدار میں پانی پہنچ رہا ہے۔ جس کو عوام نے' مورخہ 05-04-99 کو بمقام کھلی کچہری جناب وزیر آبپاشی چودھری اقبال صاحب تشریف

لے گئے تھے، تسلیم کیا کہ پانی ان کے پاس ٹیلوں تک پہنچ رہا ہے۔ جہاں تک پانی کی چوری یا غیر قانونی موگہ جات یا ٹمپرنگ کا تعلق ہے تو اس کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا اگر آپ اس تحریک کو کل کے لیے پینڈنگ کر لیں۔ میں نے اس پر جو سٹیٹمنٹ دینی ہے اس پر 10/15 منٹ کا ٹائم لگے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کیا کر رہے ہیں اس میں سٹیٹمنٹ تو ہوتی ہی نہیں۔

چودھری صفدر شاکر، میں نے اس پہ تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ کیسے؟ تحریک التوائے کار تو یہی ہوتی ہے کہ آپ نے پڑھ دی اور انہوں نے جواب دے دیا۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ جس بات سے مطمئن نہیں ہیں آپ بتا دیں ان سے بات کر لیتے ہیں کہ آپ سے بات کر لیں۔ اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ یا سٹیٹمنٹ تو ہوتی نہیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ-----

(اس مرحلے پر ویسٹ بنگال انڈیا سے آیا ہوا ڈیلیگیشن سپیکر لابی میں داخل ہوا)

سپیکرز باکس میں سپیکر ویسٹ بنگال اسمبلی (انڈیا) اور ان کے وفد کی آمد پر خیر مقدم

جناب قائم مقام سپیکر، ہم اپنے نہایت ہی محترم مہمان سپیکر ویسٹ بنگال اسمبلی انڈیا کی زیر قیادت آئے ہوئے ڈیلیگیشن کا، جو اس وقت ہماری لابی میں موجود ہے، استقبال کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں۔

(معزز ممبران نے ڈیسک بجا کر ڈیلیگیشن کا استقبال کیا)

شاکر صاحب! آپ جس بات سے مطمئن نہیں ہیں ان سے بیٹھ کر بات کر لیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں اس پہ ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج میرے پنجاب کا غریب کاشت کار اتنی سخت مشکلات کا شکار ہے اور نہری پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس کی زندگی ابتر ہو

رہی ہے۔ بجلی کے ریٹ اتنے زیادہ ہیں' فلیٹ ریٹ ختم کر دیا گیا ہے اور یہ نہری پانی کا مسئلہ بھی حل نہ ہو تو وہ بے چارے کہاں جائیں؟ تو میں آج اس ایوان کے توسط سے جناب وزیراعظم پاکستان سے یہ ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی زرعی ترقی اور غریب کسان کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے خدارا! فلیٹ ریٹ بحال کر دیے جائیں۔ اگر فلیٹ ریٹ بحال نہ ہوئے تو خدا کی قسم' پنجاب کے زمین دار میں اتنی سکت نہیں کہ وہ اپنے بجلی کے ٹیوب ویل کا بل ادا کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ یہ dispose of ہوئی۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 13 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

گرلز ہائیر سیکنڈری سکول 721 گ ب کو اپ گریڈ کرنے کے لیے فنڈز کی تخصیص

سردار سعید انور، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں واقع گرلز ہائر سیکنڈری سکول 721 گ ب' اپ گریڈ کیے جانے کا بجٹ میں اعلان ہوا تھا مگر محکمہ خزانہ کی غلطی سے ADP میں صرف ہائر سیکنڈری سکول 721 گ ب تحصیل کمالیہ چھپ گیا۔ اس منصوبہ کے لیے رقم بھی مختص کر دی گئی تھی۔ میں نے بجٹ سیشن کے فوری بعد اس کی نشان دہی بھی کر دی تھی۔ کمشنر فیصل آباد نے بھی اپنے مراسلے کے ذریعے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے نام کی درستی کی درخواست کی مگر محکمہ نے بجائے اس کے کہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے نام درست کر دیتے۔ منصوبہ ہی ختم کر دیا ہے اور فنڈز بھی واپس لے لیے ہیں۔ اس سے نہ صرف ہماری اتنی محنت رائیگاں جا رہی ہے' بلکہ علاقے میں مایوسی اور بے چینی اور ہماری بدنامی ہو رہی ہے۔ استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! سردار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 13 اور ایک 19 نمبر بھی ہے۔ میں ان کو ٹیکنیکلی تو نہیں لوں گا لیکن میں نے سردار صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ کچھ محکمے کی غلطی ہے' کچھ pen mistake ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں اس کو redress کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تو میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ اس میں کچھ تو محکمانہ طور پر تاخیر ہو گئی اور کچھ pen mistake ہو گئی۔ دو تحریکیں ہیں۔ اگر

اجازت دیں تو دونوں کو take up کر لیا جائے۔

یہ 19 نمبر تحریک التوائے کار میچنگ گرانٹ کے بارے میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ، جناب والا! اس میں کچھ ٹیکنیکل پالیسی کے تحت ہم نے چند ایک سکیموں کو cap کیا ہوا ہے۔ اور اس پر پالیسی کے تحت uncap کر رہے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی یہ سکیم اس ADP میں ان شاء اللہ شامل ہو گی۔

دوسری بات میچنگ گرانٹ کی ہے۔ آپ کو پہلے ہی بہتر طور پر علم ہے کہ جب یہ سکیم شروع کی گئی تو اس میں اتنا رش نہیں تھا۔ جونہی اس کو float کیا گیا تو ممبران اسمبلی کی طرف سے اس پر رش ہوا اور اس کے بعد ہمیں اس کو کسی سسٹم کے تحت لانا پڑا اور اس میں پھر فارمولا طے کیا گیا کہ ہم ڈسٹرکٹ کونسل کو میونسپل کمیٹی کو ایک کروڑ کے برابر رقم دیں گے۔ جہاں تک ٹاؤن کمیٹی کا تعلق ہو گا اس کو ہم گورنمنٹ کی طرف سے پچاس لاکھ contribute کریں گے۔ جونہی رش بڑھا تو اس میں ان کی جو اطلاع ڈی سی کی طرف سے آئی تھی کہ انھوں نے اپنا حصہ داخل کرا دیا ہے' اس میں دیر ہوئی۔ تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جن ممبران اسمبلی کے میچنگ گرانٹ کے منصوبے pending ہو گئے ہیں وہ priority کے تحت نمبر 1 پر ان شاء اللہ ہم شامل کر کے اس سال ان کو مکمل کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں جناب وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔ انھوں نے مجھ سے 721 گ ب کے سکول کے بارے میں وعدہ فرما لیا ہے۔ لیکن ایک درخواست آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف ایک لفظ " گرلز" کا لکھنا تھا اور اس کے لیے ایک سال لگ گیا۔ یہ محکمے کے افسر کیا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے بھی اور آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ محکمانہ افسروں کو کو اتنی ڈھیل نہ دیں۔ ہمارے گریبان تک لوگوں کے ہاتھ تو پڑتے ہیں' یہ مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ دونوں dispose of ہوئیں۔ جی' بٹ صاحب!

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

"سوال نمبر 3679 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان' ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک توسیع کر دی جائے"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"سوال نمبر 3679 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان' ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میں تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عبدالستار' پی پی 234 ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک پیش ہو گئی۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور' ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور' ایم پی اے کے بارے میں

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں
مورخہ 10 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک مواعید نمبر 3 پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص ایم پی اے کے بارے میں
مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ
10 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"تحریک مواعید نمبر 3 پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص، ایم پی اے کے بارے میں
مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں
مورخہ 10 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری سعید احمد، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"مسودہ قانون ترمیم پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت
1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ
برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون 1999ء
تک توسیع کر دی جائے"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"مسودہ قانون ترمیم پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت
1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ
برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون 1999ء

تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

سید اختر حسین رضوی: جناب سپیکر!

میں مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں،

1۔ تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1998ء پیش کردہ جناب امتیاز احمد لالی، ایم پی اے۔

2۔ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق، ایم پی اے۔

3۔ تحریک استحقاق نمبر 37 بابت 1998ء پیش کردہ سید مسعود عالم شاہ، ایم پی اے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید اختر حسین رضوی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10۔ جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

1۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے۔

2۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری، ایم پی اے۔

3۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری اعظم چیمہ، ایم پی اے۔

4۔ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری، پارلیمانی سیکرٹری برائے ایجوکیشن۔

5۔ تحریک استحقاق نمبر 33 بابت 1998ء پیش کردہ میاں انتصار حسین بھٹی، ایم پی اے۔

6۔ تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں ثاقب خورشید، پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔

7۔ تحریک استحقاق نمبر 41 بابت 1999ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

1۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے۔

2۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری، ایم پی اے۔

3۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری اعظم چیمہ، ایم پی اے۔

4۔ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری، پارلیمانی سیکرٹری برائے ایجوکیشن۔

5۔ تحریک استحقاق نمبر 33 بابت 1998ء پیش کردہ میاں انتصار حسین بھٹی، ایم پی اے۔

6۔ تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں ثاقب خورشید، پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔

7۔ تحریک استحقاق نمبر 41 بابت 1999ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قراردادیں

تحصیل چنیوٹ میں ایلیمنٹری کالج برائے خواتین کا اجراء

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے پاس قرار داد ہے اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلے مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تحصیل چنیوٹ جو کہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے اس میں ایلیمنٹری کالج برائے خواتین کا اجراء کیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اس ایوان کی رائے ہے کہ

"تحصیل چنیوٹ جو کہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے اس میں ایلمنٹری کالج برائے خواتین کا اجراء کیا جائے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں اس کی وضاحت میں کچھ گزارش کر سکوں گا

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی قرارداد کو oppose کیا گیا ہے آپ فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ لڑکوں کا ایلیمنٹری کالج آٹھ دس سال سے وہاں چل رہا ہے۔ لڑکوں کی بجائے بچیوں کے لیے زیادہ پریشانی اور تکلیف ہے کہ چنیوٹ، بھوانہ اور اس ساری تحصیل میں 11 سے زیادہ لڑکیوں کے ہائی سکول ہیں۔ ان کو کمالیہ کا دور دراز سفر کرنا پڑتا ہے تو لڑکوں کی بجائے ان لڑکیوں کے لیے اس کالج کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ بہت بڑا علاقہ ہے اور 11 سے زیادہ سکول ہیں اور بچیاں اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والی اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ میں نے جناب سیکرٹری صاحب سے درخواست کی ہے کہ ان کا علاقہ حافظ آباد بھی اسی علاقے میں آتا ہے وہاں حافظ آباد اور پنڈی بھٹیاں کی بچیاں بھی دور دراز جاتی ہیں اگر یہاں لڑکوں کے کالج کی طرح لڑکیوں کا کالج بن جائے تو پورا علاقہ اس سے مستفید ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری): شکریہ، جناب محترم! ایک نئے کالج

کے قیام پہ تقریباً تین کروڑ روپے خرچ آتا ہے اور اس وقت پنجاب میں دس ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج کام کر رہے ہیں۔ اوسطاً ہر ڈویژن میں ایک اور ان کی ڈویژن ایک کمایہ میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں عرض کر رہا تھا کہ ضلع جھنگ کے لیے کمایہ میں 82 سیٹیں مختص ہیں لیکن حسن اتفاق کہ جھنگ سے کل 57 درخواستیں وصول ہوئیں جن میں جس جگہ فاضل محرک مطالبہ فرما رہے ہیں۔ چنیوٹ سے داخلہ کے لیے کل 7 درخواستیں آئیں اور سات کی سات ہی قبول کرلی گئیں اور جھنگ میں جتنی سیٹیں ہم نے مختص کی تھیں اس سے کم درخواستیں وصول ہوئیں تو ان حالات میں ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ تین کروڑ بے جا وہاں خرچ کیا جائے۔ اگر وہاں ضرورت ہوتی، بچیوں کی درخواستیں اتنی ہوتیں اور یہ ایوان مناسب سمجھتا تو اس قرارداد کے لیے یقیناً منظوری دے دیتا لیکن یہاں سے کل ذیادہ ہی سات ہے اور داخلہ کے لیے سات درخواستیں وصول ہوئی ہیں اور جھنگ کی پہلے ہی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ وہاں میرے خیال میں کالج قائم کرنا سرمائے کا ضیاع ہوگا اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"اس ایوان کی رائے اور تحصیل چنیوٹ جو کہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے۔ اس میں ایلیمنٹری کالج برائے خواتین کا اجراء کیا جائے"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب۔ تشریف نہیں لائے۔ چودھری شوکت حیات چٹھہ صاحب۔ چودھری صفدر شاکر صاحب۔

ٹاؤن کمیٹی منڈی ماموں کانجن میں لڑکوں کے ڈگری کالج کا قیام

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں اس ایوان کی رائے ہے کہ

"حکومت پنجاب ٹاؤن کمیٹی منڈی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں تعلیم کے فروغ کی غرض سے لڑکوں کا ڈگری کالج قائم کرے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، اس ایوان کی رائے ہے کہ

"حکومت پنجاب ٹاؤن کمیٹی منڈی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں تعلیم کے فروغ کی غرض سے لڑکوں کا ڈگری کالج قائم کرے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' چودھری صفدر شاکر صاحب۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پیر عارف صاحب اس نیک اور عوامی کام کے لیے مخالفت کریں گے۔ ہماری حکومت کی تو اولین ترجیح یہ ہے کہ تعلیم کے فروغ کے لیے ان شاء اللہ ہم عوام کو فائدہ دیں گے اور وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف صاحب نے تعلیم کے فروغ کے لیے ٹاسک فورس قائم کی ہیں اور دن رات کام ہو رہا ہے۔ جناب والا! ماموں کانجن ایک پس ماندہ علاقہ ہے۔ وہاں کے گرد و نواح میں کالج نہیں ہے اور غریب آدمی کا بچہ میٹرک کے بعد تعلیم حاصل نہیں کر سکتا اور غریب کے پاس اتنا پیسہ ہی نہیں ہے کہ وہ باہر اپنے بچے کو تعلیم کے لیے بھیجے۔ اور اس کالج کے قیام کے ساتھ اس علاقے کے غریب بچوں کی تعلیم مکمل ہوتی ہے اور غریب بچوں کو فائدہ ہوتا ہے اور علاقے میں تعلیم کا فروغ ہوتا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس نیک کام میں مخالفت نہ کریں اور میری اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! جہاں تک تعلیم کی افادیت کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری حکومت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فروغ تعلیم کے لیے کوشاں ہے اور میں بلا خوف و خطر یہ بات ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جس قدر تعلیم میں اس حکومت نے اپنے انہماک' توجہ اور اپنی ترجیحات میں اس کو شامل کیا ہے پہلے کبھی بھی یہ سعادت اس حد تک نصیب نہیں ہوئی۔ جہاں تک محترم کا فرمانا ہے کہ وہاں کالج کی ضرورت ہے' میں جناب' اس لیے اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ ماموں کانجن کے گرد و نواح میں 4 کالج قائم ہیں۔ ماموں کانجن سے 15 کلومیٹر کے فاصلے پر تاندلیانوالہ میں کالج ہے۔ ماموں کانجن سے 15 کلومیٹر کے فاصلے پر کمالیہ میں کالج ہے۔ ماموں کانجن سے 25 کلومیٹر کے فاصلے پر مردسی پور میں کالج ہے۔ ماموں کانجن سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر سمندری میں کالج ہے۔ جب کہ نئے کالج کے قیام کے لیے criteria یہ ہے کہ 40 کلومیٹر پر

نیا کالج قائم نہیں ہو سکتا جن کے گرد و نواح دارالعلوم قائم ہیں کالج قائم ہیں اور میرے خیال میں آج کے دور میں رسل و رسائل کے ذرائع اتنے تیز رفتار ہو چکے ہیں اور اتنے ترقی یافتہ ہو چکے ہیں کہ 15 کلومیٹر تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس لیے اس وقت وہاں کالج قائم کرنا سرمایے کا ضیاع ہو گا۔ اس کے علاوہ ان کے قریب ترین مروسی پور کے کالج میں اس وقت طلباء کی کل تعداد 58 ہے اور اگر کالج بھی قائم کر دیے جائیں تو جہاں سرمایے کا ضیاع ہو گا وہاں دیگر کالجوں کے طلباء کی تعداد میں بھی کمی آ جائے گی نہ یہاں کالج کام کر سکے گا اور ان کالجوں میں بھی کار کردگی متاثر ہو گی اس لیے میری استدعا ہے کہ اس قرارداد کو مسترد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے سوال یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ

"حکومت پنجاب ٹاؤن کمیٹی منڈی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں تعلیم کے فروغ کی غرض سے لڑکوں کا ڈگری کالج قائم کرے۔"

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں اس معاملے کو کسی آزمائش میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ پہلے میری بات سن لیں۔ پھر گنتی کروا لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری استدعا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب question put ہو جائے تو پھر اس کے بعد۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب question put ہو جائے تو پھر اس کے بعد بات نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قرار داد نامنظور ہوئی)

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یوم آزادی صحافت کے موقع پر ایک قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ قاعدہ 115 کو معطل کر کے مجھے یہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہمارے پاس تو اس کا کوئی نوٹس بھی نہیں آیا۔

جناب عثمان ابراہیم، نوٹس نہیں۔ میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ قاعدہ 115 کو آپ معطل کر کے

مجھے اجازت دے دیں کہ میں یہ قرار داد پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جی۔

جناب عثمان ابراہیم، میں نے لاء منسٹر سے پہلے گزارش کی ہے۔ انھیں نے کہا ہے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں' آپ قاعدہ معطل کروا کر یہ قرار داد پیش کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بیرسٹر صاحب! ماشاء اللہ آپ یہ بات کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس اسکی کوئی کاپی نہیں۔ کوئی نوٹس نہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں پڑھ لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ پھر ایسے' کیسے آپ پڑھ لیں گے؟ آپ تو قانون کے مطابق چلیں ناں۔ رولز کے مطابق چلیں ناں۔

جناب عثمان ابراہیم، تو کاپی تو میرے پاس ایک ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! اگر کوئی ایسی بات تھی۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ان سے بات ہوئی تھی۔ ہمارے پاس کوئی نوٹس آتا۔ کوئی کاپی ہوتی۔ کوئی بات ہوتی۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! اسی لیے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ رول 115 کو معطل کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ پہلے یہ کر لیں۔ اس کے بعد پھر دیکھ لیتے ہیں۔ رولز کے تحت جو آ گئی ہیں ان کو ہم پہلے take up کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ لیکن ہمیں کوئی کاپی تو بھجوا دیں۔ اس پر کوئی بات تو کر لیں۔ اگر رولز بھی relax کرنے ہیں تو میرے پاس کوئی چیز تو ہو.....

فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کی چھان بین کا معاملہ

جناب قائم مقام سپیکر، اب تحاریک زیر قاعدہ 155 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب پیش کریں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"فصلوں خصوصاً "دھان کی فصل" کی فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کی چھان بین کا معاملہ مجلس قائمہ برائے زراعت کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"فصلوں خصوصاً "دھان کی فصل" کی فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کی چھان بین کا معاملہ مجلس قائمہ برائے زراعت کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے"۔

MINISTER FOR IRRIGATION & POWER:- I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! مجھے آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرار داد نہیں، یہ ایک mandatory provision ہے۔ شاید کچھ پڑھے لکھے ہوتے، رولز کو پڑھ لیتے اور رولز کو پڑھنے کے بعد اسے oppose کرتے تو پھر مجھے قطعاً کبھی کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ میں رول 155 کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جناب والا سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ رول سب سے پہلے اسمبلی میں پڑھا جائے۔ پھر اس کے بعد مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

MINISTER FOR IRRIGATION & POWER:- Sir, I am on personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جہاں تک پڑھے لکھے ہونے کی انھوں نے بات کی ہے۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! استحقاق میرے پاس ہے۔ پہلے بات کرنے کی میری باری ہے۔ اس کے بعد وہ بات کریں گے۔ آپ رولز پڑھیں۔ رولز پڑھنے کے بعد اگر یہ mandatory ہے۔ آپ نے صرف سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کرنا ہے۔ اس میں ووٹنگ call کرنے کا قطعاً سوال نہیں پیدا ہوتا۔ oppose کرنے کا قطعاً کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! وہ personal explanation پر بول رہے ہیں۔

وزیر زراعت، (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! یہ میرے محترم جو بھائی ہیں۔ ان کے لاء پروفیشن

میں سفید بال ہو گئے ہیں اور یہ کبھی کبھی سپیکر کی کرسی کے اوپر بیٹھ کر بھی ہمیں سارا راستہ دکھاتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ کیا بات کر رہے ہیں، کیونکہ میں بحیثیت وزیر جب تک اس کو oppose نہیں کروں گا تب تک میں اس کے اوپر بات نہیں کر سکتا۔ ان کی قرار داد facts پر مبنی نہیں ہے۔ مجھے محکمے کی طرف سے کوئی facts بیان کرنے ہیں۔ اس لیے میں نے اس کو oppose کیا ہے۔ وہ ساری بات کو سنتے نہیں ہیں اور اپنی جو علمی قابلیت ہے اس کا اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں جب تک اس کو oppose نہیں کروں گا اس وقت تک میں اس پر بات کیسے کر سکتا ہوں؟ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کو وہ رول پڑھ دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، آپ پڑھ دیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ رول 155 میں "Reference to the Committees." ہے۔

The Assembly may, on a motion made by a Member remit to the Committee concerned any subject or matter which may be studied by that Committee.

یہ اس میں لفظ "may" ہے اور انھیں "may" اور "shall" کا پتا نہیں ہے۔ میں اس میں کیا کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چیمہ صاحب! آپ اس پر مزید بولیں گے؟ رول 155 اس پر لاگو نہیں ہوتا۔ یہ mandatory نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، "may" کا لفظ؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔ یہ "may" کا لفظ mandatory نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، یہ آپ کو "shall" چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، "may" نہیں چاہیے تھا۔ یہ بات ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ٹھیک ہے۔ بات کر لیتے ہیں۔ لاء منسٹر بھی ہے۔ قانون کسی کے ماں

باپ کا نہیں۔ ہر آدمی آخری عمر تک سیکھتا رہتا ہے اور سیکھتا ہی جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی سیکھ لیں پلیز۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! رول یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر کوئی موشن پیش کرے "may move the motion and Speaker may refer to the Standing Committee". سٹینڈنگ کمیٹیاں وہ معاملہ چھان بین کرنے کے لیے عام طور پر اسمبلیوں میں بنائی جاتی ہیں اور زراعت کا پیشہ یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی ایگریکلچر اللہ کے فضل سے فارغ البال ہے۔ آج تک اس کے سپرد کوئی کام نہیں ہوا۔ یعنی یہ پہلی سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس میں کوئی لیجسلیشن بھی خال خال ہی ہوتی ہے؟ یا وہ بھی نہیں ہوتی۔ اس میں کبھی کوئی کام نہیں ہوا۔ میرا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ بھی کہہ رہی ہے' پبلک بھی کہہ رہی ہے' محسوس بھی کیا جاتا ہے' آپ کاشت کار ہیں' اس سال گندم میں آپ نے محسوس بھی کیا ہےاور دھان میں خاص طور پر آپ یہ بھی محسوس کر رہے ہیں کہ فی ایکڑ پیداوار دن بدن کم ہو رہی ہے اور میں نے یہ اس لیے کیا تھا کہ حکومت کے پاس یہ وقت عام طور پر کم ہوتا ہے۔ 9' 10 ممبران کی ایک جماعت وہاں موجود ہے۔ جو فارغ بیٹھی ہے۔ وہ ریسرچ والوں اور ماہرین کو وہاں بلا کر اس بات کی حتمی طور پر رپورٹ تیار کرے' حکومت کی امداد کرے' اسمبلی میں پیش کرے کہ کیا وجوہات ہیں' کیا محرکات ہیں جن کی بنا پر کاٹن اور چاول کی فی ایکڑ پیداوار دن بدن کم ہو رہی ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس سال گندم میں اللہ کے فضل سے فی ایکڑ پیداوار چند وجوہات کی بناء کئی جگہوں پر کم ہوئی ہے۔ تو میں نے اس خیال سے اور نیک نیتی سے یہ تحریک پیش کی میں رولنگ پارٹی کا ممبر ہوں' پارٹی کا اہم رکن ہوں اور میں دیانت داری سے کہتا ہوں کہ میرے پیش نظر تضحیک' مخالفت یا بازی کا کوئی معاملہ قطعاً نہ تھا اور میرا یہ خیال ہے کہ میں نے کوئی قرارداد پیش نہیں کی۔ میں نے نیک نیتی کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں لوگ فارغ بیٹھے ہیں ان کے لیے بڑے غور و خوض کے بعد یہ تحریک پیش کی۔ باقی اگر یہ کوئی جواز پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس فی ایکڑ پیداوار کم نہیں ہے' تو بالکل غلط بیانی کرتے ہیں اور اس قسم کا کوئی جواز نہیں ہے تو معاملہ کسی حد تک سوچ و بچار کا ہو سکتا تھا ۔ جناب والا! اگر مجھے ان کی بات سننے کے بعد بھی موقع دیا جائے تو شکر گزار ہوں گا اور میں اس ضمن میں حتمی طور پر یہ بات کرتا ہوں' اپنی نیت کے حوالے سے' ایک کسان کے حوالے سے اور محب وطن ہونے کے حوالے

سے ' ایوان زراعت کا صدر ہونے کے حوالے سے' فیڈریشن آف پاکستان کا صدر ہونے کے حوالے سے اور یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے یہ بات دیانت داری سے کی ہے اور کمیٹی کے لیے یہ معاملہ اس لحاظ سے پیش کیا ہے کہ وہاں میں دلائل دیتا میں اپنے ساتھیوں اور اپنے فاضل لوگوں کو وہاں بلاتا اور چیئرمین سے میں یہ استدعا کرتا اور ہم اس انداز میں قانون سازی تک پہنچیں اور حکومت کی امداد کریں ہم مرکزی حکومت سے یہ معارشات پیش کریں کہ کیوں یہ باتیں کی گئی ہیں اور حکومت کی انا پر جناب والا یہ بات کی گئی ہے تو میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں ۔ اگر کسی نے ذاتی انا پر بات کی ہے میں اس کا بھی جواب دینے کو تیار ہوں کیونکہ میری نیت میں قطعاً کوئی فتور نہیں۔ اگر مجھے کوئی قائل کرے تو میں اسے withdraw کرنے کو تیار ہوں۔ اگر کوئی اپنی انا کو oppose کرے گا میں آج اللہ کے فضل سے واک آؤٹ کروں گا اور یہ بات ثابت کروں گا کہ میری یہ تحریک درست ہے اور میں نے نیک نیتی سے دی ہے ' میں اس پر دیانتداری کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ایگریکلچر کا معاملہ ہے۔ اس پر بڑی حد تک پاکستان کی معیشت انحصار کرتی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے اس پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کسی سیکٹر کو بھی لے لیں اگر پاکستان کی اکانومی بچے گی تو زراعت سے بچے گی کیونکہ پاکستان کا مستقبل زراعت پر منحصر ہے اور being agriculturist I did my Master in Agriculture اور throughout میں اس کا scholarship holder ہوں ۔ جس کمیٹی میں ایگریکلچر کا بندہ ہی شامل نہیں اور پوری پنجاب اسمبلی میں واحد میں ایک ممبر ضلعی سے آگیا ہوں جس نے ایگریکلچر میں M.Sc. کیا ہوا ہے ۔ کسی ایگریکلچر کمیٹی میں مجھے نہیں ڈالا گیا ۔ I belong to rice area Sir. میں اس ایریا سے belong کرتا ہوں کہ پاکستان کی second cash crop کا تعلق اس ایریا کے چاول سے ہے۔ نمبر 1 آپ کی کپاس تو ناکام ہو گئی۔ کاٹن میں تو ہمیں کسی نے پوچھا نہیں لہٰذا کاٹن کی اکانومی تو ختم ہو گئی اب آپ کی اکانومی کس پر انحصار کرتی ہے؟ وہ رائس ہے جس کو اب ایکسپورٹ کر کے ہم انحصار کر سکتے ہیں۔ I belong to the rice area۔ رائس کمیٹی کا چیئرمین بھی ان کو بنا دیا گیا ہے جو کاٹن سے belong کرتے ہیں۔ جناب والا! مجھے اس مسئلے کی سمجھ نہیں آتی کہ جب کوئی بندہ اسمبلی میں production کے بارے میں بات کرتا ہے اور میں یہ بات بڑی خوشی سے

کروں گا کہ وہ اشخاص جو ایگریکلچر کو جانتے ہیں ان کو اس کمیٹی میں شامل کریں۔ بے شک مجھے شامل کریں نہ کریں۔ لیکن جو basically agriculturists ہیں۔ وہ اس کمیٹی میں ڈالیں۔ اب یہ نہیں کہ اگر ایک وکیل ہے اس کو آپ ایگریکلچر کمیٹی میں ڈال دیتے ہیں ' اگر کوئی محکمہ تعلیم کا ماہر ہے اس کو آپ کسی اور کمیٹی میں ڈال دیتے ہیں ۔ تو جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ کمیٹی بناتے وقت اس چیز کا خیال رکھا جائے اور میری یہ درخواست ہے کہ اس کو ابھی بھی revise کریں ۔ اسی لیے میں جناب اعظم چیمہ صاحب کو support کرتا ہوں اور چودھری اقبال صاحب کی بات کو میں رد اس لیے بھی نہیں کرتا کہ ان کی ایک بات ٹھیک ہے کہ رائس کا گراف اس دفعہ بڑھا ہے' ہماری کاٹن کی پیداوار کم ہوئی ہے ' رائس میں ہماری ایکسپورٹ زیادہ ہوئی ہے۔ لیکن اس کی جو اصل وجہ یہ ہے کہ صحیح جگہ پر مناسب آدمی کو fit نہیں کیا جاتا۔ آپ اس کمیٹی کو تبدیل کریں اور اچھے اچھے زمینداروں ان کو incentive دیں کہ آپ کون سی ایگریکلچر کمیٹی میں آنا چاہتے ہیں۔ تو جناب والا! میری آپ سے اپیل ہے کہ اس کو revise کریں تاکہ ہم اپنے ملک کی فی ایکڑ پیداوار کو بڑھائیں اور ہمارے ملک کے کسان کی پیداوار بڑھ سکے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے رائس کی فصل بڑھی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے چاول کا سٹاک ابھی تک پڑا ہوا ہے' کوئی خریدار نہیں۔ ہماری کوئی پالیسی نہیں۔ ہمارا ایکسپورٹر ابھی تک مارکیٹ میں نہیں آ رہا۔ وہ ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے کہ ان کا سٹاک پڑا رہے اس کے بعد چاول کی ہماری اگلی فصل آتی ہے ۔ ہمارا اگلا سٹاک بک نہیں رہا اب اگلی فصل کون اٹھائے گا؟ تو میری عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کو revise کروائیں ایگریکلچر کمیٹی میں ایگریکلچر کے بندے لگوائیں اور ان کو اس میں fit کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر،

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بھائی اعظم چیمہ صاحب نے یہ جو دونوں تحاریک پیش کی ہیں یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں اور یہ دونوں identical ہیں اور ان دونوں کا تعلق زراعت کے ساتھ ہے اور I would endorse the comments of my younger brother, Mr Shahid Butt. کہ پاکستان کی اکانومی اس وقت shamble میں ہے۔ یہ اگر کھڑی ہو سکتی ہے تو یہ صرف ایگریکلچر پر ہو سکتی ہے اور کہا بھی یہ

جاتا ہے کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن جب یہاں اس قسم کی تحاریک آ رہی ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت ان تحاریک کو کیوں oppose کر رہی ہے جناب والا! یہ ایسا کام ہے کہ اگر اس پر غور و خوض کیا جائے تو یہ agriculture input کو بڑھانے کے لیے ہی ہے۔ وہاں ایگریکلچر کے بارے میں جو بھی مسائل ہوں گے چاہے وہ رائس کے بارے میں ہیں یا کاٹن کے بارے میں ہیں اور جو انھوں نے تحاریک پیش کی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بہتری کے لیے ہی کچھ ہو گا۔ اگر آپ دیکھیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس واقعی اتنا کام نہیں جاتا اور اگر رول 151 آپ کو ان تحاریک کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرنے کی اجازت دے رہا ہے تو میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور سفارش کرتا ہوں کیونکہ ہمارا agriculture sector اتنا neglected sector ہے اور یہ اتنا نیچے جا رہا ہے کہ اگر اس پر اب بھی قابو نہ پایا گیا تو ہماری اکانومی جو already in shamble ہے وہ اس سے بھی بدتر ہو جائے گی۔

جناب نجیب اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چیمہ صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے میں اس زمرے میں ایک مختصر سی بات عرض کرتا ہوں ۔ اگر کسی بھی چیز یا فصل کا گراف گر رہا ہے اس کو صرف اتنا دیکھ لینا کہ کیوں گر رہا ہے میرے خیال میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صرف یہی چیک کر لیں کہ ایک فصل جو ہر سال اپنی افادیت کھو رہی ہے اگر اس کو چیک کر لیا جائے کہ یہ کیوں ڈاؤن جا رہی ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں میں منسٹر صاحب سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ چیک کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ فصلیں دن بدن نیچے کیوں گر رہی ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! ------

جناب قائم مقام سپیکر: میں فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ خانزادہ صاحب بات کرنے لگے ہیں ان کی باتیں بڑی تجربے کی ہوں گی' لہٰذا ان کی باتوں کو ذرا غور سے سنا جائے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! اس میں میں کوئی شک نہیں کہ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے' اس میں improvement نہیں ہوئی' بلکہ deterioration ہوئی ہے۔

جناب والا! وزیر زراعت کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ ہماری زراعت میں خواہ چاول ہو' گنا ہو یا گندم ہو ترقی ہونی چاہیے۔ میں آپ کو پنجاب کی شوگر کے بارے دو ایک چیزیں بتانا چاہتا

ہوں۔ صوبہ سرحد میں ریکوری 7.5 ہوتی تھی ۔ وہاں پر ہم ایک بیج " بختاور " لائے اور آج صوبہ سرحد کی ریکوری 9.5 پر چلی گئی ہے۔ جبکہ صوبہ پنجاب کی اوسط ریکوری 8 سے بھی کم ہے۔ آپ کو اس بات کا علم ہوگا کہ Sugar is not produced in the mill, sugar is produced in the field. Mill is only a processing agency. وزیر زراعت کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ چینی کی کتنی ہی ملوں میں کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ صوبہ سرحد میں ریکوری 9 پر چلی گئی ہے۔ اس طرح ایک سو من کے پیچھے اڑھائی من چینی کا فرق پڑتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنا زرخیز علاقہ ہونے کے باوجود پنجاب کی ریکوری بہت کم ہے۔

We have got the poorest recovery both by comparing with the Sind and comparing with the Frontier although the conditions of Punjab are more Ideally suited for production of sugar.

جہاں تک چاول کا تعلق ہے' میرے خیال میں وزیر صاحب خود بھی زمیندار ہیں بلکہ اس ہاؤس میں تقریباً سب ہی زمیندار ہیں' تو میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ چیمہ صاحب کو ہم ناراض نہ کریں اور وزیر صاحب ان کے مشورے سے ایک میٹنگ ان ممبران کی بلائیں جو بڑے بڑے زمیندار ہیں یا اس شعبے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ یہ سب لوگ تجویز کریں کہ اس بارے میں کیا کیا اقدام اٹھائے جائیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں بالکل ایمان داری سے عرض کروں گا کہ نہ تو کوئی انا کا مسئلہ ہے' نہ علمی قابلیت منوانے کا مسئلہ ہے۔ میں خود زمیندار ہوں' میرا ذریعہ معاش زراعت ہے' اس پیشے کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کاروبار نہیں۔ میں کس طرح زراعت کے خلاف بات کر سکتا ہوں' جناب والا! میں نے پہلے بھی آپ کی وساطت سے اپنے محترم بھائی سے عرض کیا ہے کہ میں نے صرف اسے oppose کیا ہے کہ میں چند حقائق جناب اور پورے ایوان کی خدمت میں بتانا چاہتا تھا۔ جناب سپیکر! جو اشخاص اس پر کام کر رہے ہیں' تحقیق کر رہے ہیں' جن کی محنت کی وجہ سے پیداوار بڑھی ہے انھیں نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے۔ حقائق بھی ہاؤس کے سامنے آنے چاہییں۔ میرا مدعا صرف یہی ہے۔ مجھے یہ بیان کر لینے دیجیے پھر جیسے آپ کی مرضی فیصلہ فرمالیجیے گا۔

جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں انھوں نے فرمایا ہے

کہ دھان کی اوسط پیداوار میں کمی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ میں اس بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کی یہ بات درست نہیں ہے۔ جناب سپیکر! دھان کی اوسط پیداوار میں ہر سال مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 1993ء سے لے کر ہر سال دھان کی اوسط پیداوار میں بالترتیب 3.2, 7.92, 1.4,.4, 5. 54 فی صد اضافہ ہوتا رہا ہے۔ جبکہ گزشتہ سال 1998ء کے دوران چاول کی ریکارڈ اوسط پیداوار 15.81 من فی ایکڑ ہوئی اور پچھلے پانچ سال کی اوسط پیداوار 14.3 من فی ایکڑ سے 10.56 فی صد زیادہ ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ پنجاب میں دھان کی اوسط پیداوار کم ہے' درست نہیں۔ میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا تھا' وگرنہ خدانخواستہ میں زراعت کے خلاف کیسے سوچ سکتا ہوں۔ اس کے بعد اگلی تحریک کپاس کے بارے میں ہے۔ اس پر میں یہاں ہاؤس کے سامنے concede کروں گا کہ جی ہاں پیداوار کم ہوئی ہے۔ میں بحث برائے بحث میں نہیں الجھنا چاہتا لیکن جہاں پر ہمارے ماہرین نے کام کیا ہے اور ان کی محنت سے پیداوار بڑھی ہے تو یہ حقائق بھی ہاؤس کے سامنے آنے چاہییں۔

جناب والا! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ کچھ عرصہ قبل ہماری one crop economy تھی۔ اگر کاٹن نہیں ہوتی تھی تو ملکی معیشت کی بُری حالت ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ اگر ہماری معیشت کو سہارا دیا ہے تو وہ چاول کی export نے دیا ہے۔ اگر باسمتی چاول کی اچھی پیداوار نہ ہوتی اور اسے export نہ کیا جاتا تو معلوم نہیں ہماری ملکی معیشت کا کیا حال ہوتا۔ تو جن کی وجہ سے ہماری معیشت کو سہارا ملا ہے اگر ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے گی تو یہ بھی بے انصافی ہو گی۔ میرے محترم بھائی خان زادہ صاحب جو کہ ہمارے بزرگ ہیں' بڑے ہی قابل احترام ہیں ان کی جتنی بھی مفید تجاویز ہوں گی ہم انھیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے' انھیں خوش آمدید کہیں گے۔ ان کے علاوہ بھی ہمارے جو دوست اپنی آراء دینا چاہتے ہیں ہم انھیں سنیں گے۔ آپ بے شک ایک کمیٹی بنا دیں جس میں یہ سب لوگ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور اپنی اپنی تجاویز دیں۔ حکومت ان سے ضرور استفادہ حاصل کرے گی۔ میں concede کر رہا ہوں کہ کپاس کی پیداوار کم ہوئی ہے' اگر میرے دوست اس پر قرار داد لائیں گے تو میں اس کی مخالفت بھی نہیں کروں گا۔ لیکن جو حقائق ہیں ان کو بیان کرنا بطور وزیر زراعت میرا فرض بنتا ہے۔ مجھے اپنی اس ڈیوٹی سے تو نہ روکا جائے۔ خان زادہ صاحب نے جو تجویز دی ہے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں۔ آپ بے شک یہ دونوں قرار دادیں pending کر کے ایک کمیٹی بنا دیں۔ اگر میرے حقائق غلط ثابت ہوئے تو میں پورے ہاؤس

سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر صاحب ! کمیٹی تو پہلے سے موجود ہے' دوبارہ نئی کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر زراعت : جناب والا ! میں اس کمیٹی کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس سے پھر میرے بھائی ناراض ہو جائیں گے۔ اس فارغ البال کمیٹی کے ممبر میرے بھائی چیمہ صاحب بھی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ سمجھتے ہیں کہ چیمہ صاحب کو زراعت کے بارے میں کچھ علم نہیں؟ وہ تو ایوان زراعت کے صدر بھی ہیں۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میں بھلا ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ آپ نے بھی اونچی کرسی پر بیٹھ کر چسکا لینا شروع کر دیا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس کمیٹی کو انھوں نے فارغ البال کہا ہے اس کے چیمہ صاحب خود بھی ممبر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : فارغ البال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس کمیٹی کے ذمے کوئی کام نہیں ہے۔ اسے کوئی کام دیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! آپ نے شاہد محمود بٹ صاحب کی باتیں سنی ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس کمیٹی میں ایسے ممبر بھی شامل ہیں جو کہ کپاس یا چاول کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اسی لیے میں نے عرض کیا ہے کہ ایک نئی کمیٹی بنا دی جائے۔

سردار طفیل احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : سردار طفیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! ہم چودھری اقبال سے وزارت نہیں چھڑوا رہے ' نہ ہی ان کے نمبر کم کر رہے ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی بہتری کی جانب کوشش کی جا رہی ہے تو انھیں اس پر کیوں اعتراض ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ حکومت کی رپورٹ اور ان کے کہنے کے مطابق چاول کی فصل کی پیداوار بڑھ گئی ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ اس ملک کا فائدہ ہے۔ اگر اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو انھیں اس پر کیا اعتراض ہے؟ جناب نے سوال put کر دیا

ہے اب ہاؤس کی رائے لی جائے۔ جناب والا! ہم تو اتنے مظلوم ہیں کہ ان کی طرف سے جو منظور شدہ بیج آتے ہیں ان پر شوگر ملوں نے کٹوتی لگائی ہے۔ ان کے ماہرین کا یہ معیار ہے۔

جناب شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! وزیر موصوف بار بار اپنے ماہرین کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ امریکن سنڈی کے بارے میں آج تک ان کے زرعی ماہرین نے کیا کیا ہے؟ کپاس تباہ ہو گئی ہے' انھوں نے وائرس کے بارے میں کیا ریسرچ کی ہے؟ آج کپاس کی فصل آدھی سے بھی کم کاشت ہو رہی ہے۔ جناب والا! ہمیں بھی زراعت کے بارے میں تجربہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کپاس کے بارے میں تو وزیر صاحب نے concede کیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بٹ صاحب! آپ اس پر بات تو کر چکے ہیں۔ لیکن اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے تو کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! اس وقت مسئلہ یہ بنا ہوا ہے کہ چاول کا بہت زیادہ سٹاک پڑا ہوا ہے۔ اس کو export کرنے کے لیے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ وہ سٹاک dispose of ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! جن خیالات کا اظہار معزز اراکین نے کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر زراعت ان سے کلی طور پر اتفاق کرتے ہیں اور یہاں پر کوئی بھی اس مسئلے کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہو گی اور وزیر زراعت کی خدمت میں بھی یہ درخواست کروں گا کہ اس ایوان کی ایک larger committee بنا دیں چونکہ اس وقت جو زراعت پر کمیٹی بنی ہوئی ہے جس طرح ابھی شاہد محمود بٹ صاحب کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ زراعت کے سبجیکٹ میں کوالیفائیڈ ہیں اور انھوں نے ماسٹر کیا ہوا ہے' لیکن وہ اس کمیٹی میں شامل نہیں ہیں۔ اس طرح اپوزیشن سے بھی دوست اس میں شامل کر لیں اور اس ہاؤس کی ایک larger committee بنا کر یہ مسئلہ اسے refer کر دیں' کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! میں اس میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ مجھے بھی افسوس ہو رہا ہے کہ کمیٹیز آپ نے بنائی ہیں۔ اب جب بن گئی ہیں تو آپ ان کی worth کو آپ کیوں خراب کر رہے ہیں؟

وزیر قانون، اسی میں مزید ممبران شامل کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ جب یہ کمیٹی meet کرتی ہے تو اس پر خرچ ہوتا ہے۔ تو جو پہلے سے بنی ہوئی ہے' اگر ہم اسے ہی bear کر لیں تو بڑی بات ہے۔ اگر آپ اس میں دس ممبر مزید داخل کر دیں گے تو ہر میٹنگ پر کتنا خرچ آئے گا' یہ بھی دیکھ لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! شاہد محمود بٹ صاحب کو شامل کر لیں۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو ایکسپرٹ ہیں ان کو اس میں شامل کر لیں۔ بے شک دو تین اور ممبران کو شامل کر لیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! گزارش صرف اتنی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اس ہاؤس کے ممبران کی اکثریت کا زراعت سے تعلق ہے اور سارے ممبران زراعت کے بارے میں بہت کچھ سمجھتے اور جانتے ہیں۔ یہ انکساری کی بات نہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ مجھ سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ہو گا۔ جناب والا! اگر اس میں کچھ زیادہ دوستوں کی contributionہو جائے گی تو کوئی ہرج نہیں۔ میں کوئی بحث برائے بحث نہیں کر رہا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ سارے دوستوں کی contribution ہو جائے گی اور بیٹھ کر جو سارے دوست مفید تجاویز دیں گے تو ان سے محکمہ بھی مستفید ہو گا' پیداوار بھی بڑھے گی اور فائدہ بھی ہو گا۔

حاجی احمد خان بلوچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آ رہی اس میں تو کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔ یہ تو کاشت کاروں کا ایک مسئلہ ہے۔ اس پر اعظم چیمہ صاحب نے ایک تجویز دی ہے کہ دھان اور کاٹن کی اوسط پیداوار کم ہو رہی ہے۔ اس میں اور کوئی ایسی بات نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس کو زراعت کمیٹی کے سپرد کر دیں تا کہ وہ دیکھ لے کہ اس میں کوئی ادویات کا مسئلہ ہے' اس میں زمین کی تیاری کا مسئلہ ہے۔ اس میں پانی کا مسئلہ ہے' اس میں کوئی موسمی حالات کا مسئلہ ہے کہ ہماری فصلوں کی اوسط پیداوار کیوں کم ہو رہی ہے؟ جناب والا! وہی کمیٹی تجاویز بنا کر ہاؤس میں بھیجے گی۔ اگر اس میں ہمارے وزیر صاحب کی طرف سے یا ہاؤس کی طرف سے کئی ایسی تجاویز آتی ہیں جو حکومت کے مفاد کے خلاف ہیں تو اس وقت بھی واپس ہو سکتی ہیں۔ جناب والا! یہ بات تو پاکستان کی بھلائی میں جا رہی ہے۔ یہ بات پاکستان کی معیشت کی بھلائی میں جا رہی ہے۔ اور انھوں

نے تو تین ماہ کا پیریڈ دیا ہے کہ تین ماہ میں دیکھیں کہ کس سطح پر ہماری اوسط پیداوار کم ہو رہی ہے۔ اس میں برائی والی کیا بات ہے؟ اس لیے مہربانی فرمائیں اور اسے تحقیقات کرنے دیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ جناب وزیر صاحب جناب چیمہ صاحب کو اور جو دوسرا آدمی اپنے آپ کو بڑا سپیشلسٹ کہتا ہے اسے بھی اپنے چیمبر میں بلائیں اور بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ یہ چیمبر میں فیصلہ کرنے والی بات نہیں ہے۔ چیمہ صاحب! ذرا آپ توجہ فرمائیے۔ ایک بات تو طے ہے کہ یہ مسئلہ کمیٹی کے پاس جانا چاہیے۔ لیکن وزیر زراعت نے جو بات کی ہے اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں آپ سے مخاطب ہو کر یہ بات کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ اس کمیٹی کے کون کون سے ممبر ہیں۔ لیکن جتنے بھی ممبر ہیں اگر ان میں تین چار اور دوستوں کو بھی، جو اپنے آپ کو ایکسپرٹس سمجھتے ہیں، شامل کر لیا جائے۔ مقصد تو یہ ہے کہ ایک point out کرنا ہے کہ وجوہات کیا ہیں؟ اس کمیٹی کا چیئرمین تو وہی ہو گا جو ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! ایک پرائیویٹ بات ہوتی ہے میرے دوست ہیں، میرے کلاس فیلو ہیں، چیمبر میرا اپنا گھر ہے۔ ان کا گھر میرا گھر ہے۔ میری انا کا کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم ذاتی طور پر ایک دوسرے کے گھر روز جاتے ہیں اور ہر روز جانے کو تیار ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر، کہیں قبضہ نہ کر لینا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ اگر کسی سب انسپکٹر کے خلاف تحریک استحقاق آ جائے تو وہ استحقاقات کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو ہم کب اسے ہیلتھ کمیٹی کو دے رہے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، عالی جاہ! میری عرض تو سن لیں۔ مجھے آپ کا بڑا احترام ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی جس کے پاس کوئی کام نہیں۔ وہاں پر وزیر زراعت اس کا ex-officio ممبر ہو گا وہ وہاں جانے کا argue کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس میں کمیٹی کے علاوہ کوئی ممبر شامل نہ ہو؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! آپ مہربانی کریں اور ان بے کاروں کے پاس بھیجیں' وہ اس کی چھان بین کریں۔ وہ آپ کو رائے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ حکومت یا ان کی شان کے خلاف کوئی بات نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب! اب بات تو سنیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! یہ ہاؤس آپ کو اجازت دیتا ہے کہ آپ اس میں دو چار ممبر شامل کرنا چاہیں تو کر لیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! آپ کو اس قرارداد کے بارے میں مکمل اختیار ہے کہ آپ اس کو بھیج دیں یا اس میں کوئی اور ممبر ڈال دیں یہ آپ کا پورا صوابدیدی اختیار ہے۔ آپ ہماری صرف اتنی درخواست بھی نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ پوری سٹینڈنگ کمیٹی بمع چیئرمین پورا process کریں۔ لیکن آپ جو مناسب سمجھیں کہ جو چار پانچ آدمی contribute کر سکتے ہوں ان کو contribute کرنے کا پورا اختیار دیں۔ اس میں کوئی اختلافی بات نہیں۔ اگر کوئی اختلافی بات ہے تو آپ فیصلہ کر دیں۔ آپ کی پوری صوابدید ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! جو بات آپ نے کی ہے میں اسی پر آ رہا تھا کہ ہم سب زراعت کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ ہم بڑے touchy ہیں' ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ لیکن جو کچھ زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! اگر آپ اس میں کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہاؤس آپ کو اجازت دیتا ہے لیکن کیس کمیٹی کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں کہ ایگریکلچر کمیٹی تو الگ ہو ہی نہیں سکتی۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا اور میں اس چیز کو دیکھ کر بڑا حیران ہو رہا ہوں کہ اگر ہم کہتے ہیں کہ اس میں چار ممبر آ جائیں اور ان کی رائے لے لی جائے تو چیمہ صاحب کہتے ہیں کہ ایگریکلچر کمیٹی وہی ہو۔ وجہ کیا ہے؟ اگر وہ in larger آتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے کہ ایک اکیلا دو گیارہ؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین preside کریں۔ اس میں اوکھ صاحب کو شامل کر دیں پیچھے بھچر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: I am sorry مجھے تو یہ بھی پتا نہیں کہ ایگریکلچر کمیٹی کے ممبر کون سے ہیں تاکہ میں اس حساب سے ممبر شامل کر سکوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ سبجیکٹ ایگریکلچر سٹینڈنگ کمیٹی کا ہے۔ اور اس کمیٹی کے منسٹر صاحب بھی ex-officio member ہیں۔ اگر کمیٹی وہاں پر یہ محسوس کرے کہ اسے کسی ممبر کی اعانت کی ضرورت ہے یا کسی ایکسپرٹ کی مدد کی ضرورت ہے۔ تو وہ کمیٹی اپنے طور پر فیصلہ کر کے سپیکر سے درخواست کر کے اسے adopt کر سکتی ہے۔ یہ معاملہ تو یہاں پر discuss کرنے والا ہی نہیں ہے۔ آپ اسے straightaway سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجیں اور اگر وہاں کمیٹی میں چیئرمین صاحب، وزیر صاحب یا جو باقی ممبران ہیں یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں اس مسئلے میں اور لوگوں کی / ایکسپرٹس کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ سپیکر سے درخواست کر کے انھیں adopt کر سکتے ہیں اور انھیں ساتھ شامل کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب جو فرما رہے ہیں وہ بات بالکل درست ہے لیکن آپ کا جو اختیار ہے اس پر بھی کوئی قدغن نہیں۔ آپ ابھی ناموں کا اعلان کریں اور اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس میں کون سا فرق ہے؟ آپ خود اپنے اختیارات استعمال کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ایک تو میں اسے ایگریکلچر کمیٹی کو refer کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ میں درج ذیل ممبران کو بھی کمیٹی میں شامل کرتا ہوں:

1۔ ملک ممتاز احمد بھچر	2۔ جناب شاہد محمود بٹ
3۔ ملک احمد علی اولکھ	4۔ جناب شوکت علی لالیکا
5۔ سردار طفیل احمد خان	6۔ جناب سعید احمد خان منیس
7۔ جناب احمد خان بلوچ	

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے آپ کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنی تھی کہ آج صبح جب اجلاس شروع ہوا تو پریس گیلری کے اراکین نے

واک آؤٹ کیا تھا' ایم اے لودھی صاحب کی حراست کے سلسلے میں۔ ان کا خدشہ یہ تھا کہ وہ اس وقت پولیس یا کسی ایجنسی کی حراست میں ہیں۔ ایم اے لودھی صاحب سے میری خود ذاتی طور پر بات ہوئی ہے۔ ان کے موبائل نمبر 034 27392077 پر بات ہوئی اور وہ کسی کی حراست میں نہیں ہیں اور وہ آزاد ہیں اور انھوں نے مجھے کہا ہے کہ اس معزز ایوان اور پریس گیلری کی اطلاع کے لیے عرض کردوں۔ شکریہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> فصلوں خصوصاً کپاس کی فصل کی فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کی چھان بین کا معاملہ مجلس قائمہ برائے زراعت کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اور سوال یہ ہے،

> فصلوں خصوصاً کپاس کی فصل کی فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کی چھان بین کا معاملہ مجلس قائمہ برائے زراعت کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ آپ نے جو کمیٹی بنا دی ہے وہی سبجیکٹ ہے وہی مسئلہ ہے۔ اسی طرح آپ اس کا بھی فیصلہ فرمادیں جیسے آپ نے پہلے فرمایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے وہی کمیٹی اس کو بھی سپروائز کرے گی۔ درخواست ہائے رخصت پڑھ لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشت کاروں کو ادائیگی میں تاخیر

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں محترم حافظ محمد اقبال خان خاکوانی نے بڑے یقین اور اعتماد سے اعلان کیا تھا کہ زمینداروں کو ان کے گنے کی قیمت 30 دن کے اندر مع منافع ادا کروا دی جائے گی۔ جناب والا! یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اگر کسی مجبوری سے

ادائیگی 60 دن تک پہنچ جائے تو وہ سی پی آر چیک کی شکل میں استعمال کیے جا سکیں گے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر اسی جوش و جذبہ سے محترم فرماتے ہیں کہ 15 مئی تک زمینداروں کو مکمل ادائیگی کر دی جائے گی۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے بغیر کسی مشورے کے اس ہاؤس کو خوش خبری سنائی۔ ہم نے اپنے زمیندار بھائیوں کو یقین دلایا کہ بیان دینے والے چونکہ حافظ بھی ہیں اور پنجاب حکومت کے معتبر وزیر بھی ہیں اور اس دفعہ گندم کی فصل کے لحاظ سے خوش قسمت بھی ہیں۔ چونکہ انھوں نے پچھلے سال 30 اپریل تک 80ہزار ٹن گندم خریدی تھی اور اس سال 30 اپریل تک 8 لاکھ ٹن سے زیادہ یہ گندم خرید چکے تھے۔اس لحاظ سے میں انھیں خوش قسمت بھی کہہ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! قصور میں دو ملیں جناب بھی جانتے ہیں پتو کی ہے چونیاں ہے اور قصور کا گنا ایک تیسری مل کو بھی جاتا ہے۔میں نے ذاتی طور پر رابطہ کیا اس کے علاوہ بذریعہ ڈپٹی کمشنر قصور سے بھی رابطہ کیا اور آج صبح تک میرا ان سے رابطہ تھا۔ انھوں نے قطعی طور پر انکار کیاہے اور کہا ہے کہ ہم 15 مئی تک گنے کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ وزیر موصوف نے جو بیان دیا تھا کہ میں زمیندار کی سی پی آر کو جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا بنیادی حق تھا۔آج تو جناب والا! کسی زمیندار نے جتنا بھی کوئی قرضہ لیا تھا اس کی وصولی بنکوں کی طرف سے بڑے زوروشور سے ہے۔ ہر روز کوئی نہ کوئی پکڑا جاتا ہے۔ سی پی آر کو بنک قبول نہیں کر رہے ہیں۔ میں جناب کی وساطت وزیر موصوف سے آج کی تاریخ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو انھوں نے پہلے بیان دیا اس میں آج کوئی ترمیم کر کے کیا اپنے مظلوم زمینداروں کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔ کیا ان کو ان کے گنے کی قیمت دلوا سکتے ہیں؟ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر خوراک صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ مختلف ملوں سے اعدادوشمار حاصل کریں اور اس کو ensure کریں۔

وزیر خوراک، (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، ذجناب سپیکر! گنے کے کاشت کاروں کو ان کی فصل کی ادائیگی میں جو مشکلات کا سامنا تھا' اس کے بارے میں ہماری حکومت نے اتنی دلچسپی لی کہ خود وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک نہیں دو نہیں اس سلسلے میں کئی میٹنگیں کیں۔ جن میں شوگر مل مالکان' حکومتی نمائندگان' کاشت کاروں کے نمائندے اور پھر اس میں نئی صورت حال کی بات کر رہا ہوں کہ جب قائد محترم میاں نواز شریف صاحب نے کسانوں کو incentive دیا' گنے کی قیمت خرید میں اضافہ کیا

24 روپے من سے بڑھا کر 35 روپے من کیا تو اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ گنے کی پیداوار میں بے تحاشہ اضافہ ہوا۔ الحمدللہ یہ healthy sign ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات یاد دہانی کے طور پر پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1997ء میں یہ صورت حال تھی کہ ہم ------

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب' یہ تفصیل بہت دفعہ بیان کر چکے ہیں اور اسی جوش و جذبہ سے بیان فرمانے کے بہت اچھی طرح عادی بھی ہیں۔میری گزارش مختصر تھی کہ جو پہلے فرمایا گیا ہے اس میں کچھ ترمیم کرنے کے بعد زمینداروں کو خوش خبری دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جناب والا! گندم کی فصل اچھی ہوئی ہے تو ہمیں پتا نہیں ہے؛ ہم نے کاشت کی ہے۔ گنا اگر ہم نے زیادہ کاشت کیا ہے تو کیا اس کا ہمیں پتا نہیں ہے؛ یہ اتنی ملیں چل رہی تھیں تو گنے سے ہی چل رہی تھیں۔ جناب والا! ان کی مزید مہربانی دیکھیں کہ گندم تقریباً آٹھ دس آنے خرید کرکے آپ کے گوداموں میں پہنچ چکی ہے۔ پرسوں "نوائے وقت" کے علاوہ تمام اخباروں میں یہ خبر لگوا دی کہ گندم کی قیمت بڑھائی جا رہی ہے۔ جناب والا!جب ہم یہ اقرار کرتے ہیں اور حقیقت کا اعتراف کرنا کوئی غلط بات نہیں کہ زمیندار اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جناب والا! اس میں کوئی بناوٹ بھی نہیں ہے۔ میری مختصر سی گزارش یہ تھی کہ آج' مجھے نہیں پتا کہ یہ اجلاس سات دن کا ہے یا زیادہ ہے۔ آپ بھی اپنے گاؤں جاتے ہیں۔ زمیندار آپ سے ضرور پوچھتے ہیں کہ جناب ہمارے پیسے دلوائے جائیں۔ یہ مجھ پر بھی بنتی ہے اور شاید ان پر بھی بنتی ہو گی۔میں صرف پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر چینی فالتو پیدا ہوئی تو گنے سے پیدا ہوئی ہوائی باتوں سے تو پیدا نہیں ہوئی۔ مختصر سوال یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ان کی قیمت ان کو مل جائے۔ جناب والا! میں نے تمام ملوں سے ذاتی طور پر بھی رابطہ کیا اور روزانہ میری ڈی سی قصور سے بات ہوتی ہے۔ کل صبح کی latest خبر یہ تھی کہ ایک مل نے کل 1 کروڑ 32 لاکھ روپے بھیجا ہے۔ لیکن جناب والا! اس کا بھی کوئی شیڈول نہیں۔ آپ بھیجیں سو نام تو ادائیگی ہوتی ہے پچاس کو اور ایگریکلچر بنک کا اصول ہے' میں نے ذاتی طور پر ڈپٹی کمشنر قصور کو لکھ کر دیا کہ ان کو مہلت دی جائے۔ 10 مئی تک ہم پوری رقم ادا کر دیں گے۔ جناب والا! اس ساری بات عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی حل ہے؛ میں بحث نہیں کرنا چاہتا میں مانتا ہوں کہ وہ بہت خوب صورت گفتگو کر سکتے ہیں۔ دین پر بھی گفتگو کر سکتے ہیں' سیاست پر بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔ میرا بحث کرنے کا مسئلہ نہیں ہے' میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

زمینداروں کو خوش خبری سنا سکتے ہیں تو سنائیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! کتنی زیادتی کی بات ہے؟ اپنا پورا دیوان سناتے ہیں اور مجھ سے ایک مصرع بھی نہیں سننا چاہتے۔

سردار طفیل احمد خان، ان کا مزاج لڑکپن سے جو بھی کچھ ہے وہ ہاؤس بھی جانتا ہے اور علاقہ بھی جانتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب پلیز تشریف رکھیں۔ وہ آپ کو اس لیے شاید محسوس نہیں ہو رہا اور ان کو ہو رہا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ

کیسے ممکن ہے دھواں بھی نہ اٹھے اور دل بھی جلے
چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں

یہ ان سے پوچھیے کہ جن کی مائیں ہسپتالوں میں بیمار پڑی ہیں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ پیسے لاؤ اور علاج کراؤ۔ جب وہ مل میں جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بھاگ جاؤ۔ اس لیے بات ان کی بھی اپنی جگہ بجا ہے۔ آپ سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ ایک تو آپ مل والوں سے data منگوائیں۔ جب یہ ایک بات طے ہوئی تھی کہ اتنے دنوں میں پیسے ادا کریں گے تو آپ نے ادا کیوں نہیں کیے؟ نمبر 2' ensure کریں۔ اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔ یہ بات لگتی چھوٹی سی ہے لیکن اس میں بے چینی کتنی ہے۔ آپ بھی اس سے آشنا ہیں اور ہم بھی اس سے آشنا ہیں۔ اس لیے ان کی غزلیں ضرور سنیے اور ان کی غزلوں کے جواب میں خوب صورت سا ایک ہی مصرع۔ وہ تو آپ سے ایک ہی مصرع مانگ رہے ہیں۔ وہ مصرع عطا کر دیجیے جو اچھی قسم کا اور حاصل غزل ہو وہ ادا فرما دیجئے۔

وزیر خوراک، جناب والا! مجھے دو دن کی مہلت عنایت فرمائیں۔ میں اپنے Cane Commissioner سے تمام latest data اس ایوان میں پیش کروں گا۔ اور اس سے پہلے جو ہم نے یہ بنیادی تبدیلیاں کی تھیں کسانوں کو ان کی فصل کی ادائیگی کے سلسلے میں' جس میں وہ تیس دن بغیر کسی interest کے اور ساٹھ دن interest کے ساتھ اور پھر وہ جو سی پی آر ہے اس کو ایک ووچر کے طور پر آپ کہیں بھی کیش کرائیں' یہ ساری چیزیں۔ اور جناب والا! آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو ڈپٹی کمشنر صاحبان ہیں respective district کے' ان سب کو بھی اس سلسلے میں بڑی پاورز دیں کہ آپ کسانوں کو یہ ensure کریں۔ لیکن میرے محترم سردار طفیل صاحب اگر فرما

رہے ہیں' یقیناً کہیں lapse ہوں گے۔ لیکن میں یہ پورا data لے کر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں' اور ensure کراؤں گا کہ اگلی فصل سے پہلے بروقت قیمتیں مل جائیں۔ اس کے بعد جناب والا! ایک فقرہ اس سے ہٹ کر چونکہ انھوں نے ایک بات کی۔ کہیں یہ ابہام پیدا نہ ہو کہ گندم کی قیمت بڑھائی جا رہی ہے۔ جناب والا! کوئی گندم کی قیمت نہیں بڑھائی جا رہی۔ -/240 روپے فی 40 کلوگرام قیمت ہے۔ اسی قیمت پر ہم گندم خرید رہے ہیں اور یہی قیمت رہے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہاں پر میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا کہ جہاں پر آپ یہ سارا کچھ ensure کر رہے ہیں۔ یہ مجھے نہیں پتا کہ کیسے کریں۔ کاشت کاروں پر ایک رحم کیجیے۔ پھر وہی بات آتی ہے کہ جن کو payment نہیں ہو رہی اور گورنمنٹ نے ان سے پیسے لینے ہیں۔ یہ ہدایت فرما دیجئے ڈپٹی کمشنرز کو کہ وہ سی پی آر لے کر خود ان سے لے لیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے میں آپ کو بتا دوں کہ سی پی آرز لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور یہ میں ذاتی آپ کو بتا رہا ہوں۔ خاص طور پر ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ اور قصور' چونکہ میرے متعلقہ ضلع ہیں۔ ان سے جب بھی بات ہوتی ہے وہ کہتے ہیں جی ہم ان کو payment جلدی کروا دیتے ہیں۔ سی پی آر نہیں لیتے۔ لیکن وہ جلدی کروانے کے دوران کاشت کار کو پکڑ کر حوالات میں دے دیتے ہیں۔ باقی کی چیزیں تو آپ دو دن بعد بتائیں گے۔ data کیا ہوتا ہے لیکن یہ آج ہی یہ ensure کریں کہ جن کے پاس سی پی آرز ہیں اگر وہ باقی دار ہیں وہ گورنمنٹ لے۔ ایک ڈی سی کو آپ یہ کہتے ہیں کہ پاورز دی ہیں کہ وہ ادائیگی کروائے۔ تو وہ یہ کیوں نہیں کرتا کہ سی پی آر لے کر خود ہی ادائیگی لے لے۔

وزیر خوراک، جناب والا! حکم کی تعمیل ہو گی۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں ان کے علم میں ایک بات اور لانا چاہتا ہوں۔ کہ جناب والا! پہلے تو یہ بات ان کے علم میں تھی اور حکومت پنجاب کے علم میں بھی تھی کہ زمینداروں کو ادائیگی اس وقت بھی ہو رہی ہے۔ لیکن پندرہ فیصد کی کٹوتی ہو رہی ہے محترم وزیر کان کھول کر سنیں کہ پندرہ فی صدی رقم سرعام کاٹی جا رہی ہے۔ یہ اس بات کی بھی انکوئری کریں کہ کہیں میں غلط بیانی تو نہیں کر رہا ہوں۔ اور یہ میرا جو بیان ہے جناب والا! میں ڈی سی قصور کے حوالے سے کہہ رہا ہوں۔ انھوں نے یہاں ایک میٹنگ کی اور ہمیں میٹنگ کے بعد بتایا گیا کہ ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ ہمیں شیڈول کے بغیر رقم ملے۔ یہ ان سے اس میٹنگ کی خود تصدیق کرتا ہوں

کہ ایک مہینے کا جو پیریڈ چیک ہوا تھا اور یہاں پر بتایا گیا تھا اس میں تمام شوگر والے شامل تھے۔ ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ اس نظام کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن جس طرح علم اس سال ہوا ہے، مجھ سے زیادہ واقف آپ ہیں۔ کہ کم از کم زمینداروں سے ان کا حق پندرہ بیس فیصد نہ کاٹا جائے۔ محترم وزیر آپ اس کا بھی علاج فرمائیں۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایگریکچر پر بحث کا کوئی دن رکھا ہوا ہے؟

وزیر زراعت، فی الحال تو نہیں رکھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے کہ درخواست ہائے رخصت پڑھی جائیں۔ میں یہ اناؤنس کردوں کہ ایگریکچر کمیٹی میں جن سات معزز دوستوں کو ہم نے آج شامل کیا ہے۔ ان کے نام نوٹ فرما لیجیے۔ ملک ممتاز احمد بھچر صاحب۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔ جناب احمد علی اولکھ صاحب۔ جناب شوکت علی لالیکا صاحب۔ سردار محمد طفیل صاحب۔ سعید احمد خان منیس صاحب۔ اور احمد خان بلوچ صاحب۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب قائم مقام سپیکر، اب اراکین کی رخصت لی جائیں گی۔ قائم مقام سیکرٹری اسمبلی۔

حاجی اللہ یار انصاری

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی (جناب سعید احمد)، مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

> میں مورخہ 3 فروری 1999ء کا اجلاس ناسازی طبع کی وجہ سے attend نہیں کر سکا۔ چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

> مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد حنیف اعوان

قائم مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد حنیف اعوان رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مندرجہ ذیل تاریخوں کو اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کرسکا 12-06-1998, 20-06-98,21-09-98,29-09-98, 16-11-98 تا 23-11-98 اور 30-11-1998 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد اکرم

قائم مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اکرم رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

میں طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے 2 اور 3 فروری 1999ء کو اجلاس میں شامل نہ ہوسکا۔ میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

شوکت علی لالیکا

جناب قائم مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لالیکا رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

گزارش ہے کہ میں ناسازی طبع کی وجہ سے مورخہ 02-02-99 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

عاشق حسین گوپانگ

جناب قائم مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست جناب عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

میں بوجہ بیماری مورخہ 22-01-99,25-01-99,26-199,27-01-99 اور 28-01-1999 کو اجلاس attend نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری اظہر حسین

جناب قائم مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست چودھری اظہر حسین رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کیطرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

مودبانہ التماس ہے کہ میں اپنے نجی دورے پر امریکہ میں موجود ہوں۔ لہذا میں 30۔ اپریل کو شروع ہونے والے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ تمام اجلاس کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد اعظم چیمہ

جناب قام مقام سیکرٹری، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اعظم چیمہ رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

میں 3-5-99 کو دیگر مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سیکرٹری، شکریہ۔ جی بیرسٹر صاحب!

قرارداد

یوم آزادیٔ صحافت کے موقع پر صحافیوں سے یک جہتی کا اظہار

بیرسٹر میاں عثمان ابراہیم، جناب والا! میں ایک قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ رول 115 کو معطل کرکے پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پڑھیے۔

بیرسٹر میاں عثمان ابراہیم:

"یہ ایوان یوم آزادی صحافت کے موقع پر پاکستانیوں صحافیوں سے مکمل اظہار یک جہتی اور آزادی صحافت کی حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان اہل صحافت اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ پیشہ ور کار کنوں کے خلاف کیے جانے والے جرائم بالخصوص صحافیوں پر تشدد، پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی میں مذمت، بلاوجہ خوف و ہراس، دھونس اور دھمکیوں کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سیاسی جماعتوں اور پریشر گروپ سے کہتا ہے کہ آزادی صحافت کو یقینی بنائیں۔ پاکستانی اخبارات کو وطن عزیز میں جمہوریت کی پاسبانی اور قومی مفادات کی ترجمانی پر خراج تحسین بھی پیش کرتا ہے۔ ایوان اس امر کی بھی پر زور حمایت کرتا ہے کہ پریس آزادی کے ساتھ ساتھ ضابطہ اخلاق کو بھی اہمیت دے۔ زرد صحافت اور لفافہ جرنلزم کا خاتمہ ہو۔ کارکن صحافیوں کو ویج بورڈ ایوارڈ کے مطابق بہتر حالات کار تنخواہیں اور ملازمتوں کا تحفظ دیا جائے۔ یہ ایوان پریس کو مملکت کا چوتھا ستون تسلیم کرتا اور اسے اظہار خیال، اظہار رائے اور خبر رسانی کی آزادی کی بھی حمایت کرتا ہے۔ اس قرارداد کے پیش کرنے میں پنجاب اسمبلی پریس گیلری کمیٹی کی سفارش بھی شامل ہے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ہاؤس کے سامنے ہے۔ کیا رولز ریلکس کر دیے جائیں۔

آوازیں، رولز ریلکس کر دیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر،

"یہ ایوان یوم آزادی صحافت کے موقع پر پاکستانی صحافیوں سے مکمل اظہار یک جہتی اور آزادی صحافت کی حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان اہل صحافت اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ پیشہ ور کارکنوں کے خلاف کیے جانے والے جرائم بالخصوص صحافیوں پر تشدد، پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی میں مزاحمت، بلاوجہ خوف و ہراس، دھونس اور دھمکیوں کی مذمت کرتے ہوئے حکومت، سیاسی جماعتوں اور پریشر گروپ سے کہتا ہے کہ آزادی صحافت کو یقینی بنائیں۔ پاکستانی اخبارات کو وطن عزیز میں جمہوریت کی پاسبانی اور قومی مفادات کی ترجمانی پر خراج تحسین بھی پیش کرتا ہے۔ ایوان اس امر کی بھی پر زور حمایت کرتا ہے کہ پریس آزادی کے ساتھ ساتھ ضابطہ اخلاق کو بھی اہمیت دے۔ زرد صحافت اور لفافہ جرنلزم کا خاتمہ ہو۔ کارکن صحافیوں کو ویج بورڈ ایوارڈ کے مطابق بہتر حالات کار تنخواہیں اور ملازمتوں کا تحفظ دیا جائے۔ یہ ایوان پریس کو مملکت کا چوتھا ستون تسلیم کرتا اور اسے اظہار خیال، اظہار رائے اور خبر رسانی کی آزادی کی بھی حمایت کرتا ہے۔ اس قرارداد کے پیش کرنے میں پنجاب اسمبلی پریس گیلری کمیٹی کی سفارش بھی شامل ہے"۔

(قرارداد متفقہ طور پہ منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، اجلاس کل صبح 9 30 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

بدھ' 5۔ مئی 1999ء

(یوم الاربعا'18۔ محرم الحرام' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ
شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾

سورۃ النساء آیت 113

اللہ کا تم پر فضل و رحمت نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے' اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں جس کا تعلق زراعت کے ساتھ ہے اور چونکہ آج کل گندم کی کٹائی اور اس کی برداشت جاری ہے۔ اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے پابندی لگا رکھی ہے کہ تحصیل اور ضلع سے گندم باہر نہیں جا سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! اس میں کوئی زیر بحث موضوع ہے جو کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں نہیں ہے لیکن چونکہ یہ ایک اہمیت کا حامل مسئلہ ہے' اس لیے میں نے آپ کی اجازت کے لیے یہ استدعا کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاید آگے کوئی ایسا موضوع آ جائے جس میں آپ بات کر سکیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: آپ سن لیں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے' کیونکہ گندم آج کل برداشت ہو رہی ہے اور گورنمنٹ اس کو اٹھا نہیں رہی۔ اس حوالے سے میں صرف دو منٹ لوں گا۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس پر گورنمنٹ اس کو دیکھ لے گی۔ اور کوئی جواب دے دے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بڑی اہم چیز ہے آپ اس کو تحریک التوا کے ذریعے کیوں نہیں لے آتے تاکہ اس پر بحث ہو جائے؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں اس کے ذریعے بھی لے آؤں گا لیکن یہ فوری نوعیت کا معاملہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو تھوڑی سی عرض کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، قواعد کے مطابق چلیں تو یہ نہیں بنے گا اور اس پر بات نہیں ہو سکے گی۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے یہ جو بات کی ہے یہ بڑی اہم ہے اس کو آپ تحریک التوائے کار یا کسی اور صورت میں لے آئیں تاکہ اس پر بات ہو سکے اور گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی سامنے آ جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو پھر یا تو شفقت فرمائیں اس کو بغیر باری کے لے لیں' اس کو

میں آج جمع کروا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو جمع کروا دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: مہربانی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات اطلاعات و ثقافت قانون و پارلیمانی امور)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ جی گورایہ صاحب۔

جرائد کو دیے گئے اشہارات کی تفصیل

*912۔ **چودھری زاہد محمود گورایہ:** کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1990ء سے اب تک محکمہ ہذا نے کتنے اخبارات /جرائد / رسائل وغیرہ کو میڈیا لسٹ پر لانے کی سفارش کی ان کی اشاعت کا سرٹیفکیٹ اے۔ بی۔ سی حکام نے کب اور کتنی تعداد میں محکمہ ہذا کو فراہم کیا ہر ایک اخبار' جرائد اور رسائل کے حوالے سے تفصیلات بتائی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران اخبارات جرائد اور رسائل کو کتنی مالیت کے اشتہارات جاری کیے گئے ان کا سالانہ گوشوارہ ہر ایک اخبار' جرائد' رسالہ کے حساب سے ایوان میں پیش کیا جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارات راجا)۔

(الف) اخبارات' جرائد اور رسائل کو وفاقی حکومت سنٹرل میڈیا لسٹ میں شامل کرتی ہے اور وہ اس ضمن میں متعلقہ صوبائی حکومتوں سے سفارشات طلب کرتی ہے۔ محکمہ اطلاعات' ثقافت و امور نوجوان ان پنجاب کی سفارشات پر 1990ء سے اب تک کل 213 اخبارات و جرائد کو سنٹرل میڈیا لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ (ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) اشاعت کے سرٹیفکیٹ ادارہ اے۔ بی۔ سی کے حکام دیتے ہیں جو کہ وفاقی حکومت کے ماتحت ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ براہ راست پریس انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ کو مہیا کیے جاتے

ہیں۔ ہاں ایک خاص کلیہ کے تحت ان اخبارات و جرائد کے ریٹ ان کی اشاعت کے مطابق مقرر کیے جاتے ہیں۔ صوبائی حکومتوں کو ریٹ مقرر ہونے کے بعد مطلع کیا جاتا ہے۔ جہاں تک کسی اخبار یا رسالہ کی اشاعت کی تعداد کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت ایسی تفصیل کو ظاہر نہیں کیاجاتا۔ حتیٰ کہ قومی اسمبلی کے سوالات کے جوابات میں بھی اس کو صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ (ادارہ اے۔ بی۔سی سے موصول شدہ رپورٹ ضمیمہ (ب) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئیے)۔

(ب) یکم جنوری 1990ء سے 30 ستمبر 1998ء تک جن اخبارات و جرائد کو اشتہارات جاری کیے گئے ان کا سالانہ گوشوارہ ہر ایک اخبار' جریدہ اور رسالہ کے حساب سے ضمیمہ (ج) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں یہ لکھا ہے کہ اخبارات' جرائد اور رسائل کو وفاقی حکومت سنٹرل میڈیا لسٹ میں شامل کرتی ہے۔ کیا یہ حق سنٹرل میڈیا لسٹ میں شامل کرنے کا وفاقی حکومت کو ہی ہے یا صوبائی حکومتوں کو بھی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! صرف وفاقی حکومت کو ہی ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، لیکن جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ آئین پاکستان کے جدول چہارم آرٹیکل 70 سب آرٹیکل 4 کے تحت جو concurrent list دی گئی ہے اس میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومتوں دونوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اس لسٹ کو شامل کر سکتی ہیں۔ لیکن یہاں پر وزیر صاحب نے بھی فرمایا اور جواب میں لکھا۔ اس کے ساتھ ہی میں تھوڑی سی اور وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ اس کے جواب کے نیچے یہ لکھا ہے 1990ء کہ،

1990ء سے اب تک کل 213 اخبارات و جرائد کو سنٹرل میڈیا لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ اطلاعات' ثقافت و امور نوجوانان کی سفارشات پر ہوا ہے۔

تو جناب والا! اوپر والے جواب کی نفی تو یہاں پر بھی ہو رہی ہے اور آئین میں بھی یہ بات واضح طور پر لکھی ہوئی ہے جس کا میں نے آرٹیکل وائز بھی حوالہ دیا ہے۔ تو پھر یہاں پر یہ کیوں کہا جا رہا ہے کہ اس کا اختیار صرف وفاقی حکومت کے پاس ہی ہے؟ وزیر موصوف صاحب اس کی ذرا

وضاحت فرما دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میڈیا لسٹ میں شامل کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کو ہے' اس کے حوالے سے بات کی تھی اور وہ بات درست ہے۔ جہاں تک سفارش کا تعلق ہے انھوں نے خود اپنے سوال میں بھی یہ بات پوچھی تھی کہ پنجاب حکومت نے کتنے اخبارات اور جرائد کی سفارش کی۔ تو ہم نے وہ تعداد اس لیے دی کہ یہ ہم نے سفارش کی تھی اور حکومت پنجاب کی سفارش پر ان کو میڈیا لسٹ میں شامل کیا گیا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ آئین کی جدول چہارم آرٹیکل 70 سب آرٹیکل 4 میں یہ بات بڑی واضح ہے اور وفاق اور صوبائی حکومت کی جو مشترکہ concurrent list دی گئی ہے اس میں یہ لکھا گیا ہے ---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اپنا سوال تو پڑھیں۔ آپ نے یہ پوچھا ہے کہ اخبارات / جرائد / رسائل کو میڈیا لسٹ پر لانے کی سفارش کی۔ وہ تو انھوں نے بتایا ہے کہ پنجاب حکومت نے سفارشات کی ہیں۔ اور آئندہ بھی کرے گی۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، لیکن بات یہ ہے کہ سنٹرل میڈیا لسٹ میں جیسے وفاقی حکومت شامل کر سکتی ہے ویسے ہی صوبائی حکومت بھی کر سکتی ہے۔ ان کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن آپ نے یہ سوال کہاں پوچھا ہے؟ آپ اپنا سوال پڑھیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب میں اپنا سوال پڑھوں یا جواب؟

جناب قائم مقام سپیکر، جو آپ نے پوچھا ہے وہ تو انھوں نے بتایا ہے۔ اب آپ ضمنی سوال بنائیں گے کہ آئین کے تحت یہ concurrent مسئلہ ہے آپ اس کو کر سکتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میں یہی ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ concurrent list کے حساب سے دونوں حکومتیں کر سکتی ہیں ۔ راجا صاحب کہہ رہے ہیں کہ صرف وفاقی حکومت کر سکتی ہے ۔ میرا ضمنی سوال یہی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ انھوں نے پوچھا تھا کہ یہ کون کرتا ہے۔

میں نے کہا کہ وفاقی حکومت۔ ہم سفارش کرتے ہیں۔ اب اگر صوبائی حکومت کو اختیار بھی ہے تو ہم وہ اختیار استعمال نہیں کر رہے ۔ یہ میں ایک علیحدہ بات کر رہا ہوں۔ لیکن اس وقت جو صورت حالے وہ یہ ہے وفاقی حکومت کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ کی تسلی ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آئین میں یہ چیز ہے اور ہم کر سکتے ہیں، مگر ہم نہیں کر رہے۔ یہ اختیار ہم استعمال ہی نہیں کر رہے۔

چودھری خالد جاوید وڑائچ: جناب والا! ایوان میں کورم پورا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں تھا---پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا گیا)

(جناب قائم مقام سپیکر ٹھیک 11 بجے کرسی صدارت پہ متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے---اس مرحلے پر گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔ گورایہ صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال رہتا تھا؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! کیا معزز وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کس قانون کے تحت اخبارات کی اشاعت کے متعلق معلومات پنجاب اسمبلی کو مہیا نہیں کی جا رہی جبکہ یہ ہمارے استحقاق کے خلاف بات ہے؟ براہ مہربانی اس کی ذرا وضاحت فرمائیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا سوال ذرا دہرا دیں گے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا معزز وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کس قانون کے تحت اخبارات کی اشاعت کے متعلق معلومات پنجاب اسمبلی کو مہیا نہیں کی جا رہی جب کہ یہ ہمارے استحقاق کے خلاف بات ہے؟ براہ مہربانی اس کی ذرا وضاحت فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! وفاقی حکومت اور اے پی این ایس کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے اس کے تحت یہ ممکن نہیں۔

Because of the understanding that All Pakistan Newspapers

Society (APNS) circulation figures of newspapers and periodicals cannot be revealed by this Ministry.

جناب سپیکر! یہ ایک معاہدہ ہے اس کے تحت یہ پریکٹس چلی آ رہی ہے۔ اس معاہدے کے تحت نہ تو قومی اسمبلی میں وہ نمبرز دیے جاتے ہیں اور نہ ہی صوبائی اسمبلی میں

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ یہ پریکٹس بات ایک معاہدے کے تحت چل رہی ہے' اسی معاہدے کی پیروی کی جا رہی ہے۔ یہ قومی اسمبلی میں بھی نہیں ہے اور صوبائی اسمبلی میں بھی نہیں ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ان کا معاہدہ اے جی سی والوں کے ساتھ ہے یا اخبارات والوں کے ساتھ ہے لیکن کس قانون کے تحت یہ معاہدہ کیا گیا جب کہ یہ معاملہ نہ تو ڈیفنس سے متعلق ہے کہ کس اخبار کی کتنی پبلیکیشن ہے؟ اس جواب میں لکھا ہے کہ قومی اسمبلی میں بھی نہیں بتایا جا رہا کہ کس اخبار کی سالانہ کتنی پبلیکیشن ہے' آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیوں کہ اس سے آگے بڑے ضمنی سوال چلتے ہیں کہ کن اخبارات کو کتنے اشتہارات دیے جاتے ہیں۔ یہاں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی پبلیکیشن کے حساب سے اشتہارات دیے جاتے ہیں جب کہ ہمیں یہ نہیں بتایا جا رہا کہ کس اخبار کی کتنی پبلیکیشن ہے۔ یہ معاہدہ آپ نے کس قانون' کس رول' کس ایکٹ کے تحت کیا ہے اس کی وضاحت ہمیں دے دی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم نے یہ معاہدہ اخبار سے متعلق لوگوں کی مرضی سے ان کے ساتھ کیا ہے اور اس میں آج تک کسی اخبار نے اپنے طور پر بھی اپنی تعداد اشاعت نہیں بتائی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ویسے اخلاقی طور پر بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی اخبار اپنی تعداد بتاتا رہے۔ وہ اس معاہدے کے تحت کہ،

Because of the understanding All Pakistan Newspapers Society (APNS) circulation figures of newspapers and periodicals cannot be revealed by this Ministry. Even in response to the National Assembly questions in this regard, circulation figures are not revealed by the Ministry.

جناب سپیکر! یہ اخبارات اور وفاقی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہے اور اس معاہدے کے تحت یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ اپنی سرکولیشن نہیں بتائیں گے اور وہ سرکولیشن نہیں بتاتے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ ہم اشتہارات اخبارات کی صرف سرکولیشن کو دیکھ کر اس حساب سے تقسیم کرتے ہیں، جب تک ہمیں یہ پتا ہی نہیں چل رہا کہ کس اخبار کی کتنی سرکولیشن ہے۔ ہمارے لیے کیسے ممکن ہے کہ ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کتنے اشتہار کس اخبار کو دیے جا رہے ہیں؟ کوئی ایسا قانون نہیں ہے ان کی آپس میں negotiation ہے یا جو بات بھی ہے لیکن کوئی رول یا قانون نہیں۔ میں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ خدانخواستہ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ ڈیفنس سے متعلقہ ہے جو اسمبلی میں نہ بتایا جائے۔ اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب قومی اسمبلی کو بھی نہیں دیا جا رہا تو اس سے بڑا مذاق کیا ہے کہ ایک قومی ادارے کو چھوٹے سے سوال کے متعلق وضاحت مہیا نہیں کی جا رہی بلکہ یہاں پہ لکھا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کو بھی اس کا جواب نہیں دیا جاتا۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تعین کس طرح کیا جاتا ہے کہ ایک اخبار کی کتنی سرکولیشن ہے اس کے لیے باقاعدہ ایک فورم موجود ہے جس کو Audit of Bureau Circulation (ABC) کہتے ہیں اور وہ اس بات کا تعین کرتا ہے اور اسی تعین کی بنیاد پر ان کو اشتہارات دیے جاتے ہیں اور اے بی سی کے ساتھ اخبارات کا بھی رابطہ ہے اور وہ اپنے نمبرز ان کو دیتے ہیں اور ہمیں آپس کے internal arrangement کے تحت پتا ہے کہ کس اخبار کی کتنی سرکولیشن ہے۔ لیکن یہ نمبرز نہ اخبارات مہیا کرتے ہیں اور نہ ہی کبھی ہم نے لیے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! بات تو اتنی ہے کہ راجا صاحب یہ مہربانی فرمائیں اور ہماری اطلاع کے لیے اگر یہ بتانا مناسب سمجھیں کہ یہ انفرمیشن کیوں نہیں دی جاتی؟ اس میں کوئی تکنیکی بات ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! صوبائی حکومت تو ویسے بھی اس میں involved نہیں اگر انہوں نے انفرمیشن دینی ہوئی تو وہ پھر بھی وفاقی حکومت کو دیں گے۔ صوبائی حکومت کو انہوں نے نہیں دینی۔ اگر صوبائی حکومت کو انفرمیشن دینے کی اجازت ہو تو بھی وہ انفرمیشن وفاقی حکومت کو جانی

ہے' اس لیے یہ صوبائی حکومت سے تو ویسے بھی متعلقہ نہیں۔

محمد افضل خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں چند اخباروں کے بارے میں انکم ٹیکس کے معاملے میں مسئلہ پیدا ہوا۔ کیا اس قسم کے معاہدے کے ساتھ انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کو بھی ان کی سرکولیشن نہیں بتائی جاتی تاکہ ان کے اوپر ٹیکس کا تعین کیا جا سکے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ صوبائی حکومت سے متعلقہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! آپ کو اب پتا چل گیا ہے انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

محمد افضل خان، جی۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! ایک آخری ضمنی سوال ہے۔ کیا معزز وزیر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ اخبارات کی سرکولیشن کی تفصیل بتانے سے کیا اس لیے گریز کیا جا رہا ہے کہ اس سے بیوروکریسی کی رشوت اور چوربازاری بے نقاب ہو جائے گی' کیوں کہ کم سرکولیشن والے اخبارات کو بھاری مقدار میں اشتہارات دیے جاتے ہیں اور بیوروکریسی ان سے 15 تا 20 فی صد کمیشن لیتی ہے۔ کیا اس بات میں صداقت ہے اور اسی وجہ سے یہاں پر پبلیکیشن نہیں بتائی جا رہی کہ کس اخبار کی کتنی پبلیکیشن ہے کیوں کہ چھوٹے اخبارات کو اشتہارات زیادہ دیے جاتے ہیں' ان سے بیوکریٹس کمیشن لیتے ہیں جب کہ بڑے اخبارات "جنگ" یا دوسرے اخبارات' ان کی نسبت ان کی سرکولیشن کے حساب سے کم اشتہارات دیے جاتے ہیں۔ میرے حساب سے یہی اصل پوائنٹ ہے' یہی وجہ ہے۔ وزیر صاحب اس کی وضاحت فرما دیں کیا یہ درست ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ قطعی طور پر درست نہیں۔ سوال غلط ہے' دوسرے صوبائی حکومت سے متعلقہ نہیں ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ تعداد ہم نے نہیں بتائی بلکہ اخبارات نے ہمیں بتائی ہے۔ حکومت کوئی بات مخفی نہیں رکھتی بلکہ اخبارات اپنی اشاعت کی تعداد ہمیں نہیں بتا رہے اس لیے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ حکومت کوئی بات صیغہ راز میں نہیں رکھتی بلکہ اخبارات ہمیں یہ انفرمیشن نہیں دیتے ہیں۔ جب وہ دیتے نہیں تو پھر ہم آپ تک کیا انفرمیشن پہنچائیں۔ اور سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ صوبائی حکومت سے متعلقہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں عبدالستار۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: ٹھیک ہے جناب۔ اگر اجازت ہو تو ایک آخری ضمنی سوال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں جی، میں نے آگے فلور دے دیا ہے۔ آپ نے پچھلی بار بھی کہا تھا کہ یہ آخری ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234): سوال نمبر 1281۔ جناب سپیکر! اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی تعداد

*1281 میاں عبدالستار: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت نے کتنے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل بھرتی کیے ہیں۔ وہ کہاں کے رہائشی (ڈومیسائل) ہیں اور کہاں کہاں تعینات ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملتان بنچ کے لیے بھرتی کیے گئے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل بھی لاہور کے رہائشی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) موجودہ حکومت نے بارہ (12) اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل تعینات کیے ہیں۔ ان کے ڈومیسائل اور تعیناتی کی جگہ منسلکہ پرچم (الف) میں درج ہے۔

(ب) اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی بھرتی دفتر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور کے لیے ہی کی جاتی ہے۔ کسی خاص بنچ کے لیے بھرتی نہیں کی جاتی۔ ضرورت کے مطابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مختلف بنچوں کے لیے تعنیات کیے جاتے ہیں لہذا سوال کا جواب نفی میں ہے۔

Sr. No.	Name of Assistant Advocate General	Place of Posting	Place of Domicile	Remarks
1.	Malik Muhammad Mateen Khokhar	Advocate General Office Lahore.	Rawalpindi	
2.	Mr Muhammad Nawaz Bhatti	-do-	Sheikhupura	
3.	Syed Zulfiqar Ali Bukhari	-do-	Jhang	
4.	Main Shahid Iqbal	-do-	Lahore	
5.	Mr Shabbir Ahmad Afghani	Bahawalpur	Bahawalpur	
6.	Mr Nadeem Afzal Lone	Advocate General Office Lahore.	Rawalpindi	
7.	Mr Niaz Ahmad Khan	-do-	Sheikhupura	

8.	Mr B. A. Fukhari	-do-	Lahore
9.	Malik Muhammad Kabir	-do-	Chakwal
10.	Mr Hussain Aziz Bhatti	-do-	Lahore
11.	Mr Shahid Mubeen	-do-	Lahore
12.	Malik Altaf Hussain	Multan	Multan

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے نمبر 5 پہ مسٹر شبیر احمد کا نام دیا ہے اس کو نکالے ہوئے کوئی سات آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! چونکہ معزز رکن نے خود ہی کہہ دیا تھا کہ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس لیے میں پہلے عرض نہیں کر سکا۔ اگر آپ حکم دیں تو میں نام پڑھ کر اس کی up to date position بتا دیتا ہوں اور اس سے محرک کو یہ پتا چل جائے گا۔

Sr. No.	Name of Assistant Advocate General	Place of Posting	Place of Domicile	Remarks
1.	Malik Muhammad Mateen Khokhar	Advocate General Office Lahore	Rawalpindi	
2.	Mr Muhammad Nawaz Bhatti	-do-	Sheikhupura	
3.	Syed Zulfiqar Ali Bukhari	-do-	Jhang	
4.	Main Shahid Iqbal	-do-	Lahore	
5.	Mr Shabbir Ahmad Afghani	Bahawalpur	Bahawalpur	
6.	Mr Nadeem Afzal Lone	Advocate General Office Lahore	Rawalpindi	
7.	Mr Niaz Ahmad Khan	-do-	Sheikhupura	
8.	Mr B. A. Fukhari	-do-	Lahore	
9.	Malik Muhammad Kabir	-do-	Chakwal	
10.	Mr Hussain Aziz Bhatti	-do-	Lahore	

11.	Mr Shahid Mubeen	-do-	Lahore
12.	Malik Altaf Hussain	Multan	Multan
13.	Ruksana Malik	Faisalabad	Rawalpindi
14.	Mr Imtiaz Kaifi	Lahore	Lahore

جناب قائم مقام سپیکر، میرے پاس تو سیریل نمبر 12 سے آگے کوئی نہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں up to date عرض کر رہا ہوں۔ یہ افتخار الرشید صاحب کا ابھی 3 دن پہلے نوٹیفکیشن ہوا ہے اس لیے میں up to date list دے رہا ہوں۔

15.	Mazhar Jamil Qureshi	Multan	Bahawalpur
16.	Iftikhar-ur-Rashid	Multan	Multan

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو لسٹ پڑھی ہے اس میں 80 فی صد بلکہ 90 فی صد لاہور اور راولپنڈی دو ڈویژنوں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ملتان ڈویژن کے 2 ڈومیسائل ہیں، فیصل آباد ڈویژن کا ایک ڈومیسائل ہے جب کہ اس وقت ملتان میں بنچ کام کر رہا ہے، بہاول پور میں بنچ کام کر رہا ہے تو کیا ان کو لوکل کوئی اس قابل آدمی نہیں ملے کہ دوسرے بنچز میں لاہور اور راولپنڈی سے آدمی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! پہلے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ راولپنڈی ڈویژن سے 80 فی صد نہیں دو لوگ ہیں۔ ہمارے پاس کل تعداد اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کی 21 ہے۔ ان میں سے صرف دو راولپنڈی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ لاہور ڈویژن کے تقریباً چھ کے قریب ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں، میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کی تقرریاں ڈویژن کے حساب سے نہیں، بلکہ پنجاب کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ لاہور میں تعیناتی سب سے زیادہ ہے۔ آپ لاہور میں بنچ صاحبان کی تعداد بھی دیکھ لیں کہ لاہور ہائی کورٹ میں کتنی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے جو ریجنل بنچز جیسے بہاول پور، ملتان یا راولپنڈی ہیں۔ ہم نے راولپنڈی میں صرف دو اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل appoint کیے ہوئے ہیں ایک کو ہم نے اسلام آباد سپریم کورٹ کے لیے رکھا ہوا ہے۔ یہ تقرریاں صرف اور صرف پنجاب کی بنیاد پر ہوتی ہیں، علاقائی بنیادوں پر نہیں ہوتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، مولوی سلطان عالم صاحب۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: میں جناب وزیر سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ لاہور میں پرنسپل سیٹ پر تقریباً 30 ہزار اور ملتان بنچ میں تقریباً 27 ہزار کیس pending ہیں۔ وکلاء کی تعداد کو بھی اگر سامنے رکھا جائے تو لاہور میں تقریباً 3 ہزار وکلاء ہائی کورٹ میں پریکٹس کرتے ہیں جبکہ ملتان میں 2 ہزار وکلاء رجسٹرڈ ہیں اور باقاعدہ پریکٹس کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملتان بنچ میں تقریباً نو جج مستقل کام کرتے ہیں۔ میں ان حقائق کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی تقرری کے وقت ملتان سے بے شمار وکلاء نظرانداز ہو رہے ہیں۔ کیا ان کو اس بنیاد پر consider نہیں کیا جا سکتا؟ دوسری بات یہ ہے کہ جناب نے فرمایا ہے کہ صرف چھ سات جج لاہور سے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان facts and figures میں جب وکلاء بھی وہاں موجود ہیں، تو وہاں سے وکلاء کو کیوں consider نہیں کیا جاتا؟

وزیر قانون: جناب والا! میں نے جو جواب عرض کیا تھا۔ موجودہ گورنمنٹ نے اس میں 13 تقرریاں بطور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی ہیں اور ان 13 میں سے 3 ملتان سے ہیں۔ اس کے باوجود انہیں کسی محرومی کی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی جناب سے عرض کیا تھا کہ 30 ہزار کیس لاہور میں pending ہیں اور 27 ہزار کیس ملتان میں pending ہیں اور وہاں پر وکلاء کی تعداد 2 ہزار ہے، یہاں وکلاء کی تعداد 3 ہزار ہے۔ اس کے علاوہ جن کا ڈومیسائل شیخوپورہ، چکوال کا ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کی پریکٹس کی جگہ کون سی ہے۔ وہ سب کے سب لاہور میں پریکٹس کرتے ہیں، جن کی appointment کی گئی ہے۔ 21 سے کم از کم اٹھارہ انیس آدمی صرف لاہور میں پریکٹس کرنے والے ہیں، باقی اضلاع میں اور خصوصاً بنچز میں نمائندگی نہیں دی جا رہی۔ وہاں وکلاء موجود ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے جو 3 appointments فرما رہے ہیں، وہ بالکل بھی تناسب کے حساب سے مناسب نہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہاں کے وکلاء کو کیوں consider نہیں کیا جاتا؟

وزیر قانون: ہم نے وہاں کے وکلاء کو consider کیا ہے اور ان کو نمائندگی بھی دی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اس تعداد میں مزید اضافہ کیا گیا تو اس پر غور کیا جائے گا۔

میاں عبدالستار، میری بہاولپور سے متعلق عرض ہے کہ بہاولپور بنچ ہے' وہاں بھی وکلاء ہیں' وہاں کا ایک بھی ڈومیسائل نہیں۔ پچھلی حکومتوں میں رہے ہیں۔ اس میں ایک آدمی تھا' اس کو بھی نکال دیا گیا ہے۔ میری راجا صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو پر کریں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! اس بارے میں کوئی تو سٹیٹمنٹ آنی چاہیے کہ ہم ملتان کے وکلاء کو consider کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں' انھوں نے ایک بات فرمائی ہے کہ یہ پنجاب لیول پر تعیناتیاں ہوتی ہیں' ڈویژن لیول پر نہیں۔ آپ نے ایک طرف ان کی توجہ دلائی ہے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اتنے ملتان یا ٹلاں ڈویژن سے آئے ہیں۔ چونکہ یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے تو آئندہ بھی ان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ مقامی سطح پر وہ ترجیح دیں تاکہ وہاں پر جو کیس ہیں ان کو اچھی طرح سے deal کیا جا سکے۔

اگلا سوال جناب ارشد عمران سہری صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد اگلا سوال مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، سوال نمبر 1948۔

مولانا ظفر علی خان کے مزار کی جلد تکمیل کے لیے فنڈز کی فراہمی

*1948۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری۔ کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سال 1992ء میں بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان کے مزار واقع وزیر آباد کی تعمیر کے لیے 8 لاکھ روپے مختص کیے تھے لیکن تعمیر 1992ء کی بجائے 1997ء میں شروع کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو تاخیر کن وجوہات کی بناء پر ہوئی اور اس کا ذمہ دار کون ہے۔

(ب) کیا اس مزار کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور اگر نہیں تو وجہ' کیا حکومت اس منصوبہ کو جلد مکمل کرنے اور اس ضمن میں مزید فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) مزار مذکورہ کو جانے والی سڑک پر جو لوگ ناجائز قبضہ کر رہے ہیں اور اس طرح اس منصوبہ کو ناکام بنانا چاہتے ہیں حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے احکامات کے روشنی میں مبلغ چھ لاکھ روپے برائے تعمیر مزار مولانا ظفر علی خان وزیر آباد سال 1992ء میں مختص کیے تھے۔ اس کی تعمیر کمشنر گوجرانوالہ کی سربراہی میں قائم ایک کمیٹی کے ذمہ لگائی گئی تھی۔ اس کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 5 جنوری 1993 میں امتیاز علی صاحب کا تیار کردہ ڈیزائن منظور کیا جبکہ اخراجات کا تخمینہ -/1752000 روپے لگایا گیا اس کی انتظامی منظوری 14 اکتوبر 1993ء کو دی گئی اس مزار کی تعمیر کے لیے 2 لاکھ ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ نے عطیہ کے طور پر دیے۔ کمشنر گوجرانوالہ نے حکومت پنجاب سے درخواست کی کہ بقیہ رقم -/952000 روپے بھی حکومت منظور کرکے فراہم کرے۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر کمشنر گوجرانوالہ کو کہا گیا کہ مطلوبہ رقم مقامی ذرائع سے حاصل کی جائے یا پھر مزار کا نقشہ اس حد تک تبدیل کر دیا جائے کہ وہ دستیاب رقم میں بنوایا جاسکے۔ مطلوبہ رقم مہیا نہ ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ یونہی چلتا رہا اور مزار کی تعمیر نہ ہو سکی اس بارے میں کمشنر گوجرانوالہ کو گاہے بگاہے یاد دہانی کرائی جاتی رہی لیکن مزید فنڈز مہیا نہ ہونے کے باعث تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔ مزید فنڈز نہ ہونے کی صورت میں بالآخر یہ مناسب سمجھا گیا کہ مزار کا ڈیزائن مولانا ظفر علی خان کے وارثین سے مشورہ کے بعد تبدیل کردیا جائے تاکہ اس کی تعمیر مہیا شدہ رقم میں مکمل ہو سکے۔ بالآخر 4 جون 1997ء کو کمشنر گوجرانوالہ نے دوبارہ انتظامی منظوری برائے دس لاکھ روپے دی۔ اس کا فیصلہ ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 2 جون 1997ء کو دیا۔

(ب) کمشنر صاحب گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق مزار کی تعمیر کا کام 10 لاکھ روپے کے فنڈ سے تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ صرف اندرونی حصے میں بجلی کی تاروں اور بلب کی تنصیب کا کام باقی ہے۔ اس کے علاوہ صحن اور راستے میں اینٹیں لگانے کا کام اور رابطہ سڑک ابھی مکمل ہونا باقی ہے۔ جس کے لیے کمشنر گوجرانوالہ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اسے جلد مکمل کروائیں۔

(ج) اس سلسلے میں کمشنر صاحب سے کہا گیا ہے کہ مزار سے متعلقہ تمام امور کو جلد مکمل کروا

لیں ظاہر ہے کہ کسی ناجائز قبضہ اور غلط منصوبہ کی اجازت نہ دی جائے گی۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، میں سوال کے جز (ج) کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا اور میرا سوال یہ تھا کہ مزار کی طرف جو سڑک جا رہی ہے' اس پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے اور کر رہے ہیں۔ اس بارے میں حکومت نے ان تجاوزات کو ہٹانے کے لیے کیا کارروائی کی ہے؟ اور اگر کارروائی نہیں کی تو کیوں نہیں کی جا رہی اور سڑک کیوں نہیں بنائی جا رہی؟ میری معلومات کے مطابق ابھی تک وہاں سڑک نہیں بنائی گئی۔ وہاں پر لوگ مستقل طور پر ناجائز تعمیرات کر رہے ہیں' اس میں کل کو بہت مشکلات ہوں گی۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں انھوں نے کیا کارروائی کی ہے؟ اس طرح تو اس کا purpose of job ہی ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کمشنر متعلقہ سے کہا گیا ہے کہ مزار سے متعلقہ تمام امور کو جلد مکمل کروا لیں اور کسی ناجائز قبضہ اور غلط منصوبے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس سلسلے میں کمشنر کارروائی کر رہے ہیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جز (ب) میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ کچھ کام باقی ہے۔ یہ کام کب تک مکمل کروا دیا جائے گا؟ یہ کام گزشتہ دس پندرہ سال سے pending چلا آ رہا ہے۔ یہ تھوڑا سا کام باقی ہے' میری گزارش ہے کہ اس بارے میں یہ کوئی commitment فرمائیں کہ کب تک یہ کام مکمل کروا دیا جائے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! اسی مالی سال میں یہ یہ کام مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

پنجاب آرٹس کونسل کی گاڑیوں پر اخراجات کی تفصیل

*2032۔**حاجی مقصود احمد بٹ،** کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے پاس اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ کب اور کتنی لاگت سے کس کس کمپنی' فرم اور ادارہ سے خرید کی گئی ہیں۔

(ب) یہ گاڑیاں کن کن افراد اور ملازم کے زیر استعمال ہیں ان کے نام' عہدہ جات کیا ہیں۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ان کی مرمت و دیکھ بھال اور پٹرول پر کتنی رقم صرف ہوتی ہے۔

(د) سال 1990ء سے آج تک پنجاب آرٹس کونسل کو کتنی گاڑیاں کن کن نے donate کی ہیں۔

(ہ) سال 1996ء سے آج تک حکومت سے پنجاب آرٹس کونسل کو کتنی رقم ٹرانسپورٹ کی مد میں فراہم کی گئی ہے اور یہ کس کس جگہ خرچ ہوئی؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) (الف) اور (ب) پنجاب آرٹس کونسل کے پاس اس وقت جو گاڑیاں ہیں۔ ان کے خرید کرنے کی تاریخ، لاگت اور کمپنی کے نام کی تفصیل مع استعمال درج ذیل ہے۔

گاڑی نمبر	تاریخ خرید	لاگت خرید	کمپنی جہاں سے خریدی	موجودہ استعمال گئی
1۔ نسان سنی ایل ایچ وی 1391	24-6-87	242,500	سندھ انجینئرنگ	بطور سٹاف کار برائے ایگزیکٹو ڈائریکٹر
2۔ سوزوکی وین ایل او ڈی 6328	15-11-90	135500	ایضاً۔	برائے استعمال آرٹس اینڈ کرافٹس میوزیم
3۔ سوزوکی وین ایل ایچ زیڈ 4261	26-8-89	115500/-	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول
4۔ سوزوکی کار ایل ایچ وی 9718	10-8-88	103500	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول
5۔ سوزوکی پک اپ ایل ایچ این 7929	1-10-87	85000/-	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول
6۔ ٹویوٹا وین ایل۔ ایچ وی 6047	3-2-88	358500	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول
7۔ سوزوکی وین ایل ایچ وی 6687	6-3-88	103500/-	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول
8۔ مزدا منی ٹرک ایل ایچ جی 5261	31-10-82	116364/-	ایضاً۔	ٹرانسپورٹ پول

(ج) سال 1996ء (جولائی 96) سے آج تک ستمبر 1998 پنجاب آرٹس کونسل کی گاڑیوں کی مرمت و دیکھ بھال پر مندرجہ ذیل اخراجات آئے۔

1۔ مرمت و دیکھ بھال -/170473

2۔ پٹرول -/401078

(د) سال 1990ء سے آج تک کبھی بھی کوئی گاڑی پنجاب آرٹس کونسل کو donate نہیں ہوئی۔

(ہ) پنجاب آرٹس کونسل کو سالانہ گرانٹ lumpsum مہیا کی جاتی ہے اس لیے کسی مخصوص رقم کا کوئی سوال نہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2035۔

پنجاب آرٹ کونسل کی آمدن اور گرانٹ کی تفصیل

*2035۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت پنجاب آرٹ کونسل کے کتنے ڈویژنوں میں ڈویژنل آرٹس کونسل قائم ہیں اور ان میں کتنا عملہ تعینات ہے۔ ان کے نام، عہدہ جات، تعلیمی قابلیت مع گریڈ بتائی جائے اور ان پر حکومت سالانہ کتنا خرچ کرتی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک حکومت کی طرف سے پنجاب آرٹس کونسل کو کتنی رقم فراہم کی گئی حکومت کی امداد کے علاوہ اس عرصہ کے دوران اس کو کتنی آمدن کن کن ذرائع سے ہوئی ہے اور اس گرانٹ کو کس اصول کے تحت پنجاب کے مختلف ڈویژنوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

(ج) اس وقت پنجاب آرٹس کونسل کے ماتحت آرٹ کونسلوں اور ڈویژنل آرٹ کونسلوں میں کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پُر کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

(د) سال 1996ء سے آج تک حکومت کی طرف سے ملنے والی خطیر گرانٹوں میں سے اب تک پنجاب آرٹس کونسل نے فن کاروں اور ادیبوں پر کتنی رقم صرف کی ہے براہ راست دی جانے والی رقوم اور پس ماندگان کو دی جانے والی رقوم کی تفصیلات الگ الگ دی جائیں۔

(ہ) پنجاب آرٹس کونسل نے لاہور اور دوسرے شہروں کی پرائیویٹ تنظیموں کو کتنی گرانٹ سال 1996ء سے آج تک دی ہے، ان کے نام اور گرانٹ کی تفصیل بتائی جائے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب آرٹس کونسل کی طرف سے فراہم کردہ یہ گرانٹ مخصوص رجسٹرڈ اور فرضی تنظیموں کو دی گئی ہے۔ بقیہ اصل پرائیویٹ ادارے محروم رہ گئے ہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز کیا حکومت ان ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) اس وقت پنجاب آرٹس کونسل کے تحت صوبے کے تمام ڈویژنوں میں ڈویژنل آرٹس کونسلیں قائم ہیں۔ ان میں تعینات عملے کی تفصیل ملحقہ ضمنی الف پر ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے' ان پر حکومت سالانہ -/5480000روپے خرچ کرتی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک حکومت کی طرف سے جو رقم فراہم کی گئی اور اس دوران جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	حکومت کی طرف سے دی گئی گرانٹ	1996-97	1997-98	1998-99(جولائی تا ستمبر 98)
		12096000/-	12432000/-	3108000/-
2۔	آمدن بذریعہ کرایہ ہال			
	1۔ صدر دفتر	319200/-	635340	273500
	2۔ ڈویژنل آرٹس کونسلیں۔	292380/-	154974	52150

یہ گرانٹ ڈویژنل آرٹس کونسلوں میں تقسیم کرنے کے لیے ہر آرٹس کونسل کی سرگرمیوں اور اس میں تعینات عملہ اور دیگر اخراجات مثلاً بجلی' پانی' فون کے بل عمارات کا کرایہ' سٹیشنری کی خرید وغیرہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈویژنل آرٹس کونسلوں میں جو اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل ضمنی "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ اسامیاں تقریباً پچھلے چھ سال کے دوران خالی ہوئی ہیں اور حکومت کی طرف سے نئی بھرتی پر عائد پابندی اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے پر نہیں کی جا سکیں۔ جیسے ہی حکومت کی طرف سے پابندی ختم کی گئی اور فنڈز فراہم کیے گئے ان اسامیوں کو پر کرنے کے لیے بذریعہ اشتہار درخواستیں طلب کرکے اہل افراد میں سے بھرتی کی جائے گی۔

(د) حکومت کی طرف سے ملنے والی گرانٹ پنجاب آرٹس کونسل کے ملازمین کی تنخواہوں' ثقافتی پروگرامز کے انعقاد اور دیگر متفرق اخراجات کے لیے صرف ہوتی ہے۔ فن کاروں اور ادیبوں کی مالی امداد و معاونت کے لیے کسی قسم کی مخصوص رقم پنجاب حکومت کی طرف سے فراہم نہیں کی جاتی۔ بہر حال آرٹس کونسلوں کی طرف سے جو پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں ان میں شامل ہونے والے فن کاروں کو مناسب معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

(ہ) پنجاب آرٹس کونسل کو حکومت کی طرف سے پرائیویٹ تنظیموں کو گرانٹ دینے کے

لیے کسی قسم کی رقم فراہم نہیں کی جاتی۔

(و) پنجاب آرٹس کونسل کی طرف سے کسی بھی مخصوص رجسٹر شدہ اور فرضی تنظیموں کو کسی قسم کی گرانٹ نہیں دی گئی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال ملک محمد ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 2389۔

ہفت روزہ "سچل" کے ڈیکلریشن کی منسوخی کی وجوہات

*2389۔**ملک محمد ممتاز احمد بھچر**۔ کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ہفت روزہ "سچل" میانوالی کا ڈیکلریشن کس کے نام ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہفت روزہ "سچل" کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا تھا۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ ڈیکلریشن دوبارہ کن شرائط پر بحال کیا گیا ہے' نیز ڈیکلریشن منسوخی کی وجوہات کیا تھیں اور یہ ڈیکلریشن کب بحال کیا گیا ہے۔

(ج) کیا ڈیکلریشن بحالی کے بعد کی اشاعت سے لے کر اب تک ہفت روزہ "سچل" میانوالی حکومتی پالیسی / معیار اور شرائط پر پورا اتر رہا ہے' کیا اس شمارہ کی ڈیکلریشن بحال رہنے کے قابل ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ہفت روزہ سچل میانوالی کا ڈیکلریشن ملک محمد سلطان ولد محمد خان کے نام ہے۔ جو واں بھچراں ضلع میانوالی کے رہائشی ہیں۔

(ب) ہفت روز "سچل" کا ڈیکلریشن پہلی مرتبہ ملک محمد سلطان ولد محمد خان کی درخواست پر مورخہ 1-2-97 کو دیا گیا۔ لیکن وہ اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی سے بروقت منظور نہ کروا سکے۔ چنانچہ ان کی طرف سے دوبارہ درخواست دینے پر ضلعی مجسٹریٹ نے 18-6-97 کو انہیں "سچل" کا ڈیکلریشن دے دیا۔

(ج) ہفت روزہ "سچل" میانوالی کا کوئی بھی شمارہ ویسٹ پاکستان پریس آرڈیننس کے مطابق

پبلشر کی طرف سے دفتر ہذا کو نہیں پہنچا۔ لہذا اس کے معیار اشاعت کے بارے میں کسی رائے کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں۔ اطلاعاً تحریر ہے کہ پبلشر کی جانب سے سچل کی چار' چار' کاپیاں نہ جمع کروانے پر انہیں اظہار وجوہ کانوٹس جاری کیا گیا ہے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال بھی ملک محمد ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 2390۔

صوبے میں شائع ہونے والے اخبار و رسائل کی تفصیل

*2390۔ملک محمد ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں اس وقت کتنے روزنامہ' سہ روزہ' ہفت روزہ' پندرہ روزہ اور ماہانہ اخبار و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

(ب) حکومت کی کسی اخبار اور رسالہ کو ڈیکلریشن جاری کرنے کی شرائط' معیار اور پالیسی کیا ہے۔ نیز ان کا ڈیکلریشن کب اور کن وجوہات کی بناء پر منسوخ کیا جاتا ہے؟

(ج) ضلع میانوالی میں اس وقت کتنے اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے ریکارڈ کے مطابق پنجاب میں کل 4324 اخبارات و جرائد شائع ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔روزنامے	483
2۔ہفت روزے	1113
3۔پندرہ روزے	378
4۔ماہنامے	2133
5۔سہ ماہی	141
6۔ششماہی	32
7۔سالنامے	44

(ب) کسی اخبار یا رسالے کا ڈیکلریشن منظور کرنے کے لیے ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلی

کیشنز آرڈیننس مجریہ 1963 کی دفعہ 12(2) کے تحت معیار اور پالیسی کے اعتبار سے چند شرائط مقرر ہیں جن کی رو سے

1۔ اگر کوئی شخص بذات خود اخبار یا رسالے کا پبلشر یا پرنٹر نہ بھی ہو تو بھی اسے ڈیکلیریشن حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

2۔ پنجاب میں متعلقہ علاقے کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس وقت تک کسی اخبار یا رسالے کا ڈیکلریشن منظور نہیں کرے گا جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ڈیکلریشن حاصل کرنے والا امیدوار جس عنوان کے تحت جس زبان میں اپنا اخبار یا رسالہ شائع کرنا چاہتا ہے۔ اسی عنوان کے تحت پنجاب کے کسی دوسرے علاقے سے کسی بھی دورانیے اور زبان کا اخبار یا رسالہ پہلے سے تو شائع نہیں ہو رہا ہے۔یا اسی امیدوار کا کوئی پرچہ جس کا ڈیکلریشن اس نے پہلے سے حاصل کر رکھا ہو۔پنجاب کے کسی دوسرے شہر سے نئے ڈیکلیریشن کے لیے درخواست میں ظاہر کیے گئے دورانیے سے مختلف دورانیے میں تو شائع نہیں ہو رہا ہے۔

3۔ یہ کہ نیا ڈیکلیریشن حاصل کرنے والا امیدوار خواہ پرنٹر ہے یا پبلشر ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ (7) کی رو سے ڈیکلیریشن حاصل کرنے کی تاریخ کی مدت سے پہلے پہلے کسی اخلاقی جرم میں ملوث پائے جانے کی وجہ سے پانچ برس کے عرصے کے دوران سزا یافتہ تو نہیں رہا۔

4۔ یہ کہ نیا ڈیکلیریشن حاصل کرنے والے امیدوار کی مالی حیثیت اخبار یا رسالے کی باقاعدہ اشاعت کے لیے مستحکم ہے۔اس کے لیے پبلشر کو اپنے مالی اثاثوں کا بنک سرٹیفکیٹ اپنے علاقے کے ڈپٹی کمشنر کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔

5۔ یہ کہ متعلقہ اخبار یا رسالے کا ایڈیٹر صرف مناسب تعلیمی استعداد کا حامل ہے یا صحافتی شعبے میں کافی تربیت یافتہ اور تجربہ کار بھی ہے۔

6۔ ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ (3) 12 کے تحت متعلقہ علاقے کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی بھی اخبار یا رسالے کے ایسے پرنٹر یا پبلیشر کا ڈیکلریشن منظور کرنے سے انکار کرسکتا ہے جس کے بارے میں حکومت کو خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر یہ اطمینان ہو کہ وہ اسلام کے تقدس، پاکستان کی بقاء تحفظ یا دفاع، بیرونی

ریاستوں سے دوستانہ تعلقات' پاکستان کی سالمیت' عوامی نظم و ضبط' عوام کی سلامتی و فلاح جیسے حساس امور میں سے کسی ایک یا تمام معاملات میں متعصبانہ سر گرمیوں میں ملوث ہے۔یا اس بات کا امکان ہو کہ نیا ڈیکلریشن حاصل کرنے کا امیدوار پرنٹر یا پبلشر اپنے اخبار یا رسالے کو مذموم مقاصد کے فروغ یا ترغیب کے لیے استعمال کرے گا۔ تاہم اس ضمن میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مذکورہ درخواست دہندہ کو ذاتی شنوائی کا موقع فراہم کرے گا۔

7۔ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ (4) 12 کی رو سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (2) 12 میں بیان کی گئی سرگرمیوں میں ملوث افراد کو اپنی صفائی میں اس امر کا ثبوت فراہم کرنے کا موقع دے گا کہ ڈیکلیریشن حاصل کرنے کا امیدوار ایسا فرد (2)12 میں بیان کی گئی تمام شرائط پر پورا اترتا ہے۔

ڈیکلیریشن کی منسوخی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ(1) 24 کے تحت ہو سکتی ہے اگر حکومت کے علم میں آئے کہ کوئی پرنٹنگ پریس

1۔ ایسے مواد کی اشاعت یا چھپائی میں ملوث ہے' خواہ وہ کتاب کے ذریعے ہو یا کسی پرچے کے ذریعے ' کہ جس کے الفاظ یا مضامین نمایاں طور پر شرپسندی' بے حرمتی' قتل و غارت گری کی ترغیب پر مشتمل ہوں۔

2۔ یا پریس مالکان بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی شخص کو خوفزدہ کر کے اسے جبراً اپنی جائیداد یا سرمایہ کسی دوسرے شخص کے نام منتقل کرنے پر مجبور کرنے والے ہوں یا کسی ایسے کام کو کرنے پر مجبور کرنے والے ہوں جس کا ارتکاب قانوناً جرم ہے یا کسی قانونی کام کی انجام دہی سے روکنے والے ہوں۔

4۔ یہ کہ کسی کو نظریہ پاکستان یا پاکستان کی سلامتی کے خلاف ابھارنے والے ہوں۔

5۔ یا نازیبا' فحش' بلا جواز تنقید یا کسی شہری کو بلیک میل کرنے پر اکسانے والے ہوں' یا بری' بحری اور فضائی افواج یا سول ملازمین یا پاکستان میں بسنے والے مختلف طبقوں یا قوموں کے درمیان شر انگیزی اور نفرت کو ہوا دینے والے ہوں۔یا سرکاری یا غیر سرکاری اداروں کے ملازمین کو فرائض سے غفلت برتنے یا پیشہ وارانہ فرائض کی

ادائیگی کو معطل کر دینے پر اکسانے والے ہوں۔

تو حکومت ایسے پرنٹروں کو چھپائی کا کام کرنے یا اشاعت کرنے سے ایک مخصوص مدت تک روکنے کے احکامات جاری کرے گی۔

دفعہ(11)24 کے تحت ایسے افراد کا زر ضمانت جس کا تعین حکومت کی صوابدید پر ہے اور جو مبلغ 500 روپے سے لےکر 30,000 روپے تک ہوسکتی ہے، ضبط کرنے اور ایسی کتاب یا پرچے کی اشاعت شدہ تمام شمارے خواہ پنجاب بھر میں کہیں بھی ہوں بحق سرکار ضبط کر لیے جائیں گے۔

6۔ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس 1963ء کی دفعہ(3) 24 کی رو سے یا (1) 24 کی رو سے حکومت کے احکامات میں بیان کی گئی معطلی کی مقررہ مدت گزر جانے کے بعد اگر پرنٹر پبلشر (A)(1)24 سے لے کر (O)(1)24 تک بیان کیے گئے مقاصد کے لیے دوبارہ اپنے پرنٹنگ پریس، کتاب یا رسالے کو استعمال کرے گا یا کسی ایک مقصد کے لیے ہی استعمال کرے گا تو پریس اینڈ، پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ (4) کے تحت حکومت ان کا ڈیکلیریشن منسوخ کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کرے گی۔

(ج) ضلع میانوالی سے شائع ہونے والے اخبار و رسالوں کی تعداد ہمارے ریکارڈ کے مطابق حسب ذیل ہے

روزنامے	2
ہفت روزے	7
پندرہ روزے	1
ماہنامے	5
کل تعداد	15

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، اس سے اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال راجا محمد خالد خان صاحب کا ہے۔

راجا محمد خالد، سوال نمبر 2939۔

ڈائرکٹر (پی۔آر) بہاول پور کی اسامی پر مستقل تعیناتی کے اقدامات

*2939۔راجا محمد خالد خان۔ کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ میں گریڈ 19 کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں۔ ان میں سے کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 7 جنوری 1999ء کو ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز بہاول پور ریٹائر ہو چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر (پی۔آر) بہاول پور کی اسامی پر مستقل تعیناتی کی بجائے اس اسامی کا چارج ڈائرکٹر (پی۔آر) ملتان کو دے دیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر بہاول پور کی اسامی کا چارج بغیر کسی وجہ سے دیا گیا ہے۔ جبکہ محکمہ اطلاعات میں کافی سینئر افراد موجود ہیں جو اس اسامی پر تعیناتی کے اہل ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ ہذا کے کسی سینئر اہلکار کو ڈائرکٹر بہاول پور کی اسامی پر مستقل تعینات کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) محکمہ ہذا میں گریڈ 19 کی منظور شدہ اسامیاں چھ (6) ہیں۔ صرف ایک اسامی مورخہ 7 جنوری 1999ء سے متعلقہ افسر کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ اس اسامی کا چارج عارضی طور پر ڈائرکٹر (پی۔آر) ملتان کو دیا گیا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ رولز آف بزنس کے تحت گریڈ 19 کے افسران کا تبادلہ و تقرر صوبے کے انتظامی سربراہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ اپنی طرف سے کارروائی کا آغاز کر چکا ہے۔ حتمی منظوری موصول ہونے پر مستقل تقرری کر دی جائے گی' تاہم دفتری امور کی نگرانی کے لیے عارضی طور پر ڈائرکٹر ملتان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جو ایک انتظامی ضرورت تھی۔

(ہ) اس کا جواب اوپر جز (د) میں دیا جا چکا ہے اور اس سلسلے میں مستقبل قریب میں منظوری

متوقع ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سیکرٹری

راجا محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں جناب وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے آج تک اپنے پی آر او سے کتنی میٹنگز کی ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ سوال نمبر کون سا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ سوال نمبر 2939 ہے یہ پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے۔ جس پر ان کا ضمنی سوال ہے۔ راجا صاحب! آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

راجا محمد خالد خان، جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے گزارش کی ہے کہ وزیر موصوف نے اپنے پی آر او کے ساتھ آج تک کتنی میٹنگز کی ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ سوال ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز بہاولپور سے متعلق تعیناتی اور تبادلے کا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ راجا صاحب خود بھی منسٹر رہے ہیں۔ وزراء نے کبھی اپنے پی آر او سے باضابطہ میٹنگز نہیں کیں۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! رولز آف بزنس کیا کہتے ہیں؟ کتنی بار میٹنگز کرنی چاہییں ماہانہ یا ششماہی یا سہ ماہی؟

وزیر قانون: جناب والا! میرے خیال میں رولز آف بزنس میں ایسی کوئی بات نہیں۔ پی آر او وہ کام کرتے ہیں جو منسٹرز ان کو کہتے ہیں۔ پی آر او ہماری کارکردگی پراجیکٹ کرتے ہیں نہ کہ پی آر او سے ہم ہدایت لیتے ہیں تاکہ ہم ان سے میٹنگز کر کے رولز آف بزنس کے تحت کوئی کام کریں۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! بزنس یہ کہتے ہیں کہ کم از کم مہینے میں ایک بار پی آر او سے میٹنگ کرنی چاہیے اور اسے پالیسی دینی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں راجا صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف میں اپنے پی آر او کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ مجھے باقاعدہ نگر دیے جائیں کہ ایک پی آر او جو کسی بھی منسٹر کے ساتھ منسلک ہے اس نے مہینے میں کتنے press releases اور کتنے ہینڈ آؤٹ جاری کیے ہیں ہم ان کی کارکردگی پر اس طرح نظر رکھے ہوئے ہیں۔ نہ

کہ ہم میٹنگز کر کے ان سے ہدایات لیتے رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' راجا صاحب۔

راجا محمد خالد خان: میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ڈیزائن اور display کی قابلیت نیشنل کالج آف آرٹس کونسل سے' جو ڈگری ہولڈر یہاں پر لکھا ہے اگر میں یہ کہوں کہ وہ ڈگری ہولڈر نہیں ہے وہ ڈپلومہ ہولڈر ہے تو اس میں سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ کیا یہ درست ہے کہ وہ ڈگری ہولڈر نہیں ہے وہ ڈپلومہ ہولڈر ہے؟

وزیر قانون، راجا صاحب! تھوڑا سا confuse کر رہے ہیں۔ جو سوال وہ ابھی کر رہے ہیں وہ آپ کے دوسرے سوال سے متعلق ہے۔ اگر آپ اپنا ریکارڈ درست فرما لیں۔ یہ آپ کا ضمنی سوال 2940 سے متعلقہ ہے۔ اگر اس کی باری آئے تو اس میں کر لیں۔

راجا محمد خالد خان: یہ بات بالکل درست ہے میں معذرت چاہتا ہوں۔

وزیر قانون: راجا صاحب! آپ اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر، اس پہ تو ہم ابھی آئے ہی نہیں۔

راجا محمد خالد خان، جناب سپیکر! سوال نمبر 2939 کا ہی ضمنی سوال ہے اور یہ سوال زیر بحث ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔

راجا محمد خالد خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بہاولپور کی ترسیل اور اشتہارات ہیں اسے آپ نے سنٹرلائز کر لیا ہے۔ کیا لاہور کے علاوہ بھی کوئی ایسا ڈویژن ہے جہاں پر یہ اشتہارات کی سر کولیشن ہوتی ہے؟

وزیر قانون، میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ لیکن میں محرک کی خدمت میں ان کی بات کا جواب دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ قابل احترام ہیں۔ بہاولپور کے علاوہ باقی کسی ڈویژن میں یہ انتظام نہیں ہے۔ یہ صرف بہاولپور کی حد تک محدود ہے۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! جب بہاولپور کا ڈائرکٹر 7 جنوری کو ریٹائر ہو رہا تھا تو اس سے پہلے

انتظامی معاملات کو ٹیک اپ کیوں نہیں کیا گیا؟ اور صوبے کے سربراہ کو اس کی سمری کیوں نہ put up کی گئی آج چار ماہ گزرنے کے باوجود بھی وہ اسامی خالی پڑی ہے اور ایسا محض ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر حسین احمد مدنی کو نوازنے کے لیے ہے اور وہ پیپلز پارٹی کے دور میں 1995ء میں بھی بہاولپور کا ڈپٹی میئر رہا ہے۔ آج بھی وہ پیپلز پارٹی کا مفاد وہاں پہ واچ کر رہا ہے۔ اس کو نوازنے کے لیے اور مالی فوائد پہنچانے کے لیے چونکہ بہاولپور میں سرکولیشن ہے اور ماسوائے لاہور کے کسی بھی ڈویژن میں نہیں ہے۔ تو اس کو نوازنے کے لیے چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے جو اشتہارات ملتے ہیں اخبارات کو اس ڈائرکٹر کو کمیشن ملتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کے سوال کی تصحیح کرنا چاہوں گا یہاں on the floor of the House پاکستان کے شہری جو گورنمنٹ میں ہیں وہ ہم سب کو برابر تصور کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ وہ پیپلز پارٹی کا ہے تو اس کو کیوں نوازا جا رہا ہے؟ آپ کے ضمنی سوال کو میں یوں بیان کروں گا کہ وہ فرماتے ہیں کہ کیا ایسا تو نہیں کہ محمد حسین مدنی اسسٹنٹ ڈائرکٹر کو نوازنے کے لیے یہ جگہ خالی رکھی ہوئی ہے؟

وزیر قانون: یہ بات درست نہیں ہے۔

راجا محمد خالد خان: جناب والا! جب کوئی آدمی ریٹائر ہوتا ہے تو اس کی ریٹائرمنٹ سے پہلے اس محکمے کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ فلاں تاریخ کو ریٹائر ہو رہا ہے۔ اس کی سمری کو move کرنا پڑتا ہے تاکہ اسامی خالی ہوتے ہی اسے پر کر دیا جائے۔ تو یہ کیوں نہ کیا گیا اور جو لوگ ان کے ذمہ دار ہیں کیا ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ محکمانہ طور پر کوئی تساہل نہیں ہوا۔ کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ یہ کیس میرے پاس پینڈنگ تھا اور ابھی چیف منسٹر صاحب کے پاس پینڈنگ ہے اور اس سلسلے میں ہم نے بالکل پہلے ہی کارروائی شروع کر رکھی ہے۔

راجا محمد خالد خان: اس کارروائی کا آغاز کس تاریخ سے ہوا ہے؟

وزیر قانون: پہلے راجا صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے وقت پر کارروائی نہیں کی جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بالکل بروقت کارروائی شروع کی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں اس بات کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔

راجا محمد خالد خان: جناب والا! بالکل کی کوئی تاریخ، کوئی سال، کوئی مہینہ ان کے علم میں نہیں ہے۔ یہ چار ماہ سے اس طرح خالی پڑا ہوا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں وہ تاریخ آپ کو فراہم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 2940 راجا محمد خالد خان صاحب کا ہے۔ وہ بار بار اس سوال پر آ رہے ہیں لگتا ہے کہ اس پر ان کی تیاری خوب ہے۔

راجا محمد خالد خان: 2940۔

ڈپٹی ڈائرکٹر (اشتہارات) کی اسامیوں پر مطلوبہ تعلیم یافتہ ملازمین تعینات کرنے کے لیے اقدامات

*2940۔ **راجا محمد خالد خان:** کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ میں ڈپٹی ڈائرکٹر (اشتہارات) کی اسامی پر تعیناتی کے لیے افسران کی بنیادی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) محکمہ ہذا میں ڈپٹی ڈائریکٹر (اشتہارات) کی کل کتنی اسامیاں ہیں۔ ان پر تعینات افراد کے نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ج) ڈپٹی ڈائرکٹر (اشتہارات) کی کتنی اسامیوں پر کم تعلیمی قابلیت کے حامل افراد تعینات ہیں۔

(د) کیا حکومت جن اسامیوں پر مطلوبہ تعلیمی قابلیت سے کم تعلیم یافتہ افسران تعینات ہیں، ان کی بجائے مطلوبہ تعلیم یافتہ افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت: (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) پنجاب انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ سروس رولز 1977ء کے تحت ڈپٹی ڈائرکٹر (اشتہارات) کی اسامی بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہے۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر اشتہارات اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر ڈیزائن ڈسپلے اینڈ سرکولیشن میں سے سینئر آفیسر جو کہ پانچ سالہ تجربہ رکھتا ہو کی ترقی سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر بطور ڈپٹی ڈائرکٹر اشتہارات کی جاتی ہے۔ رولز کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا میں ایک اسامی ہے' جس پر اس وقت عبدالمجید شاہد تعینات ہیں ان کا گریڈ 18 اور تعلیمی قابلیت نیشنل کالج آف آرٹس سے ڈگری اور ایل۔ایل۔بی ہے۔

(ج) ڈپٹی ڈائرکٹر اشتہارات کی اسامی پر کم تعلیمی قابلیت کا حامل افسر تعینات نہیں۔

(د) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اس سوال کا کوئی جواز نہ ہے۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! میں اس بارے میں جاننا چاہوں گا کہ جو کسی خاص افسر کو کسی عہدے پر ترقی دی جاتی ہے اور محض ایک معذور خاتون کو ترقی نہ دینے کی خاطر ایک اضافی چارج ملتان کے پبلک ریلیشنز کو چار ماہ سے دیا گیا ہے۔ اور خاتون نسیم امداد کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے' وہ سب سے سینئر ہے۔ اسے پروموٹ نہ کرنے کے لیے یہ سارے حربے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ میرے بزرگ ہیں بڑے بھائی ہیں میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں اور میں ان سے قطعی طور پر اس بات کی توقع نہیں کر رہا تھا کہ اتنے irrelevant ہوں گے جتنے کہ آج ہیں۔ جس بات کی پہلے میں نے نشان دہی کی تھی اب دوبارہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو کسی نے لکھ کے انہیں سپلیمنٹری دی ہے۔ جناب! جو سوال بھگت گیا ہے اس سے متعلقہ تھی اس سے متعلقہ نہ تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کو بزرگ سمجھتے ہیں؟

وزیر قانون، میرے بڑے بھائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر ان کی بات کا جواب دے ہی دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب! اس وقت جو سوال زیر غور ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ جو سوال پہلے بھگت چکا ہے اس کا جواب اب میں بعد میں دینا شروع کر دوں۔ جس خاتون کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان کی سمری پہلے ہی تھی۔ میں نے جو پہلے گزارش کی تھی وہ منسٹر صاحب کے پاس پینڈنگ پڑی ہوئی ہے جو ایک یا دو دن میں آرڈر ہو جائے گا۔ میں انہیں کہہ بھی چکا ہوں کہ وہ سوال گزر چکا ہے اور انہیں اب یاد آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ دوبارہ مطالبہ کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، راجا صاحب! میں بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ اتنا مجھے حق دے دیں۔ جناب سپیکر! عام طور پر یہ کہہ ہوتا ہے کہ وزراء تیاری کر کے نہیں آتے۔ لیکن آج یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ میرے بڑے بھائی تیاری کر کے نہیں آئے۔ یہ جو بھی relevant بات کریں گے میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی clerical mistake ہو گئی ہے۔ دوبارہ کر لیں۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! میں اپنی اُسی بات پر قائم ہوں۔ میں نے جو غلط بات کی تھی وہ میں نے واپس لی ہے۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ متعلقہ افسر نے کتنے اشتہارات ڈیزائن کیے ہیں اور کتنے display کے لیے بھجوائے ہیں یا انھوں نے کسی ڈیزائننگ کمپنی سے کتنے display کروائے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، راجا صاحب کو وزراء وائرس لگ گئی ہے۔ ان کا نام اخبار میں آیا ہے۔ اس لیے آج یہ تیاری کر کے نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجا صاحب نے آپ کی بات سمجھی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب! ذرا دوبارہ کہیں۔

راجا محمد خالد خان، جناب سپیکر! یہ جو متعلقہ افسر ہے اس نے ڈیزائننگ اور display کے لیے کتنے اشتہارات ڈیزائن کیے ہیں اور کتنے اشتہارات پرائیویٹ کمپنیوں سے مشتہر کروائے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو تازہ سوال چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنے لگا تھا۔

راجا محمد خالد خان، میں تازہ سوال کر دوں گا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ اگر یہ اس طرح باز نہیں آتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ ان سے جز وائز سوال لیں اور میں ان کے سوال کے جز وائز جواب دوں گا اور یہ relevant رہ کر اگر ایک سو بھی ضمنی سوالات کریں گے تو میں ان کے جوابات دوں گا۔ لیکن irrelevant بات نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن اس کا تو وہ فرما رہے ہیں کہ تازہ سوال دے دیں گے۔ اب وقفہ سوالات تمام ہوا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اخبارات، جرائد و رسائل کی تفصیل

*1776۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں کل کتنے اور کون کون سے روزنامہ، ہفت روزہ، ماہانہ اور سہ ماہی اخبار و جرائد شائع ہوتے ہیں اور ان کی تعداد اشاعت فرداً فرداً کتنی ہے۔

(ب) انہیں کتنے حجم اور کتنی مالیت کے سالانہ اشتہارات جاری کیے جاتے ہیں اور اشتہارات دینے کا کیا معیار مقرر کیا گیا ہے۔

(ج) اخبارات و جرائد کی تعداد اشاعت متعین کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

(د) اخبارات و جرائد میں سے باقاعدہ اور "ڈمی" کتنے ہیں۔ ان کی تعداد الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) پنجاب میں کل 4324 اخبارات و جرائد شائع ہوتے ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

روزنامے	483
ہفت روزہ	1113
پندرہ روزے	378
ماہنامے	2133
سہ ماہی	141
ششماہی	32
سال نامے	44

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے عمومی اشتہارات کی مد میں پنجاب میں شائع ہونے والے روزنامے، ہفتہ وار ماہنامے، سہ ماہی، ششماہی اور سالناموں کو سال 1997ء میں 847111 اور سال

1998 میں 707409 سنٹی میٹر کے اشتہارات جاری کیے گئے۔ جن کی کل مالیت مبلغ -/111093733روپے ہیں۔ تفصیل علیحدہ شامل ہے۔ پنجاب میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل کو خصوصی اشتہارات کی مد میں سال 1997ء میں 349097 اور سال 1998ء میں 254731 سنٹی میٹر کے اشتہارات جاری کیے گئے جن کی کل مالیت مبلغ 47948437 روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی اخبار کی تعداد اشاعت کا تعین وفاقی حکومت کا ادارہ آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کرتا ہے۔ گو کہ لاہور، ملتان، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے اخبارات کی تعداد اور اشاعت کا تعین کرتے وقت اے بی سی کمیٹی، جس میں صوبہ کا نمائندہ بھی ہوتا ہے، سے سفارشات لی جاتی ہیں، جو وفاقی حکومت کے نمائندے کی زیر نگرانی سرانجام دی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ سوال حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) پنجاب میں باقاعدہ شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد 3855 ہے۔ محکمہ کی نظر میں ان اخبارات و جرائد کے علاوہ 469 ڈمی ہیں۔ یہ تعداد ڈویژن کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

الحمرا ہال نمبر 2 کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*2706۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں واقع الحمرا ہال کی تعداد کیا ہے اور کس کس آرکیٹیکٹ نے ان ہال کی بلڈنگوں کا ڈیزائن کیا۔ نیز یہ کب، کتنی لاگت سے، کتنے کتنے رقبہ پر تعمیر ہوئے۔ کس کس فرم نے کنٹریکٹ میں حصہ لیا۔ تعمیر کے لیے سب سے کم ریٹ کس فرم کے تھے۔ کون کون سے افسران کی نگرانی میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ ان کا نام عہدہ اور موجودہ تعیناتی بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ الحمرا ہال نمبر 2 کی چھت گر چکی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے گرنے کی وجہ ناقص میٹریل یا غلط ڈیزائننگ ہے نیز چھت گرنے کے ذمہ داروں کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت نے اس چھت کے گرنے کی وجوہات معلوم کرنے کے لیے کوئی کمیٹی تشکیل دی ہے؟ تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام اور اس کمیٹی نے جو کارروائی عمل میں لائی

ہے اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) شاہراہ قائد اعظم پر واقع الحمرا ہالوں کی تعداد تین ہے۔ ان ہالوں کی تاریخ تعمیر، لاگت، رقبہ اور جن فرموں نے حصہ لیا وغیرہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

الحمراء ہال نمبر 1،

الحمراء آرٹس کونسل کو ستمبر 1983ء میں صوبائی حکومت نے اپنی تحویل میں لیا۔ اس وقت ہال نمبر 1 تعمیر شدہ تھا۔ لہذا اس کی تاریخ تعمیر، لاگت نیز کس کس فرم نے حصہ لیا وغیرہ معلوم نہ ہے۔ تاہم موجودہ ریکارڈ کے مطابق اس کا ڈیزائن جناب نیر علی دادا آرکیٹیکٹ نے کیا تھا اور اس کی تعمیر ایل۔ڈی۔اے کی زیر نگرانی ہوئی۔

الحمراء ہال نمبر 2

تاریخ تعمیر	1985ء
لاگت	ایک کروڑ انیس لاکھ روپے
رقبہ	5545 مربع فٹ
جن فرموں نے کنٹریکٹ میں حصہ لیا۔	جن فرموں نے حصہ لیا ان میں میسرز انٹر بلڈرز لمیٹڈ، میسرز ٹیکنکل ایسوسی ایٹ اور میسرز بلڈوز ایسوسی ایٹ شامل تھیں۔
تعمیر کے لیے سب سے کم ریٹ جس فرم کے تھے۔	میسرز ٹیکنکل ایسوسی ایٹ کے کم نرخ لیکن منظور شدہ رقم سے زیادہ ہے۔ لہذا دونوں گفت و شنید کی گئی، جس کے نتیجہ میں دوسرے نمبر پر آنے والی فرم نے پہلے نمبر پر آنے والی فرم سے کم نرخ پر آمادگی ظاہر کی، لہذا اسے تعمیر کا کام سونپا گیا۔
جن افسران کی نگرانی میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔	سیکرٹری اطلاعات و ثقافت شیخ حفیظ الرحمن اور ملک محمد حنیف، کمشنر لاہور ڈویژن جناب سعید مہدی ریذیڈنٹ ڈائرکٹرز بیگم شہناز ارشد صاحبہ اور جناب چودھری نذیر احمد کے زمانے میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔
ان کا عہدہ اور موجودہ تعیناتی	شیخ حفیظ الرحمن صاحب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ ملک محمد حنیف صاحب واپڈا میں چلے گئے ہیں۔ سعید مہدی صاحب وزیر اعظم پاکستان کے پرسنل

سیکرٹری ہیں۔ بیگم شہناز ارشد صاحبہ ریٹائرڈ ہو چکی ہیں اور چودھری نذیر احمد اس وقت ریذیڈنٹ ڈائرکٹر، لاہور الحمرا، آرٹس کونسل ہیں۔

الحمرا ہال نمبر 3

تاریخ تعمیر	1988ء
لاگت	ایک کروڑ تینتالیس لاکھ روپے
رقبہ	3380 مربع فٹ
جن فرموں نے کنٹریکٹ میں حصہ لیا۔	جن فرموں نے حصہ لیا ان میں میسرز ٹیکنیکل بلڈرز ایسوسی ایٹ، میسرز ایلکو لمیٹڈ، میسرز فرید اینڈ کمپنی، میسرز محمد شریف اینڈ کمپنی، میسرز زمائی کون لمیٹڈ اور میسرز نیشنل کنسٹرکشن کمپنی شامل تھیں۔
تعمیر کے لیے سب سے کم ریٹ جس فرم کے تھے۔	میسرز ایلکو بلڈرز کی سب سے کم نرخ تھے اور اس فرم کو تعمیر کا کام سونپا گیا۔
جن افسران کی نگرانی میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔	سیکرٹری اطلاعات و ثقافت ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کمشنر لاہور ڈویژن جناب حفیظ اللہ اسحاق اور ریذیڈنٹ ڈائرکٹر چودھری نذیر احمد کے زمانے میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔
ان کا عہدہ اور موجودہ تعیناتی	ڈاکٹر صفدر محمود صاحب وفاقی سیکرٹری تعلیم ہیں۔ جناب حفیظ اللہ اسحاق صاحب گزشتہ ماہ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں اور چودھری نذیر احمد آج کل بطور ریذیڈنٹ ڈائرکٹر الحمرا آرٹس کونسل تعینات ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ الحمرا ہال نمبر 2 کی چھت 29 دسمبر 1998ء کو صبح 9.30 بجے زمین بوس ہوئی۔ حکومت نے 29 دسمبر 1998ء کو اسی دن حادثے کی تحقیقات کے لیے ایک اعلیٰ سطحی انکوائری کمیٹی قائم کی۔ انکوائری رپورٹ کے مطابق یہ وجوہات بھی اس کے اسباب میں شامل ہیں، کہ ڈیزائنیر و آرکیٹیکٹ نیر علی دادا صاحب، تعمیراتی کمیٹی کے مالک ٹھیکیدار محمد صادق اور سائیٹ انجینئر، رانا محبوب علی کی غفلت اس واقعہ کا سبب بنی۔ انکوائری کی تکمیل کے بعد حکومت پنجاب کے احکامات اور کمشنر لاہور کی ہدایات پر مذکورہ اشخاص کے خلاف مورخہ 22 جنوری 1999ء کو تھانہ سول لائن، لاہور میں فوجداری کیس رجسٹر کروایا گیا ملزمان فوری طور پر گرفتار ہوئے اور بعد ازاں 26 جنوری کو لاہور آرٹس کونسل سے ضمانت پر رہا

ہوئے۔ ذیفالٹر تعمیراتی کمپنی میسرز بلڈرز ایسوسی ایٹ اپنے خرچ پر الحمراء ہال نمبر 2 کی چھت کی ازسر نو تعمیر کا کام مکمل کر رہی ہے۔

(ج) حکومت نے اس چھت کے گرنے کی وجوہات معلوم کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم کے چیئرمین بریگیڈیئر اعجاز رسول صاحب کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی، جس کے ارکان میں سابق کمشنر لاہور ڈویژن خواجہ محمد نعیم، ایڈیشنل سیکرٹری اطلاعات و ثقافت منصور سہیل، چیف انجینئر بلڈنگ قمرالحسن بٹ، ڈائرکٹر بلڈنگ ریسرچ محکمہ مواصلات و تعمیرات نعیم چغتائی اور نیسپاک کے وائس پریذیڈنٹ احمد جمیل حسن شامل تھے۔ اس انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پر ذمہ دار افراد کے خلاف فوجداری مقدمات قائم کر کے گرفتار کیا گیا۔ آج کل ہائی کورٹ سے ضمانت پر رہا ہیں۔

سال 1996ء سے آج تک اخبار کو اشتہارات دینے کی تفصیل

*2788۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک ہر اخبار کو کتنی مالیت کے اشتہارات کس کوٹہ کے تحت دیے گئے۔

(ب) کیا اخبارات کو اشتہارات دینے کے لیے کوئی قواعد وضع کیے گئے ہیں، اگر کیے گئے ہیں، تو اس کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) کیا اخبارات میں اشتہارات مشتہر کروانے کے لیے کوئی کمیٹی کام کر رہی ہے تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یکم جنوری 1996ء سے 31 مارچ 1999ء تک اخبارات کو جاری کیے گئے اشتہارات کی تفصیل اخبار وار ایوان کی میز رکھ رکھ دی گئی ہے۔ یہ اشتہارات اخبارات کی سرکولیشن / پالیسی اور معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کیے گئے۔

(ب) اخبارات کو اشتہارات دینے کے لیے باقاعدہ قواعد و ضوابط وضع کیے گئے ہیں۔ جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ اس سلسلہ میں کوئی کمیٹی حکومت نے نہیں بنائی۔ تاہم طریقہ کار کے مطابق محکمہ متعلقہ یا حکومت کی درخواست پر محکمہ تعلقات عامہ اخبارات و جرائد میں اشتہارات چھپواتا ہے

جس کے لیے حکومت نے باقاعدہ پالیسی وضع کر رکھی ہے، جس کی کاپی جز (ب) کے حوالہ سے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفاتر میں جونیئر کی جگہ سینئر کلرکوں کے ڈیوٹی سرانجام دینے کی وجوہات

*2929۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفاتر میں چالان کلرک کی اسامی پر جونیئر کلرک تعینات کیے جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر ضلعوں میں جونیئر کلرکوں کی جگہ سینئر کلرک یا اکاؤنٹنٹ اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ کلی طور پر درست نہیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے اپنی چٹھی نمبری U.O. NO.1617-POL-36-AS(HOME)78-p-II مورخہ 6-11-84 کے ذریعہ ڈسٹرکٹ اٹارنیز کے دفاتر میں عملہ کی منظوری دیتے وقت اگرچہ جونیئر کلرک (چالان کلرک) کی اسامی کی منظوری دی تھی۔ لیکن اس میں یہ بھی صراحت موجود ہے کہ سینئر کلرک جو ڈسٹرکٹ اٹارنی کے ساتھ منسلک ہوگا، وہ بھی بطور چالان کلرک کام کرے گا۔ چٹھی مذکورہ کی کاپی Annex-I ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ لہٰذا چٹھی مذکورہ کی رو سے جونیئر کلرک اور سینئر کلرک دونوں چالان کلرک کی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے تعینات کیے جا سکتے ہیں۔

(ب) یہ کلی طور پر درست نہیں کہ اکثر ضلعوں میں جونیئر کلرکوں کی جگہ سینئر کلرک یا اکاؤنٹنٹ اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔ صرف دو اضلاع (سرگودھا) اور (ڈیرہ غازی خان) میں اکاؤنٹنٹ بطور چالان کلرک کام کرتے رہے ہیں۔ جبکہ ایک ضلع (چکوال) میں سٹینو گرافر اور ایک ضلع (جہلم) میں ہیڈ کلرک بطور چالان کلرک کام کرتے رہے ہیں۔ جن کو ڈسٹرکٹ اٹارنیز صاحبان نے خود ہی ڈیوٹی سپرد کی تھی۔ جنہیں فوری طور پر اس ڈیوٹی سے تبدیل کر کے ان کی جگہ جونیئر کلرکوں / سینئر کلرکوں کو بطور چالان کلرک لگا دیا گیا ہے۔ اب کسی بھی ضلع میں جونیئر کلرک یا سینئر کلرک کے علاوہ اور کوئی عملہ کا فرد چالان کلرک کی ڈیوٹی

سرانجام نہ دے رہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بار ایسوسی ایشنز کو گرانٹ کی ادائیگی

97۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے 1997ء تک صوبے کی کن بار ایسوسی ایشنز کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کتنی مالیت کی گرانٹ، کس تاریخ کو اور کن مقاصد کے لیے جاری کی گئیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جو گرانٹ بار ایسوسی ایشنز کو مہیا کی گئی ان کا آڈٹ و دیگر حسابات کس ادارہ / انجمن کے ذریعہ چیک کرایا گیا اس کا نام بتایا جائے اگر نہیں کرایا گیا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یکم جنوری 1993ء تا 1997ء تک صوبے کی جن جن بار ایسوسی ایشنز کو جس جس اتھارٹی کے حکم سے جتنی گرانٹ دی گئی اس کی تفصیلات چارٹ (FLAG-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جو گرانٹ بار ایسوسی ایشنز کو مہیا کی گئیں ان کا آڈٹ و دیگر حسابات کو چیک کیے جانے کے بارے میں محکمہ قانون کو مطلق مطلع نہ کیا گیا ہے۔ بمطابق ضمن 25(8) Memorandum of Association 1981 پر بار ایسوسی ایشن کی انتظامی کمیٹی آمدنی اور خرچ کے حسابات کی جانچ پڑتال کرنے اور اپنی رپورٹ عام ایوان (General House) میں منظوری کے لیے پیش کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مزید یہ کہ انتظامی کمیٹی آڈیٹر کا تقرر کرنے کی مجاز ہے۔ جو کہ صدر / نائب صدر، سیکرٹری / فنانس سیکرٹری / جائنٹ سیکرٹری / رکن انتظامی کمیٹی / سیکرٹری لائبریری یا علیحدہ آڈیٹر ہو سکتا ہے۔ بار ایسوسی ایشنز پر صوبائی بار کونسل کو اختیار حاصل ہے تاہم کسی بھی مروجہ قانون کے مطابق محکمہ قانون کو بار ایسوسی ایشنز پر کنٹرول حاصل نہ ہے۔

بطور پبلک پراسیکیوٹر خدمات حاصل کرنا

98۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے مئی 1997ء تک کن وکلاء صاحبان' ادارہ جات کوکن کن مقدمات میں بطور پبلک پراسیکیوٹر ان کی خدمات حاصل کی گئیں۔

(ب) ان کو کن تاریخوں میں کتنی رقومات کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ادا کی گئیں اور محکمہ ہذا کے اضلاع کی سطح تک ڈسٹرکٹ اٹارنی و دیگر مشیران قانون کی موجودگی میں نجی سطح پر وکلاء اور مشیران قانون و ادارہ جات کی خدمات حاصل کرنے کی وجوہ کیا تھیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یکم جنوری 1993ء سے مئی 1997ء تک مندرجہ ذیل وکلاء صاحبان کی خدمات بطور پبلک پراسیکیوٹر حاصل کی گئیں۔

1۔ ضلع نارووال چودھری اقبال حسین' خالد محمود شاہین
2۔ بھکر بشیر احمد دھانڈلہ' محمد ثناء اللہ سیگو'
3۔ وہاڑی' عبدالحمید سلیمی
4۔ بہاول پور' گل محمد شاہ' آر۔اے طیب
5۔ اٹک' مسٹر عابد الطاف' محمد بشیر پراچہ
6۔ میانوالی' ریاض احمد خان
7۔ لاہور میجر آفتاب احمد' ایم۔شاہد رانا' چوہدری محمد یوسف' عبدالقیوم
8۔ اوکاڑہ' رانا مقبول حسین
9۔ گجرات' منور احمد خان
10۔ چکوال' محمد عثمان ملک' ملک غلام مصطفیٰ
11۔ ڈیرہ غازی خان' توقیر اقبال خان کھتران' نذیر احمد خان جسکانی'
12۔ جھنگ ملک زوار حسین
13۔ لیہ' ریاض احمد صابر
14۔ خوشاب' ملک محمد اقبال
15۔ منڈی بہاؤالدین' طاہر محمود گوندل' میاں فیض الرسول بریال'

شیر محمد گوندل

16۔ سیالکوٹ' اصغر علی مرزا' میاں یوسف زاہد

17۔ ملتان' محمد الیاس

18۔ شیخوپورہ' میاں جاوید احمد' میاں خالد محمود نسیم' سلطان احمد' میاں جاوید' نیاز خان نوری' رانا بشیر احمد' ایس۔اے غفار' میاں خالد محمود' نثار احمد

19۔ رحیم یار خان' نوید انور چغتائی' محمد اشرف' شفیق احمد

جن مقدمات میں مندرجہ بالا وکلاء صاحبان کی خدمات حاصل کی گئیں ان کی ضلع وار تفصیل ANNEX-I پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن وکلاء صاحبان کی خدمات بطور پبلک پراسیکیوٹر حاصل کی گئیں ان کی فیس کی ادائیگی کی تفصیل اور تاریخ ادائیگی Annex-II میں ضلع وار درج ہے' جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان وکلاء صاحبان کی ادائیگی فیس سولسٹر پنجاب کے حکم کے تحت کی گئی ہے۔ جو اس سلسلہ میں مجاز اتھارٹی ہیں۔ مختلف اضلاع میں نجی سطح پر وکلاء صاحبان کی خدمات بطور پبلک پراسیکیوٹر مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر حاصل کی گئیں:۔

1۔ جب کسی ضلع میں کوئی ریگولر لاء آفیسر چھٹی پر ہوتا تھا اور کوئی دیگر ریگولر لاء آفیسر موجود نہ ہوتا تھا۔

2۔ جب ضلع میں فوجداری عدالتوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور ریگولر لاء آفیسر وہاں کم تعینات ہوتے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سارے مکمل ہو گئے ہیں۔ سوائے راجا صاحب کے ضمنی سوال کے باقی سب ہو گئے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' چشتی صاحب!

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! میں دو گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری پہلی

گزارش تو یہ ہے کہ 62-1961ء میں مارشل لاء کے دوران جو اسمبلی آئی تھی وہ حکومتی اسمبلی بہت بڑی تھی۔ اس میں چار یا پانچ اپوزیشن کے ممبر تھے۔ جن میں خواجہ محمد صفدر (مرحوم)' عبدالباقی بلوچ اور حمزہ صاحب تھے اور انھوں نے بہت کام کیا یا اب یہ اسمبلی ہے جس میں حکومتی پارٹی majority میں اس بہتات میں آئی ہے' اتنی زیادہ آئی ہے کہ بہت آئی ہے اور نہ کبھی آئے گی اور نہ پہلے آئی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج 9-00 بجے اجلاس تھا اور 11-00 بجے شروع ہوا۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش پیش کروں گا کہ اس کی وجوہات معلوم کریں کہ ممبران ہاؤس میں کیوں نہیں آتے؟

جناب قائم مقام سپیکر، چشتی صاحب! آج ساڑھے نو بجے اجلاس تھا اور دس بجے شروع ہوا۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، لیکن کورم نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کورم نہیں تھا۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، تو یہ ممبران کیوں نہیں آتے؟ باہر کیوں گھومتے رہتے ہیں؟

راجا محمد خالد خان، دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، یہ بھی صحیح ہے۔ میں یہ بھی عرض پیش خدمت کرتا ہوں کہ یہاں پر میں دو دن سے دیکھ رہا ہوں۔ سب سے پہلے میرے محترم بھائی راجا محمد خالد خان صاحب تشریف لائے ہوئے ہوتے ہیں۔ پتا نہیں وہ رات کو آ جاتے ہیں یا 9 بجے سے پہلے ایک منٹ آ جاتے ہیں۔ یہ قابل ستائش بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ پہلے آ کر ضمنی سوالات کی تیاری کرتے ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، ہاں جی۔ تو گزارش یہ ہے کہ ہماری اتنی majority ہو اور ہم ہاؤس میں موجود نہ ہوں تو افسوس کی بات ہے۔ اس کے متعلق لازمی کوئی نہ کوئی طریقہ کار یا اصول اپنایا جائے۔ دوسری گزارش میری اپنی ہے۔ میں نے کل توجہ دلاؤ نوٹس پیش خدمت کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں' جناب نے اس کو نامنظور اس لیے فرمایا ہے کہ وہ فوری اہمیت عامہ کے متعلق نہیں ہے۔ اس میں واقعہ یہ ہے کہ 29۔ اگست 1998ء کو قتل کا پرچہ درج ہوا۔ اس کا ابھی تک چالان نہیں ہوا۔ It is still in the process. تفتیش ہو رہی ہے۔ پانچ ملزم تھے جن میں سے ایک گرفتار ہوا ہے اور چار

ملزم گرفتار نہیں ہوئے اور وہ جو ملزمان باہر پھر رہے ہیں وہ ابھی ڈکیتیاں کر رہے ہیں اور ملحقہ ضلعوں میں ڈکیتیاں کر رہے ہیں۔ تھانہ ضلع پاکپتن میں انھوں نے ڈکیتی کی ہے۔ ضلع ساہیوال میں ڈکیتی کی ہے۔ یہ فوری نوعیت کا کیس تھا۔ وہ مجھے بھی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اسی لیے میں نے یہ کال اٹینشن نوٹس دیا تاکہ حکومت کو بھی پتا چل جائے اور پولیس بھی ان کو گرفتار کرنے میں اپنا کردار جلد ادا کرے۔ اسی لیے میں نے یہ گزارش پیش کی تھی۔ اب میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے اس کال اٹینشن نوٹس کو قبول فرمایا جائے تاکہ منسٹر صاحب اس کا جواب دے سکیں اور پولیس کو بھی وارننگ دے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چشتی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ آپ کے کال اٹینشن نوٹس کے نامنظور کیے جانے کی وجوہات آپ کے سامنے ہیں۔ کال اٹینشن نوٹس عموماً وہی ہوتے ہیں جو فوری نوعیت کے ہوتے ہیں۔ آپ کی ایک بات میں لاء منسٹر صاحب سے کروں گا کہ اس پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے جو چشتی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ چار ملزم گرفتار نہیں ہوئے اور وہ دھمکیاں ان کو دے رہے ہیں۔ ان حالات میں آج ہی آئی جی پولیس کو خصوصی طور پر بلا کر کہیں کہ اس چیز کا فوری طور پر تدارک ہونا چاہیے اور وہ جلد سے جلد ان ملزمان کو گرفتار کر کے آپ کو بتائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے خیال میں اجلاس کے بعد چشتی صاحب میرے پاس تشریف لائیں۔ میں تعمیل کر کے آپ کو رپورٹ کر دوں گا۔

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اب چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 4 ہے جو پیش ہو چکی ہے لیکن ابھی pending ہے۔

اخبارات میں معزز رکن اسمبلی کے متعلق بجلی چوری کی غلط خبر کی اشاعت

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ کل پیش ہوئی تھی اور جس وقت یہ پیش ہوئی اس کے فوراً بعد میں نے معزز رکن سے یہ بات پوچھی تھی کہ ان کی تحریک استحقاق کس محکمہ سے متعلقہ ہے؟ تو انھوں نے فرمایا تھا کہ واپڈا سے متعلقہ ہے۔ وہ ہم نے وفاقی حکومت کو جواب کے لیے لکھا ہے۔ لیکن اس

میں میری یہ گزارش ہے اور میں نے معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کیا ہے کہ یہ بجلی چوری کے سلسلے میں اخبارات میں جو ایک فہرست آئی تھی اس کے متعلق انھوں نے تحریک استحقاق دی ہے۔ آپ کے علم میں بھی یہ بات ہے کہ وفاقی سطح پر وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب نے اس مسئلے کا پہلے ہی نوٹس لیا ہوا ہے۔ ایک کمیٹی قائم ہو چکی ہے اور وہ کمیٹی اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے کہ یہ فہرست جو ایوان میں پیش کی گئی وہ کس طرح تیار ہوئی اور اس کے حقائق کیا تھے؟ ان ساری باتوں کا تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کی خدمت میں بھی میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کمیٹی کی findings دیکھ لیں۔ کیونکہ اسی فہرست میں ان کا نام بھی تھا جس پر استحقاق کے حوالے سے انھوں نے بات کی ہے۔ اس کمیٹی کی جو بھی findings ہوں گی اس کے مطابق یہاں پھر ہم proceed کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! کیا خیال ہے؟ میرے خیال میں یہ بہتر ہے۔

چودھری صفدر شاکر، ٹھیک ہے۔ آپ اس کو pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 5 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ پھر اس کو dispose of کیا جائے؟ وہ کسی کو جا کر تو نہیں گئے؟

آوازیں، نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اس میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ یہ disposed of تصور ہو گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے 28 تاریخ سے تحریک استحقاق لکھ کر دی ہوئی ہے جو آج تک نہیں آئی۔ اس کو delay کیا جا رہا ہے۔ میں نے یہ 28 تاریخ کی تحریک استحقاق دی تھی اور ایک تحریک التوائے کار 28 تاریخ کو دی تھی۔ دونوں جان بوجھ کر delay کی جا رہی ہیں۔ محکمے سے اس کے کوئی comments نہیں آئے۔ اس کو ضروری سمجھتے ہوئے مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میں نے پتہ کیا ہے وہ غالباً وزیر قانون صاحب کے پاس comments کے لیے پڑی ہے۔ یہ 28 تاریخ کی گئی ہوئی ہے۔ وزیر قانون صاحب! سید ذی شان صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہے انھوں نے 28 تاریخ کو جمع کروائی تھی رولز کے تحت اس پر آپ کے comments کی ضرورت ہے۔ مہربانی سے آپ اس کو آج دیکھ لیں اور یہ کل ایوان میں آ جائے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان شاء اللہ وہ کل لے آتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 حاجی مقصود بٹ صاحب کی ہے۔ اور یہ pending تھی۔ جی اس کا جواب وزیر قانون صاحب دیں گے یا منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

بند روڈ لاہور کی خستہ حالی

(----------جاری)

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! اس کا جواب میرے پاس آ چکا ہے لیکن حاجی صاحب کی متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اس پر میٹنگ کروائی تھی۔ کل بھی متعلقہ حکام میرے پاس بیٹھے رہے ہیں اور وہ مجھے نقشے وغیرہ بھی دے گئے ہیں جو میں نے حاجی صاحب کی خدمت میں پیش کرنے ہیں۔ کل میں نے حاجی صاحب کو بتایا تھا۔ انھوں نے کافی حد تک میرے ساتھ اتفاق کیا تھا کہ اگر یہ افہام و تفہیم سے مسئلہ حل ہو جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ لیکن کل میں سارا دن یہاں مصروف رہا اس کے بعد پارلیمانی پارٹی کا اجلاس تھا اور میں ان کی میٹنگ نہیں کروا سکا۔ آج ابھی میں فارغ ہو کر ان کی میٹنگ کروا دوں گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سا محکمہ ہے تاکہ مجھے پتا چل جائے، سوا سال تو مجھے پتا نہیں چل سکا۔ وہ محکمہ ذرا بتا دیں کون سا ہے تاکہ پھر دو بجے کے بعد کوئی غلطی نہ ہو۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار بند روڈ پر واقع ایک پورشن سے متعلقہ ہے جس کی حاجی صاحب نے نشان دہی کی ہے کہ وہ بہت بری حالت میں ہے۔ اب recently یہ ہوا ہے کہ اس پورشن کو رنگ روڈ لاہور کے منصوبے میں take up کیا جا رہا ہے اور اس وقت اس روڈ سے متعلقہ سارا ریکارڈ ایل۔ڈی۔اے کے پاس ہے اور ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ حکام کل میرے پاس

حاضر ہوئے تھے۔وہ ساری فائلیں بھی ساتھ لائے تھے ' نقشہ جات بھی ساتھ لائے تھے اور انہی سے بات کرنی تھی اور میں نے انھیں یہ بتایا بھی ہے کہ اگر رنگ روڈ فی الحال بننے میں کچھ تاخیر ہے تو فوری طور پر اس کی مرمت کا کوئی حل نکال لیا جائے۔ تو انھوں نے یہی کہا تھا کہ حاجی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر وہ بات کرنے کو تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب' آپ ان کو مل لیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے' جناب ۔ میں ان کو دو بجے کے بعد مل لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد شاکر صاحب کی تحریک نمبر 8 بھی آج کے دن کے لیے pending تھی ۔

نہروں اور سڑکوں پر لگائے گئے سرکاری درختوں کی چوری

(----------جاری)

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک سلیم اقبال)، جناب والا! جب یہ تحریک محکمے کو موصول ہوئی تو میں اسی وقت موقعہ پر گیا۔ میں نے صفدر شاکر صاحب سے کہا تھا مگر یہ مصروفیات کی وجہ سے میرے ساتھ موقع دیکھنے نہیں جا سکے ۔ میں نے وہاں ایک high powered committee constitute کر دی ہے جس کی رپورٹ awaited ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ میری اور صفدر شاکر صاحب کی آپس میں بات بھی ہو چکی ہے۔ اس سیشن کے بعد میں خود وہاں جاؤں گا اور انھوں نے محکمہ کے متعلق جو grievances بتائی ہیں میں خود وہاں جا کر ان کو دیکھ کر پوری کارروائی کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میری اس وضاحت سے یہ مطمئن ہوں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ۔ چودھری صاحب۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں ملک سلیم اقبال صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب میری تحریک التوائے کار جمع ہوئی اس کے فوراً بعد انھوں نے ایکشن لیا اور وہاں سے سروے ٹیم گئی۔ ساڑھے تین سو درختوں کی چوری کا پتہ چل چکا ہے ۔ تو میں ان کے اس جواب سے مطمئن ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس مشن کو کامیاب کرے ۔ آمین۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ dispose of ہوئی جی۔۔۔اگلی تحریک التوائے کار سردار سعید انور

صاحب کی ہے جس کا نمبر 14 ہے۔

راجا جاوید اخلاص، جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس سے میری ایک تحریک التوائے کار pending تھی جو وزیر تعلیم سے متعلقہ تھی اور آج کے لیے آپ نے pend فرما تھا۔

آزاد کشمیر اور پنجاب کے مابین اساتذہ کے تبادلے پر پابندی

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا نمبر 34 ہے۔ کل بھی اس بارے میں بات ہوئی تھی اور وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے تھے تو راجا صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ آجائیں گے۔ تو کیا وزیر تعلیم صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم، (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی ڈھلوں)، جناب والا! میں اس کے متعلق گزارش کروں گا اور راجا صاحب کو بھی میں نے آج صبح بتایا ہے کہ مختلف صوبوں سے پنجاب میں ایسے تبادلے کے لیے درخواستیں آتی رہتی ہیں اور اس کے متعلق کوئی مستقل پالیسی ابھی تک پنجاب حکومت کے پاس نہیں ہے جس کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے پہلے ہی ایک high powered committee بنا دی ہے اور اس بارے میں کمیٹی جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کرے گی اور ان شاء اللہ جلد ہی یہ کمیٹی meet کر کے اپنی سفارشات مرتب کرے گی۔

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش تھی کہ یہ بڑا ہی سیدھا اور صاف معاملہ ہے کہ اس سے پہلے محکمہ کی ایک مربوط پالیسی موجود ہے کہ جو بھی اساتذہ کرام' male or female سے کسی بھی صوبے سے یا آزاد کشمیر سے صوبہ پنجاب میں آنا چاہتے ہیں یا یہاں سے کسی دوسرے صوبے میں ٹرانسفر کروانا چاہتے ہیں تو دونوں حکومتیں اور محکمہ جات ان کو N.O.C. جاری کرتے ہیں۔ ان کے سرٹیفکیٹس ان کی appointments کو وہ verify کرتے ہیں کہ یہ genuine ہیں اور اس کے بعد وہ allow کر دیتے ہیں بشرطیکہ seats موجود ہوں۔ یہ پالیسی تو گزشتہ چالیس پچاس سال سے چل رہی ہے۔ میں نے ابھی جو تحریک دی ہے کہ محکمہ فنانس نے یہ اعتراض لگایا ہے کہ آزاد کشمیر چونکہ پاکستان کا حصہ نہیں اور پاکستان کا صوبہ نہیں' لہٰذا ہم یہ ٹرانسفرز نہیں کر سکتے جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس قومی پالیسی کی بھی نفی ہے کہ آزاد کشمیر پاکستان کا حصہ تھا' بلکہ حصہ ہے ہمارا تو استحقاق مقبوضہ کشمیر پر بھی ہے جس کے لیے گزشتہ پچاس سال سے ہم جنگ لڑ رہے ہیں تو یہ بڑا منفی سا جواب تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر!

آزاد کشمیر کے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان کو دوہرے ووٹ کا حق حاصل ہے اور ان کے آپس میں رشتے برادریاں ناتے موجود ہیں اور پاکستان کے اداروں کے پڑھے ہوئے لوگ وہاں پر تعینات ہیں اگر وہ یہاں پر ٹرانسفر کروانا چاہتے ہیں اور جگہیں موجود ہیں تو محکمہ کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ تو یہ تو بڑی ایک سادہ بات تھی۔ بلا وجہ چلتے کام میں روڑا اٹکانے کی پالیسی بن چکی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم صاحب کی طرف سے ایک واضح statement آنی چاہیے' کیونکہ لوگوں کو اس سلسلے میں انتہائی مشکلات کا سامنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ انھوں نے کوئی نئی کمیٹی بنائی ہے اور وہ اس پر کام کر رہی ہے --- وزیر تعلیم صاحب کیا آپ کو کچھ علم ہے کہ یہ کمیٹی کس کی سربراہی میں بنی ہے اور اس میں کون کون ممبرز ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں راجا صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس میں روڑے اٹکانے والی کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی پنجابی کسی دوسرے صوبے سے واپس پنجاب میں آنا چاہتا ہے تو ہمیں اس کے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔ مگر یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا راجا صاحب بیان کر رہے ہیں۔ اس میں کئی لوگوں کی سروس سنیارٹی متاثر ہوتی ہے۔ ترقیاں متاثر ہوتی ہیں اور پھر فنانس کا نقطہ نظر اپنی جگہ پر ہے۔ اس بارے میں پہلے ایسی سمریاں move ہوئی تھیں جن پر یہ observation آئی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس معاملے کو مستقل بنیاد پر حل کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی انشاء اللہ جلد اپنی سفارشات پیش کرے گی اور ان کی روشنی میں ایسے معاملات حل کیے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کمیٹی کس کی صدارت میں کام کرے گی اور اس کے ممبرز کون ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کمیٹی کا مجھے ہی چیئرمین مقرر کیا ہے۔ انشاء اللہ یہ کمیٹی اپنا کام جلد ہی مکمل کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ چیئرمین ہیں تو پھر ان شاء اللہ جلدی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تو یہ پھر dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14 'سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

ڈی ایس پی، سی آئی اے لاہور کی غیر قانونی کارروائی

(----------جاری)

سید ذیشان الٰہی شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! تحریک التوائے کار نمبر 29 pending چلی آ رہی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس بارے میں تو کل بات ہوئی تھی اور وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ اس ڈی ایس پی کو بلوالیں گے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ : جناب والا ! کل ملاقات نہیں ہو سکی اور آج بھی وہ نہیں آئے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! وہ ڈی ایس پی کل سارا دن میرے دفتر میں بیٹھے رہے ہیں لیکن میری ایوان میں موجودگی ضروری تھی، اس لیے ملاقات نہیں کروا سکا۔ معزز رکن کو بھی اس بات کا علم ہے۔جب میرے دفتر سے چٹ آئی کہ متعلقہ ڈی ایس پی میرے دفتر میں انتظار کر رہا ہے تو میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ وہ ڈی ایس پی میرے دفتر میں پہنچ چکا ہے۔ یہ کوئی غلط بیانی والی بات نہیں ہے۔ جہاں تک آج کا تعلق ہے تو میں یہ تسلیم کروں گا کہ آج کے لیے میں نے انھیں بلوایا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر . وزیر قانون صاحب بتا رہے ہیں کہ کل وہ ڈی ایس پی ان کے دفتر میں انتظار کرتا رہا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ : جناب سپیکر ! میں اور رانا ثناء اللہ دونوں کل دو تین دفعہ ان کے دفتر میں گئے ہیں، لیکن ہماری ملاقات تو اس ڈی ایس پی سے نہیں ہو سکی۔ میں یہ نہیں کہتا وزیر قانون غلط کہہ رہے ہیں۔ وہ ہمارے قابل احترام ساتھی ہیں ٹھیک کہہ رہے ہوں گے لیکن جب میں جاتا ہوں تو مجھے وہ نہیں ملتا۔ یا تو وہ مجھے دیکھ کر اٹھ کر کسی طرف چلا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر قانون صاحب ! آپ ایسا کریں گے، جمعہ کے دن ساڑھے 9 بجے اس ڈی ایس پی کو یہاں اپنے اسمبلی کے دفتر میں ہی بلوالیں۔

وزیر قانون : جی بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : شاہ صاحب ! آپ بھی جمعہ کے دن ساڑھے نو بجے راجا صاحب کے دفتر میں

تشریف لے جائیے گا اور وہاں اس سے مل کر اپنی بات کر لیجیے گا۔ جی سردار سعید انور صاحب!

کمالیہ ہڑپہ روڈ دریائے راوی پر کشتیوں کا پل بنانے کا منصوبہ

سردار سعید انور : شکریہ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بجٹ 99-1998ء میں کمالیہ ہڑپہ روڈ پر دریائے راوی پر کشتیوں کا پل بنانے کا اعلان ہوا تھا اور پوری رقم بھی مختص کر دی گئی تھی۔ وہ کام ابھی تک شروع نہیں ہوا' بلکہ معلوم ہوا ہے کہ اس پراجیکٹ کی کشتیاں کہیں اور منتقل کر دی گئی ہیں اور یہ منصوبہ جوں کا توں ہے۔ خدشہ ہے کہ یہ منصوبہ کاغذی کارروائی بن کر رہ جائے گا۔ جس وجہ سے علاقے میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر میری تحریک پر بحث کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! کمالیہ ہڑپہ روڈ پر کشتیوں کا پل بنانے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب کے directive کے تحت پل کا تخمینہ لاگت 3 کروڑ 31 لاکھ 28 ہزار روپے منظور ہوا تھا۔ جس پر اب تک 2 کروڑ 77 لاکھ 8 ہزار 113 روپے جاری کیے جا چکے ہیں۔ اس رقم سے پل کا مطلوبہ سامان تیار کر لیا گیا ہے۔ تاہم موقع پر پل چالو کرنے کے لیے مزید 60 لاکھ روپے درکار ہیں جو سالانہ ترقیاتی پروگرام 2000-1999ء میں تجویز کیے جا رہے ہیں۔ مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر پل چالو کر دیا جائے گا۔

سردار سعید انور : جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کے جواب سے تو مطمئن ہوں لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں site پر تو کچھ نہیں ہے' ہاں البتہ ادھر ورک شاپ لاہور میں کشتیاں یا دوسرا سامان پڑا ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ورک شاپ لاہور میں ہی ہے وزیر موصوف ملاحظہ فرما لیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ کمالیہ ہڑپہ روڈ پر کوئی سامان نہیں گیا۔ بے شک وزیر صاحب چیک کروا لیں۔ اگر وہاں site پر کوئی سامان نہ ہوا تو پھر وزیر صاحب محکمے کے خلاف کیا ایکشن لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر : افضل ساہی صاحب! دیکھ لیں' سردار صاحب کشتیاں جلا کر بات کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! میں on the floor of the House بات کر رہا ہوں اور میں قطعاً محکمے کا غلط طور پر دفاع نہیں کروں گا۔ صرف 12 کشتیاں ہم نے کوٹ مٹھن منتقل کی تھیں۔

وہ اس لیے کہ یہ ورک شاپ میں تیار پڑی تھیں اور ادھر کوٹ مٹھن میں اشد ضرورت تھی۔ اور اگر یہ کشتیاں منتقل نہ بھی کی جاتیں، ور کشاپ میں ہی رہتیں تو پھر بھی ہم یہ پل چالو نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ اس کے لیے ہمیں مزید 60 لاکھ روپے درکار ہیں۔ سردار صاحب بے شک میرے ساتھ تشریف لے جائیں میں انھیں دکھا دیتا ہوں کہ باقی ماندہ سامان سوائے بارہ کشتیوں کے ور کشاپ میں موجود ہے۔

سردار سعید انور : بہتر ہے جناب وزیر صاحب کی بات کا یقین کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے، یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15، راجا محمد خالد خان صاحب کی ہے۔

ژالہ باری سے ضلع جہلم کے گردونواح کے مواضعات کی فصلوں کی تباہی

راجا محمد خالد خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 8 مارچ 1999ء کو شدید ژالہ باری سے مواضعات پڑی دریوزہ، دہی وال پرانا کوٹ، چھبر سیداں، چھپر، گیگی، قلعہ، لس، جبا، موہڑہ روشن، موہڑہ بلاہ وغیرہ متاثر ہوئے ہیں۔ یہ مواضعات تحصیل سوہاوا ضلع جہلم میں واقع ہیں اور علاقہ میں اس آفت کی وجہ سے گندم کی فصل و دیگر فصلات تباہ و برباد ہو گئی ہیں اور قحط کی سی صورت حال ہے۔ علاقہ میں کافی بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے تاکہ صورت حال پر قابو پایا جا سکے اور امدادی ذرائع سے صورت حال بحال ہو سکے۔

وزیر مال : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 15 میں بیان کیے گئے واقعات سے متعلق ڈپٹی کمشنر جہلم سے رپورٹ حاصل کی گئی، جس کی روشنی میں بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری 215-99/281/CR-3 مورخہ 15 ۔ اپریل 1999ء ران پندرہ مواضعات کو آفت زدہ قرار دیا گیاہے۔ بھی سیداں، پھلری سیداں ، کیکی سیداں ، مہرہ عالیہ، اراضی حمید، مہرہ کینال، بلبل کلاں خورد، کافل راجا رام ، کافل نتھو، بلبل کلاں، داعی وال، پری دروازہ ، مانگوٹ ، گدووال ، چھبر سیداں۔ متاثرین کاشت کاروں کو ادائیگی آبیانہ ، لوکل ریٹ ، ترقیاتی فنڈ، اور زرعی انکم ٹیکس میں چھوٹ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زرعی ترقیاتی بنک اور کوآپریٹو بینک کو سفارش کی گئی ہے کہ وہ ان علاقہ جات میں زرعی قرضہ جات

کی وصولی کو ایک سال کے لیے مؤخر کر دیں۔ اور اگلی فصل کی کاشت کے لیے قرضہ جات جاری کریں کیونکہ محکمہ مال ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے پہلے ہی ضروری اقدامات کر دیے ہیں۔ اندریں حالات یہ تحریک قابل پذیرائی نہ ہے۔

راجا محمد خالد خان : جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ آبیانہ اور زرعی ٹیکس معاف کرنے کو کہا گیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں تو اس علاقے میں گرمیوں میں پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہوتا' چہ جائیکہ ہم فصلات کے لیے آبی ذرائع استعمال کریں۔ وہاں پر نہ کوئی نہر ہے' نہ کوئی دریا ہے۔ جہاں تک انھوں نے زرعی ٹیکس کا فرمایا ہے تو اس پوری تحصیل میں' جس سے میں تعلق رکھتا ہوں' ایک بھی ایسا زمیندار نہیں جس کی اتنی زمین ہو کہ اس پر زرعی انکم ٹیکس لگے۔ تو ان کی طرف سے کون سی امداد ہے جو ان لوگوں کو تشفی یا تسلی دے گی کہ ہمارا آبیانہ بھی معاف ہو گیا' ہمارا زرعی ٹیکس بھی معاف ہو گیا اور ہمارے قرضہ جات بھی معاف ہو گئے ہیں؟ جناب والا! اس کے لیے انھیں کوئی مالی امداد مہیا کی جائے تاکہ انھیں تشفی اور تسلی ہو جائے کہ وہ بھی اس ملک کے باسی ہیں' اسی دیس کے اسی صوبے کے بسنے والے ہیں اس لیے ان کی مالی امداد کی جائے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ آبیانہ معاف ہو گیا۔ ہمارے ہاں تو آبیانہ ہے ہی نہیں چونکہ ہمارے تو آبی وسائل ہی نہیں۔ وہ رقبہ تو بارانی ہے اور میں نے زرعی ٹیکس کے بارے میں بھی عرض کیا ہے کہ اس پوری تحصیل میں ایک بھی ایسا مالک نہیں جس پر زرعی ٹیکس لگا ہو' چونکہ اتنی holdings نہیں ہے۔ وہاں پر تو چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں' تھوڑی تھوڑی holding والے لوگ ہیں۔ ان کی سال بھر کی پونجی تباہ ہو گئی ہے۔ تو کیا حکومت اس سلسلے میں ان کی کوئی مالی امداد کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب والا! قوانین ہوتے ہیں اور ان کے مطابق ہی عمل در آمد کیا جاتا ہے۔ میں نے رولز کے مطابق جواب دیا ہے کہ جو 51% متاثرہ علاقے ہوتے ہیں ہم ان کو آفت زدہ قرار دیتے ہیں۔ اس میں تین چار گاؤں نہیں آتے جن کی میں خود ہی تفصیل بتا دیتا ہوں کہ وہ اس لیے نہیں آتے کہ وہ اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ باقی رہی بات' کہ یہ کوئی جذبات کی بات نہیں ہے بلکہ ریلیف ڈیپارٹمنٹ کا قانون یہ ہے کہ جو بھی قرضہ جات ہیں' وہ اگلے سالوں کے لیے defer ہو جاتے ہیں اور ہم جو remedy دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم ٹیکسز کی چھوٹ دیتے ہیں۔ یہ قانون تمام پنجاب

کے لیے ہے' اس میں بارانی علاقے بھی آتے ہیں' نہری علاقے بھی آتے ہیں۔ لیکن رولز وہی ہوتے ہیں۔ کئی سالوں میں ایسا ضرور ہوا ہے' جیسے فلڈ کے دنوں میں ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق یہ کر دیا تھا کہ جو علاقے زیادہ متاثر ہوئے تھے ان کو بیج کی سہولت دی گئی تھی۔ لیکن یہ ان کی اپنی ایک صوابدید تھی جو انھوں نے سپیشل انتظامات کیے تھے لیکن آفت زدہ قرار دینے کے جو رولز ہیں ہم نے ان کے مطابق کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے مطابق کارروائی ہو چکی ہے' اس لیے یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی لہٰذا آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اسے dispose of کیا جائے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! راجا خالد صاحب نے تحریک التوائے کار کے ذریعے جس طرف آپ کی توجہ دلائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بامقصد تحریک التوائے کار ہے۔ کیونکہ کھلی کچہری میں دور دراز سے اکثر غریب کاشت کار آتے ہیں۔ بارانی علاقوں سے بھی آتے ہیں اور دوسرے علاقوں سے بھی آتے ہیں۔ جناب والا! سیلاب یا کسی اور ناگہانی آفت کی وجہ سے یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے ان بے چاروں کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے گھرانے بھی تباہ ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں حکومت کی ایک جامع پالیسی موجود ہے کہ ڈی سی موقع پر جا کر سروے کرتا ہے اور پھر انھیں معاوضہ دینے یا آبیانہ معاف کرنے کے لیے نوٹ بناتا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا جاتا حالانکہ ان کی فصلیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں' ان کے مکان بھی بہہ جاتے ہیں اور وہ کھلے آسمان تلے پڑے ہوتے ہیں۔ خدا کے سوا ان کا کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر مال سے اور حکومت سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ ایسے لوگ جن کی جمع پونجی اس طرح طوفانوں کی نذر ہو جاتی ہے ان کے لیے ایک جامع' مضبوط اور باعمل پالیسی بنائی جائے کہ ان کی کچھ مالی امداد ہو سکے تاکہ وہ دوبارہ زندگی کی آسائشیں حاصل کر سکیں۔ جناب والا! چونکہ ہمارے پاس کئی لوگوں کی درخواستیں آتی ہیں تو میں یہ بات تجربے کی بنا پر کر رہا ہوں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مال، جناب والا! آپ مجھ سے بہتر رولز جانتے ہیں کہ تحریک التوائے کار پر بحث کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ میرے محکمہ سے متعلقہ ایک معاملہ زیر غور آیا ہے تو میں آپ کی اجازت سے کہنا چاہوں گا کہ انھوں نے دو چیزوں کو گڈ مڈ کیا ہے۔ جو علاقے آفت زدہ قرار پاتے ہیں ان کی تحریک التوائے کار فصلات کے متعلق تھی اور فصلات کا ایک قانون ہے جس کے مطابق ہم نے نوٹیفکیشن کر دیا ہے اور وہ مؤثر ہے۔ دوسری بات انھوں نے کی ہے کہ جہاں نقصان ہوتے ہیں' مویشیوں یا باقی جانوں کو نقصان پہنچتا ہے' اس کے لیے پہلے سے ہی ایک قانون موجود ہے کہ جو جانیں تلف ہوتی ہیں ان کے لیے جو گھر مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں ان کے لیے بھی معاوضہ دیتے ہیں یہاں تک کہ یہ معاوضہ کمسن بچوں اور بڑوں کے لیے بھی ہے۔ میں حقائق بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت آئی' اس سال ہی نہیں بلکہ 1993ء کی حکومت میں بھی جب پورے ملک میں سیلاب آیا تھا تو میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں' اور اس بار میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ہم نے اتنے انتظامات کیے' نہ صرف وزراء نے بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ذاتی طور پر خود ان جگہوں کا جائزہ لیا اور ہم نے لسٹوں کو چیک کیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام عمل کو اتنا شفاف بنایا کہ پورے پنجاب میں کوئی ایسی شکایت نہیں ملی۔ خدانخواستہ کوئی شکایت ملی تو ان کے خلاف سخت ایکشن لیا گیا چاہے وہ افسران تھے۔ کسی غلط آدمی کو معاوضہ ملا ہے یا نہیں ملا' اس کے لیے دورہ کیا گیا اور کروڑوں روپیہ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے دیا گیا۔ میں اسے سیاسی رنگ نہیں دینا چاہتا لیکن ماضی کی حکومت میں ایسے چیک دیے گئے جو کیش نہیں ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی ایک چیک بھی ایسا نہیں تھا جو کیش نہ ہوا ہو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر مال، بلکہ لوگوں کو معاوضہ دیا گیا اور اس حد تک اس کو یقینی بنایا گیا گیا کہ دیہات میں جا کر بنکوں کو پابند کیا گیا اور موقع پر چیکس کیش کیے گئے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں یہاں پر وزیر مال سے عرض کروں گا کہ۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب! میں بات کر رہا ہوں آپ ذرا تشریف رکھیں۔ آپ نے بجا فرمایا کہ ایک لگا بندھا اصول ہے' قانون ہے۔ لیکن میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ جہاں پر آبیانہ ہے ہی نہیں

وہاں یہ کہہ دیا جائے کہ آبیانہ معاف کیا تو اس کا ان کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے زرعی ٹیکس معاف کر دیا لیکن وہاں پر یہ ٹیکس ہے ہی نہیں۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے یا کیبنٹ میٹنگ میں یہ بات رکھیں۔ بجلی سے بھی یہی مراد ہے کہ جو فصلیں ختم ہو گئیں، ہو سکتا ہو تو ان کو ایسی امداد دی جائے تاکہ ان کو کچھ سہارا مل سکے۔ کیونکہ حکومت جو چیز معاف کر رہی ہے وہ تو پہلے سے ان کے پاس ہے ہی نہیں۔ تو یہ ضرور کریں تاکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی ایسی پالیسی اختیار کر لیں کہ ان کو نقد کی صورت میں کچھ مل جائے۔ تو آپ یہ اگلی کیبنٹ میٹنگ میں رکھ لیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے اس کے لیے عرض کیا ہے کہ قانون یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہاں قرضہ جات ہوتے ہیں، ان کی deferement ہو جاتی ہے۔ ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے چونکہ بعض دفعہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ انھیں بیج میں remedy مل جاتی ہے کہ انھیں بیج وغیرہ بغیر قیمت کے دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں، یہ کر دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! آپ نے بجا طور پر اس کا نوٹس لیا ہے۔ ہم نے تحریک التوائے کار بھی غور سے سنی ہے اور معزز وزیر صاحب کا بیان اور فرمان بھی سنا ہے۔ جناب والا! ریونیو کے علاوہ ان کے پاس ریلیف کا بھی چارج ہے۔ ریلیف کمشنر بھی ریونیو منسٹر کے ماتحت ہوتا ہے۔ جب بھی کسی علاقے میں آفت کا اعلان کیا جاتی ہے تو جیسا کہ آپ نے بذات خود فرمایا ہے کہ ان کی ضروریات کے مطابق انھیں تحفظ دیا جاتا ہے۔ آبیانہ معاف کرنا یا کسی ایسی ضرورت کا اعلان کرنا جس کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، جیسے محرک نے فرمایا ہے، اس کی مثال تو ایسی ہے کہ اگر کسی کا راجا خالد جیسا خوبصورت معشوق ہو اور بندہ اسے کنگھی لے کر دے۔ اس کے سر پر تو بال ہی نہیں تو کنگھی کہاں کرے گا؟ جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ درخواست ہے کہ کھاد مفت مہیا کی جائے، بیج مفت مہیا کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں ایسے قرضہ جات بغیر سود کے دیے جائیں جن کی مدات ریلیف میں موجود ہیں۔ لیکن یہ کون سا جواب ہے کہ ہم ان کے قرضے defer کر دیتے ہیں؛ ان کو تو گردن سے پکڑ کر اندر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! میری عرض ہے کہ ریلیف کی ان شقوں کے مطابق، ان قوانین کے مطابق، علاقے کے ماحول کے مطابق، آب و ہوا کے

مطابق، زمین کی زرخیزی کے مطابق اور ان غریب باسیوں کی حالت زار کے مطابق انھیں کچھ نہ کچھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا تحریک التوائے کار نمبر 60 بڑی اہم تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقت ختم ہو گیا ہے۔

مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات ماحولیات و منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی ملک عمر فاروق، جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے سوال نمبر 695 اور سوال نمبر 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات ماحولیات ومنصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے سوال نمبر 695 اور سوال نمبر 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات ماحولیات ومنصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون تک توسیع کر دی جائے"۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے سوال نمبر 695 اور سوال نمبر 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات ماحولیات ومنصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کی بحالی

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ توجہ فرمائیں۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 115 کو معطل کر کے خواتین کی نشستوں کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، معاملہ ایوان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن معزز وزیر قانون جس قاعدے کا حوالہ دے رہے ہیں وہ غلط ہے۔ میرے خیال میں پہلے قاعدہ 234 کو معطل کرنا پڑے گا اور اس کے بعد۔۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! میں پورا پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے خواتین کی نشستوں کی بحالی کے بابت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

وزیر قانون، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے خواتین کی نشستوں کی بحالی کے بابت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور 115(2) کو معطل کر کے خواتین کی نشستوں کی بحالی کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

ہر گاہ کہ ملک میں موجودہ آبادی کا نصف سے زائد حصہ خواتین پر مشتمل ہے لیکن قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔چونکہ خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ان اداروں میں خواتین کی نمائندگی بہت ضروری ہے' لہٰذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ قومی اسمبلی' سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

ہر گاہ کہ ملک میں موجودہ آبادی کا نصف سے زائد حصہ خواتین پر مشتمل ہے لیکن قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔چونکہ خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ان اداروں میں خواتین کی نمائندگی بہت ضروری ہے' لہٰذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ قومی اسمبلی' سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے"۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

ہر گاہ کہ ملک میں موجودہ آبادی کا نصف سے زائد حصہ خواتین پر مشتمل ہے لیکن قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔چونکہ خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ان اداروں میں خواتین کی نمائندگی بہت ضروری ہے' لہٰذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش

کرتی ہے کہ قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے"۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

کسی تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دینے سے پہلے جناب سپیکر کا متعلقہ وزیر سے رپورٹ حاصل کرنا

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور میں آپ سے اس بارے میں رولنگ بھی چاہوں گا کہ ابھی جب تحاریک استحقاق ٹیک اپ ہو رہی تھیں۔ ایک معزز رکن نے آپ کی توجہ ان کی اپنی تحریک استحقاق کی طرف دلائی تھی۔ آپ نے پھر فرمایا کہ رولز کے مطابق وہ وزیر قانون کے پاس comments کے لیے بھیجی گئی ہے۔اس کے بعد وہ admissibility کے لیے consider ہو گی۔اسی طرح سے تحریک التوائے کار کے متعلق بھی اسمبلی سیکرٹریٹ کے ایک لیٹر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ اس میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ

From:

Dr Syed Abul Hasan Najmee, Secretary:

(1) The Secretary Government of the Punjab, Home Department,

(2) The Inspector General of Police, Lahore.

Sub: **Notice of Adjournment Motion Diary No.....**

"I am directed to enclose a copy of the notice of the Adjournment Motion received from Messrs Saeed Akbar Khan and Mansoor Ahmad Khan, MPAs for immediate necessary action/comments."

جناب سپیکر! اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بھی اس سلسلے میں متعلقہ رولز دیکھے ہیں۔ ان رولز میں مجھے یہ کہیں نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی ایسی روایت موجود ہے کہ سپیکر صاحب کے پاس کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار آئے اور وہ وزیر قانون کے پاس یا کسی بھی حکومتی محکمے کے ہیڈ کے پاس comments کے لیے بھیجے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کوئی بھی معزز رکن جب تحریک

التوائے کار یا تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں تو It is the prerogative of the Speaker کہ وہ admissibility کے لیے اپنے طور پر فیصلہ دے۔ اگر وہ اسے admissible قرار دے دیتے ہیں تو وہ ہاؤس میں آئے اور متعلقہ ممبر اس کو پڑھیں اور اس کے بعد گورنمنٹ اس کا جواب دے۔ متعلقہ وزیر اس کا جواب دے گا۔ میرے خیال میں رولز میں یہ کہیں حق موجود نہیں کہ وہ admissibility کے لیے comments کے لیے بھیجی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے صحیح فرمایا۔ لیکن جس تحریک استحقاق کی آپ بات کر رہے ہیں۔ وہ میری طرف سے وہاں نہیں بھیجی گئی۔ اس میں کچھ مسئلہ ایسا ہے جس پر میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ comments لیے جائیں۔اس میں کچھ مسئلہ ایسا involve ہے، مجھے ان سے پوچھنا پڑے گا۔ یہ میری انفارمیشن کے لیے ہے۔رولز یہ نہیں کہتے کہ اس پر ہم کسی محکمے سے comments لیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں گا کہ اس کی وجہ کیا ہے؛ اس لیے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ ہمیں کسی محکمے سے comments لینے کی ضرورت نہیں۔ جب یہاں یہ بات ہوتی ہے کہ لا منسٹر فرمائیں تو اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دوسری پارٹی کو بھی تھوڑا سا سن لیا جائے کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ اس کی admissibility یا non admissibility مکمل طور پر چیئر کے اختیار میں ہوتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، مہربانی شکریہ۔

ہنگامی قوانین (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ، لاہور مجریہ 1999ء

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the legislative business. The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 (XVIII of 1999).

Minister for Law.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW (Ch shahid Akram Bhinder): Sir, I lay:

The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 (XVIII of 1999).

MR ACTING SPEAKER: The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 (XVIII of 1999) has been laid on the Table of the House. It is

deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning for report by 7th June, 1999

ہنگامی قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑی ہائے مجریہ 1999ء

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Ordinance (XIX of 1999).

MR ACTING SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Ordinance (XIX of 1999) has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Transport for report by 7th June, 1999

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: Now, we resume discussion on the Bill --

"The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 " Minister for Law has moved the motion "that the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais has moved an amendment in the Bill given notice of by Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local

Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999.

He was making his speech in favour of the amendment. He was in possession of the floor. He may continue with his speech.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا میں اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا۔ کہ ہاؤس کو اگلے دن کے لیے adjourn کر دیا گیا تھا۔ یہ Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 ہے۔ اس پر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لیے پہلے متداول کرایا جائے اور ان سے اس کی آراء لی جائیں۔ اس کے بعد یہاں معزز ہاؤس میں اس کو زیر غور لایا جائے۔ جناب والا! میں نے کوشش کی ہے کہ اس ترمیم میں جو کلاز ز ہیں میں آپ کی وساطت سے ان پر اس معزز ہاؤس کو یہ بتا سکوں کہ جس طریقے سے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے اس میں بہت سے exhaustive changes in the Ordinance ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ workable نہیں ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو justify کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میں نے کافی کلاز ز اور پیروں کا ذکر بھی کیا۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اب اس کو آگے بڑھاؤں گا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوانین جو اب بنائے گئے ہیں میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ یہ رورل ایریاز کے لیے قابل عمل نہیں ہیں۔ پیرا 65 کی ایک مثال دیتا ہوں کہ اس میں یہ دیا ہوا ہے کہ،

Letting loose or setting in of ferocious dogs or other dangerous animals

اب جناب والا! آپ بھی ماشاء اللہ دیہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب اس کلاز کو اس پیرا کو بیچ میں لانے سے یہ بتانا ہے کہ آپ کوئی بھی کتا نہیں رکھ سکتے۔ جناب والا! آپ خود سوچیں کہ دیہی علاقوں میں جو بھینیاں ہوتی ہیں' یا جہاں جانوروں کو رکھا جاتا ہے وہاں چوکیدار مقرر نہیں کیے جا سکتے اور جو مالک ہوتا ہے وہ بھی ہمہ وقت وہاں 24 گھنٹے کے لیے موجود نہیں رہ سکتا۔ اس کی رکھوالی کے لیے وہ کتوں کو رکھتے ہیں تاکہ وہ ان کے جانوروں کی دیکھ بھال کریں۔ اور ان جانوروں کے علاوہ بھینی پر جو بھی ان کی پراپرٹی ہے وہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ جب یہ قانون آ جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس چوکیدارے کے لیے کتے کو بھی وہاں نہیں رکھ سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیہی آبادی کے لیے خاص طور پر بڑا مشکل ہو گا۔

(اس مرحلے پر مولوی محمد سلطان عالم انصاری کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

کاشت کار جہاں پہلے ہی روٹی کھانے سے بھی تنگ ہے۔ وہ ایک چوکیدار کو hire کرکے وہاں کیسے رکھ سکتا ہے؟ This is vague and not practicable اس کے ساتھ ایک پیرا 67 ہے۔ اب اس میں دیا ہوا ہے کہ،

Failure to lime-wash or repair a building if so required by a local council.

اب جناب چیئرمین! اس میں اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شاہی سواری جیسے آج کل حکمرانوں کو بادشاہ بننے کا بہت شوق ہے حکمرانوں کو یہ پرانے وقتوں میں ہوتا تھا۔ یہ فرنگی کے دور میں ہوتا تھا کہ جہاں سے شاہی سواری یا کسی لارڈ کی سواری گزرتی تھی تو وہاں حکم دے دیا جاتا تھا کہ راستے میں جو عمارات ہیں ان کو رنگ و روغن کر دیا جائے تاکہ جب وہ وہاں سے گزریں تو ان کو خوبصورتی نظر آئے اور وہاں ان کو ایک خوبصورت گزر گاہ مل جائے۔ یہ بھی اب اسی طریقے سے ہی ہے کہ ایک قانون بنایا جا رہا ہے کہ،

Failure to lime-wash or repair a building if so required by a local council.

یہ تو اسی وقت ہی رنگ و روغن کی ضرورت ہوگی جب وہاں سے شاہی سواری گزرے گی۔ اور جو بے چارہ روٹی کھانے سے عاجز اور تنگ ہے' وہ lime-wash کرانے کے لیے پیسہ کہاں سے لائے گا؟ اس کو بھی ایک قابل سزا جرم بنا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیہی آبادی بلکہ شہری آبادی بھی' اب جو لوگ اندرون شہر رہ رہے ہیں جن کی اتنی آمدنی نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں یا ان کے کپڑے خرید سکیں یا ان کی دیکھ بھال کر سکیں یا ان کو تعلیم یا صحت کی سہولتیں دے سکیں' ان کے لیے یہ ضروری ہو جائے گا کہ جہاں لوکل کونسل کہتی ہے کہ یہاں سے شاہی سواری گزرنی ہے آپ اپنے مکان پر چونا پھریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے یہ بہت ہی بڑی زیادتی ہوگی کہ ان کو اس طریقے سے کہا جائے۔ اور پھر اس کے لیے سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ پارٹ III میں اس کو رکھا گیا ہے اور اس کی سزا ہے،

..... Shall be punished with fine which may extend to five thousand rupees and if the offence is a continuing one with a further fine which may extend to five

hundred rupees for every day.

جناب چیئرمین! اس کو اس کیٹیگری میں ڈالا گیا ہے۔ اس کے بعد پیرا 69 ہے۔

69: Begging importunately for alms or exposing or exhibiting with the object of exciting charity and deformity or disease or any offensive sore or wound.

جناب چیئرمین! اس میں اب بھیک مانگنے کو بھی ایک قابل سزا جرم بنا دیا ہے۔ جناب! اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم نے تمام لوگوں کو ایسی سہولتیں مہیا کر دی ہیں اور ان کے پاس روزگار ہے کہ وہ بھیک مانگنے کی طرف راغب نہ ہوں؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے غالباً ایسی کوئی سہولت مہیا نہیں کی کہ ایک قانون بنا کر بھیک مانگنے کو قابل سزا جرم بنا دیا جائے۔ حکومت کو چاہیے کہ پہلے کوئی دارالکفالہ کھولیں کہ جن کے پاس روزگار نہیں، یا جو لوگ معذور ہیں ان کے پاس کمانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو وہ لوگ دارالکفالہ جا کر اپنی آمدنی کا کوئی ذریعہ بنا سکیں۔ وہ بھیک اس لیے مانگ رہا ہے کہ اس کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تو اس کو بھی ایک قابل سزا جرم بنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک زیادتی ہے۔ پہلے آپ عوام کی آراء لیں کہ ہم یہ قانون بنا رہے ہیں اور کیا یہ قابل عمل ہو گا یا اس کے اوپر کیا آراء آ سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ آراء لینے کے بعد ہی مناسب ہو گا کہ اس کی قانون سازی مزید کی جائے۔ اسی طریقے سے پیرا نمبر 71 میں کہا گیا ہے۔

71: Causing or permitting to be caused by any owner or keeper of an animal through neglect or otherwise damage of any land or crop or produce of land, or any public road, by allowing such animal to trespass thereon.

جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ رورل علاقے میں تو trespassing of animals معمول کا ایک حصہ ہے۔ لکڑی کی جس چیز سے جانور کو باندھا جاتا ہے اس کو ہم لوگ "کِھ" کہتے ہیں۔ جب جانور زنجیر تڑوا کر وہاں سے بھاگتا ہے تو ظاہر ہے اس نے تو نقصان کرنا ہے' trespass کرنا ہے تو اس کے لیے آپ کے پاس کیا اور علاج ہے کہ اگر وہ "کھ" تڑوا کر جانور وہاں سے دوڑتا ہے تو آپ کے پاس ایسا کیا آلہ ہے کہ آپ اس کو روکیں۔ ظاہر ہے کہ ساتھ والی کسی کی فصل ہو گی تو وہ اس کا نقصان تو کرے گا۔ جناب چیئرمین! یہ ناقابل عمل قانون بنایا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں اس بات

کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ ان قوانین کی خلاف ورزی کی جائے۔ قانون وہی بنانا چاہیے جس کے اوپر عمل درآمد بھی کیا جا سکے اور اس قابل ہو کہ اس پہ عمل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے قوانین haphazardly بنائے گئے ہیں اور بغیر کسی ہوم ورک اور سوچ سمجھ کے بنائے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون، جو یہاں حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں اور اس وقت وہ لیڈر آف دی ہاؤس بھی ہیں، ان سے اور آپ کی وساطت سے معزز ممبران سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو پہلے سوچ سمجھ کر دیکھ بھال کر قانون سازی کرنی چاہیے۔ میں نے ابھی جو دو تین باتیں بتائی ہیں یہ اس بات کے لیے کافی ہیں کہ زور دیا جائے کہ پہلے اس کو رائے عامہ کے لیے متداول کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! اسی طریقے سے جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ تھرڈ شیڈول میں جو ترامیم کی جا رہی ہیں یہ بہت ہی exhaustive changes ہیں۔ اس میں پہلے لوگوں کو رہنے کی جگہ مہیا کرنی چاہیے تاکہ وہ وہاں اپنا مال مویشی باندھ سکیں۔ اس طریقے سے باندھ سکیں جس طریقے سے حکومت چاہ رہی ہے۔ یہاں رورل اور اربن کے لیے کوئی تمیز نہیں رکھی گئی تو جہاں اربن علاقوں کے لیے جگہ مہیا کرنی چاہیے وہاں رورل علاقوں کے لیے بھی پہلے جگہ مہیا کریں۔ پھر یہاں یہ کہا گیا ہے کہ اگر آپ گھر کے گندے پانی کو بھی کہیں ڈرین آؤٹ کریں گے تو اس کے اوپر بھی سزا ہے تو پہلے یہ سہولتیں شہری علاقوں کے ساتھ دیہی علاقوں میں بھی مہیا کی جائیں کہ سیوریج ہر جگہ پہ ہو، واٹر سپلائی سکیمیں ہوں۔ ابھی تک تو شہروں کے بھی دور دراز علاقوں میں سیوریج کے انتظامات نہیں ہیں اور خاص طور پر دیہی علاقوں کے چکوک اور مواضعات میں تو حکومت ابھی تک کوئی سیوریج سکیمیں مہیا نہیں کر سکی۔ تو پہلے یہ سکیمیں دینا ضروری ہیں اس کے بعد ایسے قوانین بنائے جائیں جس پہ اتنی زیادہ سزا رکھی جائے کہ ان پہ عمل درآمد بھی کرایا جا سکے۔ جناب چیئرمین! میں اس کے علاوہ آپ کی توجہ تھرڈ شیڈول کے پارٹ I میں پیرا 5 کی طرف دلانا چاہوں گا۔ اس میں دیا ہوا ہے،

5. Evasion of payment of a tax or other impost lawfully levied by a local council.

جناب چیئرمین! میں بالکل اس بات کے حق میں ہوں کہ حکومت جو صحیح ٹیکسز levy کرتی ہے عوام کو چاہیے کہ وہ ٹیکسز ادا کریں کیوں کہ اس وقت ملک جس معاشی بحران میں جا رہا اس کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکسز اکٹھے ہوں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جن لوگوں نے کروڑوں روپے کے ٹیکس ادا کرنے ہیں ان کو تو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور چھوٹے ٹیکس دینے والے ہیں ان کو پکڑ بھی

لیا جاتا ہے ان کو جیل میں بھی بند کر دیا جاتا ہے' ان کے بارے میں احکامات بھی یہ دے دیے جاتے ہیں کہ ان کی ضمانتیں بھی نہیں لینیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کلاسک مثال ہے کہ سیرا 5 کے مطابق اگر ایک لوکل کونسل نے چولہا ٹیکس عائد کیا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ بھی جانتے ہیں اور یہاں تشریف فرما باقی معزز ممبران بھی جانتے ہیں کہ چولہا ٹیکس کی evasion زیادہ تر چھوٹے طبقے میں ہوگی۔ آپ اس چھوٹے ٹیکس کو evaid کرنے والوں کے لیے تو اتنی بڑی سزا رکھ رہے ہیں کہ جو چولہا ٹیکس یا میں اس طرح کہتا ہوں کہ جو تھڑا ٹیکس ادا نہیں کرے گا یا جو تہہ بازاری ادا نہیں کرے گا تو اس کے لیے آپ نے سزا یہ رکھی ہے۔ پارٹ I میں ہے:

"162. **PUNISHMENT:** Whoever commits any of the offences mentioned in Part-I of the Third Schedule shall be punished with imprisonment for a term which may extend to three years and with fine which may extend to fifteen thousand rupees."

جناب چیئرمین! اب یہ جو چھوٹے چھوٹے ٹیکس گزار ہیں جن کی اپنی مجبوریوں کے تحت آمدنی بہت کم ہے وہ چولہا ٹیکس بھی ادا نہیں کر سکتے' وہ تھڑا ٹیکس بھی ادا نہیں کر سکتے۔ ان کی اس ٹیکس evasion کے لیے آپ نے اتنی بڑی سزا رکھ دی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کیا محسوس فرماتے ہیں کہ جو چولہا ٹیکس ادا نہیں کرے گا اس کو اتنی بڑی سزا دیں گے تو کیا وہ اس بات سے رک جائے گا' وہ تو خود ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے پاس تو اتنی رقم نہیں کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے ایک وقت کی روٹی پکا سکے تو چولہے ٹیکس کے لیے تین سال کی سزا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں۔ اس میں جہاں اتنی exhaustive changes کی تھیں تو حکومت کو وہاں لازماً یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے تھی کہ کون سے ایسے لوگ ہیں جو ٹیکسز ادا کرنے کے قابل ہیں اور کون سے وہ ہیں جو ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت سی آراء کی ضرورت ہے۔ اگر اس بل کو پہلے متداول کر دیا جائے۔ اخباروں اور ٹیلی ویژن پہ مشتہر ہوں۔ لوگوں کو پتا چلے کہ کیا قانون بن رہا ہے' اس میں لوگوں کی آراء لے لیں۔ یہاں بدقسمتی تو یہ ہے کہ چودھویں ترمیم کوئی قدغن نہیں لگاتی کہ یہاں تقریر کا حق نہیں ہے' یا آپ اپنے خیالات دے سکتے۔ اور نقطہ ہائے نظر یہاں پیش کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبران جو ہاؤس کے رولز کے مطابق بہت کم بیٹھے ہیں لیکن جو بھی بیٹھے ہیں' میں ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ چیز

ضرور دیکھنی چاہیے اور اس پر توجہ دینی چاہیے کہ آیا یہ قانون صحیح بن رہا ہے یا اس میں اور ترامیم کی ضرورت ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو پہلے رائے عامہ کے لیے متداول کیا جائے اور اس کے بعد اس کو نافذ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح اختیارات کا ناجائز استعمال ہو گا۔ کہ اتنی بڑی بڑی سزائیں اتنے چھوٹے چھوٹے جرائم کے لیے مقرر ہوں تو پھر اس سے کرپشن اور رشوت بڑھتی ہے اور لوکل کونسلر کا جو طبقہ ہے۔ جیسا کہ میں نے پرسوں بھی عرض کیا تھا کہ اس میں بہت زیادہ کرپشن ہے۔ آپ کس طرح سے چیک کریں گے؟ ڈیپارٹمنٹ میں پھر بے چارے غریب لوگوں کو بلیک میل کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آپ "ٹلا ٹیکس" ادا نہیں کر رہے تو ہم یہ تین سال کی جو سزا ہے' اس میں آپ کا نام بھیجتے ہیں۔ یہ بڑا مشکل ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی بہت سی کلاززر کھ دی گئی ہیں' جو بہت بڑا ظلم ہے۔ یہ غریبوں کے ساتھ مذاق ہے اور یہ انقلاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس میں قطعاً جلدی نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ اس میں بہت چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو قابل سزا بنا دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! ایسے معاشرے میں یہ قابل عمل ہیں کہ جہاں کہ لازمی ضروریات زندگی دے دی گئی ہوں۔ اگر آج ہم یورپ میں رہ رہے ہوتے اور ہم یہ قوانین بناتے تو پھر اس کا جواز تھا۔ لیکن ہم یورپ میں نہیں رہ رہے۔ ہم تو ایک ایسے ملک میں رہ رہے ہیں کہ جہاں ابھی لوگوں کے پاس یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اور اسے بہت عرصہ لگے گا کہ یہ تمام سہولتیں لوگوں کو مہیا کی جاسکیں۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو علم ہے اور میرے باقی معزز اراکین اسمبلی جو یہاں تشریف فرما ہیں' وہ بھی جانتے ہیں کہ لوگ یہاں مہنگائی' بے روزگاری اور دہشت گردی سے تنگ ہیں اور خود سوزیاں۔ خودکشیاں کتنی زیادہ ہو رہی ہیں؟ اب تو یہاں کئی چن زیب پیدا ہو چکے ہیں جو بے روزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں۔ اس کی بات اس وقت کسی نے نہ سنی۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ اب غریب کو اندھے کنویں کی طرف دھکیل رہی ہے بالکل دیوار کے ساتھ لگانے والی بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرائم کے لیے اتنی بڑی بڑی سزائیں رکھی جا رہی ہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ جو سزائیں ہیں' میں ایک دفعہ آپ کی وساطت سے معزز ممبران کے لیے پڑھ دیتا ہوں کہ،

Clause (3) Section 162 . - (1) Whoever commits any of the offences mentioned in Part I of the Third Schedule shall be

punished with imprisonment for a term which may extend to three years and with fine which may extend to fifteen thousand rupees.

(2) Whoever commits any of the offences mentioned in Part II of the Third Schedule shall be punished with imprisonment for a term which may extend to six months and with fine which may extend to five thousand rupees.

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین! اپوزیشن لیڈر ابھی خودسوزیوں اور خودکشیوں کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ، "اے ایمان والو! مصیبت کی برداشت کے لیے نماز کا سہارا لو اور صبر کرو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ ہمدردی جتلانا یا اس قسم کی باتوں کو یہاں پر یا اخبارات میں اچھالنا، سبحان اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت ہے۔ یہ خودسوزی یا خودکشی کرنا مسلمان کے شایان شان نہیں۔ اس کو تو ایک راستہ بتا دیا گیا ہے۔ بے شک سٹیٹ کی ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کے لیے روزگار کا بندوبست کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! خودسوزی کرنا یا خودکشی کرنا اسلام میں کہاں جائز ہے؟ اس لیے میں اس کو قومی مسئلہ سمجھتے ہوئے، آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کو، کیونکہ یہ پوری قوم کے نمائندے بیٹھے ہیں اور خاص طور پر علماء اکرام کو گزارش کروں گا کہ سٹیج پر اور خاص طور پر جمعہ کے خطبات میں اس چیز پر زور دیں اور قوم میں جذبہ پیدا کریں۔ اگر بےروزگاری ہے تو اس کا یہ حل تو نہیں ہے کہ اپنے بال بچوں کو انتہا حالات کے تھپیڑوں کے حوالے کر دیں اور نہ یہ دنیا رہے اور نہ وہ دنیا رہے۔ جناب چیئرمین! اس مسئلے پر بےشک ہم سب کی ڈیوٹی لگا دیں، ہماری پہلے ہی ڈیوٹی ہے۔ لیکن اس عمل کو ان کے حق میں ایک ہمدردی کے طور پر پیش نہیں کیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحب نے درست فرمایا ہے۔ خودکشی کے عمل کا ہم مذہبی، اخلاقی اور قانونی طور پر بھی کوئی جواز پیش نہیں کر سکتے اور اس کا سہارا نہ ہی کسی اور مقصد کے لیے لیا جا سکتا ہے۔

میں جناب منیس صاحب سے گزارش کروں گا کہ اپنی تقریر کو ذرا مختصر فرمائیں۔

جناب خالد جاوید وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اتنی اہم قانون سازی ہو رہی ہے' ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی---ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں--- گھنٹیاں بجائی گئیں ---پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا ہے۔

جناب محمد ثاقب خورشید، جناب چیئرمین! حیرانی کی بات یہ ہے کہ جن صاحب نے' میں فاضل رکن نہیں کہنا چاہتا' جن صاحب نے کورم کی نشان دہی کی ہے میرا خیال ہے کہ وہ رکن اسمبلی نہیں ہے۔ کارڈ پر ان کی جو تصویر ہے اس سے تو وہ مجھے اجنبی آدمی لگتے ہیں۔ اسمبلی میں ان کی جو تصویر ہے وہ ان کے حلیے کے مطابق نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کارڈ منگوا کر تصدیق کی جائے

جناب چیئرمین، یہ اسمبلی کو موجودہ حلیے کے مطابق کارڈ کی تصویر لا دیں گے۔

جناب محمد ثاقب خورشید، ان کی تصویر موجودہ حلیے کے مطابق نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ وہ ممبر نہیں ہیں تو آپ براہ مہربانی اجلاس کی کارروائی بعد میں کر لیں۔ پہلے انھیں وارننگ کے ساتھ رخصت کریں۔

جناب چیئرمین، موجودہ حلیے کے مطابق ان کی تصویر بنوا کر لگوا دی جائے گی۔ آپ کی تسلی کرا دی جائے گی۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب چیئرمین! ابھی یہاں خود سوزیوں کی بات ہو رہی تھی اور آج کل اخباروں میں بھی کرسی لینے کے لیے خود سوزیوں کا بڑا ذکر ہو رہا ہے۔ اگر آپ کسی بھی اخبار میں خود سوزیوں کی تفصیل پڑھیں تو اس میں بعض ذہنی مریض اور کئی میڈیکل وجوہات کی بناء پر لوگ خود سوزیاں اور خود کشیاں کرتے ہیں۔ لیکن اس فلور پہ بھی یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اس میں بھی حکومت وقت کا کوئی قصور ہے اور اخبارات بھی اس چیز کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں کہ یہ خود سوزیاں شاید مفلوک الحالی یا غربت کی وجہ سے ہو رہی ہیں تو یہ بات ریکارڈ پر آنی چاہیے کہ خود سوزیوں کی کئی وجوہات ہیں' صرف غربت نہیں اور یہ بات آج کی بحث سے متعلق بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، اقبال ماکوانی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر میں یہ بات کہی گئی ہے اور میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ خود سوزی کا معاملہ اس سے متعلقہ نہیں اور اس کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔ منیس صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے؟ میرے خیال میں کافی ہو چکا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب چیئرمین! دو تین دنوں سے اجلاس میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کورم ٹوٹ جاتا ہے' کورم پورا نہیں ہوتا۔ ممبر تو سب آجاتے ہیں لیکن یہ ہمارے راج دلارے پیارے وزیر سارے نہیں آتے۔ ان کو آنا چاہیے یا نہیں آنا چاہیے؟

جناب چیئرمین، وزراء کو آنا چاہیے۔ ممبرز کو بھی آنا چاہیے۔ منیس صاحب! فرمائیے۔ اب آپ کا کتنا مواد باقی ہے؟ میرا خیال ہے کافی ہو چکا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! یہ تو قانون سازی ہے' اس پر کافی تفصیل کے ساتھ بحث ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ معزز قائد حزب اختلاف تیسرے دن سے صرف ایک ترمیم پہ بول رہے ہیں تو ان کو نہ میں نے interrupt کیا ہے اور نہ ہی ٹریژری بنچز سے کسی اور ممبر نے' group discussion بھی ہو رہی ہے اور سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں میری یہ استدعا ہو گی کہ یہ وقت کا تعین کر لیں' دو منٹ' تین منٹ' کتنا اور بولنا چاہتے ہیں۔ اس بات کا ریکارڈ شاہد ہے کہ انہوں نے مسلسل تین دن سے ایک ہی ترمیم ٹیک اپ کی ہوئی ہے اور اس سے آگے نہیں بڑھ رہے اور کل یہ دوبارہ اس پہ بولنا شروع کر دیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ پچھلے تین دن کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں جو باتیں پہلے ہوئی ہیں وہی مسلسل دہرائی جا رہی ہیں۔ تین دن سے ایک ہی ترمیم زیر بحث ہے۔

جناب چیئرمین، جناب منیس صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے آپ وقت کا تعین کر لیں اور اپنی بات کو conclude کرنے کی کوشش فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میرے خیال میں آپ کو کم از کم قانون سازی کے لیے وقت کی کوئی قدغن نہیں لگانی چاہیے۔ معزز وزیر قانون صاحب یہ بات فرما رہے ہیں کہ آج تیسرا دن ہے۔ تو جناب چیئرمین! اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں کہ اگر حکومت روزانہ کورم توڑ دے اور سرکاری بزنس کے لیے بھی کورم پورا نہ ہو تو اس سے بڑھ کر شرم کی اور کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب چیئرمین، اب آپ کتنا اور وقت لیں گے؟

وزیر قانون، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میرے بھائی پھر حقائق کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ تاخیر کورم کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے بلکہ ایک دن خود ان کی طبیعت خراب تھی بلکہ ان کی طبیعت خراب نہیں تھی خود انہوں نے گزارش کی تھی اور یہ بات ریکارڈ پر موجود تھی۔

جناب چیئرمین، منیں صاحب! آپ اس میں اور کتنا وقت لیں گے؟ میرے خیال میں ابھی آپ نے آدھی ترمیم پہ بات کرنی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب چیئرمین! میں wind up کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین! ان سزاؤں کی کیٹیگری دو میں چھ ماہ سزا اور پانچ ہزار روپے جرمانہ ہے اور کیٹیگری 3 میں 5 ہزار روپے جرمانہ رکھا گیا ہے،

"162 **PUNISHMENT**. Whoever commits any of the offences mentioned in Part-III of the Third Schedule shall be punished with fine which may extend to five thousand rupees and if the offence is a countinuing one with a further fine which may extend to five hundred rupees for every day after the date of the first commission during wich period the offender has persisted in the offence."

جناب چیئرمین! اتنی سزائیں ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان سزاؤں پر جوڈیشلی کون عمل درآمد کرواتا ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے، میرے خیال میں کم از کم لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ان سزاؤں پر جوڈیشلی عمل درآمد نہیں کر سکتا۔ جناب چیئرمین! ایسے قوانین بنانے ہی کیوں جا رہے ہیں جن پہ عمل درآمد نہیں ہو سکتا اور پھر اگر عمل درآمد کی کوشش کی جائے تو پھر ان کے ہاتھ جو جوڈیشل پاورز دی جا رہی ہیں اس حوالے سے وہ خود پہلے بدنام ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ لوکل گورنمنٹ کی کرپشن کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس کو تھوڑا مختصر کرتا ہوں

کیوں کہ معزز وزیر قانون صاحب یہ بات فرما رہے ہیں۔ حکومت کو اس قانون پر عمل درآمد کروانے کے لیے ایسے اقدامات کر لینے چاہییں' یہاں معزز وزراء تشریف فرما ہیں' معزز وزیر اعلیٰ صاحب آئے کی معاملہ درست کر لیں' یا معزز وزیر ہاؤسنگ تشریف فرما ہیں یہ واٹر سپلائی کا معاملہ ٹھیک کر لیں' سیوریج کے معاملات کو ٹھیک کر لیں۔ معزز وزیر صحت یہاں تشریف فرما ہیں وہ طبی سہولتیں مہیا کر لیں ۔ویسے تو مجھے خوشی ہے کہ معزز وزیر صحت کو اب لوکل گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ بھی مل چکا ہے اور ان کے لیے تو بڑا relevant ہے۔ اور اپنے ماضی کے تجربے کے سبب میرے خیال میں شاید وہ اس کیبنٹ کے سینئر منسٹر بھی ہوں گے۔ وہ بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ پھر اگر ہم دیہی اور شہری آبادی میں یہ سب چیزیں مہیا کر دیں تو پھر کم از کم ہم اس بات کا جواز پیش کر سکتے ہیں کہ یہ قوانین بنائیں اور اس پہ اتنے سنگین جو جرائم اس تعداد میں رکھ سکیں۔ اب دیکھیں کہ جو پچھلا رمضان المبارک گزرا' کیا اس میں گورنمنٹ نے مہنگائی پر کنٹرول کیا؟ گندم کا میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے اور گندم کی پھر آپ قیمت دیکھیں کہ جہاں کاشت کار بےچارے کو اس کی پیداوار کا صحیح معاوضہ نہیں مل رہا' اگر گندم جیسے سننے میں آ رہا ہے کہ کم ہے تو یہ درآمد کرانی پڑے گی۔ وہاں سے ساڑھے چار سو روپے فی من منگوائیں گے اور یہاں کاشت کار کو دو سو چالیس روپے دیے جا رہے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! اس سے پہلے منسٹر فار لاء' لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ گزارش کر چکے ہیں کہ وہ اپنی تقریر کو ذرا wind up کر لیں۔ تین دن سے انھوں نے یہ بحث جاری رکھی ہوئی ہے۔ وہ ممبران کو گزارش یہ کرتے ہیں کہ جناب! میری بات سنیں۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ ان کی گفتگو اتنی غیرمتعلقہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ ہاؤس میں کوئی اس کو سننے کے لیے تیار ہی نہیں۔ اس لیے میرے بھائی باہر جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ اپنے نکات کا جواز پیش نہیں کر سکتے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان سے کہیں کہ وہ اپنی ترامیم تک محدود رہتے ہوئے' اگر ان کے پاس کوئی بات ہے تو وہ کریں ورنہ بیٹھ جائیں اور دوسروں کو بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں جس بات کی نشان دہی کی گئی ہے اس کا آپ نے بھی احساس کر لیا ہوگا۔ اس لیے آپ اس کو مختصراً کر لیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں اس کو wind up کر رہا ہوں۔ اب یہ ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ان کو روایات کا علم نہیں ہے۔ یہ روایات کی پیروی نہیں کرتے، کیونکہ روایات ہاؤس کی یہ ہیں کہ لیڈر آف دی ہاؤس کو اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو interrupt نہیں کیا جاتا اور آپ پچھلے تین دن کی کارروائی اٹھا کر دیکھیں کہ کتنی دفعہ interrupt کیا گیا ہے۔ I don't mind it لیکن یہ روایات کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے، آپ wind up فرما دیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: معزز پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب کو تو پورا موقع ملے گا۔ اس کے بعد وہ بے شک چار دن بولیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ He has to justify what he will say? I am frank to justify what I am saying.May be. ہو سکتا ہے کہ justify نہ کر سکتا ہوں۔ لیکن میں نے اس میں اپنی contribution پوری کرنی ہے۔ کیونکہ میرا منصب یہ کہتا ہے کہ نہیں contribution کروں۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ conclude فرما رہے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں اس کو پانچ منٹ میں conclude کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ میں تو نہیں۔ آپ ذرا دو منٹ میں فرما دیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جی، میں پانچ منٹ میں conclude کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیے، فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: تو صبح جب ہم اٹھتے ہیں اور جب اخبار پڑھتے ہیں تو اس میں اس وقت ایسا لگ رہا ہوتا ہے کہ جیسے ہم پاکستان کی نہیں، ہم کوئی ایتھوپیا کی خبریں پڑھ رہے ہیں اور میں اسی حوالے سے پہلے ہی جو کہہ چکا ہوں کہ ہمیں پہلے pre-requisites مہیا کرنے چاہییں۔ میں آپ کی وساطت سے اقوام متحدہ کی ایک ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جہاں اس نے کہا ہے کہ پاکستان میں اس وقت کم و بیش ایک کروڑ افراد بے روزگاری کا زہر پی رہے ہیں۔ یہ صرف وہ لوگ ہیں جو کہ مڈل سے لے کر اور اس سے اوپر کی جن کی تعلیم ہے، یہ ان کی تعداد انھوں نے دی ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ ساڑھے تین کروڑ افراد انتہائی غربت کا شکار ہیں جن کی

روزانہ آمدنی ایک امریکی ڈالر سے بھی کم بنتی ہے۔ اسی رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ چھ کروڑ افراد کو طبی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کی relevancy اس amendment سے کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: یہ بالکل اسی کے ساتھ ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ میں یہ ذکر کر رہا ہوں کہ حکومت نے یہ سہولتیں مہیا نہیں کی ہیں اور جب یہ سہولتیں مہیا نہیں کی ہیں تو یہ قانون سازی ایسی بنا رہے ہیں جو کہ ان چیزوں کے لیے ہے، جو کہ انھوں نے pre-requisites مہیا نہیں کی ہوئیں اور اس کی جب خلاف ورزی ہو گی تو اس پر اتنی شدید اور سخت سزائیں رکھی گئی ہیں، آپ تو ماشاء اللہ خود جج رہے ہیں اور آج تو اس جج کی حیثیت میں بھی نہیں بلکہ ایک بہت بڑے جج کی حیثیت میں یہاں بیٹھے ہیں۔ اس معزز ہاؤس کو۔ آپ چیئر کر رہے ہیں کہ جب تک آپ pre-requisites,basic facilities مہیا نہیں کریں گے، آپ ایسے قوانین بنا دیں گے اور ان کی اتنی سخت سزائیں ہوں گی تو کس طریقے سے لوگ ان کو honour کریں گے اور کس طرح ان پر عمل درآمد کریں گے اور کس طرح یہ سارا کام ہو گا؟ تو میں اس کو justify کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب تک میں یہ نہ بتاؤں کہ کیا کیا چیز آپ نے مہیا کرنی ہے اور کیا کچھ آپ نے مہیا نہیں کیا تو میں اپنے آپ کو کس طرح justify کروں گا؟

جناب چیئرمین: فرمائیے۔ پھر آپ کا پانچ منٹ کا ٹائم ختم نہ ہو جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں اب پانچ منٹ میں اس کو wind up کرتا ہوں۔ اگر آپ بھی سننا پسند نہیں فرماتے۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: حالانکہ روایت یہ ہے کہ چھ چھ، سات سات روز تک لیجسلیشن پر ایک ایک آدمی بات کرتا رہا ہے اور پھر یہ لیجسلیشن ہے۔ اس میں آپ output آنے دیں۔ اس میں contribution آنے دیں۔ اگر اس میں irrelevancy بھی ہو، میں سمجھتا ہوں وہ بھی آپ آنے دیں تاکہ آپ gauge کر سکیں، آپ judge کر سکیں کہ کیا یہ جو amendment ہے یہ گورنمنٹ صحیح طریقے سے لا رہی ہے یا نہیں لا رہی؟ تو چھ کروڑ کو طبی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ یہ میں اقوام متحدہ کی رپورٹ پڑھ رہا ہوں۔ تین کروڑ افراد کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ یہ بھی وہی فرما رہے

ہیں اور ارسطو نے کہا تھا کہ،

"In the most corrupt states there would be most number of laws".

اب اسی سارے معاملے کو میں نے جب آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے پیش کیا ہے۔ تو میں آپ سے بھی اور آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے بھی یہ عرض کروں گا کہ ہمارا کام قانون سازی کرنا ہے اور قانون سازی ہمیشہ ایسی ہونی چاہیے جس کو نافذ کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام کو جو میں نے دلائل دیے ہیں یا جو میں نے اپنے آپ کو justify کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ قانون دیہی اور شہری آبادی کے ایک بڑے حصے پر لاگو ہو رہا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس کو پہلے ایڈورٹائز کریں۔ اس بل سے عوام کو روشناس کریں' اس بل کو متداول کریں' آپ آراء لیں۔ اس کے بعد آپ اس ہاؤس میں ان آراء کی روشنی میں دوبارہ اس کو لیجسلیشن کے لیے لے آئیں اور اس کے اوپر پھر غور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، بہت مہربانی۔ آپ فرمائیں گے؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جی۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست لیڈر آف دی اپوزیشن نے ترمیم یہ دی تھی کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جائے اور گفتگو تقریباً ساری انھوں نے سارے بل پر کی ہے۔ ان کی پوری بحث کا آپ لب لباب دیکھیں تو انھوں نے encroachers کو defend کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بار بار یہ کہتے ہیں کہ پہلے آپ یہ چیز مہیا کریں' پہلے آپ pre-requisites مہیا کریں۔ ایک encroacher کے لیے حکومت نے کیا pre-requisites دینی ہیں؟ وہ تو encroacher ہے۔ وہ تو trespasser ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہماری higher judiciary میں اس کے متعلق اتنی judgements میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ جو ایک encroacher ہے' جو trespasser ہے۔ قانون کی نظر میں اس کا کوئی حق نہیں اور پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے یہ ایک اچھا قانون لانے اور نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو اپوزیشن کو اس پر بھی تکلیف ہو رہی ہے کہ یہ اچھا قانون کیوں لا رہے ہیں؟ یہ جو جائیدادیں ہیں' جن پر یہ ساری encroachment ہوتی ہے' یہ جو

زمینیں ہیں جن پر encroachment ہوتی ہے یہ کس کی ہیں؟ یہ عوام کی جائیداد ہے اور یہ قانون عوام کے مفاد کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ ان جائیدادوں کے تحفظ کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ جو public property ہے اس کا تحفظ کیا جائے۔ یہ گورنمنٹ کا اولین فرض ہے کہ public properties کا تحفظ پہلے کیا جائے۔ encroacher تو بعد میں آتے ہیں۔ encroacher تو وہ لوگ ہیں جو ان عوامی حقوق کو، جو اس عوامی جائیداد کو اپنے ذاتی مفاد میں لانے کے لیے، عوام کے مفاد کے خلاف اور عوام کے حقوق میں خلل ڈالنے کے لیے، ان کو block کرنے کے لیے، ان میں مشکلات پیدا کرنے کے لیے وہ properties کو encroach کرتے ہیں اور میرے فاضل دوست تین دن سے یہ قائل کرنے کے لیے بحث کر رہے ہیں کہ encroachers کو وہ حق دیا جائے اور ان کو pre-requisite دی جائے۔ تو تمام جو بحث انھوں نے کی ہے، جو مختلف sections انھوں نے quote کیے ہیں میں ان پر بھی آتا ہوں۔ تمام contradictory pleas ان کی اپنی ہیں۔ وہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ جناب، وہ سیکشن جس میں سے چیئرمین کی پاورز withdraw کی گئی ہیں کہ encroachment میں جو offence تھا وہ اب compound نہیں کر سکتے۔ ایک طرف تو وہ خود کہتے ہیں کہ جناب، یہ کیسی جمہوریت ہے کہ ایک طرف تو چیئرمین سے وہ پاورز withdraw کرتے ہیں دوسری طرف خود ہی یہ کہتے ہیں کہ جی جو اچھے لوگ نہیں ہیں ان کو یہ پاورز دی جا رہی ہیں ۔ تو جناب والا! اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سیکشن بڑا واضح ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جب ایک offence commit ہو جائے وہ اس کو compound نہیں کر سکتے اور یہ اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کا misuse نہ ہو سکے اگر ان کا وہ offence compoundable کر دیا جائے تو پھر یہی ہو گا کہ کسی کو نوٹس دیں گے اور پھر اس کو withdraw کر لیں گے تو اس طرح تو کرپشن بڑھے گی ۔ تو جناب والا! اسی کو روکنے کے لیے یہ بل لایا گیا ہے تاکہ وہ اس offence میں جو نوٹس دیں اس کو دوبارہ compound نہ کر سکیں اور وہ معاملہ صرف کورٹ کی حد تک ہو گا۔

اس کے بعد جناب والا! انھوں نے اپنی بحث میں اس کے مختلف سیکشنز پر اعتراضات اٹھائے ہیں ایک دفعہ انھوں نے اپنی بحث میں یہ بھی کہا کہ جناب، encroachment کا یہ بل ان کے متعلق بنائیں جو غیر ضروری ہیں تو جناب والا! آپ خود دیکھیں کہ encroachments تو ہیں ہی غیر ضروری ۔ ان کے بارے میں تو دوسری بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ کون سی ایسی چیزیں ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ encroachments غیر ضروری ہیں۔ encroachments تو پہلے ہی

violation ہے' اس میں تو دوسری کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔

پھر جناب والا! انھوں نے ذکر کیا کہ encroachments کے سلسلے میں جو penalities ہیں ان کو as arrears of land revenue نہ recover کیا جائے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس بل کو یا تو تفصیل سے پڑھا نہیں یا پھر سمجھا نہیں اور اگر وہ legal language کو سمجھتے نہیں ہیں تو پھر میرا خیال ہے کہ جناب' اگر وہ خود بندوبست نہیں کر سکتے تو اسمبلی ان کے لیے ایک legal interpreter کا بندوبست کر دے تاکہ وہ ان کو قانونی نکتہ سمجھا دے اور یہ ساری باتیں ان کی سمجھ میں آ جائیں ۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ encroacher on demand لوکل کونسل کو penalties pay کرے گا اور اگر encroacher on demand penalty لوکل کونسل کو pay نہیں کرتا تو پھر اس سے as arrears of land revenue recover کیا جائے گا ۔ تو جناب والا! پہلے تو on demand ہے ۔ میرے بھائی یہ سمجھتے نہیں' وہ کہہ رہے ہیں کہ as arrears of land revenue کیوں recover کر رہے ہیں۔ اس پر ان کو بڑا شدید objection تھا۔

اس کے بعد انھوں نے جو اعتراض اٹھایا وہ یہ ہے کہ جو لوکل کونسل کے ملازمین ہیں ان کو obstruct کرنے کی بھی آپ نے سزا رکھ دی ہے ۔ جناب والا! میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ پہلے اس سیکشن کو پڑھیں جن پر انھوں نے اعتراض لگایا ہے اور اس کو دیکھیں اور اس کا جائزہ لیں کہ اس میں کیا لکھا ہے ۔ اس میں یہ لکھا ہے:

who so ever wilfully obstructs

جو کسی کو جان بوجھ کر obstruct کرے گا اس میں یہ نہیں ہے کہ اس میں اپنی مرضی سے کوئی نہ کوئی offence لگا دیا جائے جو جان بوجھ کر کسی ملازم کو obstruct کرتا ہے اس کی اپنی سرکاری کارکردگی میں اس کے متعلق یہ سیکشن یہ چیز واضح کرتا ہے۔

پھر انھوں نے مختلف چیزوں پر اعتراضات لگائے ہیں انھوں نے کھوکھوں پر اعتراضات لگائے ہیں' thick vegetation پر لگائے ہیں' بلڈنگ آپریشن پر لگائے ہیں اور خطرناک عمارات پر لگائے ہیں تو جناب یہ حکومت وقت کا فرض ہے کہ جن بلڈنگز کو ایک طریقہ کار کے مطابق خطرناک عمارت قرار دیا جاتا ہے ان کے گرانے کا حکم جاری کرے اور ہم نے یہ اختیار بھی لوکل کونسل کو دیا ہے کہ وہ جا کر اس کو دیکھیں یہ حکومت کا اور اس لوکل کونسل کا فرض ہے کہ وہ کسی کو ایسی عمارت کے نیچے آ کر مرنے کی اجازت نہ دیں جو کہ خطرناک ہے جس میں وہ رہ رہے ہیں۔ عوام کے

لیے حکومت نے بہت سی سہولتیں پیدا کی ہیں اگر کوئی خطرناک عمارت ہے اور اگر وہ نہیں بنا سکتا تو وہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ لے بنکوں سے قرضہ لے لے اگر خطرناک عمارات کا مالک جان بوجھ کر اپنی بلڈنگ کو ٹھیک نہیں کرواتا تو یہ penalities ان کے لیے رکھی گئی ہیں کہ وہ اپنی عمارات ٹھیک کروائیں ورنہ لوکل کونسلز تو ان کو گرائیں گی اور حکومت اس کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی کہ لوگ خطرناک عمارات میں رہیں اور ان کے گرنے سے خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آئے۔ میرے دوست اس کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو رہنے دیا جائے تاکہ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش ہو۔ یا تو یہ قانون کو سمجھتے نہیں ہیں' یا جان بوجھ کر یہ ایسا کرتے ہیں تاکہ عوام میں غلط بات پھیلائی جائے۔ تو اس سلسلے میں جناب والا! یہ گزارش ہے کہ جیسا کہ میرے بھائی نے ابھی سیکشن 69 پر اعتراض کیا۔ ابھی آپ نے دیکھا ہوگا آپ بھی لاہور اور باقی جگہوں سے گزرتے ہیں یہاں پر لوگ جو بھکاری کی شکل اختیار کرتے ہیں اور اپنے جسم کے ان حصوں کی جو کمزور ہیں یا ان پر زخم ہیں یا وہ بے کار ہیں' نمائش کر کے وہ بھیک مانگتے ہیں' یہ انسانیت کی تذلیل ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اس چیز کو روکنے کے لیے یہ سیکشن add کیا گیا ہے کہ انسانیت کی تذلیل نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کسی کا کوئی ایسا مسئلہ ہے تو بہت سارے ایسے حکومتی ادارے موجود ہیں' ان سے یہ رجوع کریں اور ان کی مناسب امداد بھی کی جائے گی اور ان کی آباد کاری کا بھی بندوبست کیا جائے گا۔ لیکن میرے بھائی دوست ان کو بھی advocate کر رہے تھے کہ جناب ان کے لیے بھی ادارے بنائے جائیں' تو جناب' حکومت نے تو پہلے ہی ان کے لیے ادارے بنا رکھے ہیں لیکن جو سڑکوں پر گلیوں میں کھڑے ہو کر انسانیت کی تذلیل کرتے ہیں کیا وہ ٹھیک ہے۔

اب جناب انھوں نے ایک اور مسئلہ اٹھایا۔ انھوں نے کہا کہ اتنے بھاری جرمانے رکھ دیے گئے ہیں کہ وہ ادا ہی نہیں کر سکتے۔ وہ تو چوہا ٹیکس بھی نہیں دے سکتے۔ وہ تو یہ نہیں دے سکتے اور آپ نے پندرہ' پندرہ ہزار روپے جرمانہ رکھ دیا ہے تو جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ مواضعات دیہات کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں جہاں پر رورل واٹر سپلائز ہیں اور بھی بہت سے دوسرے ٹیکس جو لوکل کونسل یا حکومت نے اپنے طور پر عوام کی بہتری کے لیے بندوبست کیا ہوا ہے' یہ خدمات دی ہوئی ہیں۔ اگر ایک گھر میں ایک آدمی واٹر سپلائی کی سہولت لے رہا ہے اور وہ دس یا پندرہ روپے کا بل لوکل کونسل کو ادا نہ کرے تو واٹر سپلائی کے لیے بجلی کا بڑا بل آ رہا ہے اور وہ

بھی اس کے چار چار' یا چھ چھ مہینے سے اس کے بل ادا نہ کریں جو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی meagre amount بنتی ہے تو اس کے لیے بھی اس سے نہ پوچھا جائے تو پھر یہ ادارے کیسے چلیں گے؟ تو یہ جو کہہ رہے ہیں کہ پندرہ ہزار یا پانچ ہزار فائن رکھ دیا اسی کے بارے میں میں اپنے دوست کو کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس کو بھی سمجھیں اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس کو پندرہ ہزار جرمانہ ہو گا یا تین سال اس کو سزا ہو گی اس میں لکھا ہے کہ:

It may extend to

وہ پانچ روپے یا دس روپے بھی ہو سکتا ہے وہ سو روپے بھی ہو سکتا ہے' وہ دو ہزار روپے بھی ہو سکتا ہے وہ پندرہ ہزار بھی ہو سکتا ہے یہ جرم کی شدت کے حساب سے ہو گا۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس کو ضرور پندرہ ہزار روپے فائن ہو گا یا وہ تین سال کے لیے اندر جائے گا۔ یہ ان کو سمجھنا چاہیے یہ ان کو پڑھنا چاہیے اس کے بعد پھر اس پر اعتراض کرنا چاہیے۔

جناب والا! انھوں نے پھر بات کی کہ گاؤں میں اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ جانور کھلے سے چھوٹ جاتا ہے اور کسی کی فصل میں گھس جاتا ہے اور اس پر آپ کیسے penalty لگائیں گے۔ تو جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس ملک کے ساتھ پچھلے پچاس برسوں میں کافی کچھ ہو چکا ہے۔ ہم نے ان تمام چیزوں کو streamline کرنا ہے ۔ آپ دیہات کی زندگی میں دیکھ لیں' روزانہ کے کتنے کیسز ایسے ہیں جن میں یہی جانور جو کھلے چھوڑے جاتے ہیں وہ جا کر فصل کو خراب کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے کتنے لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں ۔ ان جانوروں کو وہی لوگ باندھ لیتے ہیں۔ جن کی فصل خراب ہوتی ہے۔ لوگ ان جانوروں کو چھڑانے جاتے ہیں تو جھگڑے ہوتے ہیں تو جناب والا! اس چیز کو روکنے کے لیے صرف ان لوگوں کو کہا گیا ہے کہ بھائی' اپنے جانوروں کو اپنی حفاظت میں باندھ کر رکھیں ۔ تاکہ دوسروں کے لیے کوئی مسئلہ نہ بنے' لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ اس چیز کو روکنے کے لیے یہ بل لایا گیا ہے۔ جناب والا! جیسا کہ میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس ملک کے قوانین کو streamline کریں۔ کبھی نہ کبھی تو یہ سلسلہ شروع کرنا پڑے گا' پھر کیوں نہ یہ سلسلہ ابھی سے شروع کیا جائے؟ یہ encroachments کا بڑا جامع بل پہلی دفعہ applicable ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر ! encroachment ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ ہمیشہ سے عوامی مفاد کے خلاف چلا آ رہا ہے۔ ان ناجائز تجاوزات نے سڑکیں تنگ کر دی ہیں ' گاؤں سے گزرنے والی سڑکیں تنگ ہیں' گلیاں تنگ ہیں۔ شہروں میں اسی وجہ سے تین تین گھنٹے تک ٹریفک بلاک رہتی ہے۔ عوام ایک مشکل میں پھنسے

ہوتے ہیں۔ آپ ٹریفک regulations کو کیسے ٹھیک کریں گے' آپ ان سارے مسائل کو کیسے ٹھیک کریں گے؟ یہ تب ٹھیک ہوں گے جب آپ encroachments سے متعلق اس قانون پر سختی سے عمل کروائیں گے۔ اگر قانون جامع ہو' اور اس پر عمل درآمد بھی کرایا جائے تو تب ہی یہ سب مسائل آپ حل کر سکتے ہیں۔ اور عوام جو کہ پریشانی میں مبتلا ہیں ان کے لیے اچھی سہولت پیدا ہو سکے گی' سڑکیں' بازار کھلے ہو سکیں گے۔ عوام کے مفاد کا خیال رکھنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ہماری حکومت ان شاء اللہ اس پر committed ہے۔ ہم عوامی مفاد کے لیے ان تمام encroachments کو واگزار کرانا چاہتے ہیں تاکہ عوام اور اس ملک کے لیے بہتری پیدا ہو۔

جناب والا! میرے فاضل دوست کہتے ہیں کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ قانون پہلی مرتبہ آرڈی ننس نمبر 13' یکم اگست 1998ء میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس آرڈی ننس کو نافذ ہوئے 9 مہینے ہو چکے ہیں۔ عوام کی طرف سے کسی قسم کا کوئی اعتراض یا شکایت موصول نہیں ہوئی۔ ویسے بھی یہ بل پہلے مجلس قائمہ کے پاس گیا اور وہاں زیر بحث آنے کے بعد یہاں ہاؤس میں لایا گیا ہے۔ لہذا اب اس کو دوبارہ مشتہر کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف کی ترمیم بالکل irrelevant ہے۔ یہ قانون کے مطابق نہیں ہے' اس لیے اسے رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is.

> That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June 1999.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: Next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. Syed Masood Alam Shah may move.

SYED MASOOD ALAM SHAH: I move:

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th June 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mehmood, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

MR CHAIRMAN: The motion moved is

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th June 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mehmood, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA

6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owais, MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

MR CHAIRMAN: Now, please give arguments in favour of your amendment.

سید مسعود عالم شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! اسی موضوع پر قائد حزب اختلاف نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ بہت ہی relevant بات کر رہے ہیں اور بڑی تفصیل سے انھوں نے گفتگو کی ہے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ابھی بہت سارے flaws ہیں۔ میری رائے کے مطابق بجائے اس کے کہ اس بل کو ایک دم پاس کر دیا جائے، فی الحال اسے Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس پر دوبارہ غور کر سکے اور اس کے flaws دور کر سکے۔ ہماری طرف سے جو relevant تجاویز ہیں ان کے مطابق اگر کوئی مزید رد و بدل کرنا مقصود ہو تو اس کا موقع بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر ! ابھی میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ قائد حزب اختلاف یا اپوزیشن والے چونکہ irrelevant باتیں کرتے ہیں جو سننے کے لیے تیار کوئی نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر ! ایسی بات نہیں ہے، ہمارے قائد حزب اختلاف بہت relevant رہتے ہیں اور ہاؤس بھی سننے کو تیار ہے۔ لیکن ہاؤس کے ممبران کو تو اہمیت ہی نہیں دی جاتی۔ ان کو ایسی قانون سازی میں اپنی رائے کا اظہار ہی نہیں کرنے دیا جاتا ۔ پارٹی ڈسپلن کے تحت قانون سازی میں صرف Ayes اور Noes کے لیے یہاں بٹھایا جاتا ہے۔ اس لیے وہ interest lose کر کے گھروں کو چلے جاتے ہیں، وہ اپنے علاقے کے دوسرے کام کرتے ہیں۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ آج کورم دو دفعہ ٹوٹا ہے باوجود اس کے کہ قائد ایوان نے کل ہی فرمایا تھا کہ آپ سب ممبران یہاں ہاؤس میں حاضر رہیں لیکن چونکہ ان کی کوئی دلچسپی نہیں، وہ contribute ہی نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے وہ یہاں کم موجود رہتے ہیں۔ جناب سپیکر ! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مکانات خطرناک قرار پا چکے ہیں ان کے لیے بنک سے قرضہ لیا جائے، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ لیا جائے اور وہ لوگ اپنے گھر

دوبارہ تعمیر کر لیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ باتیں mathematically suggestions کے لیے یا کاغذات کی حد تک تو درست ہیں۔ لیکن عملی طور پر یہ قابل عمل نہیں ہیں۔ وہ غریب جس کا پانچ مرلے کا مکان ہے، اسے کیا قرضہ ملنا ہے؟ اگر اس نے محنت مزدوری کر کے پچھلے تیس، چالیس یا پچاس سالوں سے ایک چھوٹی سی کچی پکی جھونپڑی بنائی ہے تو کیا اسے منہدم کر کے بے گھر کر دیا جائے گا؟ جناب سپیکر! حالات کے تحت ایسے گھروں کو گرانے سے پہلے ان کا انتظام کیا جائے، ان کو فنڈز جاری کیے جائیں، ان کے قرضے منظور کیے جائیں۔ پھر جب وہ گھر بنا لیں، ایسی فضا قائم ہو جائے کہ وہاں کے لوگوں کو سہولتیں میسر آ جائیں تو اس کے بعد یہ قوانین لانے چاہییں۔ ایسا نہیں کہ ایک کمیٹی نے یہ قوانین بنا دیے اور اس ہاؤس میں چونکہ آپ کو بے رحم اکثریت حاصل ہے، آپ اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسی قانون سازی نہ کریں جس سے ہمارے ستر، اسی فی صد غریب لوگ متاثر ہوں۔

جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بل پچھلے 9 ماہ سے زیر غور تھا۔ کیا تھڑے پہ بیٹھنے والے، ریڑی والے یا کھوکھے لگانے والے لوگوں کو اس قسم کے قوانین کا علم ہے؟ جناب سپیکر! یہ تو صرف کمیٹی کو پتا ہے کہ کیا قوانین پاس ہو رہے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہاؤس کو بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ جناب والا! جلد بازی میں پاس کیے گئے اس قانون سے دیہی علاقوں کے عوام زیادہ متاثر ہوں گے۔ شہروں میں تو سہولیات میسر ہیں۔ شہروں میں تو بجلی، سوئی گیس، سڑکیں یا دوسری بنیادی سہولیات اکثر و بیشتر میسر ہیں لیکن دیہی علاقوں میں ایسا کوئی انتظام نہیں۔ میں پھر quote کرنا چاہوں گا، جیسا انھوں نے فرمایا ہے کہ بھوسا رکھنے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس سے آگ لگ جائے گی۔ جناب سپیکر! وہاں دیہاتوں میں غریب لوگ ہیں۔ وہ اپنی بھینسوں، جانوروں کے لیے بھوسا رکھتے ہیں۔ اگر ان کے پاس زمین نہیں ہے تو سیزن میں بھوسا ایک ہی دفعہ ملتا ہے اور وہ گندم کی کٹائی کے موسم میں، یعنی آج کل بھوسا اکٹھا کر لیتے ہیں۔ آپ چھوٹے، معصوم بچوں کا دودھ بھی چھیننا چاہتے ہیں؟ اگر اس نے ایک بھینس پال لی ہے جس کا وہ تھوڑا سا دودھ بیچ کر اپنا گزارہ بھی کر رہا ہے اور اس کے بچوں کو بھی خالص دودھ میسر ہے۔ جناب والا! یہ feasible بھی نہیں ہے۔ میں اس کی اور مثال بھی دینا چاہوں گا کہ جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ بعض چیزیں practicable نہیں ہوتیں۔ mathematically تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک انجینئر یا ایک مستری ایک گھر کو ایک سال میں بناتا ہے۔ mathematically تو ہم ایک گھر کو

ایک دن میں بھی بنا سکتے ہیں۔ اگر دو مستری لگا دیں تو وہ گھر چھ ماہ میں تیار ہو گا اور اگر اسی طرح ratio بڑھاتے جائیں تو سو مستری ایک دن میں بھی تیار کر لیں گے۔ اس طرح بعض چیزیں practicable نہیں ہوتیں۔ جناب والا! اس وقت جو قانون لائے جا رہے ہیں ہمارے 70 فی صد عوام جو دیہی علاقوں میں رہ رہے ہیں وہ سب ان سے متاثر ہو رہے ہیں۔ پچھلے دو سال سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اکثر حکومتی بنچز کی طرف سے یا ہمارے وزراء کی طرف سے ایسی سٹیٹمنٹس آتی ہیں کہ یہاں ریکارڈ قانون سازی ہو رہی ہے۔ جناب والا! یہاں پر تو قانون سازی کے کئی ریکارڈ بنیں گے' کیونکہ یہ ہاؤس بھی ان قوانین کے تحت چل رہا ہے کہ ان کو اپنی رائے دینے کا حق ہی حاصل نہیں۔ اختلاف رائے کا حق بھی حاصل نہیں۔ انسان اسی بنیاد پر اشرف المخلوقات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں عقل رکھی ہے۔ اس کو حکم ہوا ہے کہ آپ عقل استعمال کریں ورنہ اگر عقل کا عنصر ختم ہو جائے تو بیچ میں سے اشرف المخلوقات کا عنصر بھی غائب ہو جاتا ہے۔ تو یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسے 15 جون تک کے لیے pending کیا جائے تاکہ کمیٹی مزید اس پر غور کرے۔ کمیٹی رورل ایریاز میں جائے وہاں کے مسائل کا مطالعہ کرے' وہاں کے لوگوں سے ملے' لوکل کونسل سے مشورہ کرے۔ یہ نہیں کہ آپ نے یہاں پر لاہور کو سٹڈی کر لیا اور اسے پورے پنجاب میں impose کر دیا۔ جناب والا! میں یہاں کہنا چاہوں گا کہ یہاں پر صرف اکثریت کی بنیاد پر یہ بل پاس نہ کیا جائے۔ میں پچھلے دو سالوں سے دیکھتا آیا ہوں کہ،

The dais is loaded against opposition in the House.

اسی وجہ سے ہماری کوئی تجویز منظور نہیں ہوتی کوئی relevant suggestion consider نہیں ہوتی۔ آج تک ایسی کوئی مثال نہیں کہ انھوں نے ڈیمو کریٹک فراخ دلی دکھائی ہو کہ آپ relevant ہیں' اس سے ہماری عوام کو نقصان ہو رہا ہے۔ اس وقت اس قانون سے ہماری عوام مزید تکالیف میں مبتلا ہو جائیں گے' بجائے اس کے کہ ہم اسے remedy provide کریں۔ جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اسمبلی اس لیے دل چسپی نہیں لیتی کہ دل چسپی پیدا ہی نہیں کی گئی کہ وہ اپنی contributionدیں اس لیے انھیں بھی متحرک کرنے کی ضرورت ہے۔ میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ یہ قوانین یہی نہیں کہتے کہ encroachment ختم ہونی چاہییں۔ میں کہتا ہوں کہ encroachment ختم ہونی چاہییں۔ لیکن ان حالات میں نہیں کیونکہ پہلے بھی ایک law پاس کیا گیا ہے کہ زرعی ٹیکس لگے گا اور انھوں نے اسی ہاؤس میں اسی اسمبلی کے سامنے کہا تھا کہ 83 فی صد

ہمارے چھوٹے کسان اس سے مستثنیٰ ہوں گے اور یہ ٹیکس صرف 17 فی صد پر لگ رہا ہے۔ لیکن اب آپ دیہی علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ عملی طور پر کیا ظلم ہو رہا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اب 99 فی صد پر ٹیکس لگ چکا ہے۔ اس کالے قانون کے تحت جتنے بھی غریب کاشت کار ہیں وہ سب متاثر ہو رہے ہیں۔ پہلے کہا گیا تھا کہ جو زمین کاشت ہو گی۔ لیکن اب کہا جا رہا ہے کہ نہیں جی' ممبر بورڈ آف ریونیو نے دورہ کیا ہے اور انھوں نے اہداف دے دیے ہیں۔ جناب والا! ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس طرح کی قانون سازی ہو رہی ہے؟ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ 83 فی صد مستثنیٰ رہیں گے اور ساتھ ہی 99 فی صد پر ٹیکس عائد ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ پہلے اس کو reconsider کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اس قانون سازی کے تحت ہمارے دیہی علاقوں کے اکثر غریب لوگ مزید متاثر ہوں اور ان میں مایوسی پیدا ہو۔ پہلے ہی ملک کے حالات کافی ہیجان خیز ہیں ' آئی ایم ایف ' ورلڈ بنک اور ایشین بنک اور اسی طرح کے باقی بیرونی ادارے مزید ہم پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ یہ ٹیکس لگائیں' وہ ٹیکس لگائیں اور موجودہ حکومت نے ہر چیز پر ٹیکس لگائے ہیں۔ یہ ٹیکس تو نہیں' لیکن indirect ٹیکس ضرور ہے' کیونکہ انھیں پتا ہے کہ اکثر قصبوں میں ایک موچی نیچے بیٹھ کر جوتی مرمت کرتا ہے' ایک نائی صرف ایک کرسی پر بٹھا کر بال کاٹ کر اپنے بچوں کی روزی حاصل کرتا ہے۔ کیا انھوں نے ان کو کوئی متبادل کاروبار ' کوئی قرضہ' کوئی opportunities فراہم کی ہیں ؟ نہیں ۔ جناب والا! یہ تو ایک دم آپریشن شروع ہونے والا ہے اور غریب طبقہ کے لوگ اس کی زد میں آنے والے ہیں۔ جناب والا! جب جرمانے لگیں گے تو رقم پیدا ہو گی اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ اسمبلی شروع سے ہی ان اصولوں پر گامزن ہے کہ یہ money generate کرنے کے چکر میں ہے۔ اب یہ ویلفیئر سٹیٹ کم رہ گئی ہے۔ جناب والا! ٹھیک ہے جرمانے لگنے چاہییں لیکن ایسے حالات میں لگنے چاہییں جب آپ انھیں پوری سہولیات مہیا کریں۔ ان کے لیے ایسے حالات پیدا کریں کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال سکیں۔ اگر پھر وہ encroachment کرتے ہیں تو اس کی زد میں آئیں گے۔

جناب والا! میں پھر کہنا چاہوں گا کہ Lay down the law forcibly is not the remedy of the problem. صرف ایک implementation کر دی جائے کہ law بن گئے encroachments ختم ہو جائیں گی' لاء اینڈ آرڈر ہو گا ٹریفک چلے گی۔ جناب والا! ٹریفک رکنے کے اور بھی عوامل ہیں آپ جنوبی پنجاب میں دیکھیں کہ encroachments کی وجہ سے ٹریفک نہیں رکتی' بلکہ وہاں بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے ہیں' وہاں ٹرک اور ٹریلرز الٹ جاتے ہیں جس وجہ سے چوبیس چوبیس گھنٹے

بھی ٹریفک رکی رہتی ہے۔ اگر encroachments کی وجہ سے ٹریفک کا حوالہ دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں یہ بالکل غلط ہے۔ یہ قانون ایسے بیورو کریٹس اور ایسے آدمیوں نے بنائے ہیں جو لاہور اور ایسے پوش علاقوں میں رہتے ہیں جن کو دیہی علاقوں میں ins اور outs کا کوئی پتا نہیں کہ ان کے پیچیدہ مسائل کیا ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے یہاں بیٹھ کر جو قانون بنائے جاتے ہیں پہلے وہاں کے set backs کو study کرنا چاہیے دیہی علاقوں کے مسائل study کرنے چاہییں چھوٹے قصبوں کے مسائل دیکھنے چاہییں اور پورے ان اصولوں کے تحت قانون سازی کی جائے اور وقت دے کر قانون سازی کی جائے۔ جناب والا! میں یہاں ان لوگوں کے لیے پھر کہوں گا کہ یہ ivory towers میں رہتے ہیں اور ان کو وہاں کے مسائل کا کچھ پتا نہیں۔ آپ سلیکٹ کمیٹی کو ٹائم دیں گے تو میرے خیال میں پاکستان اور پنجاب کا جو اکثر بیشتر علاقہ جو دیہی علاقوں پر مشتمل ہے یہ وہاں جا کر ان کے مسائل study کریں گے اور وہاں کے پنچائیت سسٹم، وہاں کے قبائل، وہاں کی لوکل خدمت کمیٹیوں سے مشورہ کر کے اور پھر conventional based پر 'not unconventional based' یہ اس کا حل نکالنے کی کوشش کریں گے اور یہ encroachments بھی ختم ہو سکتی ہیں۔ یہ ایسا مسئلہ ہی نہیں کہ آپ کہیں کہ یہ قانون سازی کے تحت ختم ہو رہی ہیں۔ آپ اگر کسی کو بھائی چارے سے سمجھا دیں کہ آپ پر قیامت آنے والی ہے یا ایسا ظلم ہونے والا ہے تو وہ غریب تو اس کا متحمل ہی نہیں کہ وہ پانچ ہزار بھر سکے کیونکہ اگر وہ موچی ہے تو وہ سو روپے سے اپنا سامان لیتا ہے تو وہ کہاں سے اتنا جرمانہ ادا کر سکتا ہے؟ میرے خیال میں اس وقت اس قانون سازی کی ایسی کوئی اشد ضرورت نہیں تھی۔

جناب والا! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ انھیں کوئی useful step لینا چاہیے۔ تاکہ ہمارے بیشتر علاقے کے غریب لوگ اس سے متاثر نہ ہوں بلکہ ان کو ٹائم دینا چاہیے اور ساری سہولیات، remedies دینے کے بعد conventional based سے ان کو مطمئن کر کے encroachment ہٹا کر پھر قانون لانا چاہیے تاکہ پھر جو بھی اس قانون کی خلاف ورزی کرے وہ اس کی زد میں آئے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ جی بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے اپنی اس

ترمیم کے حق میں جو پوائنٹس بتائے ہیں وہ تمام پوائنٹس پہلے منیں صاحب لا چکے ہیں اور یہ صرف ان کی تکرار تھی۔ لیکن میں ان کی چند ایک باتوں کا جواب دے دیتا ہوں جیسے انھوں نے خود یہ کہا کہ ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ اسمبلی یہ قانون کیسے پاس کر رہی ہے؛ تو میں پہلے وضاحت سے کہہ چکا ہوں کہ انکی سمجھ میں تو یہ بات آئے گی ہی نہیں' کیونکہ یہ قانون کو سمجھتے ہی نہیں۔ جب یہ قانون کو سمجھتے ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ نہ ان کی سمجھ میں بات آئے گی' نہ قانون آئے گا۔ اگر یہ قانون پڑھیں اس کو سمجھیں۔ پھر ان کی کوئی بات justified ہے تو ہم ضرور ان کی بات کو مانیں گے۔لیکن اگر اس قانون کے بارے میں ان کی بات متعلقہ بھی نہ ہو اور یہ قانون کو سمجھیں ہی نہ تو پھر ہم اس سلسلے میں ان سے معذرت چاہتے ہیں۔اب یہ مجھے بتائیں کہ اس میں تار سے پتنگ اڑانے کے لیے منع کیا گیا ہے۔ اس میں عوام کا کیا مفاد ہے؛ ہم لوگوں کو کیسے اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ تار کے ساتھ گڈی اڑائیں؛ ایک تو آپ کے ٹرانسمیشن سسٹم میں خلل ڈالیں دوسرا خود بھی اس سے متاثر ہوں جس سے اموات بھی ہوتی ہوں۔ جناب والا! حکومت تو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اپوزیشن لیڈر یا اس طرف کے میرے دوست یہ چاہتے ہیں کہ اس کی بھی اجازت دی جائے۔ کیسے اس کی اجازت دے دی جائے؟جناب والا! کس طرح سے یہ بات عوام کے مفاد میں ہے؛ ہر گز یہ بات قوم کے مفاد میں نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات اداروں کے مفاد میں ہے۔ ایسے قوانین کے ذریعے سے پابندی لگائی جا رہی ہے اور یہ قانون مکمل طور پر عوام کے مفاد میں ہے۔ ہم تو عوام کو یہ چیزیں اجاگر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں آپ کے مفاد میں ہیں۔ انھوں نے بھوسے کی بات کی کہ جی' بھوسے کا ڈھیر لگا دیا گیا تو لوگ اس کو کیسے کریں تو ہم ان کو یہ تو نہیں کہہ رہے کہ آپ نہ لگائیں ہم تو ان کو صرف یہ شعور دینا چاہتے ہیں کہ یہ قانون ہے' اس سے آپ اجتناب کریں۔ آپ اس کی safety and security کریں تاکہ ایسے واقعات پیش نہ ہوں۔ اس کے باوجود اگر اس پر کوئی عمل نہیں کرتا تو اس کو اس کی سزا ملنی چاہیے۔ کیونکہ اس سے نقصان کس کا ہو رہا ہے؛ اگر کسی کی کوتاہی کی وجہ سے اس میں آگ لگتی ہے تو پھر نقصان کس کا ہے؛ نقصان اس کا اپنا ہے اور نقصان عوام کا بھی ہے۔ اگر ہم اس کو کہہ رہے ہیں کہ بھائی' اپنی سکیورٹی اور سیفٹی کرو ورنہ آپ کو یہ سزا ملے گی تو اس میں کون سے برائی والی بات ہے؟ جناب والا! اس میں کوئی بری بات نہیں۔ ہم تو اس میں شعور پیدا کرنا چاہتے ہیں' قوم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ناجائز تجاوزات اور ایسی چیزیں جو ہیں جس سے آپ کی اور عوام کی زندگی اور عوام جو نارمل زندگی گزارتے ہیں اس

میں کوئی خلل پڑتا ہے تو اس سے آپ پرہیز کریں۔ جناب والا! ان کو کرنا بھی چاہیے۔

جناب والا اب میں ان کی ترمیم کی طرف آ جاتا ہوں۔ یہ فرماتے ہیں کہ اس کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں۔ جناب والا! یہ پہلے ہی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جا چکا ہے اور کمیٹی نے اس بل پر غور کرنے کے بعد اسمبلی میں کچھ ترامیم کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان کی ترامیم کو آپ دیکھ لیں یہ جو ایم پی ایز کے نام دیتے ہیں' اپنے انہی دوستوں کا نام ہر ترمیم میں بار بار ڈال دیتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر ظفراللہ چیمہ صاحب سے پوچھا جائے کہ آپ اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ نہیں۔ میں اس پر مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ یہ جان بوجھ کر اور ایک ترمیم دینے کے لیے اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کے لیے ایسی ترامیم بھیج دیتے ہیں تاکہ اس میں خلل پیدا ہو اور حکومت کا بل تاخیر سے پاس ہو۔اس میں اور کچھ بھی نہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس ترمیم کو مسترد فرمائیں۔

سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب' ویسے ہی ان کی ایوان میں اکثریت ہے بل تو پاس ہو جانا ہے۔ اگر انھوں نے یہاں پر ترامیم نہیں لینی' تو ویسے ہی بل پاس کر لیا کریں۔ اگر یہ ہمیں قانون سکھانا چاہتے ہیں تو قانون کے مطابق ایوان میں کورم ہی پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں؟

سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب چیئرمین، آپ کورم پر اصرار کرتے ہیں؟میرے خیال میں آپ ایسے ہی کر رہے ہیں۔

The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th June, 1999:-
>
> 1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

Interuption)

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین یہ جو کارروائی ہے وہ غیر قانونی ہو جائے گی۔ آپ اس میں اتنی جلدی نہ کریں۔

جناب چیئرمین، ابھی تو question put ہو رہا ہے اس دوران میں تو پوائنٹ آف آرڈر ہو بھی نہیں سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! اگر ایک معزز رکن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے تو اگلی کارروائی غیر قانونی ہو جائے گی۔ آپ تو ماشاء اللہ خود بج رہے ہیں اور اس وقت تو آپ اس سے بھی بڑی کرسی پر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین، میں نے آپ کے ساتھی ممبر سے پوچھا تھا-----

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے تو یہ سنا ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ میں اس پر اصرار کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، وہ تو آرام سے بیٹھ گئے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین اور کیا وہ ڈیسک پر کھڑے ہو جائیں؟ انھوں نے صرف اپنی زبان سے بات کرنی ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اگلی کارروائی غیر قانونی ہو گی۔

جناب چیئرمین، ہاؤس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چونکہ معزز رکن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں----پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی ---- کورم پورا ہو گیا ہے۔

The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select

Committee consistng of the following members with instructions to report upto 15th June, 1999:

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mahmood, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Second reading starts Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Clause 2 of the Bill is under consideration. Four amendments have been received in it The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat

Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, for the words "as arrears of land revenue" appearing in lines 3-4, the words "under the law" be substituted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, for the words "as arrears of land revenue" appearing in lines 3-4, the words "under the law" be substituted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب چیئرمین! یہ جو میں نے ترمیم move کی ہے یہ Clause 2 of the proposed amendment ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس 1979 میں بنا تھا۔ اور اس کے بعد successive Governments اس میں ترامیم کرتی آئی ہیں۔ اور سب سے زیادہ ترامیم میرے علم کے مطابق موجودہ حکومت نے کی ہیں۔ اور اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اب تک کوئی گیارہ ترامیم آ چکی ہیں۔ اب اس میں جو میں نے propose کیا ہے' Clause 2 کا جو sub section 6 ہے' of section 121 اس میں یہ الفاظ دیے

گئے ہیں۔ میں یہ ساری پڑھ دیتا ہوں،

The cost of removal of encroachment or ejectment under the section shall be payable to the local council by the encroacher or wrongful occupier in the field. If the cost is not paid on demand the local council may cause it to be recovered as arrears of land revenue.

جناب والا! اب جو چیز میں اس میں چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ as arrear of the land revenue اس کو اکٹھا نہیں کیا جا سکتا' ان کو recover نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اس میں propose کیا ہے کہ "as arrears of land revenue" کو یہاں سے delete کرکے "under the law" substitute کر دیا جائے۔ جو بھی law ان کے پاس available ہے other than arrears of land revenue۔ میری دانست کے مطابق جناب والا! اسی معزز ایوان نے لینڈ ریونیو کو ایک قانون سازی کے ذریعے ختم کر دیا ہے۔ اور اس میں جو abolition کا title دیا ہوا تھا۔ abolition کا مطلب ہی یہ ہے کہ do away with یعنی کہ وہ ختم ہوگیا۔ اب جب لینڈ ریونیو نہیں رہا تو آپ اسے as arrears of land revenue کیسے وصول کر سکتے ہیں۔ اگر لینڈ ریونیو رہتا پھر تو اس کے arrears بھی بن سکتے تھے۔ لیکن جب لینڈ ریونیو ہی نہیں رہا اور اس کو ربیع 1996-97 سے بذریعہ قانون سازی گورنمنٹ نے ختم کر دیا ہے۔ پھر اس کے arrears کو recover کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ وہ چاہے فیڈرل ڈیپارٹمنٹ ہے یا چاہے وہ پراونشل ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے جو بھی arrears ہوتے ہیں۔ وہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کو لکھ کر بھیجتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں معزز ممبران کے لیے اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ فرض کریں وہ محکمہ ٹیلی فون کے بقایا جات ہیں تو محکمہ ٹیلی فون متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو لکھے گا۔ فرض کریں میرے بھائی سید افضال علی شاہ صاحب نے اگر محکمہ ٹیلی فون کے کوئی بقایا جات دینے ہیں اور یہ نہیں دے رہے تو محکمہ ٹیلی فون ڈسٹرکٹ کلکٹر اوکاڑہ کو لکھے گا کہ اس شخص سے یہ رقم وصول کرنی ہے' یہ دے نہیں رہے اس سے لینڈ ریونیو کے بقایا جات کی حیثیت سے وصول کر کے دیں۔ تو جب ان کے پاس ڈیمانڈ جائے گی تو پہلے ڈسٹرکٹ کلکٹر اس کو لینڈ ریونیو کلیئر کرے گا اور اس کے بعد وہ بقایاجات بنیں گے تو اب جب لینڈ ریونیو ختم ہو چکا ہے' تو یہ ڈیمانڈ بھیجیں گے' تو وہ اس کو لینڈ ریونیو کس طرح ڈکلیئر کرے

گا کیوں کہ لینڈ ریونیو تو ختم ہو چکا ہے تو اس کے بقایاجات بننے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے اس وقت بھی یہ بات بتانے کی کوشش کی تھی اور اس وقت میری ترامیم کو بلڈوز کر دیا گیا تھا اور مجھے موقع نہیں دیا گیا تھا کہ میں ان ترامیم پہ بات کر سکوں اور حکومت نے اس کو یک طرفہ منظور کر دیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے بھی عزائم تھے۔ اب حکومت کے اربوں روپے پھنس چکے ہیں، ضائع ہو چکے ہیں۔ اب پتا نہیں یہ کس لاء کے تحت وہ وصول کریں گے۔ میں زرعی ترقیاتی بنک کی مثال دوں کہ اس بنک کے ڈیفالٹرز نے اربوں روپے دینے ہیں اور اس میں بڑے بڑے لوگوں کے نام آتے ہیں جن کو میں ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ لیکن جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے صرف معزز ہاؤس کے لیے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کافی نقصان ہوا ہے۔ اسے ڈی بی پی کے بقایا جات وصول نہیں ہو سکیں گے۔ اب اگر زرعی انکم ٹیکس کو یہ بطور لینڈ ریونیو اکٹھا کرنا چاہیں تو وہ بھی نہیں کر سکتے اور میں اس کو ذرا مزید سمجھانے کے لیے پنجاب ریونیو ایکٹ 67ء کا سہارا لوں گا۔ اس میں Arrears of Land Revenue کی جو definition دی گئی ہے،

"(2) "arrears of land- revenue" means land-revenue which remains unpaid after the date on which it becomes payable.

جناب چیئرمین! اب اس میں یہی بات آ گئی کہ اگر آپ لینڈ ریونیو کو ایک فکشن کے طور پہ بھی استعمال کرنا چاہیں وہ موجود نہیں ہے تو اس کو اس قانون میں ڈالنے کا کیا تک بنتا ہے اور پھر جیسے میں نے عرض کیا کہ اس میں ڈیفالٹر کی meaning آتی ہے کہ،

Defaulter means a person liable for an arrear of land revenue and includes a person who is responsible less surity of payment of the arrears;

جناب چیئرمین! اب لینڈ ریونیو کو بطور فکشن بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ وہ حکومت abolish کر چکی ہے۔ اب under the Land Revenue Act 1967 کے تحت لینڈ ریونیو کی meaning ہے،

"land-revenue" means land revenue assessed or assessable under this act, or under any other law for the time being in force relating to land revenue, and includes any rates imposed on

account of increase in the value of land due to irrigation

اب جب لینڈ ریونیو نہیں ہے تو وہ assessable نہیں ہے تو جناب چیئرمین! میں نے اس میں یہ تجویز کیا ہے کہ ہم fix قانون سازی کر رہے ہیں اور یہ قانون سازی اس وقت آئی ہے جب کہ لینڈ ریونیو کو یہی معزز ہاؤس ختم کر چکا ہے۔ تو ہمیں یہ vague قانون سازی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ہم اس کے بیچ میں arrears of land revenue کو ڈالیں گے تو جناب چیئرمین! ہر پڑھنے والا' ہر سننے والا کیوں کہ ما شاء اللہ وہ طبقے بھی موجود ہیں جنہوں نے ہماری یہ کارروائی دیکھنی ہے' سننی ہے' پڑھنی ہے اور صاحب الرائے لوگ ہیں جن کا ایسے شعبوں سے تعلق ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قانون سازی کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ہاؤس کی ایک mockery بنے گی کہ ہم ایک غلط قانون سازی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! نمبر ایک' قانون سازی definite ہونی چاہیے۔ پھر یہ ہے کہ قانون سازی کبھی vague نہیں ہونی چاہیے اور جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم اس قانون سازی میں arrears of land revenue ڈال رہے ہیں جو کہ ہم لینڈ ریونیو ختم کر چکے ہیں تو میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ میری ترمیم کو منظور کرتے ہوئے arrears of land revenue کے الفاظ کو delete کر کے قانون کے مطابق substitute کر دیا جائے اور معزز پارلیمانی سیکرٹری قانون تشریف فرما ہیں یا وزیر مال تشریف رکھتے ہیں تو یہ مل بیٹھ کر دیکھ سکتے ہیں کہ قانون کے مطابق قوانین ہوں گے جب انہوں نے لینڈ ریونیو ختم کیا ہے تو ظاہر ہے انہوں نے سوچ سمجھ کر کیا ہوگا کہ اس کے بعد اس کو substitute کرنے والا ایسا کوئی لاء موجود ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو ذرا in order کر دیں۔

جناب چیئرمین، برائے مہربانی in order ہو جائیں۔ قائد حزب اختلاف کی بات سنیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب گپیں مار رہے ہیں' بلکہ گپیں ہانک رہے ہیں۔ یہ بڑی اہم قانون سازی ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین، اس وقت تو آپ کی بات بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، انہوں نے منہ پیچھے کیا ہوا تھا۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اپنے ہاؤس کی mockery قطعاً نہیں بنانی چاہیے اور جب ہم نیا قانون بنا رہے ہیں اس میں

ہم دیکھ بھی رہے ہیں اور یہ ثابت بھی ہو چکا ہے کہ خود حکومت لینڈ ریونیو ختم کر چکی ہے تو جناب چیئرمین! میری یہ استدعا ہو گی کہ arrears of land revenue کے الفاظ قانون کے مطابق substitute کر دیے جائیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ فاضل دوست نے اس سلسلے میں جو ترمیم دی ہے کہ بنیادی قانون میں یہ صرف ایک option نہیں۔ بنیادی قانون میں یہ رکھا گیا ہے کہ پینلٹی میں پہلے on demand ہے کہ جب لوکل کونسل اسے ڈیمانڈ کرے گی تو وہ اس کو ادا کرے گا اگر وہ ادا نہیں کرتا تو اس سے as arrears of land revenue, recovery لی جائے اور جناب چیئرمین! اس میں تیسرا بھی ہے کہ اس چیز کو نیلام کر کے یہ کاسٹ اس سے recover کر لی جائے۔ یہ تین options ہیں۔ اب میرے بھائی صرف اسی پر زور دے رہے ہیں ' "as arrears of land revenue, as arrears of land revenue" بات یہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم اس پر یہ کہہ رہے ہیں کہ بطور لینڈ ریونیو اس سے وصولی کا ایک طریقہ کار ہے وہ adopt ہونا ہے' نہ کہ لینڈ ریونیو سے یہ چیز آ جائے گی کہ آپ ہمیں لینڈ ریونیو دیں۔ اسے ڈی بی پی کے قرضہ جات بطور لینڈ ریونیو بقایا جات وصول ہوتے ہیں اور پھر بنک کی اسی مد میں واپس جمع ہو جاتے ہیں وہ provincial consolidated fund میں نہیں آتے۔ اسی طرح اگر اس کی وصولی ہو گی تو وہ اسی لوکل کونسل کو واپس revert ہونا ہے تو اگر اس میں بطور لینڈ ریونیو بقایا جات وصول ہوں گے اس سے ہم وصولی کی رفتار کو تیز کر رہے ہیں تاکہ عوام میں یہ چیز آئے کہ اگر پینلٹی ہوتی ہے تو اس کی وصولی بھی اسی رفتار سے ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک fine impose ہو گیا اور اس کی ریکوری نہیں ہو رہی اور لوکل کونسل کے پاس تو کوئی ایسا اور ادارہ نہیں ہے جس کے ذریعے وہ طاقت کے بل بوتے پر اس کی وصولی کر سکیں۔ وہ ایک انتظامیہ ہی ہے جس کے ذریعے آپ اس کو وصول کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مانگنے پر نہیں دیتا تو پھر بطور لینڈ ریونیو بقایا جات آ جائیں گے اور اگر لوکل کونسل سمجھتی ہے کہ اس کیس کو ریفر نہیں کرنا تو پھر اس کی جائیداد بیچ کر اس سے وصولی ہو جائے گی۔ اس میں تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میرے دوست کی اس ترمیم کو لیا جائے تو ہمارے ترمیم کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور اس لیے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے'

اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, for the words "as arrears of land revenue", appearing lines 3-4, the words "under the law" be substituted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ ہاؤس کا ٹائم دو بجے تک ہے۔ اس کو بڑھالیں۔

جناب چیئرمین: اڑھائی بجے تک ہے۔

خواجہ ریاض محمود: ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں دو بجے تک تھا۔

جناب چیئرمین: جی، منیس صاحب۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, between the words "be recovered as arrears of land revenue or" and "cause the materials or articles used by the encroacher" appearing in lines 3-4, the words "subject to reasonable notice in writing" be inserted

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, between the words "be recovered as arrears of land revenue or" and "cause the materials or articles used by the encroacher" appearing in lines 3-4, the words "subject to reasonable notice in writing" be inserted

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it

جناب چیئرمین: جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے میری کلاز 2 کے سب سیکشن 6 میں ترمیم تھی، جو کہ مسترد ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون غالباً اس کا مفہوم اور مقصد سمجھ نہیں سکے تھے۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں propose یہ کیا گیا تھا اور یہ نہیں کہا گیا تھا کہ پہلے لوکل کونسل کرے گی۔ ٹھیک ہے کہ جو طریقہ کار بنایا گیا ہے کہ اس کے بعد لوکل کونسل وصول نہیں کر سکتی تو پھر وہ ڈیمانڈ بھیجے گی۔ جناب چیئرمین! میں یہ stress کرنا چاہتا تھا کہ land revenue as a fiction وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ وہ demand as arrears of land revenue ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس نہیں بھیج سکتے اور جو arrears of land revenue ہے وہ صرف ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس ہی جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کو سمجھا نہیں سکا یا انہوں نے پوری توجہ نہیں دی۔ لیکن چونکہ وہ میری ترمیم نامنظور ہو چکی ہے ابھی اس کے آگے دوبارہ ایک ایسی ترمیم آئے گی، اس میں، میں کچھ عرض کروں گا۔ اب اس ترمیم میں جو میں چاہ رہا ہوں اور جو ترمیم حکومت کی جانب سے propose ہوئی ہے اس میں انہوں نے کہا کہ:

> 2. Amendment of section 121 of the Ordinance VI of 1979:- In the payable Local Government Ordinance, 1979, here in after

referred to as the said Ordinance, in section 121, after sub section (5) the following new sub-section (6) shall be added-

"(6) The cost of of removal of encroachment or ejectment under this section shall be payable to the local council by the encroacher or wrongful occupier and if the cost is not paid on demand the local council may cause it to be recovered as arrears of land revenue or cause the materials or articles used by the encroacher or the wrongful occupier for encroachment or wrongful occupation to be sold in auction and if the proceeds of the sale are not sufficient to cover the cost the balance shall be recoverable as arrears of land revenue but if such proceeds exceed the cost the excess shall be paid to the encroacher or the wrongful occupier.

اس میں' میں نے یہ propose کیا ہے کہ اس میں "subject to reasonable notice in writing" اضافہ کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین! اب یہاں پر میں پھر وہی بات کروں گا کہ ہم یہ ایک نئی قانون سازی لا رہے ہیں۔ اس میں میرے خیال میں قانون سازی میں ہی ہمیں یہ provide کر دینا چاہیے کہ اس کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جائے جو wrong occupier ہے کہ اس کو ایک مناسب نوٹس serve کر دیا جائے' اس میں نوٹس serve کرنے والی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ جہاں ہم یہ قانون بنا رہے ہیں کہ encroacher جہاں غلط طور پر اس نے قبضہ کیا ہوگا اور اس ناجائز تجاوزات کو ختم کرنا ہے یا اس سے جرمانہ وصول کرنا ہے یا ترمیم کے تحت جو بھی کارروائی کرنی ہے اس میں اگر ہم اس کلاز کا اضافہ کر دیں جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ "subject to reasonable notice in writing" تو ویسے بھی بات ہوتی ہے کہ No body should be condemned unheard اور یہ اس کو ایک موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال سکے یا اپنا کوئی انتظام کرے یا اس کو remove کرے یا وہ اپنے پیسے ادا کر دے تاکہ اس پر سختی نہ کی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ

حکومت کے مفاد میں بھی ہے اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق بھی ہے کہ اسے ایک موقع فراہم کرنے کے لیے اگر ہم اس ترمیم میں یہ الفاظ insert کر دیں کہ "subject to reasonable notice in writing" تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہم یہاں پر اس لیے آئے بیٹھے ہیں کہ ہم جو بھی قانون سازی کریں۔ یہاں معزز اراکین اسمبلی تشریف فرما ہیں یہ ماشا اللہ لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور جب ہم ان کے لیے یہ قانون بنا رہے ہیں تو اس میں چند الفاظ کا insert کیا جانا میرے خیال میں چاہے وہ اپوزیشن کی جانب سے ہو یا حکومت کی جانب سے بھی ہو تو میرے خیال ہے اس میں گورنمنٹ کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔جناب چیئرمین! یہاں پر یہ روایت بن چکی ہے کہ جو بھی ایک اچھی تجویز اپوزیشن کی جانب سے آتی ہے' ہم لوگ اگر اپوزیشن میں بیٹھے ہیں ہم ہاؤس میں contribute کر رہے ہیں۔ ہم اس ہاؤس کا حصہ ہیں اگر کوئی اچھی تجویز insert کریں گے تو یہ نہیں ہو گا کہ اس میں صرف اپوزیشن کا اچھا نام ہو گا۔ اس میں سارے ہاؤس کا اچھا نام ہو گا کیونکہ اس کی ووٹنگ سارے ہاؤس نے کرنی ہے۔ تو اس کو قطعاً انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے اور اس غلط روایت کو آگے نہیں بڑھانا چاہیے کہ یہ ترمیم ہے تو اچھی مگر چونکہ یہ ترمیم اپوزیشن نے دی ہے تو اس کو carry نہیں کرنا چاہیے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر اور ہٹ کر اگر ہم قانون سازی کریں تو وہ بہتر ہو گا۔ میری آپ سے بھی یہ گزارش ہے اور آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے بھی گزارش ہے کہ یہ جو الفاظ میں نے کہے ہیں کہ "subject to reasonable notice in writing" ان کو اس میں insert کر دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

جناب چیئرمین : مہربانی۔ جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یا تو میرے فاضل دوست لاء کو پڑھتے نہیں یا پھر سمجھتے نہیں۔ انہوں نے جو ترمیم دی ہے کہ "subject to reasonable notice in writing" کو اس میں insert کر دیا جائے' تو میری ان سے گزارش یہ ہے کہ Local Council Ordinance 121(2) جو ہے' ذرا مجھے وہ پڑھ کر بتا دیں کہ وہ کیا ہے؟ اگر ان کے علم میں یہ چیز نہیں ہے تو میں پڑھ دیتا ہوں' اس میں پہلے ہی یہ چیز موجود ہے جو کہ میں

پڑھ دیتا ہوں کہ لوکل کونسل میں "after such notice as may be considered necessary remove the encroachments" یہ تو پہلے ہی اس میں لکھا ہوا ہے کہ نوٹس اس کو دیں گے تو یہ کس ترمیم کو کروانا چاہ رہے ہیں؟ انہوں نے تو آرڈیننس نہیں پڑھا' یہ صرف amendment پڑھ کر اس میں ترمیم دے دی ہے۔ پورا آرڈیننس پڑھیں۔ اس کے sub section میں provided ہے کہ اس کو نوٹس دیا جائے اور یہ پہلے سے ہی قانون ہے۔ اس لیے اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (6) of section 121 of the Principal Ordinance, between the words "be recovered as arrears of land revenue or" and "cause the materials or articles used by the encroacher" appearing in lines 3-4, the words "subject to reasonable notice in writing" be inserted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The third amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo. This amendment is identical to the first amendment already decided by the House. Therefore, it has become redundant under rule 198(4). I do not allow third amendment to be moved and take up the fourth amendment.

The fourth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو اگلے دن پہ لے جائیں تاکہ یہ سارا سلسلہ تازہ ہی شروع ہو سکے۔

جناب چیئرمین: ویسے بھی اب صرف 7 منٹ رہ گئے ہیں تو اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

جمعرات' 6۔ مئی 1999ء

(یوم الخمیس'19۔ محرم الحرام' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب چیئرمین بیرسٹر عثمان ابراہیم منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

سورۃ النساء آیات 64 تا 65

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا۔ مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس کے لیے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مال)

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سوال نمبر 1394 لیتے ہیں جو کہ سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، سوال نمبر 1394۔

موضع صادق آباد تحصیل لیاقت پور کا اشتمال

*1394۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع صادق پور تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں 1991ء میں کی جانے والی کارروائی اشتمال متعلقہ مالکان اراضی کی درخواست پر چٹھی نمبری 3187 مورخہ 28 مارچ 1992ء آمدہ از بورڈ آف ریونیو کی روشنی میں بعد تحقیقات ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال ضلع رحیم یار خان نے موضع مذکورہ میں کی جانے والی کارروائی مالکان اراضی کی عدم رضامندی کی بناء پر منسوخ کر دی اور اس کی اطلاع بورڈ آف ریونیو کو بروئے چٹھی نمبری 420 مورخہ 20 اپریل 1992ء کر دی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 97-1996ء میں کنسالیڈیشن آفیسر لیاقت پور نے دوبارہ موضع صادق پور میں کارروائی اشتمال محض فرضی کارروائی کر کے سیاسی دباؤ کے تحت مورخہ 10-1-97 کو ریکارڈ مال موضع مذکور حاصل کر لیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قاعدہ نمبر 3 قواعد اشتمال اراضی کی رو سے کنسالیڈیشن آفیسر کے لیے لازم ہے کہ کسی بھی موضع کے لیے زیر دفعہ 3 قانون اشتمال کے تحت فارم الف پر موصول ہونے والی درخواست کی نقل کلکٹر ضلع کو بھجوائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع صادق پور میں حالیہ کارروائی اشتمال میں فارم الف پر موصول ہونے والی کسی درخواست کی نقل کلکٹر ضلع کو نہ بھجوائی گئی ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع صادق پور میں بورڈ آف ریونیو کے حکم پر منعقدہ اجلاس عام مورخہ 27-11-97 میں صرف 216 مالکان اراضی موضع صادق پور نے اشتمال کے حق میں رضامندی دی جن کا کل ملکیتی رقبہ 51 فیصد رقبہ سے کم ہے۔

(ر) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون اشتمال کے تحت جب تک کم از کم 51 فی صد مالکان اراضی رضا مند نہ ہوں، کارروائی اشتمال عمل میں نہ لائی جا سکتی ہے۔

(س) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی فرضی سازشی کارروائی اشتمال کو منسوخ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ افسر اشتمال لیاقت پور نے سیاسی دباؤ کے تحت دوبارہ کارروائی اشتمال شروع کر کے 10-1-97 کو ریکارڈ مال حاصل کر لیا۔ بلکہ درست بات یہ ہے کہ حق داران مالکان کی درخواست بر فارم الف مورخہ 3-12-96 پر مورخہ 26-12-96 کو بیانات اکثریت مالکان لینے کے بعد اجراء کام اشتمال کا حکم جاری کر کے تحصیل دار مال کو برائے حصول چارج ریکارڈ مال لکھا جس کا لین دین مورخہ 10-03-97 کو ہوا۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) درخواست مالکان برائے اجراء کام اشتمال بر فارم الف ریکارڈ میں موجودہ ہے۔ جس کی نقل کلکٹر ضلع کو بھجوائے جانے کی تصدیق نہ ہو سکی۔ تاہم اس موضع کے مالکان کی درخواست بر فارم الف برائے اجراء کام اشتمال پر کارروائی کرتے ہوئے مورخہ 15-1-97 کو حکم اجراء اشتمال جاری کرنے کے بعد اس کی نقل کلکٹر ضلع کو بھجوائی گئی تھی۔

(ہ) اجلاس عام منعقدہ مورخہ 27-11-97 کو اشتمال کے مخالفین کی تعداد 51 فی صد نہیں تھی۔ بلکہ صرف 20/30 افراد مخالفت میں آئے۔ لیکن انہوں نے اپنے بیانات قلم بند نہ کروائے۔ ہدایات کے مطابق کارروائی اشتمال منسوخ کرانے کے لیے 51 فی صد مالکان کے بیان ضروری ہیں۔ اور 51 فی صد مخالفت ثابت کرنا مخالفین اشتمال کی ذمہ داری ہے جو کہ پوری نہیں کی گئی، 216 مالکان کی حاضری بھی اشتمال کے حق میں ہے۔

(ر) یہ درست ہے تاہم اسی اصول کے تحت مربع ہذا کا اجراء کام اشتمال مورخہ 26-12-96 کو 51 فی صدی اکثریت مالکان کے بیانات کی روشنی میں درست ہو چکا ہے۔

(س) چونکہ کوئی کارروائی فرضی و سازشی نہیں ہوئی اس لیے کارروائی اشتمال منسوخ کرنے کا جواز

نہ ہے۔ اور نہ ہی تاحال کوئی ایسا حکم صادر ہوا ہے۔ ہدایات کے مطابق منسوخ کارروائی اشتمال کے لیے مخالفین اشتمال پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ 51 فی صدی مخالفت میں پیش کر کے اپنی اکثریت ثابت کریں جو کہ تاحال نہ کر سکے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ہی مد میں انہوں نے لکھا ہے کہ 216 مالکان کی حاضری بھی اشتمال کے حق میں ہے۔ کیا یہ فرمائیں گے کہ 216 افراد کی افادیت ہے یا ان کا 51 فی صد صد بنتا ہے؟ کیونکہ انہوں نے اس کی وضاحت نہیں کی اشتمال کے لیے ضروری ہے کہ موضع کے 51 فی صد رقبے کی ملکیت والے اگر حامی بھریں تو تب یہ اشتمال ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے حامی نہیں مخالفت کہا ہے۔ 51 فی صد مخالفت ثابت کرنا مخالفین اشتمال کی ذمہ داری ہے۔

سید مسعود عالم شاہ: کیا یہ ضروری نہیں کہ 51 فی صد حامی بھریں تب اشتمال شروع ہو؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ دونوں طرح اگر اشتمال ہو رہا ہے اس کو روکنا ہے تو 51 مالکان اراضی کا ضروری ہے کہ اس کی مخالفت میں ووٹ دیں۔ اگر اشتمال نہیں ہو رہا یا اشتمال کروانا چاہتے ہیں تب بھی جو درخواست دہندہ ہے اس کا فرض بنتا ہے کہ 51 فی صد لوگوں کی موجودگی ثابت کریں۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے بھی اسی سوال میں بتایا گیا ہے کہ پہلے 51 فی صد نے اشتمال رکوایا ہے اور چھٹی بورڈ آف ریونیو کو بھیج دی گئی تھی۔ اس کے بعد یہ سیاسی دباو پر دوبارہ لیا گیا ہے تو کیا انہوں نے 51 فی صد رقبے سے منظوری لے کر دیا تھا' بلکہ اس علاقہ کے لوگ پہلے اشتمال رکوا چکے ہیں۔

وزیر مال: میرا خیال ہے کہ میرے معزز بھائی اس کو پڑھ لیں' اس میں یہی بتایا گیا کہ سیاسی دباؤ پر نہیں کیا گیا بلکہ قوانین جو اجازت دیتے ہیں ان کے تحت ایسا کیا گیا ہے درخواست مالکان' یہ میں اس کا حصہ "ب" پڑھ دیتا ہوں یہ درست نہیں ہے کہ افسر اشتمال لیاقت پور نے سیاسی دباؤ کے تحت دوبارہ کاروائی اشتمال شروع کر کے 97-01-10 کو ریکارڈ مال حاصل کر لیا بلکہ درست بات یہ کہ حق داران مالکان کی درخواست پر فارم "الف" مورخہ 96-12-03 پر مورخہ 96-12-26 کو بیانات اکثریت مالکان لینے کے بعد کام اشتمال جاری کر کے تحصیل دار مال کو بروئے حصول چارج ریکارڈ مال لکھا

جس کالین دین مورخہ 10.03.97 کو ہوا"۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! پھر یہ 216 مالکان جنہوں نے حامی بھری اور درخواست دی ہے ان کا ریکارڈ یہ فراہم کر سکتے ہیں؟

وزیر مال: میں نے یہی عرض کیا تھا کہ 216 سے مراد وہ ہے مقصد ان کا انہوں نے جو وہاں اس کے بعد اجلاس عام جو ہے 27.11.97 کو اشتمال کے مخالفین کی تعداد 51 فیصد نہیں تھی بلکہ صرف 20 اور 30 افراد مخالفت میں آئے لیکن انہوں نے اپنے بیانات قلم بند نہ کروائے۔ ہدایات کے مطابق کارروائی اشتمال منسوخ کرانے کے لیے 51 فی صد مخالف ثابت کرنا مخالفین اشتمال کی ذمہ داری ہے جو کہ پوری نہیں کی 216 سے مراد اکثریت وہ جو نہیں آئی۔ یہ انہوں نے ثابت کرنا تھا کہ ــــ

جناب چیئرمین: ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ 216 مالکان وہاں پر حاضر تھے ان کا ریکارڈ آپ کے پاس ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جیسے vote of no confidence ہوتا ہے اکثریت no confidence والے نے approve کرنی ہے۔ اگر وہ اجلاس میں نہیں آتے تو سمجھا جاتا ہے کہ دوسروں کی اکثریت ہے۔ یعنی یہ ثابت نہیں کر سکے کہ یہ اشتمال رکوانا چاہتے ہیں یہ پوری اکثریت ثابت نہیں کر سکے۔ تو خاموش ہیں یا نہیں آئے ان کی اکثریت ہے۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب یہ مکمل طور پر اشتمال میں لے لیا گیا ہے تو ان کے پاس مکمل ریکارڈ ہو گا۔ 216 مالکان نے جب درخواست دی ہے تو ان کے پاس اس کا ریکارڈ ہونا چاہیے۔ میرا موقف تو یہ ہے کہ یہ سیاسی دباؤ کے تحت کیا گیا ہے' اگر ان کا ریکارڈ مکمل ہے تو یہ کیوں نہیں مہیا کرتے؟

جناب چیئرمین: یہ لکھا تو ہے۔ مالکان کی درخواست اور درخواست کی تاریخ بھی دی ہے۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ 216 مالکان کا اشتمال جو انہوں نے شروع کیا ہے اس کا ریکارڈ فراہم کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی' وزیر مال صاحب۔

وزیر مال: جناب چیئرمین! موضع کے اعتبار سے جو مالکان ہیں۔ لیکن میں نے وہی کہا کہ ہم نے جو کچھ

کیا ہے غیر قانونی نہیں کیا بلکہ قانون کے مطابق کیا ہے اگر یہ ان کی لسٹ مانگنا چاہتے ہیں تو یہ ہم ان کو دے دیتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، میرا سوال یہ ہے کہ اس کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب آپ کو ریکارڈ مانگنا چاہیے تھا۔ اگر آپ کو ریکارڈ چاہیے تھا تو اس میں لکھتے کہ ان کے نام اور پتے ایوان کی میز پر رکھے جائیں جب آپ نے یہ مانگا نہیں تو اگر آپ دوبارہ سوال چاہتے ہیں تو منسٹر صاحب آپ کو دکھا دیں گے۔

سید مسعود عالم شاہ، یہ فرما دیں کہ کب تک یہ ریکارڈ on the floor of the House فراہم کریں گے؟

جناب چیئرمین، not on the floor of the House آپ ان کے چیمبر میں چلے جائیں اور ریکارڈ دیکھ لیں اور اگر آپ on the floor of the House منگوانا چاہتے ہیں تو ایک نیا سوال دے دیں

جناب چیئرمین، اگلا سوال بھی سید مسعود عالم شاہ صاحب کا (1757) ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، 1757

موضع گلانی کو دوبارہ اشتمال میں دینے کی وجوہات

*1757۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع گلانی تحصیل لیاقت پور تقریباً 10 دس سال تک اشتمال میں رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب دوبارہ کچھ عرصہ بعد ہی اس موضع کو اشتمال میں لے لیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنجر زمین کے بدلے محکمہ اوقاف کی زرخیز زمین الاٹ کی جا رہی ہے۔

(د) اس موضع میں اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز اس موضع کو دوبارہ اشتمال میں دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ موضع کلانی کو دوبارہ اشتمال میں لے لیا گیا ہے۔ تاہم ایڈیشنل کمشنر اشتمال بہاول پور ڈویژن کے عدالتی حکم مورخہ 11-4-98 کے تابع سابقہ سکیم اشتمال منسوخ کر کے دوبارہ اشتمال بصیغہ نظرثانی کرنے کا حکم ہوا ہے اور تاحال ریکارڈ محکمہ مال کے پاس ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ چونکہ تاحال ریکارڈ ہی محکمہ مال کے پاس ہے۔ تو محکمہ اوقاف کی زمین الاٹ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) محکمہ مسلم اوقاف کا کل رقبہ 3312 کنال 4 مرلے ہے۔ جس کی تفصیل ذیل ہے،

رقبہ مزروعہ 2597 کینال 2 مرلے

رقبہ غیر مزروعہ 715 کنال 2 مرلے

وجوہات، ایڈیشنل کمشنر (اشتمال) بہاول پور ڈویژن کے عدالتی حکم مورخہ 11-4-98 کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ سابقہ سکیم اشتمال مورخہ 30-9-85 منسوخ کرنے اور بصیغہ نظرثانی دوبارہ اشتمال کرنے کا حکم دینے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔ اور یہ عدالتی حکم تاحال برقرار ہے۔ اور یہ معاملہ اب نگرانی کی صورت میں عدالت جناب ممبر صاحب اشتمال بورڈ آف ریونیو پنجاب کے پاس عدالتی طور پر زیر سماعت ہے،

1۔ سرکار کا رقبہ 263 کنال 6 مرلہ تھا۔ جو کہ سابق کارروائی اشتمال مورخہ 30-9-85 میں بلا اختیار یہ رقبہ کم کر کے 58 کنال 3 مرلے دیا گیا۔ اس طرح سرکار کے رقبہ استحقاق میں 205 کنال 3 مرلے کی کمی کر دی گئی۔ اور سرکار کا مقبوضہ رقبہ 133 کنال 3 مرلے تبادلہ میں دیگر مالکان کو دے دیا گیا۔

2۔ صوبائی لینڈ کمیشن کا رقبہ تعدادی 16 کنال 0 مرلے تبادلہ میں بلااختیار دیگر مالکان کو دے دیا گیا۔

3۔ صوبائی حکومت پنجاب کا قبل از اشتمال مورخہ 30-9-85 واحد کھاتہ رقبہ ملکیتی 1298 کنال 14 مرلے تھا جس میں سے 40 کینال 10 مرلے تبدیل کر کے دیگر مالکان کو غیر قانونی

طور پر دے دیا گیا۔

4۔ وفاقی حکومت پاکستان کے واحد ملکیتی کھاتہ میں سے رقبہ تعدادی 127 کنال 16 مرلے اور مشترکہ کھاتہ جات میں سے بھی رقبہ تعدادی 558 کنال 19 مرلے کل رقبہ 686 کنال 15 مرلے تبدیل کر کے غیر قانونی طور پر دیگر مالکان کو دے دیا گیا۔

بے ضابطگیوں کے ذمہ دار افسر اشتمال سید نجم الحسن رضوی فوت ہو چکے ہیں۔ رشید احمد بھٹی گرداور ملازمت سے ریٹائر ہو چکا ہے اور عبدالکریم پٹواری اشتمال معطل ہے۔ ایڈیشنل کمشنر اشتمال بہاول پور نے اسسٹنٹ کمشنر لیاقت پور (اتھارٹی) کو محکمانہ کارروائی کے لیے تحریر کیا ہوا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ایک موضع کے اشتمال میں تقریباً دس سال لگے ہیں۔ وزیر موصوف فرمائیں کہ ایک موضع کے اشتمال کے لیے کتنا وقت درکار ہوتا ہے؟

وزیر مال، یہ ایک موضع ہی نہیں ہے بلکہ بدقسمتی کہہ لیں یہاں پنجاب میں اور بھی کئی مواضعات بھی آتے ہیں جو بیس بیس سال سے under consolidation ہے۔ اس میں کئی قسم کی قباحتیں ہوتی ہیں جیسے کہ اس موضع میں ہی ہے۔ کئی بار عدالت میں معاملات گئے انکوائریاں اور بیانات ہوئے یعنی اس کو اگر ہم کہیں کہ دس سال ہو گئے ہیں تو یقیناً اسے پہلے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ یہ کوئی ایسی غیر قانونی چیز ہے۔ جب اس کے لوازمات پورے ہوتے ہیں تو موضع کا اشتمال ہو جاتا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! ان دس سالوں میں تقریباً ساڑھے نو سو کنال سرکاری رقبہ پرائیویٹ لوگوں کو دیا جا رہا تھا تو کیا کسی بالا افسر نے چیک نہیں کیا؟ دس سال تک یہ اشتمال چلتا رہا تو کسی نے اس دوران چیک نہیں کیا۔

وزیر مال، سوال کے جواب میں بالکل ان چیزوں کو highlight کیا گیا ہے' جہاں اوقاف کا رقبہ تھا وہ پرائیویٹ مالکان کو دیا گیا ہے۔ سرکاری جو زمین تھی' صوبائی حکومت کا رقبہ تھا وہ بھی دیا گیا ہے اس کی تفصیل بھی درج ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے قاعدگی ہوئی۔ لیکن جب وہ ہمارے نوٹس میں آیا تو اس پر کارروائی کی گئی اور اس میں بدقسمتی سے یہ ہوا کہ جو لوگ قصوروار تھے ان میں سے ایک کی موت ہو چکی ہے ایک ریٹائر ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسے سی لیاقت پور کے

پاس انکوائری چل رہی ہے اور میں نے ان کو ہدایات جاری کی ہیں کہ اپنا ریکارڈ اپنے پاس رکھیں، انکوائری جلد مکمل کریں اور ان لوگوں کے خلاف، جو اشتمال کا پٹواری ہے اور محکمہ مال کا پٹواری ہے، اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے اور جو بے قاعدگیاں ہوئی ہیں ان کو بھی صحیح کرنے کی ہدایات جاری کردی گئی ہیں تاکہ جو زمین غیر قانونی طور پر لوگوں کو دی گئی ہے وہ کینسل کر کے دوبارہ محکمہ کو دی جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ صاحب: جناب چیئرمین! پچاس سال سے کیا اری گیشن ڈیپارٹمنٹ کو پتا نہیں تھا، زرعی شعبے کو یہ علم نہیں تھا کہ ہر سال لاکھوں ایکڑ فصل یہاں تباہ ہوتی ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ regularity ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب چیئرمین! اگر میں نے اس فورم پر بات کرلی ہے اور اس مسئلے کو اٹھا لیا ہے براہ مہربانی آپ میری بات سن لیں۔ میں سات ملین کی بات نہیں کرتا میں ایک ملین کی بات کرتا ہوں۔ کیا ہمارے پاس ------

جناب چیئرمین: وہ ایک ملین دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لینے کا کوئی طریقہ کار طے کرنا پڑے گا، ڈیپارٹمنٹ کو involve کرنا پڑے گا، پھر meetings ضروری ہیں جن کو آپ avoid کر رہے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: سر! اگر وہ ایک ملین دیتے ہیں تو میں اس بات سے مطمئن ہوتا ہوں مگر یہ بتادیں کہ وہ کب دیتے ہیں تاکہ منسٹر آف اریگیشن اس کام کو شروع کریں۔

جناب چیئرمین: آپ ٹیبل پہ بیٹھیں گے تو وہ آپ کو بتائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سر مجھے یہاں ہی بتادیں، ٹیبل میں کیسے بیٹھ کر میں ان سے بات کروں اور on the open of forum مجھے بتائیں کہ ہم اس کو دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: لیں، منسٹر آف اری گیشن آگئے ہیں، یہ خود بتائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا میری ایک اور بات بھی سن لیں منسٹر آف اریگیشن کی ایک کھلی کچہری میں نے خود اپنے گاؤں میں لگوائی۔ ایک سال ہوا، انہوں نے خود بھی وعدہ کیا تھا کہ میں یہ کرواؤں گا۔ اب سر! یہ on the forum اعلان کریں کہ ہم دیتے ہیں اور ہم implementation پہ

آتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی، منسٹر آف ایجوکیشن۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! میرے چھوٹے بھائی پارلیمانی سیکرٹری کھوسہ صاحب نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا ان دس سالوں کے دوران صرف وہ مقامی افسر ہی تھے۔ ان سے بالا افسروں نے کوئی مداخلت نہیں کی' جب اتنی بے قاعدگیاں رہی تھیں؟ ایک ہزار کنال کے قریب رقبہ دوسروں کو دیا جا رہا تھا۔ میرا مقصد پوچھنے کا یہ ہے کہ کیا افسران بالا نے ان دس سالوں میں ان کو کوئی چیک نہیں کیا؟ ان پر کوئی نگرانی نہیں کی؟ کیا وہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں؟

وزیر مال، اس ضمن میں معاملات litigation ہوئے تھے۔ جب وہاں ایڈیشنل کمشنر نے فیصلہ دیا تو تب جا کر اس کے اوپر ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے شاہ صاحب!

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔

راؤ اقبال احمد خان، سوال نمبر 1919

پیر محل میں سرکاری اراضی کا تصرف

*1919۔ **راؤ اقبال احمد خان:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کمالیہ شوگر مل (جو اب نیلام ہو گئی ہے) سے متصل کتنی مربع سرکاری اراضی ہے۔ جس پر ضیاء الحق شہید نے پیر محل کے منصوبہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ جو بعد میں ختم کر دیا گیا۔

(ب) کیا اب حکومت اس سرکاری اراضی کو کسی مفاد عامہ کے منصوبہ کی خاطر مخصوص کرنا چاہتی ہے یا اسے نیلام عام کے ذریعہ فروخت کرنا چاہتی ہے۔

(ج) کیا حکومت سرکاری اراضی کو لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر رکھتی ہے تو جن افراد کو دے رہی ہے ان کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) شوگر مل کے حصل رقبہ 70A-3K-12M بقایا سرکار تھا جس پر مورخہ 5-2-87 کو سابقہ صدر جناب جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے کمایہ پیپر ملز کے منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا تھا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

(ب) اراضی کی بحق پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ فروخت کی منظوری کو منسوخ کرکے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کا قبضہ حاصل کرنے اور اس کے آئندہ مصرف کی تجویز ارسال کرنے کے لیے حکم دیا گیا ہے۔

(ج) فی الحال اراضی کسی کو لیز پر نہ دی جا رہی ہے اس کے آئندہ مصرف کا فیصلہ ڈپٹی کمشنر، ٹوبہ ٹیک سنگھ کی رپورٹ / سفارش موصول ہونے پر کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟

راؤ اقبال احمد خان، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت مذکورہ اراضی کو نیلام عام کے ذریعے فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال، جی ہاں۔ اس کے اوپر ہم نے ڈی سی سے رپورٹ منگوائی تھی جو بقایا سرکاری رقبہ ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی بھی یہ ہے۔ تمام پنجاب میں بھی ہم یہی پالیسی رکھ رہے ہیں کہ تمام عمل کو شفاف بنایا جائے اور ڈی سی نے بھی یہی سفارش کی ہے اور حکومت کا بھی ارادہ ہے کہ اس کو نیلام عام میں اوپن آکشن میں دیا جائے۔

جناب چیئرمین، ویسے اس طرح کا سوال کل یا پرسوں نہیں آیا تھا؟ لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے تھے۔ وہ بالکل اسی طرح کا تھا۔

وزیر مال، ہاں، وہ اس میں تھا ناں کہ ہم نے ان کو دیا تھا، لیکن پھر لینڈ resume ہو گئی، کیونکہ وہ سیل ہو گئی۔ پھر محکمہ مال کے پاس resume ہو گئی اور وہ زمین محکمہ مال کی ہے۔ لیکن ہمارا اب یہ پروگرام ہے کہ اس کو اوپن آکشن میں دیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! سوال کے جز (الف) میں ہے کہ "ضیاء الحق شہید نے پیر محل کے

منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا"۔ اور جواب کے جز (الف) میں ہے کہ "کمالیہ پیپر ملز کے منصوبے کا سنگبنیاد رکھا"۔ اصل اور صحیح کیا ہے؟

وزیر مال: یہ میرا قصور نہیں۔ اب اگر آپ سوال غلط کر دیں تو میں اس کا کیا جواب دوں؟ اصل کمالیہ شوگر ملز ہے۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ آج لیجسلیشن ہونی ہے اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ---

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! ایک منٹ ذرا ٹھہریں۔ گزارش ہے کہ ابھی بڑے اچھے جواب دیے جا رہے ہیں۔ ابھی آپ کو اپنے سوالات کے جوابات ملے ہیں تو دوسرے بھی توقع کر رہے ہیں کہ ان کو بھی ان کے سوالات کے جوابات ملیں۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ: میری گزارش ہے کہ چونکہ لیجسلیشن ہونی ہے تو میرا خیال ہے کہ کورم پورا کر لیا جائے تاکہ ہاؤس in order ہو سکے۔

جناب چیئرمین: اچھا جی۔ گنتی کی جائے۔ کورم point out ہو گیا ہے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا نہیں ہے' لہٰذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں--- پانچ منٹ ہو گئے ہیں' دوبارہ گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا ہے۔ اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوتی ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب سے موجودہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے چھوٹی اپوزیشن ہونے کے باوجود ہم نے ہمیشہ اس کے کردار کی تعریف کی ہے اور ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اپوزیشن کی اصل بات اس کی کارکردگی ہے نہ کہ اس کی تعداد۔ اپوزیشن کی جتنی بہتر کارکردگی ہو گی اس کی تعریف بھی اتنی ہی کی جائے گی اور بلاشبہ اپوزیشن کا کردار اس ایوان میں ہمیشہ مثبت رہا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ چند روز سے اپوزیشن نے جو ایک رویہ اپنایا ہوا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے اور انہیں اس بات کا بھی احساس ہو جانا چاہیے کہ جتنی دفعہ انھوں نے کورم point out کیا اتنی ہی دفعہ کورم مکمل ہوا۔ ممبرانکو اپنے اور کام بھی ہوتے ہیں دفاتر میں وزرائے کرام بیٹھے ہوتے ہیں' ان کے پاس درخواستیں ہوتی ہیں' ان کے پاس لوگ باہر سے آئے ہوتے ہیں اور اس سلسلے میں ممبران ان کے پاس جاتے ہیں۔ تو ہاؤس کی کارروائی میں بار بار اس طرح خلل ڈالنا اور اس میں رکاوٹ پیدا کرنا

مناسب نہیں اور پھر جو معزز رکن باہر سے آتے ہیں اور کورم point out کرتے ہیں وہ ایوان سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے خدانخواستہ ان کے پیچھے کوئی لگا ہوا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو افراد یہاں پر کورم point out کر کے جاتے ہیں انھوں نے مذاق بنا کر رکھ دیا ہے' وہ خود گنتی میں شامل نہیں ہوتے ۔ تو جناب والا! چوروں کی طرح یہاں سے بھاگنا' میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے ۔ ہم اپوزیشن کا احترام کرتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لے اور اپنا بھرپور کردار ادا کرے ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب! آپ نے بجا فرمایا ہے ۔ یہ ناخوش گوار فرض خاص طور پر شاہ صاحب کے سپرد کیا گیا ہے اور واقعی اس دن لیجسلیٹن پر اپوزیشن لیڈر اپنی تقریر کر رہے تھے اس وقت بھی کورم کی نشان دہی کی گئی اور اس کے برعکس اپوزیشن خود اپنا کورم پورا نہیں کرتی۔ اپوزیشن کی طرف سے قائد حزب اختلاف ہوتے ہیں یا شاہ صاحب ہوتے ہیں' اس کے بعد کبھی کبھار ایک اور ممبر تشریف لے آتے ہیں ۔ شاہ صاحب! آپ کی وساطت سے جناب سعید منیس صاحب سے میری یہی گزارش ہو گی اور دوسرے ممبران سے بھی کہ اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کو چلنے دیا جائے اور جب معاملات خوش اسلوبی سے طے ہو رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں رخنہ اندازی نہیں ہونی چاہیے' کیونکہ اس سے اچھا تاثر نہیں ہوتا۔ آپ کو ایسے اقدامات اٹھانے چاہییں اور ایسی موشنز لانی چاہییں کہ اپوزیشن کا image عوام کی نظروں میں بلند ہو ۔ ایک طرف تو آپ بڑے serious questions فلور پر لاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کورم point out کرتے ہیں۔ تو اس سے عوام میں آپ کا گراف کوئی اچھا نہیں' بلکہ اس کا تاثر بھی اچھا نہیں جاتا۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب والا! کل پارلیمانی سیکرٹری (لاء) صاحب نے کہا تھا کہ انھیں قانون تو آتا نہیں' یہ ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ ہم تو قانونی باتیں کرتے ہیں اور معزز وزیر صاحب نے ہمارے لیے ایک غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا اور آپ نے بھی اس کا نوٹس نہیں لیا۔ تو جناب' انھیں ایسے لفظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ ہم نے قانون کی بات کی ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال نمبر 2017 ہے ۔ جی بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 2017

شہری جائیداد کی رجسٹری فیس میں اضافہ

*2017۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شہری جائیداد کی رجسٹری فیس کا سابقہ شیڈول اور موجودہ شیڈول کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔سی لاہور نے شہری جائیداد کی رجسٹری فیس میں جون 1998ء سے طے شدہ ریٹوں میں دگنا اضافہ کر دیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مالی سال 98-1997ء میں لاہور شہر سے شہری جائیداد کی منتقلی پر کتنی آمدن ہوئی تھی اور جب سے شہری جائیداد کی منتقلی فیس میں اضافہ ہوا ہے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے۔ ان کا آپس میں کیا تناسب ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے حکومت نے شہری جائیداد کی رجسٹری فیس میں دگنا اضافہ کیا ہے، لوگ زمین کی رجسٹری کی بجائے ہبہ، اقرار نامہ و مختار نامہ اور دیگر ذرائع استعمال کر رہے ہیں جس سے حکومت کو نقصان ہو رہا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہری جائیداد کی رجسٹری فیس میں دو گنا اضافہ واپس لینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) شہری جائیداد کی رجسٹری فیس کا شیڈول تبدیل نہیں ہوا ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ ڈی سی لاہور نے رجسٹری فیس بڑھا دی ہے، بلکہ شہری جائیداد کی قیمت کا تعین کرنے کے لیے استعمال ہونے والی valuation table کے نرخ شہری جائیداد میں اضافہ کے بعد موجودہ قیمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑھائے گئے ہیں۔

(ج) وضاحت کے لیے درج ذیل جدول ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر شمار	نام مہینہ	آمدن (روپوں میں)	
		1997ء	1998ء
1۔	جولائی	4,34,71,800	4,07,56,635
2۔	اگست	4,96,51,858	4,32,00,045
3۔	ستمبر	3,65,47,919	4,24,01,597
4۔	اکتوبر	3,87,29,401	4,05,62,407

(د) یہ غلط ہے۔ ہبہ نامہ ایک ایسی دستاویز ہے جس پر valuation table کا اطلاق ہوتا ہے لہذا اس کو اقرار نامہ و مختار نامہ کے ساتھ شمار کرنا درست نہیں۔ جہاں تک اقرار ناموں اور مختار ناموں کی رجسٹر ہونے والی تعداد میں اضافہ یا کمی کا تعلق ہے تو اس کے لیے درج ذیل جدول ملاحظہ ہو۔ جس میں مالی سال 1998ء کے پہلے چار، مہینوں کے دوران رجسٹر ہونے

والے اقرار ناموں، مختار ناموں کی تعداد کا تقابل مالی سال 1997ء کے پہلے چار مہینوں کے ساتھ کیا گیا ہے، جس سے صورت حال واضح ہو جاتی ہے:

نمبر شمار	مہینہ	تعداد مختار و اقرار نامہ جات	
		1997ء	1998ء
1۔	جولائی	2215	2238
2۔	اگست	1985	1825
3۔	ستمبر	2177	2112
4۔	اکتوبر	2274	1986

(ہ) چونکہ جز ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے، لہٰذا لاہور کی شہری جائیداد کی قیمتوں میں کیے گئے اضافے کو واپس لینے کے متعلق کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب چیئرمین! میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا ہے کہ شہری جائیداد کی رجسٹری فیس کا سابقہ شیڈول اور موجودہ شیڈول کیا ہے۔ میں نے اپنے سوال میں یہ نہیں پوچھا کہ یہ تبدیل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ رجسٹری فیس کا سابقہ شیڈول اور موجودہ شیڈول کیا ہے؟ اور یہ جواب دے رہے ہیں کہ شیڈول تبدیل نہیں ہوا ۔ میں نے تو یہاں تبدیل ہونے کا نہیں پوچھا۔

وزیر مال: جناب چیئرمین! اصل میں حقیقت یہ ہے کہ سوال میں اور ان کے ذہن میں confusion ہے اور جو نیچے بتایا گیا ہے اس میں سوال mix ہوا ہے ۔ ان کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ شہری Valuation Table اور رجسٹری دو مختلف چیزیں ہیں ۔ اس حوالے سے اگر سارا سوال دیکھا جائے تو جواب بھی اس کے مطابق ہے ----

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! یہ ٹھیک ہے، کیونکہ آپ نے کہا کہ سابقہ شیڈول اور موجودہ شیڈول۔ جب شیڈول ہی change نہیں ہوا تو ظاہر ہے کہ نہ سابقہ ہے اور نہ موجودہ ہے یہ تو ایک ہی شیڈول ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: چلیں، جی ٹھیک ہے لیکن جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ شیڈول تبدیل نہیں ہوا مگر جناب، رجسٹری فیس، Valuation Table کو دگنا کر دیا گیا۔ پہلے ایک مرلہ پانچ لاکھ روپے کا تھا تو پانچ لاکھ کی فیس لگتی تھی، اب اس کا دس لاکھ روپے کر دیا گیا ہے تو یہ تبدیل نہیں ہوا تو کیا ہوا ہے؟ یہ تو سارا جواب ہی غلط دے رہے ہیں ۔ چلو مانتا ہوں کہ شیڈول تبدیل

نہیں ہوا۔ میں ثابت کروں گا کہ شیڈول ہی تبدیل ہوا ہے کہ پہلے لاہور شہر کی مال روڈ کی پراپرٹی کی رجسٹری آٹھ لاکھ روپے مرلے کے حساب سے ہوتی تھی' مال روڈ کی تقریباً چھ لاکھ روپے مرلے کے حساب سے ہوتی تھی اس طرح اس کو بارہ لاکھ روپے کر دیا گیا ہے اور اس کو سولہ لاکھ روپے کر دیا ہے۔ جہاں جو ریٹس تھے وہ ڈبل کر دیے گئے۔ تو اس سے شیڈول تبدیل نہیں ہوا تو کیا ہوا ہے؟ اس کو انھوں نے Valuation Table کا نام دے دیا۔ چلو اسی نام سے کر لیں کسی نام کو تو مانیں کہ تبدیل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ پھر میں آگے ضمنی سوال کرتا ہوں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے یہی کہا تھا کہ یہاں confusion ہے۔ ان کے ذہن میں اور چیز ہے اور یہ پوچھ کچھ کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ جواب اس لیے دیا تھا کہ جو موجود ہے اس کو تبدیل نہیں کیا۔ جائیداد کی قیمتیں بڑھی ہیں لیکن شیڈول change نہیں ہوا۔ اس کے باوجود میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ گو یہ دونوں چیزیں جواب میں نہیں ہیں لیکن یہ میں نے اپنی تیاری میں رکھی ہوئی ہیں۔ رجسٹری فیس کی آمدنی بھی میرے پاس ہے میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ اور پچھلے سالوں کا Valuation Table بڑھانے سے بھی جو آمدن ہوئی ہے ان کا بھی میرے پاس پورا table ہے۔ اصل میں ان کے ذہن میں بھی جو چیز آئی ہے وہ یہ ہے کہ رجسٹری فیس بڑھ گئی ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ ایک yardstick ہوتی ہے جس کو Valuation Table کہتے ہیں۔ رجسٹری فیس میں ہم نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ Valuation Table بڑھانے سے ان کی قیمتوں میں فرق پڑا ہے جسکی وجہ سے یہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کو یاد ہو گا کہ اس کی آمدن کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی یہ معزز رکن کورٹ میں آئے۔ ایس۔ ایم۔ بی۔ آر کے پاس آئے' ان کو یاد ہو گا اور اس وقت ڈپٹی کمشنر ناصر کھوسہ صاحب تھے اور negotiations ہوئیں۔ اس وقت ان کو جو اعتراض تھا اس وقت ہم نے Valuation Table کافی کم بھی کروائے۔ اور اس کے بعد انھوں نے کوئی رابطہ نہیں کیا بہرحال میرے پاس رجسٹری فیس کی بھی پوری آمدن ہے اور Valuation Table بڑھنے سے بھی جو آمدن ہوئی وہ بھی میرے پاس ہے۔ جو یہ چاہتے ہیں' میں انھیں مہیا کر سکتا ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔

جناب محمد صدیق سالار : جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنرز جب چاہتے ہیں شہری جائیداد کی مالیت کو بڑھا دیتے ہیں۔ کارپوریشن کے کنٹریکٹر' ٹھیکے دار کو اس

سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ طریق کار غلط ہے۔ شہری زمین کی قیمت یکساں ہونی چاہیے۔ کسی جگہ زمین کی قیمت ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ، دو لاکھ کی بجائے چار لاکھ مقرر کر دی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ قدغن ہونی چاہیے کہ اس وقت زمین کی ویلیو بڑھائی جائے جب کسی کنٹریکٹر کو اس کا فائدہ نہ پہنچتا۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ کنٹریکٹر کارپوریشن ٹھیکہ لے لیتا ہے اور پھر ڈپٹی کمشنر کے سٹاف سے مل کر اس کی قیمت بڑھا لیتا ہے جس سے اسے بہت زیادہ منافع ہوتا ہے۔ حاجی مقصود بٹ صاحب نے بھی یہی بات point out کی ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، صدیق سالار صاحب ایسا نہیں ہوتا۔ پہلے valuation بڑھتی ہے اس کے بعد ٹھیکے ہوتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب چیئرمین! میرے محترم بزرگ صدیق سالار صاحب نے بالکل درست بات کہی ہے۔ وزیر صاحب نے اپنے جواب میں ایک تجزیہ دیا ہوا ہے۔ انھوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ Valuation Table کو دگنا کر دیا گیا ہے۔ جب دگنا کیا جائے گا تو پھر پچھلے سال کی نسبت اس کی آمدن بھی دگنی ہوگی۔ اگر پچھلے سال ایک مرلہ پانچ لاکھ روپے میں رجسٹری ہو رہا تھا تو اب اس کی رجسٹری فیس دس لاکھ روپے ہے۔ اسی طرح اس کی دوسری فیسیں بھی بڑھیں گی، اخراجات بڑھے گا۔ آپ جواب میں دیے گئے تجزیے کو ملاحظہ فرمائیں کہ پچھلے سال جولائی میں 4,34,71,800 روپے آمدن ہوئی۔ اگلے سال انھوں نے اس کو دگنا کر دیا تو یہ آمدن بھی اصولی طور پر دگنی ہونی چاہیے تھی۔ اس حساب سے اگلے سال آمدن 8,69,43,600 روپے ہونی چاہیے تھی لیکن افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ آمدن پچھلے سال سے بھی کم ہوئی ہے۔ 1998ء میں آمدن 4,07,56,635 روپے ہوئی یعنی 27 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی۔

جناب چیئرمین : مقصود بٹ صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! ایک تو عوام کو پریشان کیا جا رہا ہے دوسرا حکومت کو خسارہ ہو رہا ہے۔ اصل میں ٹھیکے دار مل کر ریٹ بڑھا لیتے ہیں لیکن حکومت کی آمدن میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا۔ اس پر مختلف لوگوں کی طرف سے اعتراضات داخل کیے گئے، میٹنگز ہوئیں لیکن اس ریٹ میں ایک پیسے کی کمی بھی نہیں کی گئی۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم نے میٹنگز کرنے کے بعد ریٹ تبدیل کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔

جناب چیئرمین : حاجی صاحب ! آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: ضمنی سوال یہی ہے کہ اس خسارے کا کون ذمہ دار ہے اور اس پر محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مال : جناب چیئرمین ! تقابلی جائزے میں آپ یہ بات کبھی نہیں کہہ سکتے کہ پچھلے سال اس مہینے میں اتنی جائیداد فروخت ہوئی تھی اور اس سال کم کیوں ہوئی ہے؟ یہ fluctuation ہوتی رہتی ہے۔ آپ اگلے مہینوں میں دیکھ لیں اضافہ بھی ہوا ہے۔ پنجاب حکومت کی overall آمدن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اضافہ ہوا ہے۔ میں یہاں نگرز quote کر سکتا ہوں کہ 31 مارچ 1999ء تک ہماری stamp duty میں 39 کروڑ 3 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے آپ محکمے کی کارکردگی کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار : کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ بات ہے کہ اگر جائیداد کی قیمت اسی طرح بڑھتی رہی تو لوگ چار روپے کے اقرار نامے پر ساری جائیدادیں بیچیں گے اور حکومت کی آمدن میں کمی واقع ہوگی۔ انھیں اس بات پر غور کرنا چاہیے' یہ اتنی قیمت نہ بڑھائیں کہ لوگ رجسٹری کروانے سے ہی گریز کریں۔ قیمتوں کو اعتدال میں رہنا چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! دو ماہ میں حکومت کو صرف لاہور سے تقریباً ایک کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ باقی پورے پنجاب سے حکومت کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

جناب چیئرمین : حاجی صاحب ! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ آپ نے سوال لاہور کے بارے میں پوچھا تھا' پورے پنجاب سے متعلق نہیں پوچھا۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! ان کے اپنے جواب میں دیے گئے نگرز کے مطابق لاہور میں دو ماہ کے دوران حکومت کو ایک کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ Valuation Table double کرنے کے باوجود پچھلے سال ایک کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پورے پنجاب میں کتنے کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہوگا۔ جناب چیئرمین! میری یہ تجویز ہے کہ اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ کمیٹی اس پر پورا غور و خوض کرنے کے بعد اپنی رپورٹ میں بتائے کہ یہ خسارہ کس طرح کم ہو سکتا ہے۔ جناب والا! یہ ہر سال کسی سے پوچھے بغیر ریٹ بڑھا دیتے ہیں' اپنی مرضی سے ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کر لیتے ہیں۔ عوام کی پریشانی کو کوئی مدنظر نہیں رکھتا۔ صدیق سالار صاحب نے صحیح کہا کہ لوگ اب رجسٹری کی بجائے ہبہ کر رہے ہیں' اقرار نامے لکھ رہے ہیں' مختار نامے لے رہے ہیں

جس سے حکومت کی آمدن میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : شوکت داؤد صاحب ! آپ یہ confusion دُور کریں کہ جب جائیداد کی منتقلی کے ٹھیکوں کی نیلامی ہوتی ہے تو کیا ڈی سی صاحبان نیلامی سے پہلے valuation بڑھاتے ہیں یا نیلامی کے بعد valuation بڑھاتے ہیں؟

وزیر مال : جناب والا ! ہونا تو یہی چاہیے کہ پہلے ٹھیکہ ہو اس کے بعد Valuation Table کو بڑھایا جائے۔ اس میں سالانہ دس فی صد کے حساب سے اضافہ ہونا چاہیے ۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ پچھلے سال جب حکومت نے کافی سالوں کے بعد اسے review کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اب ہماری یہی کوشش ہے کہ اس کو ریگولر کیا جائے۔ اس بارے میں ہدایات دی جا رہی ہیں کہ ہر سال کچھ فی صد کے حساب سے اس میں اضافہ ہو' تاکہ لوگوں کو بوجھ محسوس نہ ہو۔ حکومت ان شاء اللہ اس بات کو بھی یقینی بنائے گی کہ ٹھیکے بعد میں ہوں پہلے Valuation Table کو review کیا جائے۔

جناب عبدالرؤف مغل : جناب والا ! جواب میں جولائی' اگست' ستمبر اور اکتوبر کے نمبرز دیے گئے ہیں۔ اس حساب سے 1997ء میں وصولی 16 کروڑ 83 لاکھ روپے ہوئی جبکہ 1998ء میں 16 کروڑ 69 لاکھ روپے وصولی ہوئی یعنی ان چار مہینوں میں 14 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مقصود بٹ صاحب کا سوال بڑا وزن رکھتا ہے۔ یہاں اس چیز کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ آیا اس سے کرپشن کے دروازے کھلیں گے یا حکومت کی آمدن بڑھے گی۔ حقائق بتا رہے ہیں کہ آمدن میں اضافہ نہیں ہوا اور لوگوں نے کوئی نہ کوئی متبادل راستہ نکالا ہے۔

وزیر مال : جناب چیئرمین! آپ صرف چار مہینوں کو کسی پالیسی پہ لاگو نہیں کر سکتے۔ پورے سال کی انکم کو دیکھا جاتا ہے۔ اصل میں کچھ لوگ transaction جولائی' اکتوبر کے مہینے میں کرتے ہیں' کوئی سردیوں میں کرتا ہے۔لیکن overall آمدنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھی ہے۔ deficiencies بھی آتی رہی ہیں' کسی ایک مہینے میں deficiency بھی ہو سکتی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ پچھلے سال اس مہینے میں اتنی جائیدادیں فروخت ہوئیں تو اس سال اتنی کیوں نہیں ہوئیں؟ ابھی تو سال کا زیادہ حصہ باقی پڑا ہے۔ جناب والا! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ اکتوبر تک جتایا گیا ہے۔ چونکہ یہ سوال پرانا تھا اس لیے جہاں تک یہ سوال تھا وہاں تک ٹیبل جتائے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اکتوبر کے

بعد آمدن کا اضافہ ہوا ہو۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! وقفہ سوالات میں کافی سوالات ہوتے ہیں تو جو پہلے سوال ہوتے ہیں ان کے جوابات آ جاتے ہیں لیکن باقی سوالوں کے جواب رہ جاتے ہیں ۔ اس لیے میرے خیال میں محرک کو صرف تین ضمنی سوال کرنے کی اجازت ہونی چاہیے' اس سے زیادہ سوالات نہیں ہونے چاہییں۔ اب ایک سوال پر اتنا وقت لگ گیا ہے کہ باقی سوال نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات جائز ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! یہ ایک نہایت اہم موضوع ہے جس کے اوپر پورے پنجاب کے اندر آج 20 سے 25 فی صد رجسٹری کا خرچہ ہے۔ اس خرچے کی وجہ سے لوگوں نے دوسرے راستے اختیار کر لیے ہیں' عدالتوں میں جھوٹے بیان دے کر فیصلے کروائے جاتے ہیں ' بیع کروائے جاتے ہیں' گفٹ کیے جاتے ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو اتنے ٹیکسز بڑھا دیے گئے ہیں کیا ان سے حکومت پنجاب کے ریونیو میں کوئی اضافہ ہوا ہے؟ اور دوسری طرف لوگوں نے رجسٹریاں کرنے کے لیے جو غلط راستے اختیار کیے ہیں' مختار ناموں اور اقرار ناموں پر جو رجسٹریاں ہو رہی ہیں کیا اس مالی سال میں ان کے تدارک کے لیے کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب چیئرمین، انھوں نے پالیسی سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب چیئرمین! یہ بڑا اہم سوال ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھیں اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کرنے پر کیا اعتراض ہے؟ ابھی تو یہ چار ماہ کا شیڈول دے رہے ہیں اگر آپ باقی آٹھ ماہ بھی دیکھیں تو حکومت کو انتہائی خسارہ ہو رہا ہے۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میں نے صرف لاہور کا اس لیے سوال دیا تھا تاکہ یہ نہ کہیں کہ سوال بہت بڑا ہے اور اسے واپس کر دیا جائے۔ میں نے صرف لاہور کا بتایا ہے کہ حکومت کو دو ماہ میں ایک کروڑ کا خسارہ ہو رہا ہے اور ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جہاں حکومت کا نقصان ہو اس کی نشان دہی کریں تو وزیر موصوف کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ پورے سال کا پتا چل جائے کہ کیا فائدہ ہوا اور کیا نقصان ہوا؟

جناب چیئرمین، انھوں نے پورے سال کی سٹیٹمنٹ دی ہے۔ پالیسی سٹیٹمنٹ دی ہے اور کہا ہے کہ

یہ ensure کریں گے کہ آئندہ سب سے پہلے Valuation Table تیار ہو اور اس کے بعد جائیداد کی منتقلی کے ٹھیکے award کیے جائیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ تو ہر سال بڑھا دیتے ہیں اور اس سال انھوں نے سو فی صد بڑھائے ہیں۔

جناب چیئرمین، انھوں نے کہا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد بڑھے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، چلیں مان لیتے ہیں کہ عرصے کے بعد بڑھے ہیں۔ لیکن بڑھے بھی تو سو فی صد ہیں، یعنی سو کا دو سو کیا ہے کسی جگہ کم نہیں کیا۔ بے شمار اعتراضات داخل ہوئے ہیں لیکن کسی کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ وزیر موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی میٹنگز ہوئی ہیں اور اس میں تبدیلی ہوئی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ میرا ذاتی معاملہ نہیں، بلکہ پورے پنجاب کا ہے اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس میں حرج کی کیا بات ہے؟

جناب چیئرمین، کمیٹیاں تو بنتی رہتی ہیں اور یہ لمبا ہو جائے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! محکمہ مال کی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں نئی کمیٹی کا نہیں کہہ رہا۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب! انھوں نے جو نکتہ اٹھایا ہے آپ اسے حل کریں۔

وزیر مال، جناب والا! ظاہر ہے کہ وہ لگ چکے ہیں اور آمدن بھی ہو چکی ہے۔ لیکن میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ justification ہو گی اور ہم ہدایات جاری کریں گے کہ آئندہ سالوں میں جو بنیں گے اس میں تاجران کے نمائندوں سے negotiation کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ justify ہو۔

جناب چیئرمین، جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا اگلا سوال!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میرے اس سوال کو بھی گول کر دیا گیا ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جو سارا ہو چکا ہے اس کے بارے میں انھوں نے کیا کیا ہے؟ چلو اگلے کے بارے میں تو لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، آپ ضمنی سوال تو پوچھ نہیں رہے، اس لیے آپ اسے تحریک التوائے کار کے ذریعے لائیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، میں تو ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں اور میں نے ابھی ضمنی سوال پوچھا تھا کہ کمیٹی کے سپرد کرنے پر انھیں کیا اعتراض ہے؟

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تو یہ سوال ویسے ہی ختم ہو گیا ہے۔ دوسرا اس کے باوجود میرے دوست بار بار ایک چیز پر زور دے رہے ہیں کہ خسارہ ہوا ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ خسارہ نہیں ہوا۔ چار مہینے کی بعد میں آمدن بڑھی اور overall 31 مارچ تک ہماری آمدن میں 39 کروڑ روپے کی زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ خسارہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب! آپ کا اگلا سوال ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ سوال 2019 ہے لیکن لکھا ہوا ہے کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر مال، ویسے تو یہ آسان تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا لیکن جواب آیا تھا اور میں اس جواب سے مطمئن نہیں تھا' اس لیے پرنٹ بھی نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس کے باوجود اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ان کو مطمئن کر سکتا ہوں' چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ساری چیزیں میرے علم میں ہیں اور اگر یہ pend کروانا چاہتے ہیں تو pend کر دیں۔

جناب چیئرمین، یہ سوال pend کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 2171

ضلع سیالکوٹ میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے اقدامات

*2171۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل کتنے پٹوار سرکل ہیں' ان میں کتنے پٹواری' گرداور اور قانون گو ہیں۔ تفصیل تحصیل وار بتائی جائے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ کی ہر تحصیل میں کتنے پٹواری' کب سے تعینات ہیں۔ ان کے پتہ جات اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے نیز ابھی تک ہر تحصیل میں پٹواریوں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

جناب چیئرمین، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 309 پٹوار سرکل ہیں۔ ان میں 236 پٹواری اور 24 قانون گو / گرد اور ہیں جن کی تفصیل تحصیل وائز مندرجہ ذیل ہے،

نام تحصیل	کل پٹوار سرکل	موجودہ پٹواری	کل قانون گوئی سرکل	دفتر قانون گوئی
سیالکوٹ	105	74	7	1
ڈسکہ	104	91	7	1
پسرور	100	71	7	1
میزان	309	236	21	3

(ب) ضلع سیالکوٹ میں پٹواریوں کی تحصیل وار تعیناتی اور خالی اسامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

نام تحصیل	پٹواریوں کی تعیناتی تعداد	خالی اسامیاں
سیالکوٹ	74	31
ڈسکہ	91	13
پسرور	71	29
میزان	236	73

اس وقت ضلع سیالکوٹ میں کل 236 پٹواری تعینات ہیں اور 73 اسامیاں خالی ہیں۔ جن کے عرصہ تعیناتی اور پتہ جات جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ خالی اسامیاں گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق پر ہو سکیں گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے کل پٹواریوں کی تعداد 236 ہے اور ابھی تک 73 اسامیاں خالی پڑی ہیں جن سے زمینداروں کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے تو وزیر صاحب بتائیں کہ حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال، ان شاء اللہ ہم بہت جلد یہ اسامیاں پر کر رہے ہیں۔ صرف ان کو transparent رکھنے کے لیے تجاویز منگوائی ہیں، فیلڈ سے بھی اور کمشنر سے بھی تجاویز منگوا لی ہیں، چونکہ ریکروٹمنٹ کرنی ہے اور حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے کہ میرٹ پر کیا جائے، اس لیے دیر ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ دو تین ہفتوں میں کر رہے ہیں کیونکہ بھرتیوں پر پابندی بھی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، کیا دو تین ہفتوں میں یہ تعیناتیاں ہو جائیں گی؟

جناب چیئرمین، process شروع ہو جائے گا۔

ہو جائیں گی؟

وزیر مال، میں نے یہی کہا ہے کہ چونکہ overall پنجاب میں بھرتیوں پر پابندی ہے۔ عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اسے already کر رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیجی تھی اور اس کا طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ پر ہی چھوڑتا ہوں انسان کے بس میں تو کوئی نہیں۔ لیکن بہت جلد کریں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ---

جناب چیئرمین، آپ کا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جی ہاں دوسرا ضمنی سوال ہے۔ وہ تو میں مان گیا ہوں کہ جب ان شاء اللہ تعالیٰ کا لفظ آتا ہے تو پھر جتنا مرضی اسے لمبا کر لیں۔ ان شاء اللہ میں ہمارا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں معذرت کے ساتھ اپنے دوست سے کہوں گا اور میں اللہ سے ڈر کر اپنے دل سے ہی کہتا ہوں کہ یہ ہماری عادت بن گئی ہے' حالانکہ اب کہنا ہی اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر ہوتا ہے کہ جہاں ان شاء اللہ کہا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ٹرخا رہا ہے۔ حالانکہ مسلمان کو ان شاء اللہ کہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہونا چاہیے اور میں نے اپنے دل اور ایمان سے کہا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں نے ان شاء اللہ کے لفظ پر اعتراض نہیں کیا۔ میں بھی بطور مسلمان بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پہلے یہ کہہ دیا کہ دو تین ہفتوں میں یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی۔ میں تو بات کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ جب آپ نے کہا کہ دو تین ہفتے میں یہ ہو جائے گا تو میں نے یقین دہانی مانگی تھی کہ واقعی ہو جائے گا؟ تو پھر آپ نے ان شاء اللہ کی بات کی۔

جناب چیئرمین، اب آپ اگلا سوال کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک پٹواری ایک حلقہ میں کتنا عرصہ رہ سکتا ہے؟

وزیر مال، جناب والا! جو پریکٹس چل رہی ہے اور اگر صحیح بات پوچھیں تو وہ ساری عمر رہ سکتا ہے۔ لیکن رولز کے تحت وہ تین سال تک رہ سکتے ہیں۔ لیکن عام طور پر چلتے ہیں اور درمیان میں tenure break ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت بھی دیکھنی چاہیے کہ دو دن بھی نہیں رہتا اور جن factors کی وجہ سے نہیں رہتا وہ بھی ہمیں مد نظر رکھنا چاہیے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! ہم نے یہاں پر rules and regulations کی بات کرنی ہے۔ دنوں یا سالوں کی بات نہیں کرنی۔ میں نے پوچھا ہے کہ قانون کے مطابق اسے کتنی دیر رہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، تین سال رہنا چاہیے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں تین چار پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ سیریل نمبر 16 ,17 ,39 ,83 ان کو ایک ہی مقام پر تین تین سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور بعض ایک اور چھ چھ ماہ کے ہیں۔ تو جن کا ایک ہی جگہ پر تین سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کیوں نہیں کیا جا رہا؟

وزیر مال، جناب والا! اس میں جو overall practice ہے میں نے وہ بتائی تھی۔ یہ تحصیل کیڈر کی پوسٹ ہے۔ ایک چھوٹا حلقہ ہے اور اس میں ایک چیز سامنے ہے کہ پہلے وہاں پٹواریوں کی کمی ہے۔ پہلے ہی 73 حلقے خالی پڑے ہیں تو یہ بھی مجبوری ہو جاتی ہے اور جن کا تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اسے اس وجہ سے بھی relaxation ہو جاتی ہے۔ مقامی لوگ ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک تحصیل میں دور دراز کی بجائے اسے یہ سہولت ہے۔ کمی کی وجہ سے بھی ایسا ہو جاتا ہے جیسے یہاں پر پہلے ہی 73 حلقے خالی پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین، کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! ہمارے وہ لوگ جو پٹوار کا کورس پاس کر چکے ہیں اور ہمارے پاس سیٹیں بھی خالی ہیں۔ وہ اس وقت اے سی یا کلکٹر کو درخواستیں دے رہے ہیں وہ بھی اس وقت consider کی جائیں گی یا جب آپ دوبارہ اشتہار دیں گے تو اس وقت ان کو دوبارہ درخواستیں دینا پڑیں گی اور اس وقت consider کی جائیں گی۔ جنہوں نے پہلے درخواستیں دی ہیں ان کو میرٹ پر پہلے consider کیا جائے گا؟

وزیر مال، میں آپ کی اجازت سے ان کا جواب بھی دوں گا اور ہمارے محکمے نے پٹوار کے امتحان میں جو کارکردگی دکھائی اس کا بھی ایک منٹ ذکر کروں گا۔ پہلے تو میں معزز رکن کا جواب دینا ضروری سمجھوں گا۔ اصول تو یہی ہوتا ہے کہ جب درخواستیں مانگی جاتی ہیں تو اس سے پہلے اشتہار دیا جاتا ہے اور اشتہار کے بعد جو درخواستیں consider کی جاتی ہیں ان امیدواروں کو کالیں بھیجی جاتی ہیں۔ اصول یہی ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ کافی دیر سے زیر غور ہے اور لوگ کافی دیر سے فارغ پھر رہے ہیں۔ اگر کوئی ایسی درخواست آتی ہے تو ہم یہ ہدایت کر سکتے ہیں کہ وہ ریکارڈ کو maintain کریں اس کے بعد جو criteria بنے جو پالیسی بنے' اسی پالیسی کے مطابق جو میرٹ ہو۔ اگر وہ میرٹ پر پورا اترتے ہیں تو ان کی درخواستیں بھی consider کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے محکمے میں پچھلے سال جو بے قاعدگیاں ہوئی تھیں اور جس انداز میں لوگوں کو داخلے دیے گئے تھے۔ پنجاب بھر میں آٹھ سکول تھے ان میں 1600 سیٹیں تھیں لیکن سیاسی مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے پچھلی حکومت نے 1600 سیٹوں کی بجائے 8 ہزار سیٹیں کر دیں۔ آپ خود اندازہ کریں جہاں ایک ٹیچر تھا اور ایک کمرہ تھا' جہاں دو سو طالب علم ہونے چاہییں وہاں پر ایک ہزار طالب علموں کو ایڈمشن دیا گیا۔ ان بے ضابطگیوں کے لیے میں نے ایک کمیٹی بنائی۔ اس میں عبدالستار ایم پی اے اور میاں عمران مسعود ایم پی اے شامل تھے جس میں ہم نے ان کے داخلوں کی سکروٹنی کی۔ تین پرنسپلوں کو میں نے معطل کیا اور آج بھی وہ معطل ہیں جنھوں نے بے ضابطگیاں کی تھیں۔ پھر ان پیپروں کی چیکنگ میں ہم نے سخت مارکنگ کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے سٹیٹمنٹ بھی دی تھی کہ اس عمل کو شفاف بنایا گیا ہے۔ بوئی مافیا اور سفارش کے خاتمے کے لیے وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے تحت میرٹ کو مد نظر رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 8 ہزار امیدواروں میں سے صرف 2 ہزار امیدوار امتحان پاس کر سکے۔ اس کے علاوہ دفاتر میں جو بے ضابطگیاں ہوئیں اس کی بھی انکوائری کروائی۔ 26 امیدوار ایسے تھے جن کو غلط طریقے سے پاس کیا گیا۔ ان کو نہ صرف فیل کیا گیا' بلکہ ذمہ دار عناصر کو بھی معطل کیا گیا اور ان کے خلاف انٹی کرپشن میں پرچے بھی کروائے گئے۔ اس کے بعد ضمنی امتحان میں نے خود چیک کیا اور آپ نے اخبارات میں بھی پڑھا ہو گا کہ ڈی ایل آر نے میں نے اور اسسٹنٹ کمشنروں کو ڈپٹی کمشنروں کو بھی depute کیا۔ متعدد امیدوار جو بوئی مافیا میں ملوث

تھے ان کو بھی جیل میں ڈالا گیا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مال، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تو پہلے ہی بول رہا ہوں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب بھی ہماری یہی پالیسی ہے اور میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم نے اتنی محنت کی ہے تو ان امیدواروں کو بھی ان کا حق دلوا کر رہیں گے۔ سب کچھ میرٹ پر ہوگا اور اس کے لیے ہم ایک کمیٹی بنا رہے ہیں ابھی میں ایوان کے فلور پر یہ commit نہیں کر رہا لیکن چونکہ معاملہ ابھی زیر غور ہے تو اس میں ہم کوشش کریں گے کہ اس کو شفاف بنانے کے لیے عوامی نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے۔

حاجی عمر فاروق ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ابھی کافی سوالات باقی ہیں میں گزارش کروں گا اپنے دوستوں سے بھی اور وزیر صاحب سے بھی کہ وقت کی کمی کو مدنظر رکھیں۔

جناب چیئرمین، آپ بجا فرما رہے ہیں۔ آگے چلتے ہیں ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا ایک نہایت ہی اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں نے سوال کچھ کیا ہے جواب کچھ دیا گیا ہے۔ خیر متعلقہ جواب دے دیا گیا ہے۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ جن لڑکوں نے اس دفعہ ہماری گورنمنٹ میں ہی۔۔۔۔

جناب چیئرمین، انھوں نے تفصیل سے جواب دے دیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں نے یہی کہا تھا کہ رولز کے مطابق مشتہر کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2183

ضلع خانیوال محکمہ مال میں افراد کی بھرتی

*2183۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے آج تک محکمہ مال ضلع خانیوال میں کتنے افراد کو کس کس عہدے اور

گریڈ میں بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، پتہ جات اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا ان کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اگر میرٹ پر کیا گیا تو میرٹ کا کیا طریقہ کار تھا۔ میرٹ بنانے والے افسران و اہل کاران کے نام مع میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ اگر ان کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا تو ان کی وجوہات کیا ہیں، نیز ان کو بغیر قواعد و ضوابط کے بھرتی کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

(ج) ان میں کتنے افراد کو رولز میں ترمیم کر کے بھرتی کیا گیا اور کتنے افراد کس کس کیٹیگری پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) سال 993ء سے آج تک ضلع خانیوال میں کل 72 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ جن کی مکمل تفصیل جھنڈی "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ لسٹ گورنمنٹ کی ہدایات اور بھرتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کی گئیں اور تمام افراد کو بمطابق قواعد و ضوابط بھرتی کیا گیا۔ میرٹ لسٹ بنانے والے افسران و اہل کاران کے ناموں کی فہرست جھنڈی "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام افراد میں سے کسی فرد کو بھی رولز میں ترمیم کر کے یا سفارش پر بھرتی نہ کیا گیا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! انھوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ ضلع خانیوال میں 1993ء سے 1996ء تک 72 امیدوار میرٹ پر آئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ 19-3-1995 کو جو بھرتی ہوئی اس میں انھوں نے جو آدمی رکھے کیا وہ بھی میرٹ پر رکھے گئے تھے۔ ڈی سی خانیوال کی سربراہی میں جو کمیٹی 19-3-1995 میں بنی اور جو لوگ بھرتی کیے وہ بھی میرٹ پر بھرتی کیے گئے؟

وزیر مال: میں نے اوپر اس کا جواب دیا ہے، چونکہ اس میں انھوں نے کوئی خاص سال mention نہیں کیا لیکن ہم نے جواب میں تاریخ بھی mention کر دی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ 1993ء سے آج تک اور میرے خیال میں 1995ء اسی میں شامل ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! پالیسی میں یہ بڑا واضح ہے گورنمنٹ نے 20 فی صد کوٹہ ان لوگوں کا رکھا تھا جو کہ گریڈ ایک سے پانچ میں ملازم ہیں اور ان کے بیٹوں کو لیا جانا تھا۔ 19-3-95 کو جو بھرتی ہوئی ہے اس میں کون سا ایسا امیدوار رکھا گیا تھا جو کہ گریڈ ایک سے پانچ تک کے کسی ریٹائرڈ ملازم کا بیٹا ہو اس کا نام بتائیں۔

وزیر مال، انھوں نے جو سوال کیا ہے میں نے ان کے سوال کے مطابق جواب دیا ہے۔ سوال میں انھوں نے پوچھا ہے کہ رولز relax کیے گئے ہیں' میں نے کہا' نہیں رولز relax نہیں کیے گئے۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ میرٹ پر رکھا ہے' میں نے کہا میرٹ پر رکھا ہے۔ میرا تو یہی جواب ہے کہ جو میرٹ تھا اس کے مطابق ہوا ہے۔ اب یہ کسی ایک امیدوار کا پوچھیں کہ وہ کس کا بیٹا تھا اس بات کا اس وقت تو میں جواب نہیں دے سکتا۔ یہ کسی کا نام بتا دیں میں محکمے سے معلوم کر کے ان کو بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب وہ بتا تو رہے ہیں کہ میرٹ پر بھرتی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! میں اگلا سوال کرتا ہوں۔ اس وقت پالیسی غلط بنائی گئی تھی' اب وزیر صاحب اس کو protect کر رہے ہیں' جو ان کی مرضی ہے کریں۔ میں تو یہ پوائنٹ آؤٹ کر رہا تھا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں غلط طریقے سے تقرریاں ہوئیں۔ اسی سلسلے میں میں نے ان سے سوال بھی کیا ہے۔ جناب والا! اب میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ پٹواری تحصیل کیڈر کا ہے۔ وہاں پر ڈی سی صاحب اس کی تقرری کر رہے ہیں۔ حالانکہ پٹواری کی تقرری کا مجاز تو اے سی ہوتا ہے۔ کیا یہ بھی پالیسی کے مطابق ہے؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے خود کہا ہے کہ تحصیل کیڈر کی پوسٹ ہے اور اس پوسٹ کی تقرری کا مجاز اے سی ہی ہوتا ہے۔ میں تو خود اس سے متفق ہوں۔ لیکن بعض اوقات کوئی طریقہ کار adopt کر لیا جاتا ہے جس طرح ہم کر رہے ہیں۔ اگر پالیسی اوپر سے فریم ہو کر چلی جائے' اگر ڈی سی کو اختیار دے دیا جائے تو تقرری کا مجاز چاہے اے اسی ہو لیکن انٹرویو کرنا یا اس کمیٹی میں بیٹھنا headed by D C یہ پالیسی ہو گی۔ لیکن جو کچھ بھی ہوا میرٹ کے مطابق ہوا۔ جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے غلط میرٹ بنایا۔ ظاہر ہے حکومت کی جو پالیسی فریم ہوتی ہے اس کے مطابق کام کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میں next یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اشتہار دیا' اس میں 260 درخواست گزار ہیں اور انٹرویو کے لیے صرف پچاس ساٹھ امیدوار آتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا یہ بھی میرٹ ہے؟ آج ایک پوسٹ ہو تو دو ہزار امیدواروں کی درخواستیں آ جاتی ہیں اور انٹرویو کے لیے بھی وہ لازمی حاضر ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ بھی پالیسی ہے کہ انٹرویو کے لیے کسی کو بلایا ہی نہ جائے جتنی درخواستیں ہوں۔ ان سب کو نہ بلایا جائے۔

وزیر مال: یہ آپ خود ہی سوچ لیں کہ امیدواروں کو پکڑ کر تو نہیں لایا جا سکتا۔ اگر اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے' پچاس آئیں اور باقی کہاں گئے یہ تو کوئی سوال نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: اچھا' اس کے لیے کوئی کمیٹی بنائیں گے ---

جناب چیئرمین: شاہ صاحب آپ اس دور کی بات چھوڑیں اس میں تو بادشاہ لوگ تھے۔ آپ آج کے دور کی بات کریں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! اس کا حل تو یہ ہے کہ جو پوسٹیں اس زمانے میں پر ہوئی تھیں ---

جناب چیئرمین: اب ان کے لیے اس دور کو defend کرنا بہت مشکل ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر موصوف اس کی سکروٹنی کے لیے کچھ انتظامات کریں گے؟

وزیر مال: دیکھیں میں ڈاکٹر صاحب سے متفق ہوں اگر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے یہ اس کی نشان دہی کریں۔ ان شاء اللہ قانون کے مطابق کارروائی کریں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! نشان دہی تو میں کر رہا ہوں۔

وزیر مال: اگر یہ کوئی specific کیس بتائیں کہ فلاں بندے کو ذی میرٹ کرکے کیا گیا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں انکوائری بھی کرواؤں گا اور قانون کے مطابق کارروائی کروں گا۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب آپ باقاعدہ لکھ کر دیں اور پوائنٹ آؤٹ کریں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں۔ 19-3-95 کو جو خانیوال میں ڈپٹی کمشنر خانیوال کی سرکردگی میں بھرتی کی گئی' اس میں قواعد و ضوابط کو observe نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ اس کی انکوائری کرالیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: یہ 19-3-95 کی بھرتی کو secrutinize کرائیں۔

جناب چیئرمین، 1995ء کی بھرتی کو آپ secrutinize کرلیں۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان۔

سید مسعود عالم شاہ، سوال نمبر 2336 (معزز رکن اسمبلی نے جناب سعید اکبر خان کے ایماء پر درفت کیا)

بیٹ کے علاقوں کی مربع بندی

*2336 **جناب سعید اکبر خان،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ موجودہ مالی سال کے دوران بیٹ کے علاقوں کے لیے کچھ اضلاع میں مربع بندی کرنے اور پتھر نصب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے ستلج کی وجہ سے ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور کا کافی علاقہ بیٹ میں شامل ہے۔

(ج) کیا حکومت موجودہ مالی سال کی مربع بندی اور پتھر نصب کرنے کے پروگرام میں تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے بیٹ کے علاقوں کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے بیٹ دریائے راوی اور ستلج کے علاقہ جات میں مربع بندی کے پتھر موجود ہیں اور مزید تنصیب کا کام بوقت بندوبست کیا جائے گا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ دریائے راوی اور ستلج کے علاقہ جات کے کافی دیہات بیٹ میں شامل ہیں اور ستلج کا علاقہ بیٹ کے 101 دیہات برقبہ 11 لاکھ 2 ہزار 443 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ج) تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے علاقہ بیٹ کے چکوک (دیہات) میں مربع بندی کے زیادہ تر پتھر موجود ہیں اور مزید تنصیب پتھر بوقت بندوبست کیے جائیں گے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میری اطلاع کے مطابق بیٹ کے دریائی علاقے میں کہیں پتھر نصب نہیں ہیں۔ بلکہ وہاں کے جو ملحقہ علاقے ہیں نہری آب پاشی کی زمینیں ہیں۔ وہاں کے پتھروں کی مدد سے ان کے dimensions بیٹ کے علاقے میں لیے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

وزیر مال، میں نے تو جواب دیا ہے۔ اگر یہ کہیں تو میں اس کا پتھر بندی کا طریقہ کار بتا سکتا ہوں۔ اس کا ٹائم بھی بتا سکتا ہوں۔ پاکستان بننے سے پہلے بھی اس میں کافی دیہات کی چک بندی / بندوبست کا کام ہوا تھا۔ اوکاڑہ کی میں تاریخ بھی بتا سکتا ہوں۔

سید مسعود عالم شاہ، میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جہاں یہ سوال ہے کہ بیٹ کے علاقوں کے لیے کچھ اضلاع میں مربع بندی کرنے اور پتھر نصب کرنے کا ارادہ۔ تو پتھر ہیں ہی نہیں۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے بیٹ دریائے راوی اور ستلج کے علاقہ جات میں مربع بندی کے پتھر موجود ہیں۔ جناب والا! مجھے "موجود" ہیں سے اختلاف ہے۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ موجود ہوں گے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ موجود ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ بیٹ کے علاقے میں عنقریب مربع بندی کے پتھر نصب کر دیں گے؟

وزیر مال، پہلے تو میں یہ بتاؤں کہ پھر کل کو یہ کہیں گے کہ کب تک کر رہے ہیں۔ میں بطور ڈیپارٹمنٹ انچارج کے بات کر رہا ہوں۔ یہ میں ابھی commit کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ کب تک کر دیے جائیں گے؛ کیونکہ اس میں کافی پیسہ involve ہوتا ہے۔ اگرچہ 25 سال کے بعد اس کا بندوبست ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ آپ حکومت کے مالی حالات کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور ابھی تک ایسے علاقے ہیں جہاں pre partition بندوبست ہوا ہے' دوبارہ نہیں ہوا۔ بلکہ اوکاڑہ کا تو یہ ہے کہ 1952 میں بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی حکومت کی ترجیحات بہت ساری ہیں۔ اس میں کافی پیسہ involve ہوتا ہے' اس لیے میں کوئی commitment نہیں کر سکتا۔ کہ جناب کب ہوگا اور کب نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال جناب سعید اکبر خان۔

سید مسعود عالم شاہ، سوال نمبر 2548 (معزز رکن نے جناب سپیکر کے ایماء پر دریافت کیا)

پٹواریوں کی خالی اسامیاں پر کرنے کے اقدامات

*2548۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل سرائے عالمگیر ضلع گجرات کے حلقہ ہائے پٹوار کی تعداد 23 ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل سرائے عالمگیر میں موجودہ تعینات پٹواریوں کی کل تعداد 13 ہے اور باقی 10 حلقہ ہائے پٹوار کی اسامیاں گزشتہ دو سال سے خالی پڑی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک پٹواری کو تین تین حلقہ ہائے پٹوار کا اضافی چارج گزشتہ دو سالوں سے دیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے پٹواری کئی کئی ہفتے کسی حلقہ میں نہیں جاتے اور اس وجہ سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل سرائے عالمگیر میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں پر بھرتی کر کے عوام کو درپیش مشکلات کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ ملحقہ پٹواریان کو خالی پٹوار حلقہ جات کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ لہذا ملحقہ پٹواریان کے پاس اضافی چارج ہونے کی وجہ سے عوام کی وقتی مشکلات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(د) اس وقت حکومت پنجاب کی طرف سے صوبائی محکموں میں نئی بھرتی پر بدستور پابندی عائد ہے۔ جونہی پابندی اٹھائی گئی پٹواریان کی خالی اسامیاں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ جو پٹواریوں کے خالی علاقے ہیں وہ اندازاً کب تک پر کر دیے جائیں گے جس میں ایڈیشنل چارج دیے گئے ہیں؟

جناب چیئرمین، جی منسٹر صاحب! انھوں جایا ہے کہ جونہی پابندی اٹھائی گئی پٹواریوں کی خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔ جواب تو دے دیا گیا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! اس پر بڑی بحث ہو چکی ہے جس طرح کا وہ پٹواریوں کا سوال تھا۔ میں نے تو

کہا ہے کہ پالیسی بن رہی ہے۔جب پالیسی فریم ہو جائے گی تو یہ کام بھی ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ الحاج مولوی محمد غیاث الدین۔

ضلع نارووال میں پٹواری، گرداور کے عہدہ پر میرٹ پر ترقی دینے کے اقدامات

*2578 الحاج مولانا محمد غیاث الدین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا ڈویژن گوجرانوالہ بالخصوص ضلع نارووال میں پٹواری گرداور کے عہدہ پر جو ترقیاں کی گئی ہیں وہ میرٹ کے مطابق ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میرٹ لسٹ جو ضلع نارووال کے لیے شائع کی گئی ہے اس میں سیریل نمبر 4-8-11-12-19-22-24 کو ترقی دی گئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیق کرنے اور سنیارٹی کا لحاظ رکھتے ہوئے ترقی دینے کا ارادہ رکھتی اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن بالخصوص ضلع نارووال میں پٹواری سے گرداور کے عہدے پر جو ترقیاں کی گئی ہیں وہ میرٹ کے مطابق ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلع نارووال میں شائع شدہ سنیارٹی لسٹ میں سے صرف سریل نمبر 4، 8، 11، 12، 19، 22، 24، 31، 32 پر درج شدہ پٹواریوں کو ترقی دی گئی ہے۔ کیونکہ سریل نمبر 1، 2، 3، 5، 6، 7، 9، 10، 13، تا 18، 20، 21، 23، 25 تا 30 کے پٹواریوں کا سروس ریکارڈ / اے۔سی۔آر نامکمل تھیں۔ جس کی بناء پر انہیں فی الحال ترقی نہیں دی گئی۔

(ج) جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے اور قانون کے مطابق ہے، جب ملتوی شدہ پٹواریوں کا سروس ریکارڈ / اے۔سی۔آر مکمل ہو جائیں گے تو انہیں مطابق قانون، میرٹ اور اپنی باری کے مطابق ترقی دے دی جائے گی۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، جناب والا! میرے سوال کے جز (ب) کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ سنیارٹی لسٹ میں جن کو نظر انداز کیا گیا ہے، اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان کا سروس ریکارڈ مکمل نہ تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سروس ریکارڈ کو مکمل کرنا افسران بالا کا

کام تھا۔ کیا یہ سیاسی اور اخلاقی جو رشوت ہے اس کو ہضم کرنے کی خاطر یہ سہارا نہیں لیا گیا کہ سروس ریکارڈ مکمل نہ تھا؟

وزیر مال: سروس ریکارڈ میں کئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔ ویسے بورڈ نے اور میں نے ہدایات بھی جاری کی ہیں کہ تمام افسران اے سی آرز جنوری کے مہینے میں مکمل کریں۔ لیکن عام طور پر ایسی پریکٹس نہیں ہوتی۔ لیکن اس میں سارا قصور افسران کا بھی ہم blame نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کی انکوائریاں pending ہوتی ہیں۔ وہ اپنی انکوائریوں کو linger on کرواتے رہتے ہیں بعض دفعہ ان کی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ پروموشن نہیں لینا چاہتے۔ یعنی یہ بھی ایک جگہ حقیقت ہے کیونکہ میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں دیکھا ہے کہ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی lucrative jobs ہوتی ہیں وہ پروموشن ہی forego کر دیتے ہیں اور اپنی اے سی آر ہی جان بوجھ کر غائب کر دیتے ہیں۔ اس لیے جب ریکارڈ ہی مکمل نہیں ہوگا تو ہم پروموشن کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، کوئی دوسرا ضمنی سوال؟

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، جناب والا! سنیارٹی لسٹ میں جن لوگوں کو نظر انداز کیا گیا ہے میرا ان سے رابطہ ہوا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم پروموشن لینا چاہتے ہیں اور جان بوجھ کر ہمارے سروس ریکارڈ کو پیچھے رکھا گیا ہے۔ اس لیے کہ جو حضرات ترقی دینے والے تھے ان کو مالی طور پر یا کوئی اخلاقی طور پر رشوت دی گئی ہے، تو انھوں نے یہ سہارا لیا ہے۔ انھوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ سنیارٹی لسٹ میں نمبر 4,8,11,12 ان کو ترقی دی گئی ہے۔ 1,2,3 کو چھوڑ دیا پھر آگے 7,6 کو چھوڑ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا بوگس ریکارڈ ہے۔ اور یہ باقاعدہ طور پر سیاسی یا اخلاقی رشوت استعمال ہوئی ہے۔ وہ بے چارے جن کو نظر انداز کیا گیا ان کا کیا قصور ہے؟

جناب چیئرمین، آپ یہ پوائنٹ آؤٹ کریں کہ جن کو ترقی دی گئی ہے۔ کیا ان کا سروس ریکارڈ یا اے سی آر نامکمل تھی؟ اگر اس کے باوجود ان کو ترقی دی گئی ہے تو پھر منسٹر ریونیو آپ کی بات ماننے کے لیے تیار ہیں۔

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، جناب والا! یہ سروس ریکارڈ مکمل کرنا افسران بالا کا کام ہے نہ کہ صرف پٹواری کا اپنا کام ہے۔ اپنا ہوتا تو سروس ریکارڈ مکمل کر لیتے۔ یہ افسران بالا نے جو ان کا ریکارڈ

مکمل نہیں کیا اس میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بدنیتی ہے۔ اور جن کو انھوں نے یہ ترقی دینی تھی ان کا ریکارڈ مکمل کر لیا اور جن کو ترقی نہیں دینی تھی ان کا ریکارڈ مکمل نہیں کیا۔

جناب چیئرمین، افسر بدلتے رہتے ہیں انھوں نے وجوہات بتا دی ہیں۔۔

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، آگے میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف ان کی اے سی آر کب تک مکمل کر لیں گے؟

جناب چیئرمین، یہ بتائیں۔

وزیر مال، میں تو اس چیز کا جواب دے سکتا ہوں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اگر ان کی اے سی آر مکمل ہو گی اور اسامی ہو گی ظاہر ہے ہر چیز کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس طریقہ کار کے مطابق ہم ان کو promote کریں گے۔ جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ جن کی اے سی آر مکمل نہیں تھی اور وہ اس criteria کو fulfil نہیں کرتے تھے۔ یہ پوائنٹ آؤٹ کریں ہم ایکشن لیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ راجہ محمد جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 2599

کنٹین کا قبضہ واپس لینے اور اس کی ملحقہ اراضی کو واگزار کرانے کے اقدامات

*2599۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گیارہ (11) ایجرٹن روڈ پر سیٹلمنٹ کا دفتر تھا اور اس کے اندر جو کنٹین تھی اس کا ٹھیکہ عمر دین نامی آدمی کو دیا گیا تھا۔

(ب) اس کنٹین کا ٹھیکہ عمر دین کو کتنے عرصہ کے لیے دیا گیا تھا اور یہ ٹھیکیدار کتنے عرصہ سے اس کنٹین کو چلا رہا ہے۔ اور حکومت نے اس ٹھیکیدار سے کنٹین کا سالانہ کتنا ٹھیکہ وصول کیا ہے اور اگر ٹھیکہ کی رقم وصول نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عمر دین ٹھیکیدار نے کنٹین سے ملحقہ اراضی محکمہ کے اہل کاران اور افسران کی ملی بھگت سے فروخت کرنا شروع کر دی ہے اور اس اراضی پر کنٹین ختم کر کے کافی عرصہ سے رہائش قائم کر لی ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کنٹین کا قبضہ لینے اور جعل سازی

سے فروخت کردہ اراضی واگزار کروانے اور محکمہ کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے کہ 11۔ ایجرٹن روڈ پر محکمہ سیٹلمنٹ کا دفتر تھا جو 30 ستمبر 1984ء کو ختم ہو گیا۔ اب یہ جگہ اور عمارت P.W.D سنٹرل گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔

(ب) بورڈ آف ریونیو / سیٹلمنٹ ونگ کا تعلق نہ ہے۔

(ج) بورڈ آف ریونیو / سیٹلمنٹ ونگ کے افسران / عملہ کی ملی بھگت نہ ہے۔ تمام جگہ بمع عمارت سنٹرل گورنمنٹ P.W.D کی ملکیت ہے۔

(د) ایضاً۔

جناب چیئرمین، راجا صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ جو سوال کیا گیا تھا اس کے مطابق جواب نہیں آیا۔ بہرحال جو جواب آیا ہے میں اس کے حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میری اطلاع کے مطابق اس جگہ کی کنٹین کا ٹھیکہ عمر دین نامی آدمی کے پاس تھا جس نے کافی ساری جگہ ناجائز طور پہ فروخت کر دی ہے۔ تو وزیر موصوف اس سلسلے میں بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے؟

وزیر مال، جناب چیئرمین! ہم نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ یہ 1984ء سے پی اینڈ ڈبلیو کی ملکیت ہے۔ میں نے اس کا سارا ریکارڈ منگوایا ہے۔ راجا صاحب کہیں تو میرے علم میں اس کی جو تفصیل ہے وہ میں بتا دیتا ہوں' اس کے بعد آپ چاہیں تو ضمنی سوال کر لیں۔ میرا اپنا مؤقف بھی یہ ہوتا ہے کہ عوام کے مسائل حل ہونے چاہییں اور ممبر صاحبان اسی لیے سوال کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمیں کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ملا جس کے تحت ہم کہیں کہ یہ کسی زمانے میں سیٹلمنٹ کا lessee تھا۔ 1984ء میں ہم نے یہ جگہ پی ڈبلیو ڈی کو دے دی تھی اور یہ معاملہ سپریم کورٹ میں چلا گیا۔ سپریم کورٹ میں پی ڈبلیو ڈی گئی ہے اگر ہم نے یہاں سے جان چھڑائی ہوتی تو میں ابھی کہہ سکتا تھا کہ یہ subjudice ہے۔ چونکہ ہم اس کو follow نہیں کر رہے تھے' نہ ہمارا اس

کے ساتھ کوئی تعلق ہے اب پتا چلا ہے کہ پی ڈبلیو ڈی کے حق میں یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ وزیر مال صاحب! بقیہ سوالات کے جوابات؟

وزیر مال، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرکاری رقبہ کی تفصیل

*2623۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ (پی۔پی 5) میں کل کتنا سرکاری رقبہ ہے' کتنا رقبہ لیز پر دیا گیا ہے اور کتنا حکومت کے پاس ہے۔

(ب) اس رقبے میں سے کوئی سرکاری یا مفاد عامہ کے کسی منصوبے کے لیے اراضی مختص کی گئی؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) حلقہ پی۔پی 5 تحصیل راولپنڈی میں کل سرکاری رقبہ 1960 کینال 11 مرلہ ہے۔ تمام رقبہ لیز پر دیا گیا تھا۔ لیز 57-1956ء کے بندوبست کے بعد تجدید نہ ہوئی اور معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ اس حلقہ میں کوئی سرکاری رقبہ نہ ہے۔

(ب) مذکورہ بالا رقبہ مجوزہ نیو اسلام آباد انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے لیے سول ایوی ایشن اتھارٹی کو درکار ہے۔

لاہور ڈویژن میں رجسٹری مد سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل

*2630۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 96-1995ء، 98-1997, 99-1998ء میں ہر سال لاہور ڈویژن میں رجسٹری فیس کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل بتائی جائے' نیز ہر سال رقم میں کتنا اضافہ ہوا۔ اگر آمدن میں کمی ہوئی۔ تو اس کی وجہ اور کم آمدن کے ذمہ داران کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) لاہور ڈویژن میں 1996/97 اور سال 1997/98ء میں کتنے مختار نامہ عام یا خاص جمع ہوئے یعنی رجسٹرڈ ہوئے اور ان کی علیحدہ علیحدہ آمدن بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 1999ء میں مختار نامہ جات خاص یا عام صرف خون کے رشتوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو آج تک کتنے مختار نامہ خاص یا عام لاہور ڈویژن رجسٹرڈ ہوئے اور حکومت کو آج تک کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) لاہور

1995-96	آمدن اشٹام ڈیوٹی	59,72,65,382
	آمدن رجسٹریشن فیس	2,30,25,260
	کل	62.02,90,642
1996-97ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	58,34,00,036
	آمدن رجسٹریشن فیس	2,54,71,894
	کل	60,88,71,930
1997-98ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	52,31,38,118
	آمدن رجسٹریشن فیس	3,33,96,246
	کل	55,65,34,364
جولائی 1998ء تا	آمدن اشٹام ڈیوٹی	31.02,04,318
جنوری 1999ء	آمدن رجسٹریشن فیس	2.05,15,121
	کل	33,07,19,439

شیخوپورہ

1995-96ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	6,63,74,114
	آمدن رجسٹریشن فیس	88,57,228
	کل	7,52,31,342
1996-97ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	7,79,84,506

	آمدن رجسٹریشن فیس	80,47,681
	کل	8,60,32,187
1997-98ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	8,21,34,740
	آمدن رجسٹریشن فیس	74,83,918
	کل	8,96,18,658
جولائی 1998ء تا	آمدن اشٹام ڈیوٹی	6,69,26,143
مارچ 1999ء	آمدن رجسٹریشن فیس	55,57,659
	کل	7,24,83,802

قصور

1995-96ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	4,32,04,004
	آمدن رجسٹریشن فیس	65,38,079
	کل	4,97,42,083
1996-97ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	3,58,90,199
	آمدن رجسٹریشن فیس	53,12,719
	کل	4,12,02,918
1997-98ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	4,52,11,751
	آمدن رجسٹریشن فیس	45,92,019
	کل	498,03,770
جولائی 1998ء تا	آمدن اشٹام ڈیوٹی	1,96,59,814
	آمدن رجسٹریشن فیس	32,66,362
	کل	2,29,26,176

اوکاڑہ

1995-96ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	2,82,53,203
	آمدن رجسٹریشن فیس	28,07,149
	کل	3,10,60,352

1996-97ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	2,83,80,100
	آمدن رجسٹریشن فیس	31,66,591
	کل	3,15,46,691
1997-98ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	2,71,60,577
	آمدن رجسٹریشن فیس	33,29,915
	کل	3,04,90,492
جولائی 1998ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	1,71,93,899
تا فروری 1999ء	آمدن رجسٹریشن فیس	19,96,758
	کل	1,91,90,657

لاہور ڈویژن

1995-96ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	73,50,96,703
	آمدن رجسٹریشن فیس	4,12,27,716
	کل	77,63,24,419
1996-97ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	72,56,54,841
	آمدن رجسٹریشن فیس	4,19,98,885
	کل آمدن	76,76,53,726
1997-98ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	67,76,45,186
	آمدن رجسٹریشن فیس	4,88,02,098
	کل آمدن	72,64,47,284
1998-99ء	آمدن اشٹام ڈیوٹی	39,87,87,033
جولائی تا فروری	آمدن رجسٹریشن فیس	3,13,35,900
	کل	43,01,22,933

مالی سال 1995-96ء کے بعد کے سالوں میں اشٹام ڈیوٹی اور رجسٹری فیس کی مد میں ہونے والی آمدن میں کمی واقع ہوئی ہے۔ آمدن میں کمی کی مجموعی اقتصادی صورت حال ہے اور یوں جائیداد کی خرید و فروخت کا کام کساد بازاری کی وجہ سے کم ہوا ہے۔

(ب)

	قسم دستاویز	تعداد	اسٹام ڈیوٹی	رجسٹریشن فیس	کل آمدن
لاہور	مختار نامہ عام	16821	16,82,100	4,20,425	21,02,525
1996-97ء	مختار نامہ خاص	3255	2,35,750	81,375	3,17,125
1997-98ء	مختار نامہ عام	17883	17,88,300	4,47,075	22,25,375
	مختار نامہ خاص	3101	2,71,250	77,525	2,48,775
شیخوپورہ	مختار نامہ عام	3503	3,50,300	1,11,957	4,62,257
1996-97ء	مختار نامہ خاص	189	16,150	6,735	22,885
1997-98ء	مختار نامہ عام	3124	2,09,100	99,626	3,08,726
	مختار نامہ خاص	131	11,000	5,954	16954
قصور 1996-97ء	مختار نامہ عام	1285	1,31,810	36,499	1,68,309
	مختار نامہ خاص	183	11,150	5,189	16,339
1997-98ء	مختار نامہ عام	1319	1,36,500	34,788	1,71,288
	مختار نامہ خاص	144	8,850	3,712	12,562
اوکاڑہ 1996-97ء	مختار نامہ عام	1943	1,91,313	57,504	2,48,817
	مختار نامہ خاص	166	14,210	4621	18831
1997-98ء	مختار نامہ عام	2331	7,43,924	70,869	8,14,793
	مختار نامہ خاص	227	17,315	6181	23,493

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مختار نامہ خاص یا عام خون کے رشتوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔

صوبہ کے پٹوار خانہ میں ریٹ لسٹ آویزاں کرنے کے اقدامات

*2636۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے کسی بھی پٹوار خانہ میں ہبہ نامہ' انتقال نامہ' رجسٹری' تبادلہ نامہ' بیع نامہ' فرد جمع بندی' فرد انتقال کی لسٹ آویزاں نہ ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ریٹ لسٹ ہر پٹوار خانہ میں آویزاں کرنے اور آئندہ کیا لائحہ عمل اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) قواعد کے مطابق ہر پٹوار خانہ میں فرد ملکیت' رجسٹری' انتقالات وغیرہ کی منظور شدہ ریٹ لسٹ لگانا ضروری ہے۔ تاہم محکمہ مال کو اس طرح کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شکایت نہیں ہے۔ پھر بھی تمام کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ پٹوار خانوں میں ریٹ لسٹ آویزاں کرنے کو یقینی بنایا جائے۔

چک فیض آباد داخلی کھوے مرید میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ کے اقدامات

*2893۔چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء سے 1997ء تک سابق حکومت نے آبادی دیہہ اور پانچ مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ کی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک فیض آباد داخلی کھوے مرید تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں تقریباً 50 گھروں کو الاٹمنٹ لیٹرز اور اسناد جاری کی گئی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سابقہ حکومت کے الاٹ کیے گئے مالکانہ حقوق واپس لے لیے ہیں جس سے علاقہ کے عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں میں دوبارہ الاٹمنٹ کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چک فیض آباد داخلی کھوے مرید تحصیل دیپالپور میں انسٹھ (59) گھروں کو یہ 26 کینال حقوق ملکیت از آبادی دیہہ اندر لال لکیر کے الاٹمنٹ لیٹرز اور اسناد جاری کی گئی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ حکومت نے سابقہ حکومت کے الاٹ کیے گئے مالکانہ حقوق واپس نہ لیے ہیں' نہ ہی قابضین کو بے دخل کیا ہے۔ لہذا کسی بے چینی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(د) جن اشخاص کو الاٹمنٹ کی گئی تھی' وہ بدستور قابض و مالک ہیں۔ نئے سرے سے الاٹمنٹ کی ضرورت نہ ہے۔

سب تحصیل اعظم علی پور چٹھہ کی مستقل عمارت کی تعمیر کے لیے اقدامات

*2899۔چودھری شوکت حیات چٹھہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سب تحصیل آفس علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کا قیام کب عمل میں لایا گیا ہے اور اسکے قیام سے آج تک اس میں تعینات ہونے والے افسران کے نام اور عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ دفتر کے لیے مستقل عمارت کا بندوبست نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے عوام اور محکمہ مال کا عملہ شدید مشکلات سے دوچار ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا دفتر کے لیے رواں مالی سال میں فنڈز reappropriation کے ذریعے فراہم کر کے مستقل عمارت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کو مورخہ یکم جولائی 1994ء سے سب تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔ سب تحصیل کا عملہ صرف ایک نائب تحصیلدار' دو کلرکوں' نائب قاصد' چوکیدار پر مشتمل ہے۔ 1994ء سے 1999ء تک محکمہ مال کے مندرجہ ذیل افسر وہاں تعینات رہے ہیں۔

نام	عہدہ	تاریخ تعیناتی	تاریخ تبدیلی
رانا افتخار حسین	نائب تحصیلدار	1-7-1994	25-4-96
محمد یعقوب	۔ایضاً۔	1-5-96	5-1-97
محمود احمد بھٹی	۔ایضاً۔	7-1-97	20-10-97
رانا امجد محمود	۔ایضاً۔	1-11-97	1-9-98
رانا حبیب اللہ	۔ایضاً۔	10-9-98	تاحال

(ب) سب تحصیل کے لیے عمارت ابھی تعمیر نہیں ہوئی تاہم مارکیٹ کمیٹی علی پور چٹھہ کے دفتر میں سب تحصیل کا دفتر قائم ہے جہاں عوام کے جملہ امور بخوبی انجام دیئے جا رہے ہیں۔

(ج) موجودہ مالی سال 99-1998ء کے صرف 3 ماہ باقی ہیں اور reappropriation کر کے عمارت کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنا ممکن نہیں۔

چک 16۔ایٹ۔بی۔آر میں متاثرین اسلام آباد کو زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی منسوخی کی وجوہات

*2924۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 16۔ایٹ۔بی۔آر تحصیل میاں چنوں میں متاثرین اسلام آباد کو زرعی اراضی الاٹ کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو الاٹ کردہ اراضی کی تعداد مع مربع نمبر ایکڑ اور جن افراد کو الاٹ کی گئی تھی ان کے نام اور الاٹ کرنے والی اتھارٹی کا نام کیا تھا۔

(ب) یہ اراضی کتنے عرصہ تک الاٹیوں کے قبضے میں رہی اور ان کے نام سے الاٹمنٹ کب اور کن وجوہات کی بناء پر منسوخ کی گئی ہے۔

(ج) کیا اس اراضی کی الاٹمنٹ سے قبل اس بات کی تحقیقات کی گئی تھی کہ یہ اراضی مارکیٹ کمیٹی کی حدود میں واقع ہے۔ جس کی وجہ سے اب اس اراضی کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی اگر نہیں تو اس کے ذمہ داران کے نام کیا ہیں اور حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ چک 16۔ایٹ۔بی۔آر میں متاثرین اسلام آباد کو زمین الاٹ کی گئی تھی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام الاٹی	الاٹ کردہ اراضی	تعداد مع نمبران ایکڑ
		15 / 25، 15، 6، 5، 4، 3، 1/2، 1/1
1۔ مسمی اللہ دین ولد قطب دین	100 کینال 11 مرلہ	16 / 11، 5، 4-3 - 2، 1
2۔ مسمی محمد انور ولد سیف الملوک	100 کینال	25 / 25، 24، 23، 22، 20، 11، 10، 1
		26 / 25، 24، 23، 22، 20، 11، 6، 5

نام الاٹمنٹ اتھارٹی، خان زمان خان، کالونی اسسٹنٹ، کلکٹر ملتان، بحکم مورخہ 20-11-1966

(ب) یہ اراضی الاٹیاں کے قبضہ میں 24 سال 3 ماہ رہی اور ان کے نام الاٹمنٹ سال 1990ء میں رقبہ اندرون ممنوعہ میونسپل کمیٹی میاں چنوں ہونے کی بناء پر منسوخ کی گئی۔

(ج) اراضی مندرجہ بالا اسسٹنٹ ڈائرکٹر بحالیات متاثرین اسلام آباد سکیم کی سفارش پر الاٹ کی گئی۔ جس میں رقبہ مذکورہ بالا کے ممنوعہ حدود کے اندر ہونے کا ذکر نہ تھا۔ کالونی اسسٹنٹ نے رقبے کے ممنوعہ زون میں ہونے کے بارے میں تسلی کیے بغیر الاٹمنٹ کر دی۔

خان زمان خان سابقہ کالونی اسسٹنٹ / کلکٹر ملتان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ وفات پا

چکے ہیں۔ اس لیے کوئی کارروائی نہ ہو سکتی ہے۔

محکمہ مال کے ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*2930۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع منڈی بہاؤالدین میں گاؤں چوٹ دھیراں میں جناح آباد سکیم کے لیے 63 کنال 4 مرلے زمین خرید کی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ حکومت نے مربع نمبر 80 کھہ نمبر 70,6/1، 11، 15/1، 16، 17، 24/2، 25 کا خریدا اور انتقال نمبر 908 مورخہ 22-01-90 درج کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں محکمہ کے ملازمین کی ملی بھگت سے حکام بالا کو موقع پر جو رقبہ دکھایا گیا اس میں رد و بدل کر کے انتقال نمبر 907 مورخہ 22-1-90 کا حوالہ دے کر سیم زدہ رقبہ جو آباد کاری کے قابل نہ تھا' الاٹ کردیا گیا۔

(د) اگر جز(ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ حکومت نے مربع نمبر 54 کھہ نمبر 11، 20، 21، 22، مربع نمبر 55 کھہ نمبر 15، 16، 24/1، 25/1، مربع 80، کھہ نمبر 5/1، مربع نمبر 81 کھہ نمبر 1/1/1 خرید کیا۔ جس کا انتقال نمبر 907 درج ہو کر مورخہ 22-1-90 کو تصدیق ہوا۔ انتقال نمبر 908 مطابق نوٹیفکیشن حصول اراضی نہ تھا لہذا خارج کر دیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ انتقال نمبر 907 مطابق نوٹیفکیشن نمبری 858/LAC مورخہ 8-6-87 درست درج ہوا۔

(د) چونکہ کوئی بے ضابطگی نہ ہوئی ہے' لہذا کسی ملازم کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں جناح آبادیوں کی سکیم کے لیے خرید کردہ زمین کی تفصیل

*2934۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت نے ضلع منڈی بہاؤالدین میں جناح آبادیوں کی سکیم کے لیے کہاں کہاں اور

کتنی رقم سے جگہ خرید کی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جہاں پر ابھی تک آبادیاں قائم نہیں ہوئیں وہاں فروخت کرنے والے مالکان زمین کو استعمال کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مالکان کے خلاف کارروائی کرنے اور رقبہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) حکومت نے ضلع منڈی بہاؤالدین کے مواضعات بھکی، رسول، کوٹ شیر محمد، ڈھوک کاسب، جبیک، مرالہ، ہردوبوبیت، کھٹیالہ شیخاں، سیرے، چوٹ دھیراں، شمیاری، رکن، کھنانہ میں کل رقبہ تعدادی 551 کنال 8 مرلہ بعوض مبلغ 20,90,962.38 روپے برائے جناح آبادی سکیم خرید کیا ہے۔

(ب) صرف موضع چوٹ دھیراں میں سابقہ مالکان اراضی کاشت کر رہے تھے۔ جن سے مورخہ 2-4-99 کو ڈپٹی کمشنر منڈی بہاؤالدین نے قبضہ حاصل کر لیا ہے۔

(ج) موضع چوٹ دھیراں میں جو رقبہ حاصل کیا گیا ہے۔ اس پر کوئی آبادی قائم نہ ہے اور ناجائز کاشت کنندگان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے اشتہارات ناجائز کاشت مرتب کی جا رہی ہیں اور ان پر حسب ضابطہ تاوان عائد کیا جائے گا۔

متروکہ املاک کی آمدن کی تفصیل

*2943۔ چودھری شوکت حیات چٹھہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن کمیٹی علی پور چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں متروکہ املاک حکومت پاکستان (حال صوبائی حکومت پنجاب) کتنا ہے اور اس میں کتنا رقبہ سکنی اور کتنا رقبہ مزروعہ ہے۔

(ب) مذکورہ رقبہ کی تفصیل عکس شجرہ کے حساب سے کیا ہے اور یہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق کن افراد کے قبضہ میں ہے، تفصیل بتائی جائے۔

(ج) مذکورہ رقبہ کا کرایہ / ٹھیکہ کس حساب سے وصول کیا جاتا ہے اور اسے کس طریقے سے الاٹ کیا جاتا ہے اور سال وار کتنی آمدن ہوتی ہے، تفصیل بتائی جائے، نیز ارد گرد کے علاقوں

میں اس کی کیا شرح ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) ٹاؤن کمیٹی علی پور چٹھہ تحصیل وزیر آباد کا غذات مال میں موضع اکال گڑھ ہے جس میں متروکہ املاک ملکیت صوبائی حکومت رقبہ تعدادی 8-1159 کنال موجود ہے۔ جس میں 16-978 کنال مزروعہ ہے اور 12-180 کنال سکنی ہے۔

(ب) عکس شجرہ کے حساب سے یہ رقبہ مندرجہ بالا موضع میں مختلف جگہوں پر واقع ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ارشد محمود ولد محمد یعقوب رقبہ تعدادی 16 کنال، اصغر علی ولد بشیر احمد 19-3 کنال اظہرمحمود ولد اللہ دتہ 8 کنال، اللہ بخش وغیرہ پسران فتح دین 15-1 کنال، ساجد حسین ولد ریاض حسین 14-4 کنال، سمندرحسین ولد نور محمد 5-2 کنال، شہید ہارون ولد بہاول دین 8 کنال، طارق محمود ولد فتح محمد 123 کنال، دوست محمد ولد شاہ محمد 13 کنال، طیب رضا ولد فدا حسین نصف 1/2 ارشد خان وغیرہ پسران محمد یار نصف 3 کنال، عبدالمجید ولد محمد شفیع ایک کنال، عبدالستار ولد نور محمد 64 کنال، عبدالغفار ولد نور محمد 133-10 کنال، عنایت ولد کالو ایک کنال، عنایت اللہ ولد جمال دین 10-2 کنال، عنایت بیگم دختر عبدالرشید ایک کنال، محمد حسین ولد عبداللہ 4- 1 کنال، محمد رمضان ولد احمد دین 3-0 کنال، محمد سعید ولد خوشی محمد 16 مرلہ، محمد صدیق ولد محمد شفیع 3-1 کنال، محمد عنایت ولد محمد حسین 14 مرلے، محمد نواز ولد شاہ محمد 8-7 کنال، محمد نواز ولد فضل کریم 9-3 کنال، محمد یونس ولد محمد یوسف 16 مرلے، نصراللہ خان ولد خوشی محمد 8-4 کنال، نور محمد ولد فتح دین 6 مرلے، وقار احمد ولد منظور احمد 4-0 کنال، ظفراللہ خان ولد محمد حنیف ایک کنال، محمد اسلم وغیرہ پسران حسین محمد 14/33 حصہ سراج دین وغیرہ پسران حیات محمد 19/33 حصہ رقبہ تعدادی 13-4 کنال کل رقبہ 15-539 کنال، ناجائز قابضین باقی رقبہ تعدادی 13-619 کنال مقبوضہ صوبائی حکومت خالی پڑا ہے۔

(ج) مطابق ریکارڈ مال جھاڑ بندوبستی کرایہ یا ٹھیکہ کاشتہ رقبہ پر فصل کے حساب سے ناجائز قابضین سے وصول کرنا ہوتا ہے۔ جسے ناجائز قابضین شروع سے ادا نہ کر رہے ہیں اور اس طرح حکومت کو اس کی کوئی آمدن نہ ہو رہی ہے۔ نیز اردگرد کے علاقوں میں اس کی شرح بنائی

بحصہ سوئم ہے اور نقدی ٹھیکہ -/2000 روپے سے لے کر -/3200 روپے فی ایکڑ ہے۔

موضع بھیکے وال وحدت روڈ کے پٹوار خانہ کا ریکارڈ فراہم نہ کرنے کی وجوہات

*2982۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع "بھیکے وال وحدت روڈ" تحصیل و ضلع لاہور کے پٹوار خانہ کو "ریکارڈ" محکمہ مال کچہری چلنے سے اب تک دفتر جناب ڈپٹی کمشنر لاہور سے کن وجوہات کی بناء پر ارسال نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے تمام دفتر ہائے پٹوار کو ریکارڈ ارسال کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر ج(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو موضع بھیکے وال وحدت روڈ تحصیل وضلع لاہور کے پٹوار خانہ کا ریکارڈ روکنے کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے ذمہ دار افراد کے نام بتائے جائیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) محافظ خانہ ضلع لاہور کا سالم ریکارڈ مورخہ 12-1-98 کو بوجہ آتشزدگی جل کر خاکستر ہو گیا تھا چنانچہ مثنیٰ ریکارڈ تیار کرنے کے لیے کلکٹر ضلع کے حکم سے پٹواریوں کے بستہ جات ضلعی محافظ خانہ لاہور میں داخل کرائے جا کر مابعد ان کی فوٹو کاپیاں پٹواریوں کو فراہم کردی گئی تھیں۔ پٹوار خانہ بھیکے وال دو مواضعات بھیکے وال اور دھنہ سنگھ والا پر مشتمل ہے ان مواضعات کا تمام ریکارڈ ماسوائے مندرجہ ذیل ریکارڈ کے پٹواری حلقہ کو واپس کر دیا گیا تھا۔

1۔ رجسٹر حق داران زمین موضع بھیکے وال

2۔ رجسٹر انتقالات مشتمل بر انتقالات نمبر 935 تا 1131 موضع بھیکے وال

3۔ فیلڈ بک بندوبستی موضع بھیکے وال

4۔ رجسٹر حقداران زمین موضع دھنہ سنگھ والا

5۔ فیلڈ بک بندوبستی موضع دھنہ سنگھ والا

رجسٹر حقداران زمین بھیکے وال دریدہ بوسیدہ اور بارش کے پانی سے بھیگنے کی وجہ سے ناقابل خواندگی تھا اس لیے اس کی فوٹو سیٹ نقل پٹواری حلقہ کو فراہم نہ کی جاسکی۔باقی ریکارڈ سوآ فراہم نہ کیا جا سکا۔رجسٹر حق داران زمین موضع بھیکے وال از سر نو تیار کر لیا گیا ہے۔ رجسٹر حق داران زمین ضلعی ریکارڈ روم میں جمع ہو کر پرت پٹوار۔پٹواری حلقہ کو دے دیا گیا

ہے۔

باقی ریکارڈ کی فوٹو سٹیٹ نقول بھی پٹواری حلقہ کو فراہم کردی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں کل 361 مواضعات ہیں ان کے ریکارڈ کی فوٹو سٹیٹ نقول فراہم کرنے کے لیے کافی وقت اور محنت کی ضرورت تھی۔ریکارڈ قصداً نہ روکا گیا تھا تاہم فوٹو سٹیٹ ریکارڈ تیار کرنے کی ذمہ داری سابقہ پٹواری حلقہ شہزاد گل۔ شوکت علی گرداور اور انجم اشرف ریونیو افسر حلقہ کی تھی۔

صوبے میں بطور رجسٹرار کام کرنے والے افسران کی تفصیل

*3025۔میاں عبدالستار، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
اس وقت صوبہ میں کل کتنے تحصیل دار، میجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر بطور رجسٹرار کام کر رہے ہیں اور کہاں کہاں پر کام کر رہے ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

اس وقت صوبہ پنجاب میں 143 رجسٹریشن آفس ہیں۔ 10-4-1998 سے قبل تحصیلدار / نائب تحصیل دار سب رجسٹرار کا کام کرتے تھے۔ نوٹیفکیشن نمبری STE-40-98/659 مورخہ 10-4-1998 کے بعد ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بطور سب رجسٹرار کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ مال کے متعلقہ اہلکاران اور افسران کے خلاف کارروائی کے اقدامات

429۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریونیو آفیسر انتقال کی تصدیق کرنے سے زبانی انتقالات کے لیے پہلے اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں تمام سرکاری واجبات مکمل طور پر ادا کر دیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ طریق کار کے مطابق اس سلسلہ میں تمام سرکاری واجبات پہلے حاصل کر کے سرکاری خزانے میں جمع کراتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں کسی بے قاعدگی اور عدم ادائیگی کی صورت میں محکمہ مال کے متعلقہ اہلکاران کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے اور ان سے مطلوبہ رقم کی وصولی کے علاوہ تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسی ہی صورتحال کی وجہ سے سال 1991ء میں ہونے والے موضع پوراں ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور انتقالات نمبر 114 تا 118 کے سلسلہ میں محکمہ مال کے محلے کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے انتقال حاصل کرنے والے لوگوں کے وارنٹ گرفتاری ریونیو آفیسر دیپالپور نے جاری کر دیے ہیں۔

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ مال کے متعلقہ اہلکاران / افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ریونیو افسران وقت تصدیق داخل خارج ہائے زبانی جملہ سرکاری واجبات کے ادخال خزانہ سرکار کو یقینی بناتے ہیں اور مابعد انتقالات تصدیق کرتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب کے مجوزہ طریق کار کے مطابق سرکاری واجبات فریقین انتقالات خود داخل خزانہ سرکار کرواتے ہیں۔

(ج) موجودہ طریق کار بالکل واضح ہے۔ اس سلسلہ میں کسی بے قاعدگی اور عدم ادائیگی کی صورت میں محکمہ مال کے متعلقہ اہلکاران کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے اور ان سے مطلوبہ کمی رقم کی ادائیگی کے علاوہ تادیبی کارروائی کی جاتی ہے، بشرطیکہ خورد برد اہلکار نے کی ہو اور رقم جمع خزانہ سرکار نہ کرائی ہو۔

(د) یہ درست ہے کہ اہلکاران کا اس میں قصور نہ ہے، بورڈ آف ریونیو محکمہ مال کا انچارج ہے۔ اگر اس کے آڈیٹرز یہ سمجھتے ہیں کہ رقم فیس سہواً کم جمع ہوئی ہے، تو وہ اس کے مجاز ہیں کہ فیس کمی کی صورت میں ہدایت کریں کہ فیس کم داخل ہوئی ہے۔ متعلقہ فیس قانون کے مطابق اتنی بنتی ہے تو ان کی ہدایات کے تحت عمل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح موضع پوراں کی بقایا فیس انتقالات آڈٹ محکمہ مذکور کے مطابق نکلی تو لینڈز ریونیو ایکٹ کے تحت وصولی کے لیے تحرک حسب ضابطہ ہونا تھا جو کیا گیا۔

(ہ) جیسا کہ جز(د) میں عرض ہو چکا ہے کہ اس واقعہ میں اہلکاران کی بدنیتی نہیں بنتی تھی اس لیے سردست ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکتی ہے۔

قانو نگو بصیر پور کے لیے عمارت کی فراہمی

441۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر قانون گو، بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی عمارت تھانہ بصیر پور کے حوالے کر دی گئی اور قانون گو بصیر پور کے لیے عمارت کا متبادل انتظام نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مستقل عمارت میسر نہ ہونے کی وجہ سے محکمہ کا عملہ اور عوام شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مالی سال 99-1998ء میں reappropriation of funds کر کے قانون گو بصیر پور کو مستقل عمارت کی فراہمی کے لیے تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ دفتر قانون گو بصیر پور کی عمارت سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے زبانی حکم کے تحت معرفت تحصیل دار دیپالپور، حوالہ ایس۔ایچ۔او تھانہ بصیر پور کر دی گئی تھی اور قانون گو بصیر پور کے لیے کوئی متبادل انتظام نہ کیا گیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ نے محکمہ پولیس سے دفتر کی واپسی کے لیے رابطہ کیا ہے، محکمہ پولیس نے واضح کیا ہے کہ انہیں بصیر پور قصبہ سے باہر اراضی حاصل ہو چکی ہے، جونہی وہاں تعمیر ہوتی ہے، سابقہ دفتر قانون گو ہیڈ کوارٹر محکمہ مال کو واپس کر دیا جائے گا۔ کیونکہ مذکورہ دفتر واپس مل جائے گا۔ اس لیے نیا دفتر تعمیر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

موضع ونانوالہ کا رقبہ قبضہ گروپ سے واگزار کروانا

448۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ونانوالہ ضلع داری منڈی احمد آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کا

رقبہ تقریباً 227 کنال کھیوٹ نمبر 79/8/8 خسرہ نمبر 15/3 پر انعام اللہ، محمد اسلم پسران محمد عبداللہ وغیرہ نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان با اثر قبضہ گروپ نے یہ زمین جعلی طور پر اپنے نام کروا رکھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ زمین کب اور کس طریقے سے انتقال کروائی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ اس زمین کا اصل مالک مختار احمد ولد فیض احمد ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا حکومت ان با اثر قبضہ گروپس کے خلاف کارروائی کرنے اور زمین اصل مالک کو واپس دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ انعام اللہ، محمد اسلم پسران محمد عبداللہ قوم ارائیں نے حوالہ رجسٹری و ہیقہ نمبری 1788 مورخہ 14/6/80 بالعوض مبلغ 17,13,013 روپے اراضی تعداد 227 کنال 7 مرلے کے مالک اراضی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مشتریان اراضی زیر بحث پر جائز طریق خرید کے ذریعہ قابض ہیں۔ کوئی قبضہ گروپ نہ ہے۔ انتقال خرید تابع و ہیقہ رجسٹری ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ انعام اللہ وغیرہ کی خرید بصورت رجسٹری سے قبل اراضی زیر بحث کا مالک مختار احمد ولد فیض احمد تھا۔

(د) اراضی زیر بحث بموجب اظہار مدات الف، ب، ج درست طریق پر بصورت خرید اراضی تابع وہیقہ رجسٹری مشتریان کے قبضہ میں ہے۔ جس کے خلاف ریونیو محکمہ کوئی کارروائی کرنے کا مجاز نہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں اس وقت یہاں نہیں بیٹھا تھا کہ معزز وزیر قانون نے کورم کے حوالے سے بات کی تھی اور آپ نے بھی اس پہ کچھ فرمایا تھا۔ جناب چیئرمین! ہاؤس میں کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور معزز وزیر صاحب نے یہ فرمایا کہ اپوزیشن کے

ممبرز کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے ********** جناب چیئرمین! یہ تو اسی طریقے سے ہے جیسے بندہ یہ کہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ یہ رولز اور پروسیجر کی بات ہے کہ کورم کی ایک حد دی گئی ہے اور اس کو پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یا پھر یہ کہتے ہیں کہ 5 کو 50 کر دیا اور جب اپنی جانب دیکھتے ہیں تو وہاں آدمی نہیں بیٹھے ہوتے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اراکین اسمبلی حکومت سے مایوس ہو کر یہاں ایوان میں نہیں آتے۔ اور پھر جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم پورے طریقے سے contribute کر رہے ہیں۔ اگر میرے بھائی مسعود عالم شاہ صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو وہ عین قانون کے مطابق تھا جو رولز آف پروسیجر میں دیا ہوا ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ یہ کورم پورا نہیں کر سکتے تو پھر ماشاء اللہ بھاری مینڈیٹ ہے اس رولز آف پروسیجر کو تبدیل کر دیں۔ House of Commons میں بھی کورم کی کوئی پروویژن نہیں ہے تو پھر یہ اس طریقے سے کر دیں لیکن صرف اپوزیشن کو ہی مورد الزام ٹھہرانا مناسب نہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں جس دن لوکل گورنمنٹ (چوتھی ترمیم) بل شروع ہوا ہے تو اگلے روز اخبارات میں لکھا ہوا تھا کہ،

The Leader of the Oppisition spoke for 75 minutes in the House.

جناب چیئرمین! ہم ان کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا تعاون کر سکتے ہیں کہ اخبار کی رپورٹ کے مطابق میں 13 ممبرز کے ساتھ 75 منٹ بات کرتا رہا ہوں۔ تو یہ تو حکومت کا اپنا کام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور یہ اپنا کورم خود پورا کریں۔ انہوں نے خود اجلاس بلایا ہے۔ اگر کورم پورا نہیں کر سکتے تو پھر اجلاس نہ بلایا کریں۔ یہ ہم نے requisition نہیں کیا۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین، " ***" والا لفظ کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں نے جو کچھ کہا تھا میں دوبارہ اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی اپوزیشن کے کردار کا اعتراف کیا تھا دوبارہ پھر اعتراف کرتا ہوں اور میں نے گزشتہ چند دنوں کے حوالے سے اپوزیشن کے کردار کے بارے میں جو بات کہی تھی میں اس کا پھر اعادہ کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! محترم قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے ہیں کہ اپوزیشن اپنا کردار ادا کرتی ہے اور اس لیے اس نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ کورم کو پورا رکھیں۔ میں یہ

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

دونوں باتیں تسلیم کرتا ہوں لیکن کچھ اخلاقی ضابطے بھی ہوتے ہیں۔ جو شخص کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے تو پھر اس کو گنتی میں بیٹھنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اس وقت ایوان میں کتنے لوگ موجود ہیں۔ اگر وہ پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد بھاگ جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں-----

جناب چیئرمین، ان کو بھاگنے پہ اعتراض نہیں تھا ان کو دوسرے لفظ پہ اعتراض تھا۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں اپنی بات پوری کر لوں۔ یہ ایک اخلاقی بات ہے کہ جب آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں، بیٹھیں، گنتی میں شامل ہوں اور خود اس بات کا جائزہ لیں کہ کورم پورا ہو چکا ہے یا نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کل فرما رہے تھے کہ یہ اس ایوان کی روایات چلی آ رہی ہیں کہ جب قائد حزب اقتدار یا قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہوں تو بیچ میں interruption نہیں کی جاتی۔ میں کم از کم اپنی ذات کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی اعتراض کے حوالے سے انہیں interrupt نہیں کیا۔ لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹریژری بنچز کے اراکین سے تو وہ یہ کہہ کر سکتے ہیں لیکن اپنے ارکان کے متعلق ان کا کیا خیال ہے جو ان کی تقریر کے دوران ہی کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیتے ہیں۔ کم از کم وہ ان کی بات کیوں نہیں سننا چاہتے؟ ہمارے اراکین کے متعلق تو وہ کہتے ہیں کہ وہ مایوس ہو کر نہیں آتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اپنی باتوں سے ان کے اپنے اراکین مایوس ہو جاتے ہیں اور وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ ہم یہ باتیں مزید آگے نہ سن سکیں۔ جناب چیئرمین! اس کے علاوہ دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی اس ایوان کی روایت رہی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ کبھی کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا گیا لیکن یہ نئی روایت بھی ہماری موجودہ اپوزیشن نے ڈالی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ بھی اب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو جاتے ہیں لیکن میں پھر بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج تک ہم اپنی اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کر رہے ہیں اور آئندہ بھی ہم اس ذمہ داری کو پورا کرتے رہیں گے اور میں نے اس کے لیے ان سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں، اس ایوان کی کارروائی کو احسن طریقے سے آگے بڑھنے دیں۔

جناب چیئرمین، اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ جب دوبارہ گنتی کی گئی ہے تو میں موجود تھا یہاں 60 ارکان بھی بیٹھے ہیں جس پہ یہ بار بار insist کر رہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہم نے پرائیویٹ ممبر ڈے پہ کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! شاید آپ کو علم نہیں کہ آپ کے آنے سے ہی کورم پورا ہوا تھا۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

احمد پور شرقیہ کے قریب مسلح ڈاکہ

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2 مئی 1999ء کو تین مسلح افراد نے جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن قادر آباد احمد پور شرقیہ کے قریب دو بھائیوں کو روک کر موٹر سائیکل چھیننے کے دوران مزاحمت پر عبدالجبار کو گولی مار دی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عبدالجبار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ گیا۔

(ج) متذکرہ واقعے کی ایف۔ آئی۔ آر کس پولیس اسٹیشن میں درج کی گئی ہے اس میں نامزد ملزمان کی تعداد کیا ہے؟ ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ) شکریہ جناب چیئرمین۔

(الف) یہ واقعہ 2 مئی کو نہیں بلکہ یکم مئی 1999ء کو پیش آیا۔ تفصیل یہ ہے کہ مورخہ 1-5-99 کو 9 بجے رات نزد جامع مسجد سیٹلائیٹ ٹاؤن قادر آباد احمد پور شرقیہ میں 3 نامعلوم افراد نے عبدالباسط اور عبدالجبار کو روک کر موٹر سائیکل چھیننے کے دوران مزاحمت پر پستول کا فائر کیا جو عبدالجبار کے سینے پر لگا جو زخمی ہو کر گر گیا۔ ملزمان موٹر سائیکل لے کر فرار ہو گئے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) اس واقعے کی ایف آئی آر نمبر 206/99 مورخہ 1-5-99 بجرم 397/ ت پ تھانہ سٹی احمد پور

شرقیہ ضلع بہاول پور میں درج کی گئی ہے جس میں کوئی ملزم نامزد نہیں۔ صرف 3 نامعلوم ملزمان کا ذکر ہے۔

جناب چیئرمین، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایف آئی آر میں اگر ملزمان نامزد کیے گئے تو اب تک کتنے لوگوں کو حراست میں لیا گیا ہے؟ کیا ان میں کچھ ملزمان بھی انھوں نے گرفتار کیے ہیں؟

وزیر قانون، جناب چیئرمین! ملزمان کی گرفتاری کے لیے مقامی پولیس کوشش کر رہی ہے اور اس سلسلے میں فی الحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔ لیکن مختلف لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا اور پھر انھیں فارغ کر دیا گیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ یہ جو وقوعہ پیش آیا ہے، یہ کسی دہشت گردی کا نتیجہ ہے یا ذاتی دشمنی کا نتیجہ ہے؟

وزیر قانون، جناب چیئرمین! فی الحال اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز وزیر صاحب نے ابھی جو فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایف آئی آر دیر سے درج ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین، دیر نہیں ہوئی۔ آپ نے تو 2 مئی لکھا ہے جب کہ ایف آئی آر یکم مئی کی ہے، دیر تو نہیں ہوئی۔ آپ اپنا سوال دیکھیں۔ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2 مئی 1999ء کو تین افراد نے ---- تو لاء منسٹر نے بتایا ہے کہ یکم مئی کو ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! وقوعہ تقریباً رات 9 بجے ہوا ہے اور ایف آئی آر 9 بج کر 40 منٹ پر درج کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ دوسرا Call Attention Notice مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

بند روڈ، لاہور پر مسلح ڈاکہ

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2 مئی 1999ء کو لوئر مال لاہور کے علاقہ بند روڈ پر تین مسلح ڈاکوؤں نے ایک شخص شیخ محمد خان سے پچاس ہزار روپے چھین لیے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزاحمت کرنے پر اسے گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا گیا۔

(ج) کیا متذکرہ ڈکیتی کا مقدمہ کسی پولیس اسٹیشن میں درج ہوا ہے، اگر ہاں تو ایف آئی آر نمبر، نامزد ملزمان کے نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مورخہ 02-05-99 کو میاں خان ولد محمد دین قوم پٹھان سکنہ گلشن ریاض کالونی بند روڈ لاہور نے تھانہ لوئر مال لاہور میں رپورٹ درج کروائی کہ بوقت تقریباً سوا بارہ بجے دن جب وہ موڑ شکیل سٹریٹ حفیظ روڈ پہنچا تو وہاں محمد اسماعیل پٹھان اور اس کے دو ساتھیوں نے روک کر اس کی جیب سے 50 ہزار روپے نکال لیے۔ مزاحمت پر محمد اسماعیل پٹھان نے اپنے پستول سے فائر کیا، جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) اس وقوعہ کے متعلق مقدمہ نمبر 178/99 مورخہ 2-5-99 بجرم 394 ت پ تھانہ لوئر مال، لاہور درج ہو چکا ہے۔

مقدمہ کی تفتیش بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے لیے متعدد raids کیے گئے لیکن تاحال وہ روپوش ہیں۔ ان کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو آدمی زخمی ہوا ہے، اسے کتنی گولیاں لگی ہیں؟ اور کس اسلحہ سے لگی ہیں؟

وزیر قانون، پستول سے فائر کیا گیا اور اسے صرف ایک گولی لگی ہے۔

جناب چیئرمین، Call Attention Notice ختم ہوئے۔

استحقاق

جناب چیئرمین، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6 ملک مظہر عباس راں صاحب کی ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 2316 کا غلط جواب

ملک مظہر عباس راں، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 03-05-99 کو محکمہ آب پاشی و قوت برقی سے متعلق میرے ایک سوال نمبر 2316 کا جواب قطعی طور پر غلط دیا گیا جو حقائق کے بالکل برعکس ہے۔ اس ہاؤس کا ایک تقدس ہے' جس کو پامال کیا گیا ہے۔ غلط جواب دینا ایک روایت بن چکی ہے۔ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔ میری تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں حقائق یہ ہیں کہ میں نے سوال میں کہا تھا کہ تین راجباہ جو کہ سیلابی پانی یا سرپلس پانی کے لیے ہیں اور ان میں سیلابی پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ جس علاقے میں یہ راجباہ ہیں' وہاں پر پینے کا پانی زیر زمین کڑوا ہے لیکن محکمے نے جواب میں کہا کہ ہاں' وہاں پر پانی مہیا کیا جا رہا ہے جو کہ قطعی اور بے بنیاد ہے۔ میری گزارش ہے کہ دریاؤں میں سیلاب کے دنوں میں پانی پاکستان میں وافر مقدار میں ہوتا ہے اور یہ سیلابی راجباہ ہیں اور اس علاقے میں ہیں جہاں پر پینے کا پانی بالکل استعمال کے قابل نہیں۔ محکمے کو چاہیے کہ وہ سارا سال پینے کے لیے پانی اس علاقے میں مہیا کرے اور سیلاب کے دنوں میں جب دریاؤں میں پانی وافر ہوتا ہے اور وہ پانی سمندر میں گر جاتا ہے تو مہربانی کر کے وہاں پر راجباہ بھی موجود ہیں' نہریں بھی موجود ہیں' تھوڑی سی دلچسپی' تھوڑی سی توجہ اور تھوڑے سے ہی خرچے سے وہاں پر یہ پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے گزارش ہے کہ مہربانی کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر آب پاشی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، (چودھری محمد اقبال) جناب چیئرمین! میرے فاضل بھائی نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ یہ ابھی چند منٹ پہلے ہمیں موصول ہوئی ہے تو میری آپ سے استدعا

ہو گی اور میری ان سے بھی بات ہوئی ہے کہ ہمیں اس کے جواب کے انتظار کا موقع دیں' پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیے تھے۔ ہم ان شاء اللہ ان کو پورا مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین، وہ صرف یقین دہانی مانگ رہے ہیں۔ کیا آپ اس کو press نہیں کرتے؟

ملک مظہر عباس راں، یہ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کو آپ سوموار کے لیے pending کر دیں۔ سوموار تک اس کا مسئلہ حل کر لیں گے تو ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 16 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔

حلقہ پی پی 108 سیالکوٹ میں سیلابی نالے کی کھدائی

جناب شاہد محمود بٹ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔ 108 ڈسکہ کی اہم یونین کونسل پیرو چک میں سے گزرنے والا سیلابی نالہ جو بھوبھنگی سے پیرو چک برھو پور تا سیو کی نہر میں گرتا ہے بالکل بند ہے جس کی وجہ سے سیلابی پانی ہزاروں ایکڑ چاول کی فصل کو تباہ کر دیتا ہے اور ملک کا قیمتی زر مبادلہ ضائع ہوتا ہے۔

عرصہ دراز سے اس سیلابی نالے کی کھدائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے نالہ بالکل بند ہو چکا ہے۔ برسات کے موسم کی آمد ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، کھوسہ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! اگر اس پر short statement دینی ہو تو وہ بھی میں دے سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین، نہیں جی۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)، جناب چیئرمین! اس تحریک التوائے کار نمبر 16 کا جواب یہ ہے کہ جناب شاہد محمود بٹ ایک اہم اور فوری نوعیت کے جس مسئلہ کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پی پی 108 ڈسکہ کی یونین کونسل چک پیرو میں سے گزرنے

والا سیلابی نالہ جو کہ گوبھنگی سے بیرو چک' برہو پور تاسیو کی نہر میں گرتا ہے بالکل بند ہے جس کی وجہ سے سیلابی پانی ہزاروں ایکڑ چاول کی فصل کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور ملک کا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہوتا ہے۔ معزز ممبر مزید فرماتے ہیں کہ عرصہ دراز سے اس سیلابی نالہ کی کھدائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے نالہ بالکل بند ہو چکا ہے برسات کے موسم کی آمد ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی روکنے کی استدعا کی ہے۔

جناب چیئرمین! اس ضمن میں معزز ممبر نے جس سیلابی نالہ کی نشان دہی کی ہے پٹھان والی ڈرین کے نام سے وہ منسوب ہے۔ ڈرین مذکورہ ایک قدرتی گزرگاہ ہے جس کو محکمانہ ڈرین کا درجہ نہ ہے۔ یہ گزرگاہ تحصیل پسرور' ڈسکہ' ضلع سیالکوٹ کے چکوک کوٹلی' داسو سنگھ' مالے کی' بیرو چک' بلو والی' ترگہ اور ترگڑی میں سے گزرتی ہے۔ اس ڈرین کی channelization نہ ہونے کی بناء پر یہ بارش کے پانی کے نکاس کے لیے انتہائی ناکافی ہے۔ لہذا بارشوں کی زیادتی کی صورت میں متصلہ کھیتوں میں پانی داخل ہو کر عموماً مون سون کے دوران دھان کی کھڑی فصلوں کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ مذکورہ قدرتی آبی گزرگاہ کی کل لمبائی 16 میل ہے اس کو باقاعدہ ڈرین کی شکل دینے کے لیے ایک رف تخمینہ تیار کیا گیا ہے۔ اس تخمینے کے مطابق ڈرین مذکورہ بالا علاقوں سے گزرتی ہوئی مراد راوی لنک کے آر ڈی ایک لاکھ 34 ہزار پانچ سو پر موجود سیفن کے ذریعے کراس کرے گی۔ اور وہاں پر پہلے سے موجود واپڈا کی تعمیر کردہ ڈرین میں جا گرے گی۔ اس منصوبے کا ابتدائی تخمینہ تقریباً 60 ملین روپے ہے جو سر دست حکومت پنجاب کے وسائل سے دستیاب نہ ہے۔ بہرحال لوگوں کی جائز تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قدرتی نالے کو باقاعدہ ڈرین کی شکل دینے کے لیے نیشنل ڈرینج پروگرام میں اس کو include کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت پاکستان ڈرینج consultants موقع پر بعد از سروے ایک مکمل رپورٹ مرتب کریں گے اور اس پراجیکٹ کی منظوری حاصل کرنے کے بعد اس کو دو یا تین برسوں میں تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ میری اس وضاحت کے بعد اس motion پہ معزز ممبر مزید دباؤ نہیں ڈالیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی بٹ صاحب! فرمائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے اور کل

پرسوں بھی یہی بات ہو رہی تھی کہ ہماری معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے اور ہماری اکانومی اس کے اوپر ہی depend کرتی ہے۔ پاکستان کا مستقبل زراعت سے وابستہ ہے اور زراعت کی سب سے اہم برانچ trrigation ہے کہ اگر پانی آپ کے پاس نہیں ہوگا تو آپ کی کوئی چیز بھی کاشت نہیں ہو سکتی۔ میں نے یہ جو تحریک پیش کی ہے یہ بد قسمتی کہہ لیجیے کہ جس فورم پہ ہم آئے ہوئے ہیں آج تک اس مسئلے کو اٹھانے کے لیے ہر دفعہ ہر سیاست دان نے لوگوں سے تو وعدے کیے ہیں لیکن اسمبلی فورم میں کوئی بات نہ کی۔ یہ پابندی دوک خورد، دوک کلاں، کوٹہ سکھیا سیو کی کوئی ملیا اور جناب، میں 20 دیہات گنوا گا جن کی میرے پاس تصویریں بھی ہیں کہ میں سیلاب کے دنوں میں وہاں جاتا ہوں اور ان کی حالت زار کو دیکھ کہ رونا آتا ہے کہ جب ان کی چاول کی فصل جو آپ کی cash crop ہے ۔ Rice crop is the second cash crop of Pakistan ہماری کاٹن پہلے ہی ناکافی کاشت کار ہو رہی ہے۔ اب آگے ہماری اکانومی کو جس طرح مضبوط کیا وہ رائس ہے۔ میرا تعلق بھی چاول کی فصل سے ہے۔ تو اس ڈرینکی وجہ سے ہر سال ہزاروں نہیں لاکھوں ایکڑ فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی ملکیتیں ہیں جناب لوگوں کی تین تین، چار چار، پانچ پانچ ایکڑ زمینیں ہیں۔ اب وہ بہت بڑے زمیندار تو نہیں جو اسمبلیوں میں بھی آ کے باتیں کرتے ہیں۔یہ چھوٹے چھوٹے فارمز کا مسئلہ تھا۔ چھوٹی کمیونٹی کا مسئلہ تھا۔ اب جناب! اس پوری معیشت کا دارومدار اس چاول کی فصل پر ہوتا ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو سیلاب کا پانی اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ ان بےچاروں کے مویشی اور مکانات تک گر جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہاں جو بیماریاں آتی ہیں وہ آپ دیکھ لیں۔ سیلاب آنے کے بعد کتنی بیماریاں وہاں آتی ہیں۔ پھر جناب چیئرمین! سیلاب کے پانی کی وجہ سے چاول کی فصل تو ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن پانی اتنی دیر تک بعد میں بھی کھڑا رہتا ہے کہ اگلی دفعہ وہ گندم کی فصل بھی نہیں اگا سکتے۔ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تخمینہ جو لگوایا ہے وہ 60 ملین کا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں، بلکہ میں ہاتھ جوڑ کے اپیل کرتا ہوں کہ یہ 60 ملین کی بجائے ایک ملین ہمیں sanction کر دیں تو پوری کمیونٹی participate کرے گی۔ ایک ملین کی sanction کر دیں اب دس لاکھ روپے کی وجہ سے اگر ہمارے بیس تیس دیہات کی فصل بچ جائے، کروڑوں روپے کا چاول بچ جائے، کروڑوں ڈالر کی ہماری ایکسپورٹ ہے وہ بچ جائے تو میرے خیال میں دس لاکھ روپے دینے سے اگر یہ ڈرین بن جائے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ محکمہ میرے ساتھ چلا جائے پوری کمیونٹی اس میں participate کرے گی۔ 60 ملین کا estimate

یہ بالکل ایسا ہے کہ آج تک کسی نے اس کا visit ہی نہیں کیا اور جو estimate محکمہ بناتا ہے وہ محکمے کا estimate بہت بڑا ہوتا ہے۔ ہماری فارمز کمیونٹی ہے وہ بھی participate کرے گی۔ میں نے خود ذاتی طور پہ جا کے جو ڈریج کی کھدائی کرنے والے ہیں ان سے بات کی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم per scare foot آپ سے لیں گے۔ ٹوٹل ہم نے estimate نکالا اور جناب والا! آپ یقین جانیے کہ میں آپ کو honestly کہتا ہوں کہ جب ان غریب خاندانوں کی حالت زار دیکھی جاتی ہے وہ بعد میں خیموں میں رہتے ہیں۔ پھر وہی اے سی اے آر ایم ہمارے ساتھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو دوائیاں دینے جا رہے ہیں' ہم ان کو پانچ پانچ دس ہزار کے چیک تقسیم کرنے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو چیک دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر میں وہی چیک بچا لوں جو سیلاب کے ہم نے بانٹنے ہیں۔ یہ ایک ملین دینے سے جناب' اگر اس علاقے کی اکانومی بچ جائے تو میرے خیال میں اس سے بڑی کوئی بات نہیں۔ سات ملین کی بات اب چھوڑیں آپ ایک ملین کا انشورنس لا دیں اور جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرتا ہوں کہ یہ جتنی لمبائی انہوں نے کہی ہے یہ اتنی لمبائی بھی نہیں بنتی۔ یہ ٹارگٹ ہمارا دو مہینے کا ہے دو مہینے کے اندر اندر یہ ڈرینگی جو desiltation ہے وہ ہم کروا سکتے ہیں۔ تو میں آپ سے دوبارہ یہ اپیل کروں گا کہ میری یہ جو تحریک ہے یہ بہت ہی اہم ہے جناب! پھر رائس کی فصل شروع ہونی ہے۔اس پہ مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین، جی کھوسہ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، جناب چیئرمین! جہاں تک معزز ممبر کے علاقے کی اس تکلیف کا سوال ہے تو وہ ہمیں تسلیم ہے کہ اس علاقے کے متاثرین کو ریلیف ملنا چاہیے مگر آگے ہماری اپنی گورنمنٹ کی اور اس ڈیپارٹمنٹ کی کچھ ترجیحات ہیں' جیسے میں نے اپنی اس تحریک کے جواب میں ان کو عرض کیا ہے کہ یہ ڈرین اس کیٹیگری میں fall کرتی ہے کہ اس کو محکمانہ ڈرین کا درجہ حاصل نہ ہے۔ وہ ڈیپارٹمنٹ کی کوئی ریگولر ڈرین نہ ہے جس کو ترجیح دی جائے پورے پنجاب میں ہماری اس طرح کی ریگولر ڈرینز صحیح فنکشن نہیں کر رہیں اور جو ہم نے اپنی ترجیح پہ ان کو رکھا ہے۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں اگر آپ صرف ایک ملین کے حساب سے provide کر سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، یہ تو میری گزارش ہے کہ میں نے وضاحت کی ہے کہ ہم نے ترجیحات سیٹ کی ہوئی ہیں ان میں ہم فی الحال اس کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ ہمیں دو تین

سال کا عرصہ درکار ہے۔ جہاں تک اس پہ انوسٹمنٹ اور کاسٹ کا تعلق ہے تو اس کی ٹیکنیکلیز دیکھتے ہوئے کہ اس سارے catchment area کا پانی لے کے اس ڈرین کو کہاں پہ outfall ملتا ہے' کس جگہ اس نے drain out ہونا ہے؟ واقعی ایک ملین کاسٹ اس پر آتی ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے اور باقی ان کی کمیونٹی participate کرتی ہے تو ہم بیٹھ کے ڈیپارٹمنٹ کے لیے یہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، شاہد محمود بٹ صاحب! آپ متعلقہ وزیر صاحب سے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میٹنگیں کر لیں' ان کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ بھی ہو گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میں یہ بات ضرور کروں گا کہ اگر میں نے ان کے ساتھ بیٹھنا ہے تو میں تو ویسے بھی بیٹھتا ہی ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ بیٹھنے بٹھانے والا نہیں۔

جناب چیئرمین، جب تک بیٹھیں گے نہیں مسئلہ کیسے حل ہو گا؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میں اس بات سے مطمئن نہیں کہ اگر آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں بات چیت کر لیں۔ دو سال ہمارے گزر گئے ہیں تین سال ہماری بقایا حکومت کے ہیں۔ پلاننگ وہ دے رہے ہیں' دو تین سالوں میں ہم اس کو participate کیسے کریں گے؟

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! یہ بھی دیکھیں کہ آپ نے یہ مسئلہ دو سال کے بعد اٹھایا ہے چاہیے یہ تھا کہ یہ مسئلہ دو سال پہلے اٹھاتے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! کیا پچاس سال سے اری گیشن ڈیپارٹمنٹ کو' ایگریکلچر سیکٹر کو یہ نہیں پتا تھا کہ ہر سال یہاں سیالکوٹ کی لاکھوں ایکڑ فصل تباہ ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو ریگولر ڈرین کا درجہ حاصل نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میری آپ پلیز بات سن لیں۔ اگر میں نے اس فورم پہ بات کر ہی لی ہے' اس مسئلے کو میں نے اٹھا ہی لیا ہے' میں سات ملین کی بات نہیں کرتا۔ میں ایک ملین کی بات کرتا ہوں۔ کیا ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں؟

جناب چیئرمین، وہ ایک ملین دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے تو پھر کوئی طریق کار طے کرنا پڑے گا' ہر ڈیپارٹمنٹ کو شامل کرنا پڑے گا اور پھر میٹنگز ضروری ہیں جس کو آپ avoid کر رہے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب اگر وہ ایک ملین روپے دیتے ہیں تو میں اس سے مطمئن ہوتا ہوں لیکن یہ بتا دیں کہ وہ کب دیتے ہیں؟ تاکہ میں منسٹر اری گیشن کو خود ساتھ لے کر جاؤں وہاں کھدائی میں حصہ ڈالیں اور پھر بسم اللہ کریں۔

جناب چیئرمین، آپ ٹیبل پر بیٹھیں گے تو آپ کو بتائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! مجھے یہیں بتائیں' میں ٹیبل پر بیٹھ کر کیسے ان سے بات کروں؟ اور اوپن فورم پر مجھے بتائیں کہ بٹ صاحب میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ رقم ہم آپ کو دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، لیں' منسٹر آف اریگیشن آ گئے ہیں یہ خود بتائیں گے

جناب شاہد محمود بٹ ، جناب والا! میری ایک اور بات بھی سن لیں۔ منسٹر آف اریگیشن کی ایک کھلی کچہری میں نے خود اپنے گاؤں میں لگوائی۔ ایک سال ہوا' انہوں نے خود بھی وعدہ کیا تھا کہ میں یہ کرواؤں گا۔ اب سر! یہ on the forum اعلان کریں کہ ہم دیتے ہیں اور یہ کہ جناب ہم implementation پہ آتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی' منسٹر آف اریگیشن۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! میرے چھوٹے بھائی پارلیمانی سیکرٹری کھوسہ صاحب نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب بھی پیش کیا ہے۔ جناب والا آپ خود بھی منسٹر رہے ہیں اور جناب سپیکر کی کرسی پر بھی براجمان ہیں۔ آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ تحریک التوائے کے ذریعے ایک معاملے کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہوتی ہے اور جناب چیئرمین! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ پورے پنجاب کے اندر جتنی بھی ڈرینز وہ ساری کی ساری چوک ہو چکی ہیں جو کہ محکمے کی دسترس میں آتی ہیں جو ڈرینز انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں وہ محکمے کے ریکارڈ میں بھی نہیں آتیں۔ اس کے باوجود پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ این ڈی پی میں ہم نے کریش پروگرام میں ڈال دیا ہے اور اس کے اوپر ہم پوری توجہ سے کام کریں گے اور اس کے باوجود میرے بھائی اعلان چاہتے کیا ہیں مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی تحریک التوائے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ دلائی جائے اور حکومت پہلے ہی اس پر توجہ کر رہی ہے اور جتنی ڈرینز ہم اچھے طریقے سے صاف کروا رہے ہیں اس سے پہلے کبھی کسی حکومت نے نہیں کروائیں۔ تو پھر بھی میرا چھوٹا بھائی میرا عزیز مطمئن نہیں ہے تو اس بارے میں ہمارے لیے جناب کا کیا حکم ہے؟

جناب چیئرمین، جیسے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے offer کیا ہے' آپ متعلقہ محکمے کی میٹنگ کر لیں تو بٹ صاحب! اب آپ اسے پریس نہیں کریں گے؟ آپ نے جس مقصد کے لیے تحریک التوائے کار پیش کی تھی آپ کا وہ مقصد حل ہو گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، چلیں' چودھری اقبال صاحب کہتے ہیں تو پھر میں ان کی بات مانتا ہوں۔

جناب چیئرمین، یہ dispose of ہوتی ہے۔جی ذیشان صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ذی شان الٰہی، جناب چیئرمین! میں نے کل بھی یہ بات جناب سپیکر کے گوش گزار کی تھی کہ میں نے 28 تاریخ کو تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق دی ہوئی ہیں' جبکہ میں نے جو تحاریک 4 تاریخ کی دی ہیں وہ تو مجھے مل گئی ہیں لیکن 28 تاریخ کی دی ہوئی تحاریک مجھے نہیں ملیں۔ انہوں نے کل وعدہ کیا تھا کہ اگر متعلقہ محکمہ یا منسٹر صاحب اس پر comments نہیں دیتے تو آپ اجلاس میں یہاں پڑھ دیں۔ تو مجھے اس بات کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب نے کہا تھا؟

سید ذی شان الٰہی، جی۔

جناب چیئرمین، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! وہ تحاریک' جو ان کی پینڈنگ چلی آ رہی ہیں؟

جناب چیئرمین، یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ابھی تک ہاؤس میں نہیں آئیں۔ تو کہہ رہے تھے کہ جناب سپیکر نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ تحریک التوا نہ آسکے گی تو جو آپ کے پاس کاپی ہے' وہ آپ اجلاس میں پڑھ دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ابھی پارلیمانی سیکرٹری نے بتایا ہے کہ وہ ابھی circulate نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، ذیشان صاحب! ذرا انتظار کر لیں۔ خود میری ایک تحریک التوائے کار تھی جو آج سرکولیٹ ہوئی ہے۔ جس کا ایک نمبر ہونا چاہئے تھا لیکن اس پر 39 نمبر لگا ہے۔

سید ذی شان الٰہی، سپیکر صاحب نے وعدہ کیا تھا۔ اس لیے کہ سب سے اہم تحریک استحقاق ہوتی ہے آپ اندازہ لگائیں کہ 28 تاریخ کی میں نے دی ہے اور آج تک circulate نہیں ہوئی۔ اس کا بھی نوٹس لینا چاہیے تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر سرکولیٹ نہ ہوئی تو میں کل آپ کو دونوں تحاریک

پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ تو دونوں کی تاخیر کی کیا وجہ ہے جب کہ جو تحریک ایجوکیشن کے متعلق ہے وہ میں نے 4 تاریخ کو دی ہے؟ وہ سر کولیٹ ہو گی ہے یا یہ ایسا محکمہ ہے جس کو کوئی نہیں پوچھتا میں سمجھتا ہوں کہ یہ جان بوجھ کر کسی نے روکی ہوئی ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! اصل صورت حال یہ ہے کہ کل انہوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ میں نے تحریک جمع کروائی ہے اور آپ نے اس کی consent نہیں دی اور اس کے لیے آپ نے comments مانگ لیے ہیں۔ تو اس پر جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ کل میں اس پر فیصلہ دے دوں گا لیکن اتفاق سے وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن ایک بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں اس کی admissibility ہے جو جناب سپیکر نے decide کرنی ہے اور اس کی consent دینے سے پہلے انہوں نے اپنے آپ کو مطمئن کرنا ہے اس کے لیے انہیں جتنا وقت چاہیے وہ لے سکتے ہیں اور اس طرح یہ دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا کہ کل ہی اس کو آنا چاہیے بہرحال مجھے کوئی اعتراض نہیں، اگر take up کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ذیشان صاحب یہ consent بھی سپیکر صاحب نے دینی ہے وہ آج یہاں پر موجود نہیں ہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ اس کو کل تک پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی، میں آپ کی بات مان لیتا ہوں لیکن قانون میں comments کی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، comments نہیں ہیں لیکن سپیکر کو مطمئن کرنا ہوتا ہے وہ چاہیں گے تو comments لے لیں گے۔

سید ذیشان الٰہی، جناب والا! کل سپیکر صاحب نے مجھے یہی کہا تھا کہ اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے تو کل پیش کی جائے۔ لیکن آج انہوں نے پیش نہیں کی۔

جناب چیئرمین، لیکن آج چونکہ سپیکر صاحب موجود نہیں ہیں، اگر ہوتے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو accept کر لیتے۔

سید ذی شان الٰہی، تو اپنے آرڈر سے مستفید فرمائیں۔ انہیں کہیں کہ کل دونوں تحاریک circulate کی جائیں۔

جناب چیئرمین، تو کل تک اس مسئلے کو pending کرتے ہیں کل سپیکر صاحب آئیں گے تو وہ

خود دیکھیں گے کی اس کو accept کرنا ہے یا کیا کرنا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک التوئے کار نمبر 17 جناب سلطان محمود صاحب کی ہے چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لیے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک التوئے کار نمبر 18 سردار سعید انور صاحب کی ہے ۔ جی سردار صاحب!

وائلڈ لائف پارک کمالیہ کی بجلی منقطع ہونے سے جانوروں کی حالت زار

سردار سعید انور، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں پچھلے دنوں وائلڈ لائف پارک کمالیہ گیا وہاں جانوروں کی حالت دیکھ کر دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ گھاس سوکھی ہوئی تھی۔ پیاس کے مارے جانور نڈھال تھے۔ عملہ کوشش کر رہا تھا کہ ان کی پیاس بجھانے کا انتظام دستی نلکوں سے پانی بھر کر لانے کے ذریعے کیا جائے، مگر اس کوشش سے گرمی کی وجہ سے جانوروں کی پیاس نہیں بجھ سکتی تھی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ تقریباً چھ ماہ سے پارک کی بجلی کٹ گئی ہے جس کی وجہ عدم ادائیگی ہے اور حکام بالا کی عدم توجہی کے باعث بجلی کا بل ادا نہ ہو سکا ہے استدعا ہے کہ موسم گرما کی آمد آمد ہے، موسم گرما کی شدت کا ایسے حالات میں شاید جانور مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس لیے فوری ایوان کی کارروائی روک کر میری اس تحریک پر بحث کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی وزیر جنگلات صاحب ۔

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال)، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وائلڈ لائف پارک کمالیہ کی بجلی عدم ادائیگی بل کی وجہ سے کاٹی جا چکی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ پارک کی گھاس کو کچھ نقصان پہنچا ہے ملازمین پارک جانوروں کی پیاس بجھانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور جانوروں کو hand pump کے ذریعے پینے کا پانی فراہم کیا جا رہا ہے ۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ وائلڈ لائف آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بجلی کی مد سے رواں مالی سال 99-1998 میں پچیس ہزار روپے کا بجٹ الاٹ ہوا تھا جو کہ خرچ ہو چکا ہے اور اب تک وائلڈ لائف کمالیہ کا بل تقریباً -/94252 روپے واجب الادا ہے ۔ محکمہ وائلڈ لائف کو بجلی کی مد میں حکومت کی جانب سے کل بجٹ انیس لاکھ چھیاسی

ہزار روپے میں سے (سات اعشاریہ پانچ) ایک لاکھ انچاس ہزار روپے کی economy cut اور پچاس فیصد کی رقم withheld کرنے کے بعد مبلغ نو لاکھ بائیس ہزار روپے کا بجٹ موصول ہوا تھا جب کہ پنجاب میں تمام وائلڈ لائف پارک، جن کی تعداد سولہ ہے ان کے لیے انیس لاکھ پندرہ ہزار روپے کی ضرورت ہے جو کہ بذریعہ سیکنڈ لسٹ کی کمی بیشی 1997-98 طلب کی ہے لہٰذا حکومت کی جانب سے بجٹ موصول ہونے پر واجب الادا بلوں کی ادائیگی کر کے بجلی بحال کر دی جائے گی لیکن خدا کے فضل و کرم سے اس کے باوجود کہ بجلی کاٹی ہوئی ہے، اس وقت متذکرہ پارک میں جو پرندے اور جانور تقریباً 52 ہیں۔ ان میں سے کسی جانور یا پرندے کو کوئی نقصان نہیں ہوا، بلکہ وہ خوش و خرم ہیں ہم نے ایم ڈی کے پاس جو سیکنڈ لسٹ بھیجی ہے، کوشش کر کے رقم حاصل کر لی جائے گی اور جلد ہی بجلی بحال کرنے کا بندوبست کر دیا جائے گا۔ میں چاہوں گا کہ محرک اس پر زور نہ دیں۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ وہاں بجلی بحال کرا کے پانی مہیا کیا جائے۔

جناب چیئرمین، کیا سردار صاحب مطمئن ہیں؟

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! میرے محترم بزرگ ہیں۔ ہم نے مطمئن تو ہونا ہی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مسئلہ جانوروں کا ہے۔ ان کی بھی مجبوری ہے، شاید یہ اپنی مجبوری بتا نہ سکے ہوں کیونکہ محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں، جو من مانی کرتے ہیں۔ بجلی کے بل تو پورے ہونے چاہئیں تاکہ وہ ادائیگی ہو۔ میرے محترم بزرگ نے فرما دیا ہے، گول مول سا جواب ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! ایک بات بتائیں کہ اپریل کے مہینے میں آپ کو کیسے پتا چلا کہ جانور پیاس سے نڈھال ہیں؟ ویسے آرام کر رہے ہوں گے۔

سردار سعید انور، چھ ماہ سے بجلی کٹی ہوئی ہے۔ اپریل میں کافی گرمی تھی۔ میں دوپہر کے وقت گیا تھا اور وہاں حالت یہ تھی۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اب آپ پریس نہیں کرتے تو یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 20 جناب سعید اکبر خان صاحب، جناب منصور احمد خان اور چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی طرف سے ہے۔

سرائے عالمگیر تا منڈی بہاؤالدین روڈ کی خستہ حالی

جناب منصور احمد خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22 مارچ 1999ء کو ایک پاجیرو گاڑی جو سرائے عالمگیر (گجرات) سے (براستہ نہر اپرجہلم) موضع کھوھار جارہی تھی جب موضع پاہر وال لنک روڈ پر پہنچی تو ایک ویگن کو کراس کرتے ہوئے حفاظتی پشتہ نہ ہونے کی وجہ سے نہر میں جا گری جس سے موضع کھوھار کے نمبردار ملک ظہور حسین اور ٹھیکیدار ملک امجدحسین ہلاک ہوگئے۔ اس سے اگلے روز ہی مورخہ 23 مارچ 1999ء کو ایک بس نمبر MNE/1786 جو سرائے عالمگیر سے (براستہ نہر اپر جہلم) منڈی بہاؤالدین جا رہی تھی جب موضع پوران کے قریب پہنچی تو ڈرائیور ایک گاڑی کو کراس کرتے ہوئے بس پر قابو نہ پا سکا جو نہر میں جاگری جس سے تقریباً 50 مسافر ہلاک ہوگئے۔

متذکرہ حادثات کی خبر پر پورا علاقہ غم میں ڈوب گیا۔ جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر سے (براستہ نہر اپر جہلم) منڈی بہاؤالدین جانے کے لیے ٹوٹی پھوٹی سڑک کی چوڑائی کم ہونے اور نہر کے کناروں کی حالت ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو آئے دن اس قسم کے بے شمار خونی حادثات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس سے سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

متاثرہ علاقہ نے بارہا ارباب اختیار کی توجہ اس گھمبیر مسئلہ کی طرف دلائی مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ محکمہ آب پاشی والے ہر سال نہر کے کناروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں مگر نہر کے کناروں کی حالت جوں کی توں ہے جس کی وجہ سے مذکورہ سڑک کے راستے سفر کرنے والوں کو کسی بھی جگہ کسی بھی وقت کوئی بڑا حادثہ پیش آنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔

لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ علاقہ کے عوام کو آئے دن اس قسم کے جان لیوا حادثات سے بچانے کے لیے کوئی حل تلاش کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، کھوسہ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی (سردار محسن عطا خان کھوسہ): جناب چیئرمین! یہ درست ہے کہ مورخہ 22 اور 23 مارچ 1999ء کو جہلم سے منڈی بہاؤالدین جاتے ہوئے ایک پاجیرو اور ایک بس نہر اپرجہلم میں گر گئیں۔ جس سے قیمتی جانوں کا نقصان ہوا۔ پاجیرو پر سوار دونوں آدمی ڈوب گئے۔ جو

بس مورخہ 23 مارچ 1999ء کو نہر میں گری تھی' اس حادثے میں صرف تین آدمی جاں بحق ہوئے اور باقی لوگ بفضل تعالیٰ محفوظ رہے۔ نہر سے dead bodies نکال لی گئی تھیں۔ نہر کے کنارے سرائے عالمگیر سے رسول تک 10 فٹ چوڑی سڑک محکمہ ہائی وے نے 83-1982ء میں بنائی تھی۔ محکمہ انہار نے اس سڑک کے منصوبے کی شروع سے ہی مخالفت کی تھی کیونکہ اس کا بنانا انسانی جانوں کے لیے خطرناک تھا۔ یہ سڑک نہر کے کنارے پر بنائی گئی ہے۔ یہ سڑک بنیادی طور پر صرف اپر جہلم کنال اور دریائے جہلم کے درمیان واقع دیہات کو بطور لنک روڈ کام آتی ہے۔ جبکہ 1985ء سے یہ سڑک ہر قسم کی ٹریفک کے لیے کھول دی گئی جس کی وجہ سے سڑک بھی بہت خراب ہو چکی ہے۔ یہ سڑک اب سرگودھا اور راولپنڈی کے درمیان اہم روٹ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے اور بھاری گاڑیاں چل رہی ہیں جس کی وجہ سے حادثات کا احتمال رہتا ہے۔ محکمہ ہائی وے جو اس سڑک کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس سڑک کو مناسب طور پر ڈیزائن کرے اور اس کے ساتھ ساتھ حفاظتی جنگلے لگائے۔ یہ مسئلہ نہر کے کناروں کی مضبوطی کا نہیں' بلکہ سڑک کے ڈیزائن اور اس کی چوڑائی اور اس کی حفاظت کا ہے جو کہ ایک معاہدہ محکمہ آب پاشی اور C&W کے درمیان ہوا تھا۔ اس میں محکمہ آب پاشی ذمہ دار نہیں ہے۔

جناب منصور احمد خان، جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ حکومت کو نشان دہی کرانا اور توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے۔ وہ توجہ حکومت تک پہنچ گئی' آگے انھوں نے جو کارروائی کرنی ہے۔ اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا بھی ہے۔ پھر' جیسا کہ انھوں نے آخر میں فرمایا ہے' محکمہ آب پاشی کی ذمہ داری نہیں' حکومت کی تو ہے۔ اس لیے محکمہ C&W اس کے بارے میں کچھ کرے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اس کو disposed of تصور کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ معزز رکن اسمبلی نے اس تحریک میں یہ فرمایا ہے کہ 22 اور 23 مارچ کو دو حادثات ہوئے اور اس پر فوری طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے ڈائریکٹو جاری ہوا کہ اس سڑک کی فوری طور پر feasibility بنائی جائے' اس کا estimate بنایا جائے۔ محکمہ C&W نے اس کا estimate بنایا ہے جو 50 53 ملین روپے بنا ہے اور میرے محکمے

کی یہ کوشش ہے کہ اس سڑک کو 1999-2000ء کے ADP میں شامل کیا جائے۔ اس سڑک کی کل لمبائی 31 کلومیٹر بنتی ہے اور سابقہ میٹلڈ روڈ کی 12 فٹ چوڑائی ہے اور اس کی formation 24 فٹ تھی۔ لیکن سڑک کی حالت تسلی بخش ہے جو patches وغیرہ تھے' وہ لگا دیے گئے ہیں اور سڑک کی نہر والی طرف محکمہ C&W نے چار فٹ سولنگ لگایا ہوا ہے۔ کل formation 24 فٹ ہے' 12 فٹ میٹلڈ روڈ ہے اور دونوں طرف چھ چھ فٹ کچے برم تھے اور نہر والی سائڈ پر C&W Department نے 4 فٹ سولنگ لگایا ہوا ہے اور نہر والی سائڈ پر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے پاس جو right of way ہے صرف دو فٹ بچتا ہے' اس سے آگے جو نہر کا برم ہے اس کی ذمہ داری محکمہ انہار کی بنتی ہے اور وہ ان کے سپرد ہے۔

جہاں تک محکمہ مواصلات و تعمیرات کا کام ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ کوشش ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق اس کو ہم اگلے اے۔ڈی۔پی میں شامل کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ ملک ندیم کامران صاحب توسیع کے لیے درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ جی کامران صاحب۔

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک ندیم کامران: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 22بابت 1998ء پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم۔پی۔اے مشیر برائے وزیراعلیٰ پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون 1999ء تک توسیع کرا جائے۔"

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 22بابت 1998ء پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم۔پی۔اے مشیر برائے وزیراعلیٰ پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 10 جون 1999ء تک توسیع کر جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

(جاری----------)

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now we resume clause by clause consideration of "The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998. There were four amendments in clause-2 of the Bill. On May 5, 1999 three amendments have been disposed of. Now we start with the fourth amendment. The fourth amendment is from Mr Saeed Ahmed Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmed Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move -

> "That in Clause-2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the Explanation to the proposed sub-section 6 of section 121 of the Principal Ordinance be deleted."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That in Clause-2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the Explanation to the proposed sub-section 6 of section 121 of the Principal Ordinance be deleted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب چیئرمین، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ،

This is resumption of the discussion on the Punjab Local Government (fourth amendment) Bill, 1998.

اس میں میں نے کافی باتیں کل آپ کی وساطت سے فاضل اراکین کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز میں ایک بہت ہی wide scope رکھ دیا گیا ہے، جیسے میں نے کل عرض کیا تھا کہ punishments اتنی severe رکھی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ان کو کبھی بھی judiciously استعمال نہیں کرے گا، کیونکہ پہلے جن جگہوں پر یا جن قوانین پر کم سزائیں بھی رکھی گئی ہیں وہاں بھی لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ان کو judiciously استعمال نہیں کر رہا اور It is given to rise to the rate of corruption.۔

(اس مرحلے پر مولوی محمد سلطان عالم انصاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! You were on your way to resume the chair میں یہ عرض کر رہا تھا کہ already جو قوانین موجود ہیں اور ان پر جو سزائیں مختص کی گئی ہیں ان کو بھی judiciously استعمال نہیں کیا جا رہا۔ اور لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں جو rate of corruption ہے That is on the rising trend.۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح explanation میں کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس قانون میں پھنسایا اور قانون کی گرفت میں surround کیا جائے تو جب اس کو دیکھتے ہیں اور جب ہم سزا کو پڑھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ It will be not in the interest of jusitce کہ اتنے لوگوں کو بیچ میں involve کر لیا جائے اور پھر اگر involvement بھی کر لی جائے، I do not say کہ encroachment کرنا کوئی بہتر کام ہے، یہ انتہائی غلط کام ہے، اس سے جنرل پبلک کے لیے چلنے میں اور گزرنے میں کافی رکاوٹیں ہوتی ہیں۔ لیکن جس طریقے سے اس explanation میں لوگوں کو involve کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ لوگوں کو تکلیف بڑھے گی۔ صرف اس وجہ سے کہ اس کی punishments زیادہ ہیں اور وہ اس کو judiciously استعمال نہیں کریں گے۔ اسی لیے میں آپ کی وساطت سے آنریبل ہاؤس سے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو کلاز ہے، اس کو اس امنڈمنٹ میں سے delete کر دیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین، جی پارلیمانی سیکرٹری (لاء) صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب چیئرمین! منیس صاحب نے اس سیکشن میں جو امنڈمنٹ دی ہے وہ اپنی اس امنڈمنٹ پر ابھی بات کر رہے تھے۔ ہم نے اس سیکشن میں جو امنڈمنٹ دی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ encroachment کریں یا جو مالک ہیں یا جن کا وہ میٹیریل use ہوتا ہے ان کو قانون کے مطابق سزا دی جا سکے گی اور انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ جناب' اس explanation کو قانون سے حذف کر دیا جائے ۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے جو دلائل دیے ہیں وہ یہ ہیں کہ حکومت زیادہ سے زیادہ لوگوں کو involve کرے گی یا surround کرے گی۔ جناب والا! یہ حقیقت پر مبنی نہیں۔ یہ ان کی ایک presumption ہے' حالانکہ انھوں نے خود دیکھا ہے کہ حکومت کو دو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور اس میں وہ بڑے بڑے لوگ آتے ہیں جنہوں نے اس قوم کا پیٹ پھاڑا' اس قوم کے روپے کھائے اور اس قوم کے ساتھ وہ وہ زیادتیاں کیں اور ان لوگوں کا ایک قانونی طریقے کار کے مطابق ہی احتساب ہو رہا ہے' حالانکہ یہ خود دیکھ رہے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں کہ کئی لوگ تو ابھی تک باہر پھر رہے ہیں۔ لیکن حکومت نے کسی کو بھی غلط انداز میں یا غیر قانونی طور پر کسی میں involve نہیں کیا۔ جو اس کا پروسیجر قانون میں دیا گیا ہے اس کے مطابق ہی حکومت proceed کر رہی ہے اور یہ جو بات کرتے ہیں کہ جی' غلط involve کریں گے اس میں تو اس چیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ encroacher کے متعلق بات کرتے ہیں۔ یہ وہ encroacher ہے جس کا قانون میں کوئی حق ہی نہیں اور جو اس قوم کی اور پبلک پراپرٹی پر encroach کرتا ہے یہ اس کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ناجائز ہے اور ان کی جو امنڈمنٹ ہے یہ بالکل قابل پذیرائی نہیں' لہٰذا اسے رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the Explanation to the proposed sub-section (6) of section 121 of the Principal Ordinance be deleted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The question is

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais. Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan; Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move:

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub section (1) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "three years" appearing in line 3, the words "one year" be substituted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub section (1) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "three years" appearing in line 3, the words"one year" be substituted

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

MR CHAIRMAN: Mr Manais would you like to address in support of the

amendment.

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین ! میں نے اس ترمیم میں استدعا کی ہے کہ جو سزا ان قوانین میں رکھی گئی ہے' اگر حکومت اس کو اتنا ہی ضروری محسوس کرتی ہے تو کم از کم اس سزا کو کم ہی کر دیا جائے۔ جناب والا ! دو تین روز سے میں نے جو مختلف کلاز اور paras پر گفتگو کی ہے' اس میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ بنیادی ضروریات which should have been provided by the government اب تک پوری نہیں ہو سکیں۔ ابھی تک pre-requisites پورے نہیں ہو سکے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اس بل میں کئی ایسے paras رکھے گئے ہیں جن میں ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر جتنی سزا رکھی گئی ہے وہ بہت ہی زیادہ ہے۔ میں اس کی مثال دیتے ہوئے part-I پڑھتا ہوں :۔

According to Section 162.....

Whoever commits any of the offences mentioned in Part I of the Third Schedule shall be punished with imprisonment for a term which may extend to three years and with fine which may extend to fifteen thousand rupees.

جناب چیئرمین ! اگر آپ Part-I میں para-4 دیکھیں تو اس میں Manufacturing, storing, keeping, discharging or letting off fire-works, crackers, fire balloons etc. ... etc. دیے ہوئے ہیں۔ جناب والا ! سب سے پہلے تو اس کی زد میں حکومت خود آ جائے گی۔ جیسے پارس اینڈ کیٹل شو کے موقع پر آتش بازی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی معزز شخصیت باہر سے آتی ہے تو اس موقع پر بھی آتش بازی کا استعمال کیا جاتا ہے' اور بہت زیادہ حد تک ہوتا ہے۔ تو کیا حکومت یہ قانون بنا کر اپنے خلاف کارروائی کرے گی؟ جناب چیئرمین ! مجھے یقین ہے کہ حکومت اپنے خلاف کارروائی نہیں کرے گی۔ اگر حکومت والے پارس اینڈ کیٹل شو میں آتش بازی کریں تو یہ اس قانون کی خلاف ورزی ہو گی۔ میں نے اسی لیے عرض کیا ہے کہ آپ وہی قانون بنائیں جس پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ جب حکومت اپنے خلاف یہ قانون استعمال نہیں کر سکے گی تو پھر دوسروں کے خلاف استعمال کرنے کا کیا جواز پیدا ہو گا؟ یہ تو صرف ایک مثال عرض کی ہے' اور مثالیں بھی دے سکتا

ہوں۔ آپ para-5 کو دیکھیں :-

Evasion of payment of a tax or other impost lawfully levied by a local council.

جناب والا ! جو بڑے tax evaders ہیں انھیں تو گرفت میں نہیں لایا جا رہا' یا تو tax evasion کی categories بنا دی جاتیں۔ یہاں صرف ایک ہی category دی گئی ہے جس میں چھوٹے بڑے سب کو شامل کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین ! evasion of tax کے سلسلے میں کل میں نے لوکل کونسل کے چولہا ٹیکس کی بات بات کی تھی۔ چولہا ٹیکس ایک معمولی سا ٹیکس ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا دیہی یا شہری علاقوں میں رہنے والے تمام لوگ capability رکھتے ہیں کہ وہ چولہا ٹیکس ادا کر سکیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا چولہا تو بنا ہوا ہے لیکن وہ چولہا جلانے کے قابل نہیں ہیں۔ جب ان پر ٹیکس لگے گا' چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو' مثال کے طور پر اگر یہ صرف 50 روپے ہو' لیکن اگر کوئی گھر یہ 50 روپے بھی ادا کرنے کے قابل نہیں ہے ۔ اور اس قانون کے مطابق اسے تین سال قید کی سزا دے دی جائے یا 15 ہزار روپے جرمانہ کر دیا جائے تو وہ کہاں سے ادا کرے گا؟ جناب والا ! ایسے سینکڑوں ' ہزاروں لوگ ہیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ ہمارے معاشرے میں ایسے کروڑوں ہیں۔ ہماری آبادی جس حساب سے بڑھ رہی ہے' اس حساب سے دیکھا جائے تو بہت بڑی آبادی اس قانون کی زد میں آ جائے گی۔ اگر صرف چولہا ٹیکس یا تھڑا ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو تین سال کی سزا دے دی جائے یا 15 ہزار روپے جرمانہ کر دیا جائے تو کیا یہ مناسب ہو گا؟ میں نے پہلے مثال دے کر بتایا ہے کہ حکومت خود اپنے خلاف بھی کارروائی نہیں کر سکے گی۔ تو پھر کوئی justification نہیں بنے گی کہ وہ چولہا ٹیکس والے کے خلاف ایسی کارروائی کرے اور اسے تین سال کے لیے قید کرے۔ جناب چیئرمین ! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں' اس معزز ہاؤس کو وہی قانون بنانا چاہیے جس پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ لہذا میری یہ استدعا ہو گی کہ اس میں جہاں تین سال کا لفظ ہے اس کو کم کر کے ایک سال کر دیا جائے۔ جناب والا ! ایک سال قید کی سزا بھی کم نہیں ہے۔ انھوں نے خود categorize نہیں کیا لیکن جب ہم چھوٹی 'category چولہا ٹیکس والے کی بات کریں تو اس کے لیے ایک سال قید کی سزا بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر یہ بڑے tax evaders کو اس میں لانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑے tax evaders کے لیے بھی ایک سال کی سزا کم نہیں ہے۔ میرے خیال میں اربوں روپے ٹیکس evade کرنے والے بھی

برداشت نہیں کریں گے کہ وہ ایک دن بھی اندر رہیں۔ تو میں نے بڑے tax evaders اور چھوٹے tax evaders کو قریب لاتے ہوئے یہ تجویز کیا ہے کہ ایک سال سزا مقرر کی جائے۔ حالانکہ چھوٹے tax evaders کے لیے ایک سال کی سزا بہت زیادہ ہے۔ جناب چیئرمین! میں نے اپنی ترمیم پیش کی ہے کہ اس تین سال کی سزا کو کم کر کے ایک سال کر دیا جائے تاکہ نظر آئے کہ جو قانون ہم بنا رہے ہیں اس پر عمل درآمد ہو سکے گا۔ تو میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے حکومت سے عرض کروں گا کہ اس کو قطعاً انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور اس سزا کو تین سال سے کم کر کے ایک سال کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید مسعود عالم شاہ اس ترمیم پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ملک میں موجودہ حالات ایسے نہیں کہ ایک دم یہ قانون سازی لائی جائے جس سے ہمارا غریب طبقہ، غریب لوگ خاص طور پر دیہی علاقوں میں رہنے والے ہمارے بھائی متاثر ہوں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت انھیں کچھ ریلیف دینا چاہیے تھا۔ ان کو کچھ ٹائم دینا چاہیے تھا کہ ایسے قوانین متعارف کروانے سے پہلے وہ اپنے آپ کو مستحکم کر سکیں اور ان قوانین کے لیے پہلے سے تیار ہو جائیں۔ پہلے ہی اس حکومت نے ہر چیز پر ٹیکس لگا دیے ہیں۔ اتنا بڑا بوجھ ڈال دیا ہے اور پھر یک دم اتنے بھاری جرمانے اور اتنی سزا کہ ایک موچی یا نائی کو تین تین سال کے لیے اندر کر دیں یا مسواک توڑنے والے کو اندر کر دیں۔ میرے خیال میں ایک ویلفیئر سٹیٹ میں بہت زیادتی ہو گی۔ میں یہاں یہ کہوں گا کہ laws are made without any rhyme and reason. اس وقت ہمارے لیے یہ قانون بالکل موزوں نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمیں یہ motive ختم کرنا چاہیے، چونکہ ہم اس قسم کے بھاری جرمانے لگا کر اپنے ٹارگٹس پورے نہیں کر سکتے۔ ہمیں ویلفیئر کے متعلق سوچنا ہے اور اسی کے مطابق قانون سازی کرنی ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر quote کرنا چاہوں گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ سن کے بارے میں مجھے تحقیق نہیں، لیکن غالباً 18 ہجری میں، جب مدینہ منورہ میں قحط سالی آئی اور وہاں پر لوگوں نے چوریاں کرنا شروع کر دیں۔ تو اکثر چوروں کے ہاتھ کاٹے جا رہے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں ہاتھ کاٹنے پر پابندی لگا دی،

حالانکہ یہ شریعت کا حکم ہے۔ لیکن جب انھوں نے حالات study کیے تو اس عمل کو روک دیا۔ پھر شام اورمصر سے غالباً چار ہزار من گندم ایک ملک سے لائی گئی اور ایک جہاز دوسرے ملک سے منگوایا گیا۔ جب گندم آنے کے بعد قحط سالی پر قابو پا لیا گیا اور لوگ خوشحال ہوئے، لوگوں کی تنگ دستی دور ہوئی تو اس کے کچھ عرصہ بعد دوبارہ قانون لاگو کر دیا گیا۔ حالانکہ اس وقت وہ بھی کہہ سکتے تھے کہ سختی کی جائے اور سٹیٹ میں امن قائم کیا جائے۔ لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے انھوں نے اس کو pending کیا۔ پہلے حالات صحیح کیے اور اس کے بعد یہ قانون پھر لاگو کر دیا۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہماری سٹیٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ لیکن پہلا نام تو کہیں لاگو ہوتا ہی نہیں اور باہر کے ملکوں میں انگریز نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے بعض قوانین اپنائے ہوئے ہیں۔ یہاں پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ فوج میں بھی اس وقت سے اسی طرح کا ایک قانون رائج ہے کہ غالباً دو مہینے سے زیادہ فرنٹ پر ایک فوجی نہیں رہ سکتا۔ اس وقت انھوں نے ضرورت محسوس کی کہ ایک مسلمان کو ایک فرنٹ پر رہنے کے لیے کتنا عرصہ درکار ہے۔ مجھے اس کی تحقیق نہیں کہ ٹائم پیریڈ کتنا ہے اس لیے میں غالباً کہتا ہوں کہ یہ ٹائم پیریڈ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے لیا گیا ہے اور آج تک پوری دنیا میں غالباً یکساں رائج ہے۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے اسلامی کلچر اور ہمارے خلفائے راشدین نے ہمیں مکمل ضابطہ حیات فراہم کیا ہے۔ تو ہم ان کو نظر انداز کر کے ان حالات میں یہ قانون سازی کریں اور ایک دم یہ قانون لائیں کہ یہاں اکثریت ہے یہاں پر یہ جو کچھ بھی کہتے رہیں ان کو صرف یہ کہہ کر ٹال دیا جائے کہ یہ اپوزیشن یہاں پر وقت ضائع کرتی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہوگا۔ ہمیں اس پر دوبارہ غور کرنا ہوگا کہ یہ سزائیں زیادہ ہیں اور یہ جلد لاگو کی جا رہی ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمیں encroachments ہٹانی چاہییں ہمیں انھیں motivate کر کے ہٹانا چاہیے نہ کہ یک دم اس طرح سے قانون لا کر کہ ان پر زیادہ بوجھ پڑے اور ہماری ایک سوسائٹی، ہمارے جو دیہی علاقے ہیں وہ اس سے زیادہ متاثر ہوں۔ تو میرے کہنے کا مقصد تھا کہ اس وقت حکومت کوئی مفید کام کرے تاکہ عوام بھی پریشان نہ ہوں اور ساتھ ساتھ قانون سازی بھی چلتی رہے۔ جناب والا! میں اس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ موجودہ حالات میں ہمارے پاس وسائل کی سخت کمی ہے اور دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور ایسے حالات میں ایک سزا نہیں، بلکہ دو دو سزائیں ایک ہی امر پر لاگو کی جا رہی ہیں کہ پانچ ہزار روپے جرمانہ کر دیں اور تین سال کے لیے اندر کر دیں۔ تو یک نہ شد دو شد

والی بات ہوئی۔ ٹھیک ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پانچ روپے بھی جرمانہ ہو سکتا ہے پانچ ہزار بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس میں پانچ ہزار ' ایک سال یا تین سال کی provision کو کم کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہوں گا کہ between the devil and the deep see یعنی اس وقت ایک غریب آدمی کے لیے ہمارے پاس یہ دونوں امر بہت زیادہ وسیع ہیں اور ایک غریب آدمی کے لیے یہ سزا مقرر کرنا بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ہمارے پاس ہر ادارے میں ایسوسی ایشنز ہیں' یونیز ہیں ' وہاں تاجران کی انجمنیں ہیں' ہمارے پاس لوکل باڈیز ہیں' ہمارے پاس gross root level پر ڈیمو کریسی نام کی تو ہے۔ پہلے ہم ان سے میٹنگز کرتے ان سے رائے پوچھتے اور ان کے مشورے سے' ان کی مدد سے زیادہ تر 90/80 فی صد encroachments پہلے ہٹا دیتے اور لوگوں کو قائل کرتے' انھیں متبادل فراہم کرتے ' ان کو بنیادی سہولیات دیتے اور ان میں کون لوگ ہیں؟ کیا یہ resist کر سکتے ہیں؟ کیا چھابڑی والے resist کر سکتے ہیں؟ یا ریڑھی والے کر سکتے ہیں جو فروٹ اور سبزی بیچتے ہیں ؟ کیا وہ لوگ resist کریں گے جو دکان کا کرایہ ادا نہیں کر سکتے اور فٹ پاتھ پر بیٹھ کر صرف جوتے مرمت کرتے ہیں؟ یا ایسے لوگ جن کا کوئی روز گار نہیں۔ وہ منڈی سے ادھار پر سبزیاں یا فروٹ لاتے ہیں اور شام کو ادائیگی کرتے ہیں اور جو منافع ہوتا ہے اس سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ کیا وہ resist کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ لکڑی کے کھوکھے والے' انھیں بھی متبادل فراہم کرنا ہو گا۔ باہر کے ملکوں میں لکڑی کی بھی مارکیٹیں ہیں چھوٹے چھوٹے کھوکھے ' ان کا سائز متعین ہے۔ اگر انھوں نے لکڑی کے کھوکھوں میں اپنی زندگی بسر کرنے کا سوچ رکھا ہے اور رات کے وقت بھی اکثر و بیشتر انہی کھوکھوں میں سوتے ہیں تاکہ ان کی چوری یا robbery نہ ہو سکے۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر وہ پچھلے پچاس سالوں میں اب اس level تک آئے ہیں کہ وہ دکان کا کرایہ یا پوش علاقوں میں دکانیں لے ہی نہیں سکتے یا قصبوں میں بھی دکانیں نہیں لے سکتے تو ایک دم ان کا حق چھیننا ایک بہت بڑی بے روز گاری کو promote کرنا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ تمام قوانین غریب اور دیہی علاقوں کے عام لوگوں پر مسلط ہو رہا ہے۔ صرف پتنگ بازی کی مثال دے کر سارے متاثرین کو rule out نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں ایسے قانون ضرور آنے چاہییں جو ساتھ ساتھ اس غریب کو بھی متبادل فراہم کرے۔

جناب والا ! میں اس پر مزید کہنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت یہاں moral values کو

ignore کر رہی ہے یہاں ڈیموکریسی کو ignore کر رہی ہے۔ یہاں ویلفیئر کی بات کرتی ہی نہیں۔ جناب والا! انھیں چاہیے تھا کہ متبادل jobs دیں alternative options دیں یا ان کے جو بنیادی مسائل ہیں پہلے انھیں حل کریں' اس کے بعد اس قسم کی قانون سازی کریں۔ لیکن یہاں تو یہ حکومت بھاری ٹیکسز کی بات کرتی ہے یا severe punishment کی بات کرتی ہے یا اس قسم کی restrictions کی بات کرتی ہے جو موجودہ حالات میں عوام برداشت ہی نہیں کر سکتے۔جناب والا! میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ لوگ ایک پچاس سالہ بلکہ سو سالہ traditions سے رہ رہے ہیں اور انھوں نے اپنا روزگار بنایا ہوا ہے وہ کہیں بیٹھ کر اپنی روزی کما رہے ہیں۔ انھیں ایک دم over night change کرنا مناسب نہیں۔ آہستہ آہستہ انھیں motivate کر کے انھیں متبادل فراہم کر کے پھر قانون سازی ہوتی اور اس میں جو سزائیں ہیں' خاص طور پر تین سال کے لیے' جو روزانہ اپنے خاندان کے لیے روزگار کماتا ہے اگر وہ تین سال یا ایک سال کے لیے بھی اندر ہو جائے تو اس کے خاندان کا کیا بنے گا؟ جناب والا! اسی حق میں پانچ ہزار روپے کی بات بھی آئی ہے کہ یہ جرمانہ پانچ ہزار تک بھی ہو سکتا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس قانونی سازی میں یہ دونوں سزائیں suitable نہیں ہیں۔ ہمارے دیہی علاقوں کے لوگ ایک دم اپنی عادات تبدیل نہیں کر سکتے۔ جناب والا! جب تک بنیادی سہولتیں نہیں ہیں اور شہروں اور دیہی علاقوں میں disparities ہیں تو شہروں میں بیٹھ کر اس قسم کی قانون سازی کرنا دیہی علاقوں کے لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ پہلے تو یہ چاہیے کہ یہ تفریق ختم کریں۔ وہاں پر گیس مہیا کریں' وہاں پر بنیادی سہولیات مہیا کریں تاکہ دیہی علاقوں میں جب یہ قانون جائے تو ان پر زیادہ اثر نہ ہو۔ جناب سپیکر! انھوں نے شہروں کے سروے کیے' ان کی گندگی دیکھی ان کے ferocious dogs پر پابندی لگائی' ان کے مویشیوں کے نہلانے پر پابندی لگائی۔ لیکن دیہی علاقوں میں ایسا ممکن نہیں۔ جناب سپیکر! یہ ان کی زندگی کا ایک حصہ ہیں جن کے ساتھ وہ رہ رہے ہیں اور ان پر ایک دم اتنا بڑا پہاڑ ٹوٹے گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! It will add insult to injury by this law. شکریہ جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب چیئرمین! قائد حزب اختلاف اور میرے فاضل دوست نے اپنی ترمیم کے سلسلے میں جو دلائل پیش کیے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے اپنی ترامیم کے

سلسلے میں جو رائے دی ہے یہ بالکل اس کے alternate plea لیتے ہیں۔ کسی ایک session میں ان کے دلائل کچھ اور ہوتے ہیں دوسرے پر آتے ہیں تو کچھ اور ہوتے ہیں۔ میں اپنی یہ بات پھر دہراؤں گا کہ کاش میرے اپوزیشن کے دوست قانون کو سمجھتے ہوتے۔ اگر نہیں سمجھتے تو وہ اس کے لیے interpreter رکھیں اور اس سے پھر قانون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد اگر ان کی کوئی مناسب ترمیم ہو تو وہ ضرور لائیں، اچھی تجویز ہو تو ضرور لائیں۔ اب جناب میرے دوست قائد حزب اختلاف یہ بات کر رہے تھے اور حوالہ دے رہے تھے سیکشن 12 کا۔ جس میں کہہ رہے تھے کہ جناب حکومت پارس اینڈ کیٹل شو پر آتش بازی کرتی ہے اور حکومت تو خود اس کی زد میں آ جائے گی۔ میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ سیکشن 12 پڑھیں تو سہی، اس میں کیا لکھا ہے۔ سیکشن 12 میں بڑا واضح طور پر لکھا ہے "without the sanction required from the authority" جو اتھارٹی کی اجازت کے بغیر کرے گا وہی اس کی زد میں آئے گا۔ عام آدمی اس کی زد میں کیسے آ سکتا ہے؟ جو اس کی خلاف ورزی کرے گا جو اجازت کے بغیر کرے گا اور اس کا عمل خطرناک ہوگا وہی اس کی زد میں آئے گا۔ عام آدمی اس کی زد میں نہیں آئے گا۔ وہ تو حکومت کو ہی زد میں لے آئے حالانکہ سیکشن بڑا واضح ہے اور اس میں ابہام نہیں ہے۔ لیکن میرے فاضل دوست اس کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ ان کی جو اپروچ ہے، ان کی ترامیم کے متعلق جو سوچ ہے وہ منفی ہے۔ وہ سوچتے ہی منفی ہیں، مثبت انداز میں تو سوچتے ہی نہیں، ابھی جناب، آپ دیکھیں کہ انھوں نے یہ ترمیم دی ہے کہ سزا تین سال سے کم کر کے ایک سال کر دی جائے۔ قانون میں تو پہلے ہی لچک موجود ہے اور پہلے بھی جب ہمارے مختلف بل اس ایوان میں آئے ہیں تو اس میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ قانون میں ہمیشہ لچک ہونی چاہیے۔ ہماری یہ ہمیشہ سے کوشش ہے کہ وہ قانون نافذ کریں جس میں لچک موجود ہو۔ قانون کو rigid نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آج کسی معاملے میں حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی سزا کم ہے یا زیادہ کرنی چاہیے تو پھر بار بار ترامیم لائی جائیں گی؟ بار بار ترامیم نہیں آنی چاہییں۔ ابھی اس ترمیم کے حوالے سے میرے دوست جو ذکر کر رہے تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں پر لکھا ہے کہ یہ سزا تین سال کی ہو گی؟ اس میں تو یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ جو سزا ہے، that may extend، اس میں "may" کا لفظ ہے، "shall" کا نہیں۔ یہ نہیں کہ تین سال سزا دی جائے گی۔ اس میں لفظ "may" ہے وہ ایک دن بھی ہو سکتی ہے ایک گھنٹہ بھی ہو سکتی ہے چار ماہ بھی ہو سکتی ہے اور یہ ہو گی according to the gravity of the offence، اسی طرح جو جرمانہ ہے

اس میں بھی یہی ذکر ہے کہ یہ بھی 15 ہزار روپے تک ہو سکتا ہے۔ یہ بھی جرم کے مطابق پانچ روپے بھی ہو سکتا ہے دس روپے بھی ہو سکتا ہے ہزار روپے بھی ہو سکتا ہے دس ہزار بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے کوئی violation کرے گا اسی طرح اس کو اس کی سزا ملے گی۔ویسے بھی ہم جو یہ قانون بنا رہے ہیں میرے فاضل دوستوں کو پتا ہونا چاہیے کہ کل خود ہی یہ بیان کر رہے تھے کہ اس میں نوٹس ہونا چاہیے' جس کی پہلے ہی قانون میں provision موجود ہے۔ اگر کسی ناجائز قابض کو' جس کا کوئی حق بھی نہیں' ایک نوٹس جاتا ہے کہ آپ نے یہ ناجائز قبضہ کیا ہے اس کو آپ ختم کر لیں اور وہ اسے ہٹا بھی لیتا ہے تو پھر سزا کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔پھر تو نہ سزا ہو گی اور نہ ہی کوئی جرمانہ ہوگا۔ یہ تو ان لوگوں کے لیے رکھا گیا ہے جو جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔ یہ سزا اور جرمانہ بھی ان لوگوں کے لیے ہے۔ جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں' بتا چکا ہوں کہ یہ کن کے مفاد میں ہے؟ پراپرٹی جس پر ناجائز قبضہ کیا جاتا ہے یہ کس کی ہے؟ یہ عوام کی ہے اور یہ قانون کس کے مفاد میں بنایا جا رہا ہے۔ یہ عوام کے مفاد میں ہے' عوام کی سہولت کے لیے ہے۔ نہ کہ ان چند ایک لوگوں کے لیے جو کہ یہی پبلک پراپرٹی پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں اور میرے دوست اور بھائی ان کو defend کرتے ہیں اور غلط طور پر defend کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا تو قانون کے تحت کسی قسم کا کوئی حق ہی نہیں ان کو یہ defend کرتے ہیں جو کہ اس طبقے کے بڑے تھوڑے سے لوگ ہیں۔ اچھے شہریوں کو ان کی وجہ سے سزا دی جائے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا یہ قانون عوام کے مفاد میں بنایا جا رہا ہے' عوام کی پراپرٹی کی حفاظت کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ اس لیے میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ ان کی ترمیم قابل پذیرائی نہیں' اس کو رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is.

> That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub-section (1) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "three years" appearing in line 3, the words "one year" be substituted

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move his amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move:

> That in Clause 3 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development in sub-section (1) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "and with", appearing in line 3, the words "with or without" be substituted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That in Clause 3 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development in sub-section (1) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "and with", appearing in line 3, the words "with or without" be substituted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! اس ترمیم میں جو provision ہماری طرف سے تجویز کی گئی ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری قانون جو باتیں ابھی یہاں کر رہے تھے اس کے مطابق ہی ہم نے یہ ترمیم دی ہے۔ یہ ابھی فرما رہے تھے کہ قانون کو اتنا rigid نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں ہم نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اس میں لچک رکھیں۔ جناب چیئرمین! اس میں دیا گیا ہے،

> Whoever commits any of the offences mentioned in Part 1 of the Third Schedule shall be punished with imprisonment for a

term which may extend to three years and with fine which may extend to fifteen thousand rupees.

جناب چیئرمین! اس میں گورنمنٹ نے جو تجویز کیا ہے اس میں انھوں نے یہ کھلی چھوٹ دے دی ہے کہ لازماً دونوں سزائیں اس میں دینی ہیں۔ اب یہ تو فرما رہے ہیں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ...may extend to three years..... چلیں' "may extend" میں تو انہوں نے flexibility دے دی۔ انھوں نے فرما دیا ہے کہ اپوزیشن جو ایک سال کی تجویز پیش کر رہی ہے اس میں تو پہلے ہی لچک موجود ہے۔ لیکن یہ and with fine' اب یہ دونوں سزائیں بیک وقت دینا چاہتے ہیں۔ یعنی تین سال تک کی سزا اگر اس کو ملتی ہے تو کیا وہ تھوڑی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ کورٹ کو اس بات کا بھی پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ اس سزا کے ساتھ 15 ہزار روپے جرمانہ بھی ضرور لگائیں۔ اس میں تو انہی کے مطابق

This amendment is in confirmity with the ideas of the honourable Parliamentary Secretary

کہ اس میں آپ لچک رکھیں۔اس میں جو بھی جو ڈیشیل بندہ وہاں بیٹھا ہے اور کورٹ جو بھی ہے اس کی صوابدید پر آپ چھوڑ دیں۔ وہ دونوں سزائیں دینا چاہتی ہے یا ایک سزا دینا چاہتی ہے۔ اس میں میرے خیال میں ہم نے جو تجویز کیا ہے اس طریقے سے اس میں صوابدید بھی آ جائے گی اور جو کچھ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں flexibility رکھیں' وہ دونوں سزائیں دینا چاہتی ہے یا ایک سزا دینا چاہتی ہے' اس میں میرے خیال میں ہم نے جو propose کیا ہے اس طریقے سے اس میں discretion بھی آ جائے گی۔ اور جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں وہ reject بھی نہیں ہو گا اور اس میں flexibility بھی ہو گی۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ تنقید برائے تنقید نہیں ہے۔ This is not a opposition for the sake of opposition اگر ذرا اپنے کھلے دماغ سے یہ سوچیں تو جہاں ان کو کوئی تجویز پسند آتی ہے کم از کم اس کو تو یہ مان لیں It will be in the interest of the Province.It will not be in the interest of only certain honourable members sitting here. یہ تو سب کی بھلائی کا کام ہے۔ اگر یہ اچھا کام کریں گے وہ appreciate ہو گا اس میں صوبائی اسمبلی appreciate ہو گی۔ اس میں صرف وہی لوگ' جنھوں نے ترامیم دی ہیں' وہی appreciate نہیں ہوں گے۔ میں ان کو یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس

کے کہ یہ ہر معاملے میں انا کا مسئلہ بنائیں۔ غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں۔ کون سا انھوں نے خود یہ قانون بنایا ہے۔ ان کو بھی تو ان کی بیورو کریسی نے قانون بنا کر دے دیا ہے۔ میرے خیال میں انھوں نے یا ان کے معزز وزیر نے ایک دن بھی بیٹھ کر یہ بل نہیں دیکھا ہو گا۔ آج ان کو جو کچھ لکھ کر دے دیا گیا اور ان کو بار بار گیدڑی میں سے وحی نازل ہو جاتی ہے کہ وہاں سے چٹ آ جاتی ہے کہ اب یہ بولو اب یہ بولو۔ کوئی ذرا اپنے دماغ سے کام لیں کیونکہ یہ پبلک کے نمائندے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ فیلڈ میں کیا پوزیشن ہے۔ فیلڈ کی پوزیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں ہماری ترمیم بالکل صحیح ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت اور معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو پذیرائی بخشیں۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، فرمائیے۔

وزیرخوراک، جناب والا! وحی صرف اللہ کی طرف سے اس کے رسولوں کو آتی ہے۔ اور وہ بھی سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رولز میں انھوں نے یہ لفظ کہا ہے جو کہ نامناسب ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور لفظ استعمال کرلیں۔ جس طرح بعض اوقات بوٹی کہتے ہیں بعض اوقات کوئی چٹ یا ہدایت کہتے ہیں لیکن لفظ وحی صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے درمیان کا لفظ ہے اور یہ وہیں استعمال ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان کو ذرا amend کرنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اپنے بھائی کو چیلنج تو نہیں کرتا اور نہ ہی میری اتنی زیادہ study ہے' about what he is saying۔ لیکن بطور مسلمان میرے خیال میں اگر یہ جا کر پڑھیں تو کہیں ان کو یہ بات ضرور نظر آئے گی کہ وحی شہد کی مکھی پر بھی نازل ہوئی۔

جناب چیئرمین، وحی نازل ہونا الگ فعل ہے۔ اور کس پر نازل ہوتی ہے یہ الگ فعل ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس controversy میں پڑے بغیر ہم آگے چلتے ہیں۔ آپ فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے اس کے مطابق یہ چاہتے ہیں کہ جو دونوں سزائیں رکھی گئی ہیں اس میں سے آپ جرمانے کی سزا کو حذف کر دیں۔ اور قید کی سزا کو جاری رکھیں۔ یہ خود ہی اپنی اس stance کی نفی کرتے ہیں

جس پر وہ تین دن سے بحث کر رہے ہیں۔ میں اب بھی یہی own کرتا ہوں کہ میں نے چند منٹ پہلے یہ بات کی تھی کہ laws flexible ہونے چاہییں۔ اور میرے فاضل دوست نے بھی اس میں یہی کہا ہے۔ law میں flexibility کیسے آتی ہے؟ یہ تو ایک چیز کو حذف کرکے سزا قید کو رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ لاء flexible ہو جائے گا۔ یہ تو لاء کو اس طرح اور rigid کر رہے ہیں۔ لاء میں flexibility ہمیشہ اس طرح سے آتی ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے۔ میں ان کو یہ مثال دیتا ہوں کہ اگر اس کو عدالت یہ کہتی ہے کہ آپ کو تین گھنٹے کی قید ہے اور آپ کو ایک ہزار' دو ہزار یا پانچ ہزار روپے جرمانہ ہے تو یہ flexible ہے۔ بجائے اس کے کہ کہا جائے کہ ہاں بھئی' آپ کو ایک مہینے کی سزا ہے یا دو مہینے کی سزا ہے۔ یہ تو اس ترمیم سے خود لاء کو rigid کر رہے ہیں۔ اور بات مجھ پر کی جا رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قوانین flexible ہونے چاہیں۔ میں تو خود اپنی بات کو maintain کرتا ہوں کہ laws کو ہمیشہ flexible رکھا جاتا ہے۔ اور ہر individual case کے مطابق اس کی gravity کو دیکھ کر اس کو سزا دی جاتی ہے۔ میرے دوست جو فرما رہے تھے کہ ان کو بیورو کریسی بنا دیتی ہے اور یہ اس پر غور نہیں کرتے۔ ان کو یہ علم ہونا چاہیے۔ لیکن چونکہ ان کی سوچ ہی منفی ہے انھوں نے جانا ہی اسی طرف ہے۔ یہ سارے آرڈیننسز یا جو قانون بنتے ہیں یہ اسمبلی میں آنے کے بعد متعلقہ Standing Committee کے پاس جاتے ہیں۔ اس کمیٹی میں جو دوست پارلیمنٹیرین بیٹھے' اس ہاؤس کے اراکین بیٹھے ہیں وہ اس قانون پر غور کرنے کے بعد اور اس کے pros and cons دیکھنے کے بعد اس پر مناسب ترامیم suggest کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اس قانون میں بھی ہے کہ Standing Committee کے پاس یہ گیا ہے۔ اور انھوں نے اس میں جو مناسب تجاویز دی ہیں ان کو incorporate کرنے کے بعد اس کو بل کی شکل میں لایا گیا ہے۔ لہذا ان کی یہ بات کہ یہ وہاں سے بن کر آ جاتا ہے' کوئی دیکھتا نہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل منفی سوچ کے مطابق اعتراض برائے اعتراض ہے۔ اور یہ تو انھوں نے کرنا ہی ہے۔ چونکہ اوپر پریس بھی موجود ہے اور کل اخبار میں آئے گا کہ اپوزیشن لیڈر نے یہ نکات اٹھائے۔ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نکات frivolous ہیں' ان کی amendment بھی frivolous ہے' لہذا اسے reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 3 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in

sub section (1) of the proposed Section 162 of the Principal Ordinance, for the words "and with" appearing in line 3, the words "with or without" be substituted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The third amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub section (2) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "six months" appearing in lines 2-3, the words "three months" be substituted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub section (2) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "six months" appearing in lines 2-3, the words "three months" be substituted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan Manais may give arguments in support of his amendment.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! شکریہ۔ اس میں ہم نے propose کیا ہے کہ جو سزا کا حصہ ہے اس میں تھرڈ شیڈول میں تین حصے رکھے گئے ہیں اور جو پارٹ ٹو ہے اس میں جو سزا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ،

> Whoever commits any of the offences mentioned in Part II of the Third Schedule shall be punished with fine which may extend to six months and with fine which may extend to five thousand rupees.

اب جناب والا! اس میں پھر وہی بات ہے کہ جو اس میں سب کلاز دی گئی ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جو قوانین بنائے جا رہے ہیں ان کے مطابق یہ سزائیں پھر زیادہ ہیں۔ اب مثلاً پارٹ ٹو میں پارٹ 24 کو دیکھیں گے تو اس میں دیا ہوا ہے

> Stocking or collecting of timber, wood, dry grass, straw or other inflammable material in a manner which is declared by the local council to be dangerous.

اب اس میں یہ دیا گیا ہے کہ بھوسہ، لکڑیاں اور straw کو سٹاک کریں گے۔ جناب والا! جب آپ خاص طور پر رورل علاقہ دیکھیں گے، چھوٹے شہری علاقوں میں بھی بھوسہ اور توڑی کو سٹاک تو کرنا ہے۔ That is inflammable. اگر اس میں ماچس کی تیلی جلا کر پھینک دی جائے تو اس میں آگ لگ جائے گی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان حالات کے مطابق اس بھوسے کو کہاں سٹاک کیا جائے؟ کیا حکومت نے ایسی کوئی جگہ مہیا کر دی ہے یا کوئی ایسا طریقہ کار بنا دیا ہے؟ جیسے میرے بھائی معزز مسعود عالم شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر یہ ویلفیئر سٹیٹ ہے تو کیا اس کی ویلفیئر کے لیے کچھ ایسے اقدامات کر دیے گئے ہیں، کیا ان کی اتنی ویلفیئر ہے کہ ان تمام معاملات میں ان کے پاس اتنے ذرائع ہوں کہ وہ ان کو استعمال کر کے اس کو سٹاک کر لے؟ تو میرے خیال میں اگر دیکھا جائے تو یہ قابل عمل نہیں ہو گا۔ اس کے بعد پارٹ 25 میں ہے،

> 25 Fixing of wooden khokhas, plying of hand carts for the sale of goods and temporary shops or extension thereof on

footpaths or beyond the street line.

جناب چیئرمین! ہم یہ قطعاً نہیں کہتے کہ encroachments کو نہ ہٹایا جائے۔ لیکن آپ فیلڈ میں دیکھیں کہ عملی طور پر کیا بات ہے۔ کیا کھوکھے والوں کو متبادل جگہ مہیا کر دی گئی ہے؟ اب کھوکھے تو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہیں اور ان سے لوگ اپنی livelihood کما رہے ہیں۔ غریب آدمی جو دکان نہیں لے سکتا' اسی نے plying of hand carts لگائی ہے۔ کیا حکومت نے ان کے لیے ایسے مواقع فراہم کر دیے ہیں؟ غریب لوگ جو اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے ہینڈ کارٹس چلا رہے ہیں یا کھوکھے لگا رہے ہیں کیا وہ اس قابل ہیں کہ وہ اپنی روٹی کما سکے؟ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات کو بار بار دہراتے ہیں۔ تو جب ہر کلاس کو علیحدہ علیحدہ لیا جائے گا تو اس کو justify کرنے کے لیے یہ بات کو دہرانا نہیں' بلکہ یہ ان کی یاد دہانی کے لیے ان کو بتانا پڑتا ہے کہ یہ ہم کس لیے چاہتے ہیں۔ تو wooden khokhas کے لیے تو کوئی متبادل جگہ دی نہیں گئی۔ اسی طریقے سے پارٹ 28 میں ہے،

Establishing a brick kiln, lime kiln or pottery within such distance of a residential area as may be specified by the local council.

جناب چیئرمین! اگرچہ اس میں specification دے دی گئی ہے۔ لیکن ہم نے فیلڈ میں دیکھنا ہے کہ دیہاتوں میں بھٹے رہائشی علاقوں کے بالکل قریب ہوتے ہیں۔ تو جب کوئی کسی کو victimize کرنا چاہے گا تو وہ کہے گا کہ یہ بھٹہ آبادی کے نزدیک ہے' اس کو یہاں سے اکھیڑو۔ اگر نہیں اکھیڑتے تو پھر 6 ماہ کے لیے اندر جاؤ تو یہ کس طریقے سے مناسب ہو گا؟ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ایسا قانون بنایا جائے جو کہ قابل عمل بھی ہو اور اس پہ عمل درآمد بھی ہو سکے۔ اب اس میں آگے کل بھی میں نے بات کی تھی،

31. Quarrying, blasting, cutting timber or carrying building operations in such manner as causes or is likely to casue danger to persons passing by or living or working in the neighbourhood.

جناب چیئرمین! جیسے میں نے کل بھی کہا تھا کہ اگر بیل ریڑھی پہ building

operations والا سامان لے جائیں گے' تو ظاہر ہے اس کا پھیلاؤ ہی اتنا ہوتا ہے۔ تو وہ کسی نہ کسی کو لگنا ہے اور یہاں ہماری سڑکیں بھی اتنی چوڑی نہیں ہیں' یہاں گلیاں اتنی چوڑی نہیں ہیں کہ کہا جائے کہ وہاں جو لوگ چل رہے ہوں گے ان کو نہیں لگے گا۔ جناب چیئرمین! ان کو تو لازماً لگے گا۔ ان کا نقصان ہو سکتا ہے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ قابل عمل ہو گا کہ اگر ایک بانس کسی کو لگ جاتا ہے تو یہ کہیں کہ ٹھیک ہے آپ کو 6 ماہ کے لیے جیل بھیج دیتے ہیں۔ تو یہ قابل عمل نہیں۔ یہ جیسے میرے بھائی نے کہا تھا چاہیے یہ تھا کہ پہلے حکومت بنیادی ضروریات مہیا کر دیتی۔ اور اس کے بہت سے طریقے ہیں اور جیسے اب حکومت سر کلر روڈ والوں کو اٹھا رہی ہے اور کتنا hue and cry ہو رہا ہے یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ان کو یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کے لیے کیا ہو گا۔ جب یہ سارا کچھ ہو ہوا گیا' شور مچ گیا تو اس وقت حکومت کو خیال آیا تو صرف ان کو خوش کرنے کے لیے اور چپ کرانے کے لیے اور جنرل پبلک کے لیے ایک دو بیانات دے دیے ہیں کہ ان کو متبادل جگہ دی جائے گی' پتا نہیں دی بھی جاتی ہے یا نہیں دی جاتی۔ میں نے اسی طریقے سے ایک دوسری مثال دی تھی کہ جیل روڈ سے رات گئے پٹرول پمپ ہٹا دیے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کا لیز کا عرصہ بقایا تھا۔ تو ان کو کوئی proper notice نہیں دیا گیا۔ ان کو یہ نہیں بتایا گیا کہ ہم آپ کے پٹرول پمپ ہٹا رہے ہیں۔ تو اگر حکومت مناسب متبادل فراہم نہیں کرے گی تو یہ جو قوانین بنائے جا رہے ہیں ان کی سزائیں زیادہ ہیں۔ پہلے حکومت کو چاہیے تھا کہ ان کو بتایا جاتا کہ ہم آپ کو اس سے بہتر متبادل جگہ دے رہے ہیں۔ آپ اس سے بہتر انداز میں روٹی کما سکیں گے۔ یہ تو بالکل اسی طریقے سے ہے اور یہ تنقید نہیں ہے' لیکن میں مثال دینے کے لیے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے جو کئی مولانا صاحبان ہیں' اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں' ایک منفی پہلو دکھانا اور دوسرا مثبت پہلو دکھانا' اگر صرف ایک پہلو دکھایا جائے جیسے انہوں نے کہا ہے کہ 3 سال سزا اور 6 ماہ قید۔ اگر پہلے یہ سہولت مہیا نہ کی جائے کہ سیور کے لیے آپ کو سیوریج دے رہے ہیں یا wooden khokhas کے لیے کوئی متبادل جگہ دے رہے ہیں۔ تو اگر یہ کہا جائے کہ وہاں پل صراط سے گزرنا پڑے گا تو وہ بانس سے بھی باریک ہو گی اور اس کی دھار تلوار سے بھی زیادہ تیز ہو گی۔ اگر صرف اس منفی پہلو کو دکھائیں گے تو میرے خیال میں وہ مناسب اس لیے نہیں ہو گا کہ ایک مثبت پہلو بھی موجود ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اگر آپ اچھا کام کریں گے تو آپ جنت میں جائیں گے وہاں آپ کو حوریں ملیں گی' وہاں دودھ کی نہریں ہوں گی' وہاں پھل ہوں گے' وہاں میوہ جات ہوں گے تو اسی طریقے سے حکومت پہلے ان کو یہ سہولتیں

فراہم کر دیتی اور بتاتی کہ ہم آپ کو فلاں فلاں متبادل فراہم کر رہے ہیں اور آپ جب یہاں سے شفٹ ہوں گے تو آپ کو روٹی کمانے کے لیے کوئی مسئلہ نہیں پیش آنے کا تو میرے خیال میں وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ میں نے ابھی جو دو چار پیراز کا ذکر کیا ہے اس میں ایک اور یہ ہے،

Cutting down of any tree, or cutting of a branch of any tree.

اب جیسے میرے بھائی مسعود عالم شاہ صاحب نے کہا کہ مسواک بھی ایک برانچ ہوتی ہے اب مسواک کاٹنے اگر 6 ماہ کی قید دے دی جائے تو میرے خیال میں وہ کسی بھی صورت میں مناسب نہیں ہوگا۔ تو ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں سزا کو کم کر دیا جائے اور جیسے میں نے propose کیا ہے کہ اس سزا کو 6 ماہ کی جگہ 3 ماہ کر دیا جائے۔ ہم اس میں یہ نہیں کہہ رہے کہ اس کو واش آؤٹ کر دیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ اس کی سزا کم کر دیں کیوں کہ میں نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے ان کے پیش نظر یہ کسی صورت میں قابل عمل نہیں۔ یہ قانون اس وقت تک قابل عمل نہیں ہو سکتا اور آپ لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کریں' نہ کہ آپ ان کو بتا رہے ہیں کہ یہ قانون ان باتوں سے ختم ہو جائے گا۔ تو آپ سے آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس سے میری یہ استدعا ہے کہ اس سزا کو 6 ماہ کی جگہ 3 ماہ کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، بہت مہربانی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب چیئرمین! جیسے کہ میرے دوست نے اپنی ترمیم میں یہ تجویز دی ہے کہ سزا کو 6 ماہ سے کم کر کے 3 ماہ کر دیا جائے اور انہوں نے اپنی اس ترمیم کے حوالے سے جو دلائل دیے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان دلائل میں قطعاً کوئی وزن نہیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ گھاس بھوسہ سٹاک کیا جائے گا اور اس میں کوئی ماچس کی تیلی پھینک دے اور آگ لگ جائے تو جناب! یہی تو ہم عوام کو بتا رہے ہیں کہ آپ precautions لیں اور ایسے واقعات رونما نہ ہوں' کیوں کہ اگر نقصان بھی ہے تو ان کا ہے تو ہم اس قانون سازی کے ذریعے سے ان کو بتانا چاہ رہے ہیں' ایک پیغام دینا چاہ رہے ہیں کہ ایسی چیزیں یا افعال جس سے عوام کے حقوق مجروح ہوں' جس سے عوام کو تکلیف ہو' اس سے وہ ممنوع رہیں۔ مقصد یہ نہیں کہ اگر کسی نے کوئی غلط کام کیا ہے تو ہم نے ڈنڈا پکڑ کر اس کو کہنا ہے کہ چلو' تم سزا میں اندر چلے جاؤ۔ ایسا قطعاً کوئی ارادہ نہیں۔ اس قانون

کا مقصد جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اور اس کو لوکل کونسل نوٹس دیتی ہے، اس کو وارننگ دیتی ہے کہ آپ یہ چیز ایسے کر لیں یا اٹھا لیں یا اس کو مناسب جگہ پر سٹاک کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم اس کے مفاد میں بات کر رہے ہیں۔ حکومت یا لوکل کونسل اس کے مفاد میں بات کر رہی ہے۔ اس کو تجویز دے رہے ہیں اور اگر یہ سمجھا جائے گا کہ لوکل کونسل کی اس بات پر، اس نے جان بوجھ کر عمل نہیں کیا تو پھر یہ قانون لاگو ہوگا اور اس قانون کو جیسے میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ ہمیشہ کی طرح بار بار یہ repeat کر رہے ہیں اور سزائیں کم کریں، سزائیں کم کریں۔ سزائیں کم کرنے سے یا بڑھانے سے فرق نہیں پڑے گا۔ بات تو یہ ہے کہ قانون کو کس طرح سے آپ implement کریں گے، فرق تو اس سے پڑے گا۔ اب جناب، انھوں نے section 25 کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کھوکھے والے کہاں جائیں گے تو کس نے کہا ہے کہ وہ وہاں کھوکھا نہ بنائیں؟ ہم تو اس قانون کے ذریعے صرف یہ تعین کرا رہے ہیں کہ کھوکھا street line سے باہر چلا جائے، اس کے اندر نہیں آئے گا۔ جہاں پر لوگوں کو تکلیف ہے، آپ دیکھیں کہ ایک street line کے اندر یا سڑک کے اندر کھوکھا لگا دیا جائے اور 12 فٹ کی سڑک ہو اور اس میں 8 فٹ کا کھوکھا لگائیں تو وہاں سے بڑی ٹریفک کیسے گزرے گی؟ اگر آپ فٹ پاتھ پر ایسی چیزیں رکھ دیں گے تو پیدل گزرنے والے لوگ کہاں سے گزریں گے؟ اس سے کن کو تکلیف ہوگی؟ اس سے عوام کو تکلیف ہوگی، یہ دو چار آدمیوں نے جنھوں نے یہ فعل کیا ہوا ہے، جنھوں نے encroachment کی ہوئی ہے۔ ان کے لیے ہزاروں لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کر دیا جائے، کیوں؟ میں پھر وہی بات کرتا ہوں کہ اگر وہ خلاف ورزی کریں گے۔ اگر وہ نوٹس کے بعد، وہ wilfully ان چیزوں کو remove نہیں کریں گے تو پھر ان کو ضرور سزا ملنی چاہیے۔ حکومت کوئی زبردستی سزائیں دینے کی قائل نہیں۔ اسی لیے قانون لایا جا رہا ہے۔ عوام کی بہتری کے لیے لایا جا رہا ہے۔ public property کی حفاظت کے لیے لایا جا رہا ہے۔ میرے بھائی نے ذکر کیا ہے کہ بلڈنگ میٹیریل میں بانس کسی کو لگ جائے گا۔ بات بانس کی نہیں ہے، بات اس آدمی کی ہے جو جان بوجھ کر ایک بلڈنگ بنا رہا ہے اور ساتھ والے گھر کے راستے میں اینٹیں اتروا لیتا ہے، وہاں پر بجری پھنکوا لیتا ہے۔ اس سے کس کو تکلیف ہے؟ وہ بھی عوام کو تکلیف ہے۔ سڑک پر dumping کروا لیتا ہے حالانکہ اس کا پلاٹ خالی پڑا ہے۔ وہ وہاں پر بھی میٹیریل کی dumping کروا سکتا ہے لیکن سڑک کے اوپر dumping کرواتا ہے، تو کیوں؟ اس سے عوام کو

تکلیف ہوتی ہے۔ میں پہلے ہی یہ عرض کر چکا ہوں کہ یہ عوام کے مفاد کے لیے قانون بنایا جا رہا ہے نہ کہ اس ایک آدمی کے لیے جو کہ عوام کے مفاد کے خلاف چلے اور encroachment کرے اور عوام کو تکلیف میں مبتلا کرے۔ یہ ان کو defend کرتے ہیں۔ آپ ان کی سوچ دیکھیں۔یہ ان لوگوں کو defend کرتے ہیں جو کہ عوام کے مفاد کے خلاف چلتے ہیں' جو رکاوٹ بنتے ہیں' یہ ان کو support کرتے ہیں۔

انھوں نے جیل روڈ کے پٹرول پمپوں کی بات کی' تو ان کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ وہ پٹرول پمپ سرکاری زمین پر بنے ہوئے تھے اور ان کا individual مالک کوئی نہیں ہے۔ آئل کمپنیاں ان کی مالک تھیں۔ وہ گورنمنٹ کا رقبہ تھا۔ آئل کمپنیاں بڑی امیر ہیں۔ اگر کروڑوں روپیہ ایک پٹرول پمپ پر لگا سکتی ہیں تو وہ کم روپوں سے اپنی ذاتی زمین بھی خرید سکتی ہیں۔ میرے علم کے مطابق چیف منسٹر صاحب نے آج سے چھ ماہ پہلے آئل کمپنیوں کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور ان کو بتایا تھا کہ یہاں پر عوام کو تکلیف ہے اور ٹریفک بلاک رہتی ہے۔ اس سڑک کی extension کے لیے ہمیں جگہ چاہیے' آپ براہ مہربانی اس کے متبادل کا بندوبست کر لیں اور پھر ان کو بتانے کے بعد' چار چھ مہینے گزرنے کے بعد بھی انھوں نے کوئی بندوبست نہیں کیا تو پھر ان کو قانونی نوٹس بھی دیے گئے کہ وہ اس کو remove کریں۔ وہ تو گورنمنٹ نے اپنی public property کو' ان لوگوں سے ضرورت کے تحت حاصل کیا۔ عوام کے مفاد میں ضرورت تھی تو وہ demolishing کی ہے۔ وہ عوام کے مفاد میں ہوئی ہے۔ وہ زمین بھی عوام کی تھی اور ان لوگوں سے لی گئی ہے جنھوں نے اپنے کاروبار حکومت کی زمین پر کر رکھے تھے۔ حکومت کی زمین عوام کی بہتری کے لیے بہتر منصوبوں کے لیے روزگار کے لیے ملنی چاہیے لیکن جہاں پر پھر حکومت محسوس کرے کہ یہ عوام کی بہتری کے لیے یہ زمین واپس لینی درکار ہے تو حکومت کا اختیار ہے کہ وہ جب چاہے زمین واپس لے سکتی ہے' کیونکہ وہ public property ہے۔ وہ کسی کی ملکیت نہیں اور وہ عوام کے بہتر مفاد کے لیے استعمال کی جانی چاہیے۔ ہماری حکومت کا اور میاں شہباز شریف صاحب کا شروع سے یہ یقین ہے اور عزم ہے کہ جو عوام کے مفاد میں کام ہے' اس کے لیے ہماری حکومت کو چاہے جتنا بھی مشکل فیصلہ کرنا پڑے' ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عوام کے مفاد کے لیے بہتر سے بہتر کام کیا جائے گا۔

جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ان کی ترمیم بالکل قابل پذیرائی نہیں' لہٰذا اسے نامنظور

فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in sub-section (2) of the proposed section 162 of the Principal Ordinance, for the words "six months" appearing in lines 2-3, the words "three months" be substituted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: Now, the question is :

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR CHAIRMAN: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR CHAIRMAN: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Sixteen amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan; Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move.

That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing

Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 1, between the words "on any open space" and "or land vesting in" appearing in line 1. the words "or green belt" be inserted

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 1, between the words "on any open space" and "or land vesting in" appearing in line 1, the words "or green belt" be inserted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan Manais would like to say something in support of the proposed amendment.

جناب سعید احمد خان منیس: جی، میں ہی پیش کردیتا ہوں۔ لیکن حکومتی بنچوں سے ارکان کہہ رہے ہیں کہ بس کریں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اگلے دن پر لے جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ یہ تو فرما رہے ہیں کہ اپنے خطاب کو اور اپنے دلائل کو precise form میں لے آئیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل دوست نے یہ بھی خود ہی سمجھا ہے، کیونکہ ان کی سوچ ہی ایسی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے پاس اب دلائل ختم ہو گئے ہیں، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ اس کو مؤخر کیا جائے۔ ہم اس بل کو پاس کرانے کے لیے تیار ہیں۔ جس وقت تک یہ چاہیں، یہ اجلاس چلے گا۔

جناب چیئرمین: جی ہاں۔ 15 ترامیم ہیں، ان سب پر اظہار خیال ہو جائے گا۔ precise form میں کر

لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، precise ہی کر رہا ہوں۔ آپ نے تو خود سنا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سن نہیں رہے اور یہاں آنرایبل منسٹر کہہ رہے تھے۔ منسٹر ان سے بڑے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر دیکھا جائے تو اس میں ایک بہت چھوٹی سی ترمیم ہے لیکن اس کے پیچھے motives بہت بڑے ہیں۔ یہ پارٹ I میں ہے کہ:

> Immovable encroachment on any property or on any open space or land vesting in or managed, maintained or controlled by a local council or on, over or under a street, road, graveyard park or a drain within the limits of a local council.

اور جناب چیئرمین! ہم نے اس میں صرف یہ propose کیا ہے کہ اس میں "green belt" کا لفظ بھی آپ add کر دیں۔ اب ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کے نمائندے اٹھیں گے اور انہوں نے کہنا ہے کہ "green belt" کا لفظ بھی شامل نہ کریں۔ ان کو تو قانون کا بھی پتا نہیں اور یہ صرف اپوزیشن کر رہے ہیں۔ جب بار بار یہ بات کرتے ہیں کہ ان کو قانون کا پتا نہیں۔ میرے پاس رولز آف پروسیجر کی کتاب پڑی ہے۔ جب میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ یہ آنرایبل پارلیمانی سیکرٹری صاحب لاء کی کیا بات کر رہے ہیں اور رولز آف پروسیجر کو تو دیکھیں کہ کیا وہ قوانین کی پابندی بھی کر رہے ہیں یا نہیں؟ لیکن یہ بات بھی ان کے اوپر سے ہی گزر جاتی ہے۔ ان کو سمجھ نہیں آتی۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ "green belt" کا لفظ اس میں اگر add کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی ہی بہتری ہے اور سابقہ ادوار میں successive گورنمنٹ، جن میں زیادہ وقت موجودہ حکمرانوں کا ہے، اس میں گرین بیلٹس کے اوپر ناجائز تجاوزات از خود کرائی جاتی رہی ہیں اور اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہی motives ہیں۔ گرین بیلٹ کا لفظ اس میں سے omit کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اگر کوئی بچے کھچے گرین بیلٹس ہیں تو ان پہ بھی encroachments کرا دی جائیں۔ تو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے سوچا کہ چلیں ان کی ایک legislation ہو رہی ہے تو اس لیجسلیشن میں ہمیں contribute کرنا چاہیے کہ ایک چیز ان سے omit ہو گئی ہے اور یہ ہے کہ موجودہ حکومت اور آنے والی حکومتیں بھی، کیونکہ لیجسلیشن ہر وقت تو

ہوتی نہیں' یہ ایک قانون سازی ہو رہی ہے۔ اس میں ہم نے دیکھنا ہے کہ کون کون سے الفاظ وہ omit ہو گئے ہیں یا کون سے الفاظ اس میں شامل کیے گئے ہیں جن کی ضرورت نہیں تھی۔ تو میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ گرین بیلٹ کا لفظ اس میں آ جائے تو فائدہ موجودہ حکومت کا بھی ہے اور آنے والی حکومتیں کا بھی۔ اگر آنے والی حکومتوں چاہیں تو گرین بیلٹ پر ناجائز تجاوزات کو کھڑا کرائیں' کیونکہ اس میں جان بوجھ کر یہ لفظ omit کرایا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ان کی اپنی نیک نامی ہو گی وہ آئندہ آنے والی حکومتوں پہ بھی ایک چیک ہو گا اور جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ہر قانون میں چیک برابر رکھا جانا بہت ہی مناسب اور بہتر ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ میری اس بات کو جو میں عرض کر رہا ہوں کہ "green belt" کا لفظ اس میں add کر دیا جائے چھوٹا سا لفظ ہے اور اس کو add کرنے میں جہاں ان کا فائدہ ہے تو میں سمجھتا ہوں ان کو پذیرائی بخشنی چاہیے۔ اور میں پھر آپ کی وساطت سے honourable پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور باقی میرے بزرگ اور میرے بھائی جو بیٹھے ہیں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اس "green belt" کو اس clause میں لازماً insert کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! جو میرے فاضل دوست نے اس ترمیم کے بارے میں دلائل دیے ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ پہلے تو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت خود encroachments کرا رہی ہے اور یہ گرین بیلٹس حکومت نے خود دیں۔ تو میں اپنے دوست سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو گلبرگ میں رامے صاحب کا پٹرول پمپ دو سڑکوں کے درمیان میں تھا اس میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے encroachment کرائی تھی؟ ساری encroachment ان کی حکومت کے وقت میں ہوئی ہیں۔ اب میں اس امنڈمنٹ پہ آتا ہوں۔ تو امنڈمنٹ کے ذریعے انہوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس میں "green belt" یا "open space" کا لفظ بھی ڈال دیا جائے۔ تو جناب! آرڈیننس میں یہ پہلے سے موجود ہے کہ جو جائیدادیں لوکل کونسلز کی ہیں اور green belt is an open space اور گرین بیلٹ کوئی علیحدہ پراپرٹی تو نہیں لوکل کونسل کی کسی علیحدہ definition میں نہیں آتی تمام وہ open spaces اور پراپرٹیز جو کہ لوکل کونسلز کی ہیں وہ اس کی زد میں آئیں گی اور گرین بیلٹ اس میں شامل ہے لہٰذا میرے خیال کے مطابق تو یہ امنڈمنٹ

بنتی ہی نہیں۔ لیکن وہی بات ہے کہ انہوں نے ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے لیے ترامیم دینی ہیں وہ انہوں نے دیں۔ arguments ان کے پاس نہیں ہیں لہذا میری گزارش یہ ہے کہ دیگر امنڈمنٹس کی طرح اس کو بھی reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is.

> That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 1, between the words "on any open space" and "or land vesting in" appearing in line 1, the words "or green belt" be inserted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 2, between the words "or maintaining any cattle" and "in any part of the prohibited zone" appearing in line 1, the words "or animals" be inserted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the

proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 2, between the words "or maintaining any cattle" and "in any part of the prohibited zone" appearing in line 1, the words "or animals" be inserted

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے پارٹ ون کے پیرا 2 میں اس کو propose کیا ہے۔

Keeping or maintaining any cattle in any part of the prohibited zone or failure to remove the cattle from the prohibited zone within the specified time when an order to effect has been made under section 65.

اب اس میں honourable پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فرمایا تھا کہ ان کا stance پہلے کچھ ہوتا ہے اور بعد میں پھر تبدیل ہو جاتا ہے۔ تو جناب چیئرمین! stance تبدیل ہونے کی بات نہیں۔ یہ لیجسلیشن ہے کہ یہ step by step ہوتی ہے اور جہاں ہم ایک تجویز دیتے ہیں، مثلاً eliciting opinion کی تجویز دی وہ by majority reject ہو گئی تو پھر آگے امنڈمنٹ شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ہم اس پر تجویز دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے اس پہ آپ opinion نہیں لینا چاہتے تو پھر اس امنڈمنٹ میں فلاں چیز کو insert کر دیں، یا اس میں omit کر دیں اور وہ پھر step by step آگے چلتی جاتی ہے۔ تو پھر کئی جگہوں پہ یہ بات کہیں گے کہ یہ فلاں چیز تو انہوں نے eliciting opinion میں اس طرح کہا تھا تو اب انہوں نے stance تبدیل کر دی ہے۔ جس طرح legislation آگے چلتی ہے اسی کے مطابق امنڈمنٹ بھی تبدیل ہوتی جاتی ہے اب امنڈمنٹس دینے والے اپنے خیالات دیتے چلے جاتے ہیں کہ اگر آپ کو یہ تجویز پسند نہیں آئی تو اس کو اس طرح سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں میں نے یہ propose کیا ہے کہ جانور میں وہ ساری چیزیں کور نہیں ہوتیں۔ تمام جانور اس میں کور نہیں ہوتے۔ ایک اربن ایریا ہے یا

رول ایریا ہے جس کے لیے بھی یہ قانون بنا رہے ہیں' کیونکہ اس میں صرف لفظ "prohibited zone" دے دیا ہے۔ تو prohibited zone وہ دونوں جگہ پہ بھی ہو سکتا ہے' رورل پر بھی ہو سکتا ہے' کیوں کہ وہ تو انہوں نے ہی ڈیکلیئر کرنا ہے۔ لوکل کونسل نے ڈیکلیئر کرنا ہے۔ تو اس میں صرف ٹائٹل آپ لیں گے تو کئی ایسی چیزیں اس میں سے omit ہو جائیں گی۔ جن کو یہ نکالنا چاہیں گے لیکن لیجسلیشن انہوں نے vague کر کے دی ہو گی تو اس میں وہ چیزیں شامل ہیں۔ مثلاً اگر کل کو یہ کوئی جانور یعنی بھیڑ یا بکری اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ کیٹل کی کیٹیگری میں نہ آئیں۔ تو پھر کیا اس کے لیے دوبارہ لیجسلیشن کریں گے؟ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو vague نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم آج قانون سازی کر رہے ہیں تو اس کو ایسی definite legislation کر دیا جائے کہ پھر آنے والے وقتوں میں اس میں ترمیم کی ضرورت نہ پڑے اور جناب چیئرمین پہلے میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ خاص طور پر جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے آپ اس کو اٹھا کر دیکھیں کہ اس کے اوپر پچاس پچاس چھوٹے چھوٹے کاغذ چپکے ہوئے ہیں۔ جناب والا میں موجودہ حکومت کی نہیں' بلکہ successive governments کی بات کر رہا ہوں اور اگر ہم قانون سازی کر رہے ہیں تو in the interest of province کر رہے ہیں تو یہاں میں یہ کہوں گا کہ successive governments نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے لوکل گورنمنٹ میں اتنی ترامیم کی ہیں کہ آپ کتاب اٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ نہیں آئے گی کہ کون سی حکومت نے ترمیم کی ہے اور Principal Ordinance کیا کہتا ہے۔ کیونکہ اس پر اتنے کاغذات لگ چکے ہیں اور اس پر اتنی ترامیم ہو چکی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا اور اس سے پہلے میں یہی بات جناب سپیکر سے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہاں صوبائی اسمبلی میں ایک لیگل سیل ممبران کی راہنمائی کے لیے ضرور بنا دینا چاہیے۔ یہاں پر وزیر قانون صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں ان کی تو Law Department کی طرف سے راہنمائی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن مجھ سمیت باقی جتنے بھی ممبران یہاں پر تشریف فرما ہیں' پارلیمنٹیرین نے اپنا ایک vision دینا ہوتا ہے وہ vision تو دے سکتا ہے لیکن اس کو پھر حروف میں لانا' اس کو in the terms of law کے مطابق specify کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے اور اس کو سمجھنا بھی مشکل ہوتا ہے آرڈیننس کیا کہہ رہا ہے اور اس میں ترمیم کیسے کرنی ہے۔ میں یہ بات ضمناً کر رہا ہوں۔ میں پہلے بھی on the floor of the House بات کر چکا ہوں۔

جناب چیئرمین ! اگر آپ چاہیں تو ابھی حکومت یا اسمبلی سیکرٹریٹ کر پابند سکتے ہیں کہ ممبران کی راہنمائی کے لیے ایک لیگل سیل قائم ہو جانا چاہیے ۔ میری عرض صرف اتنی ہے کہ "cattle" کو elaborate کرنے کے لیے اگر اس میں "animals" کا لفظ شامل کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آنے والی حکومتوں کے لیے آسانی ہو گی کہ اگر وہ کسی اور چیز کو یا کسی animal کو prohibited کرنا چاہیں گے تو کر سکیں گے اور یہ جو flaw رکھا جا رہا اس کو cover کرنے کے لیے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ animal کا لفظ بھی اس میں insert کر دیا جائے تاکہ ان کے اپنے مفاد میں بھی ہو اور آنے والے وقتوں کے لیے بھی فائدہ مند ہو سکے' کیونکہ نئی قانون سازی ہو رہی ہے۔ تو اس قانون سازی میں ہم اس کو fool proof طریقے سے اور اسے elaborate کر کے اس میں شامل کر دیں تاکہ legislation کیبھی بہتری ہو اور کل کوئی جب اسے پڑھے تو وہ دیکھے کہ واقعی انہوں نے اس قانون کو بنانے میں mind apply کیا تھا اور home work کرنے کے بعد یہ قانون بنایا تھا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! حسب دستور میں عرض کروں گا کہ شاید میرے فاضل دوست یہ جو بھی فرما رہے تھے کہ ایک لیگل سیل اسمبلی میں ہونا چاہیے ۔ ہمیں تو اس کی ضرورت نہیں اور ان کو شاید اس لیگل سیل کی شدت سے ضرورت ہے جو ان کو قانون سمجھائے اور پڑھیں اور پھر اس کو سمجھیں کہ یہ قانون کیا بنائے گئے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! آپ خود دیکھیں کہ قائد حزب اختلاف اس ترمیم کے ذریعے کیا تخریب کاری کر رہے ہیں ؟ یہ کہتے ہیں کہ جناب' ممنوعہ علاقوں میں مویشی پالنا جرم ہے۔ میرے فاضل دوست مویشی پالنے کو جرم قرار نہ دیں' بلکہ animals پالنے کو جرم قرار دیں ۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے پالتو جانور یعنی کتوں اور بلیوں کو بھی ممنوعہ قرار دے دیں ۔ میرے دوست کو مویشی اور animals کا مطلب سمجھنا چاہیے ۔ جانوروں میں ساری categories آئیں گی اور ہم ساری categories پہ پابندی نہیں لگا سکتے جو لوگوں کے پالتو جانور ہیں ان پر پابندی کیوں لگائی جائے؟ یہ اس بات کو سمجھتے نہیں اور تخریب کاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہم ان کی تخریب کاری میں ہرگز نہیں آئیں گے ۔اور ان کی ترمیم بالکل frivolous اور غیر مناسب اور وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔لہذا اسے reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-1, in Para-2 between the words "or maintaining any cattle" and "in any part of the prohibited zone" appearing in line 1, the words "or animals" be inserted.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The third amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. This amendment is identical to the second amendment which has already been decided by the House. It has become inadmissible under Rule 198(4). I do not allow it and take up the next amendment.

Fourth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 3, between the words "pavement, main pipe, meter" and "or any apparatus" appearing in line 1, the words "solid waste disposals" be inserted.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-I, in para 3, between the words "pavement, main pipe, meter" and "or any apparatus" appearing in line 1, the words "solid waste disposals" be inserted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب چیئرمین: جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! پی ایس بار بار کہہ رہے ہیں یہ ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں' یہ غلط کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے' کیا یہ بات پی ایس کو زیب نہیں دیتی کہ بار بار وہ کوئی اچھے انداز میں بات کریں؟ We are contributing the legislation. اور پی ایس کو بار بار یہ بات نہیں کہنی چاہیے کہ We are irrelevant or we are wasting the time of the House. اگر وہ ہاؤس کی طرف خود توجہ کریں کہ سننے والے کتنے بیٹھے ہیں تو ان کو شرم بھی آنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب والا! ابھی میرے فاضل دوست نے جو زبان استعمال کی ہے کہ "شرم آنی چاہیے" یہ الفاظ قابل اعتراض ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جانا چاہیے۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ ہاؤس میں تو بیٹھے ہیں' ساتھ لابی میں بھی بیٹھے ہیں۔ لیکن اپوزیشن لیڈر کی کس بات کو سنیں ان میں کوئی بات ہے ہی نہیں۔ ان کے پاس کوئی قائل کرنے والی بات ہی نہیں ہے ان کے پاس کوئی لیگل معاملہ نہیں ہے ان کے پاس کوئی قانونی ترامیم نہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ وہ بار بار ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ ہم تو شاید اس کے لیے تیار ہیں اور ان کو deal بھی کریں گے۔ لیکن سارے دوست ان کی گفتگو سے bore ہو کر باہر لابی میں بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہرحال' یہ ان کا قانونی حق ہے۔ جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! اس میں Part-I کے پیرا 3 میں میں نے propose کیا ہے کہ،

"Tampering with any roads, street, drain, pavement, main pipe, meter.."

اور اس کے بعد میں نے کہا ہے کہ اس میں "solid waste disposals" کو بھی شامل کر دیں۔

یہاں PS یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ cattle کیا ہے؟ cattle میں تو ہر چیز آ جاتی ہے۔ کل کو اگر یہ ماڈل ٹاؤن میں چاہیں گے کہ بکریاں اور بھیڑیں نہ ہوں تو پھر وہ cattle میں کس طرح آئیں گی؟ کیا یہ پھر نئی قانون سازی کریں گے؟ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کو پھر ضرورت پڑ جائے کہ ماڈل ٹاؤن کو prohibited zone بنا دیں کہ اس میں بکریاں اور بھیڑیں نہ رکھی جائیں۔ کیا اس کے لیے کوئی نئی قانون سازی کریں گے؟

جناب چیئرمین! میں نے اسی لیے مثبت انداز میں یہ ترامیم دی ہیں اور میں نے یہ propose کیا ہے کہ ہم یہاں بطور قانون ساز بیٹھے ہیں۔ جب قانون سازی کے لیے آپ ایک ترمیم کرتے ہیں یا قانون بناتے ہیں تو آپ اس میں چھوٹا سا لفظ بھی سوچ سمجھ کر ڈالیں اور اس میں کوئی ایسی چیز omit نہ کریں کہ آپ کو بار بار اس میں ترامیم لانی پڑیں۔ اگر ایک ہفتے بعد آپ کو ضرورت پڑتی ہے کہ ایک prohibited zone میں بکریوں اور بھیڑوں کو prohibit کر رہے ہیں تو کیا آپ دوبارہ اس میں ترمیم لائیں گے؟ کیا عوام اس کو اچھا جانیں گے؟ یا جو صاحب الرائے لوگ ہیں وہ اچھا جانیں گے؟ کہ انھوں نے پہلے اپنا home work نہیں کیا تھا۔ انھوں نے مناسب قانون سازی کے لیے اپنا mind apply نہیں کیا تھا۔ اس لیے یہ بار بار ایک ہی پیرے میں ترامیم لا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میرے خیال میں اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے اور اس میں ایک تجویز آ جائے تو اس کو اس طریقے سے rebut نہیں کرنا چاہیے۔ ماشاء اللہ ٹھیک ہے کہ،

Majority is authority in the House and that is what democracy says. But democracy does not say that you do not listen to the

people and you do not go according to the will of the people.

We proposed an amendment

اگر اکثریت اس کو authorised نہیں کرتی تو یہ part of democracy ہے۔ لیکن اپوزیشن اور ممبران کو سننا چاہیے' یہ جمہوریت کے مطابق ہے۔ میں اس میں یہ propose کروں گا کہ جہاں یہ "Tampering with any roads,street,drain,pavement, main pipe, meter..." اور اس میں 'solid waste disposals' بھی یہاں شامل کر کے اور any apparatus or appliance for the supply of water کیونکہ solid waste disposals بھی بہت سارے ہیں' ان کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں یہ باقی چیزوں کے لیے قانون بنا رہے ہیں تو میرے خیال میں اگر اس کو شامل کر لیا جائے تو ان کے لیے کوئی مشکل بھی نہیں ہو گی اور ان کے لیے یہ نقصان دہ بھی ثابت نہیں ہو گا۔ یہ قانون سازی میں ایک اچھی چیز شامل ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! میرے دوست نے جو دلائل اس ترمیم کے حق میں دیے ہیں کہ جہاں پر سڑک یا سٹریٹ یا جو گزر گاہیں ہیں ان کی cutting یا رکاوٹ پیدا کرنا بھی جرم ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں کہ "solid waste" کو پھینکنا بھی جرم قرار دیا جائے۔

سب سے پہلے تو میں ایک چھوٹی سی وضاحت کردوں کہ بار بار وہ مجھے PS کے نام سے خطاب کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ PS کہیں' میں پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ہوں اور ان کو اسی طرح مخاطب بھی کرنا چاہیے اور اگر وہ ایسے مخاطب ہوں گے تو پھر میں بھی ان کو Leader of Oposition سے Mr.LOO کہوں گا۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان کی یہ جو ترمیم ہے' یہ ہر گز قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اب تو ان کے اتنے irrelevant arguments and irrelevant amendments جو ہیں' ان کو بار بار دہرانے کا فائدہ نہیں ہے اور نہ میں اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔ کیونکہ یہ ہاؤس کا وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ میں صرف یہی کہتا ہوں کہ یہ ہر گز قابل پذیرائی نہیں ہے' اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of Principal Ordinance, in Part-I, in Para 3, between the words "pavement, main pipe, meter" and "or any apparatus" appearing in line 1, the words "solid waste disposals" be inserted."

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: Next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman I move:-

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of Principal Ordinance, in Part-II, in Para 25, after the words "beyond the street line" appearing at the end the words "without permission of the local council" be added."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of Principal Ordinance, in Part-II, in Para 25, after the words "beyond the street line" appearing at the end, the words "without permission of the local council" be

added."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Ioppose it.

جناب چیئرمین، منیس صاحب! اس کے حق میں کچھ فرمائیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی' بالکل۔ جناب چیئرمین! اس ترمیم کے حوالے سے ابھی جو PS صاحب نے oppose کیا ہے۔ وہ ویسے ہی برا منا گئے ہیں۔ کیونکہ PS سے پارلیمانی سیکرٹری ہی بنتا ہے۔ ان کو back fire کرے گی کہ انھوں نے جو لفظ استعمال کیے ہوئے ہیں۔ کیونکہ سابق کے لیے بھی وہی لفظ ہوتے ہیں اور پھر سابق تو آپ کا راج دلارا ہے۔ اس کو آپ پھر کس طرح کہیں گے۔ میں یہ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے مطابق Leader of the Opposition کی جو abbreviation ہے وہ LOP ہے اور اگر آپ اس کو LOW کرنا چاہتے ہیں تو پھر سابق پر بھی وہی fit آتا ہے۔ وہ تو آپ کو برا لگے گا۔ لیکن میرا یہ مقصد قطعاً نہیں تھا کہ میں ان کی دل آزاری کروں۔ PS سے صرف پرائیویٹ سیکرٹری نہیں بنتا' پارلیمانی سیکرٹری بھی بنتا ہے اور Leader of the Opposition کی abbreviation LOP ہے۔ I must make it clear, I think

جناب چیئرمین! اس میں' میں نے جو ترمیم پیش کی ہے یہ 25 میں ہے کہ،

> 25-Fixing of wooden khokhas, plying of hand carts for the sale of goods and temporary shops or extension thereof on footpaths or beyond the street line.

اب اس میں میں نے ان کے مطابق flexibility والی بات کی ہے کہ اس میں آپ "without the permission of the Local Council" add کر دیں' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ ایسے بھی معاملات آ جائیں جن میں ان کو اجازت دینی پڑے۔ تو وہ ایک لیور ان کے ہاتھ میں موجود ہو کہ کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے' ایسا گھرانہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعی He is needful and needs, کہ اس کو اس سے exempt کیا جائے۔ اس کے لیے اگر یہ الفاظ insert کر دیے جائیں تو میرے خیال میں ان کو کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ پھر کہیں گے کہ یہ repetition ہے۔ تو جناب والا! یہ بات پھر وہی ہے کہ جب ہم قانون سازی کر رہے ہیں تو اس کو

proper form میں کریں اور اس کو vague نہ رکھیں تاکہ کل کو پھر اگر آنرایبل وزیر قانون صاحب کے ذہن اور کوئی بات آجائے تو پھر کسی کو نئی بات کہنے کی بجائے وہ پہلے سے ہی موجود ہو اور نئی قانون سازی کی ضرورت نہ پڑے۔ تو جناب چیئرمین! میں اس بارے میں یہی عرض کروں گا کہ proper legislation کی جائے جس کو follow بھی کیا جاسکے اور یہ الفاظ "without permission of the Local Council" اس میں add کر دیے جائیں۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! اپنے دوست کی اس امنڈمنٹ کو touch کرنے سے پہلے میں ان کی اس بات کا ذکر کر دوں جو انھوں نے کی ہے۔ یہ انھوں نے ایسے بات کی ہے جیسے چھوٹے بچے لڑتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب، تم نے مجھے چھیڑا ہے اور میں ان کو چھیڑوں گا۔ وہ مجھ سے بات کریں اور یہ مجھے refer کریں۔ ان کو چھیڑوں گا سے کیا مطلب ہے؟ اور خود ہی انھوں نے تجویز کر دیا ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو اگر مختصر کرنا ہے تو آپ اسے ایل۔او۔پی کریں۔ جناب مارکیٹ میں ایک چیز ہے جس کی "BOP" abbreviation ہے اور مچھر مار ہے شاید اس کے بھائی کی یہ قسم LOP ہے۔ اگر یہ LOP کو prefer کرتے ہیں تو جناب، ہم ان کو LOP کہنا شروع کر دیں گے۔

جناب والا! میں ان کی اس ترمیم کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ میرے بھائی یہ کہتے ہیں کہ جناب، street line کے beyond لوکل کونسل کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر کھوکھا لگانے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ بھی واقف ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں کہ لوکل کونسل کے ان اہلکاران، جو غلط کاموں میں mdulge ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ساز باز کر کے غلط جگہ پر یا پراپرٹی پر یا سڑکوں پر کھوکھے لگواتے ہیں، اس چیز کو روکنے کے لیے یہ چیز رکھی گئی ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں کہ ان کو اجازت دینا جائز ہے۔ جناب، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس میں کافی malpractices کا اندیشہ ہے، اس لیے ان کی اس امنڈمنٹ کی بھی اجازت نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی یہ قابل قبول نہیں، یہ قابل پذیرائی بھی نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لہ بڑا comprehensive ہے اور ان کی یہ شق اس کو defect کرنے کے مترادف ہے۔ یہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ میری گزارش ہے

کہ اسے reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

"That in clause -5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-II, in para 25, after the words "beyond the street line" appearing at the end, the words, "without permission of the local council" be added."

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The 6th amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman I move :-

"That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-II, para 37, be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That in clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Developlment, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-II, para 37, be deleted from here and added at the end of

Part-1 and subsequent paras be re-numbered accordingly."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب چیئرمین: جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! ہم نے یہ جو امنڈمنٹ propose کی ہے اگر 37 کو پڑھیں تو اس میں دیا ہوا ہے کہ،

Manufacturing, keeping, storing or selling of such material i.e. wire, thread, etc. used for kite flying in the manner causing danger to the human life or the electric installation or disruption in electric supply.

اب اس میں human life کا ذکر ہے۔ چیئرمین صاحب! آپ تو شاید اس میں دلچسپی نہ رکھتے ہو لیکن یہاں ہمارے کچھ بھائی بیٹھے ہیں ان کو پتا ہے' ان کا تجربہ ہے اور کائٹ فلائنگ میں ان کا شوق ہے تو ایسا میٹریل استعمال کیا جاتا ہے جس سے human life کو خطرہ بھی ہوتا ہے اور electric installation میں disruption بھی ہوتی ہے اور خاص طور پر جب بسنت کا تہوار ہوتا ہے تو ان دنوں میں خاص طور پر اس چیز کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ ایسا میٹیریل مثلاً وائر یا thread وغیرہ کا استعمال کیا جائے جس سے دوسرے کائٹ کا دھاگہ cut کیا جائے۔ ہم اخبارات میں بھی پڑھتے ہیں کہ اس سے بہت سے جانی نقصان بھی ہوتے ہیں اور electric disruptions تو بے بہا ہوتی ہیں اور آپ جس علاقے میں بھی رہ رہے ہوتے ہیں وقتے وقتے سے وہاں دھماکے ہوتے ہیں اور ٹرانسفارمرز پھٹ رہے ہیں جل رہے ہیں۔ تو جب electric supply میں نقصان اور disruptions ہیں اور human life endangered ہے' صرف یہ الیکٹرک سپلائی سے ہی نہیں ہے بلکہ danger to the human life میں باقی جو وجوہات ہیں وہ میں 38 میں عرض کروں گا۔ تو بہتر یہ ہو گا کہ اس چیز کو discourage کرنے کے لیے جیسے گورنمنٹ نے ان قوانین میں propose کیا ہے اور یہ سختی کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے سخت punishment رکھنا چاہتے ہیں تو پھر اس کو تھرڈ شیڈول میں پارٹ II سے نکال کر اس کو پارٹ I میں ڈال دیا جائے۔ کیونکہ وہاں پر اس کی سزا maximum رکھی ہوئی ہے کہ تین سال اور پندرہ ہزار روپے جرمانہ۔ اور یہاں پارٹ II میں اس کی

سزا چھ ماہ رکھی گئی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں خاص طور human life endangered ہو تو پھر اس کی سزا زیادہ ہونی چاہیے اور اگر انھوں نے ہماری ترامیم کو پذیرائی نہیں بخشی کہ وہ تین سے ایک سال کرتے یا چھ ماہ کو تین ماہ کرتے تو سزا اگر رکھنی ہے تو اس کو 37 کی category میں رکھا جائے جہاں سزا ہو تاکہ یہ discourage ہو کیونکہ اس کو disruption of electric supply بھی cover کرتا ہے اور اسی کے حوالے سے ہی جو causing danger to the human life ہے تو جہاں human life آ جائے میرا خیال ہے اس سے بڑھ کر اور کیا اہم چیز ہو سکتی ہے ۔ اس لیے میری گزارش یہ تھی کہ اس کو پارٹ II میں سے delete کر کے پارٹ I میں جہاں زیادہ سزا رکھی گئی ہے وہاں اس کو substitute کیا جائے اور اس کو وہاں add کیا جائے۔

جناب چیئرمین : محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس بارے میں کچھ کہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری قانون : جناب چیئرمین ! میرے فاضل دوست نے اس سیکشن میں جو ترمیم پیش کی ہے اس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس offence کو ایک شیڈول سے نکال کر دوسرے شیڈول میں ڈال دیا جائے' کیونکہ ان کے مطابق یہ زیادہ سزا والے شیڈول میں جانی چاہیے۔ جناب والا ! اس قانون کے مطابق پتنگ بازی کے لیے ایسی تار ' دھاگہ وغیرہ بنانا یا بیچنا جو کہ انسانی زندگی یا بجلی کی تنصیبات کے لیے خطرناک ہو جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کی سزا شیڈول کے Part-II کے تحت چھ ماہ قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ تجویز کیا گیا ہے۔ میرے اپوزیشن والے دوست یہ کہتے ہیں کہ اس کو مزید سخت کر کے تین سال قید اور 15 ہزار روپے جرمانہ کر دیا جائے۔ جناب چیئرمین! اس پورے بل کی مختلف کلاز پر بات کرتے ہوئے یہ خود بار بار stress کرتے رہے ہیں کہ تین سال قید اور 15 ہزار روپے جرمانے کی سزا بہت زیادہ ہے' اتنی سخت سزائیں نہ رکھیں ۔ اور اب اس سیکشن میں آ کر خود ہی یہ سزا تجویز کر رہے ہیں۔ یعنی ہماری بات کو اب خود ہی مان رہے ہیں کہ یہ سزا درست ہے۔

جناب والا ! یہ پتنگ بازی سے متعلق قانون پہلی بار نافذ کیا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ عوام میں کوئی خوف و ہراس پھیلایا جائے یا عوام کو تنگ کیا جائے ۔ اس کا مقصد صرف عوام کو یہ احساس دلانا ہے کہ یہ فعل غلط ہے' اس سے عوام کی زندگی کو خطرہ ہے' حکومت کی تنصیبات کو خطرہ ہے۔ ہم یہ سزا انھی violators پر لاگو کریں گے اور اس کے لیے بالکل

مناسب سزا تجویز کی گئی ہے۔ ہرگز یہ خیال نہیں کہ ان کو اتنی سخت سزا دی جائے، جو مناسب ہے وہی قانون میں تجویز کیا گیا ہے۔ میرے اپوزیشن کے دوست پہلے تو ان سزاؤں کی مخالفت کر رہے تھے اور اب خود ہی کہتے ہیں کہ اتنی سزا رکھی جائے۔ یہ ان کی جو persistently, inconsistent pleas چلی آ رہی ہیں یہ صرف ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے لیے ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو بھی دوسری ترامیم کی طرح رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-II, para 37, be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The seventh amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Syed Masood Alam Shah may move it.

SYED MASOOD ALAM SHAH: I move

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 38 be deleted from here and addeded at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the

proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 38 be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

سید مسعود عالم شاہ : جناب سپیکر ! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ پتنگ بازی کا سہارا لے کر ہمارے relevant objections کو بھی rule out کر رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پتنگ بازی واقعی جان لیوا ہے' اس سے کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے' اس سے ملکی معیشت پر دباؤ بڑھ رہا ہے تو پھر ہماری تجویز یہ ہے کہ اس کو بھی Part-1 میں لے جایا جائے۔ جناب والا ! اکثر قوانین جو دیہی علاقوں پہ لاگو کیے گئے ہیں' ان سے دیہی علاقے بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر حکومت معاشرے کو سدھارنے کی کوشش کر رہی ہے تو میرے خیال میں ان کو پتنگ بازی پہ پابندی نہیں لگانی چاہیے۔ کیونکہ یہ بھی اب ہمارے معاشرے' کلچر کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ آدمی جب frustration یا depression کا شکار ہو تو سپورٹس' athletics یا اس قسم کی دوسری recreations سے depression دور ہوتا ہے۔ مجھے پتنگ بازی کا تجربہ نہیں ہے' بقول ان کے پتنگ بازی اتنی criminal ہو چکی ہے کہ اس پر پابندی عائد ہونا ضروری ہے۔ اگر اس سے ملکی معیشت پر دباؤ بڑھ رہا ہے تو پھر اپوزیشن کی طرف سے میں یہ تجویز دوں گا کہ اس کی سزائیں بھی re-numbered کی جائیں اور ہماری ترمیم منظور کی جائے۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : جناب چیئرمین ! میرے دوستوں نے اپنی اس ترمیم کے حق میں جو دلائل دیے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہرگز ایسے نہیں جس سے یہ اخذ کیا جائے کہ ان کی ترمیم درست ہے۔ گزارش یہ ہے کہ kite flying کو کسی حکم کے ذریعے اگر حکومت ممنوع قرار دیتی ہے' اور پھر اسکی کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے لیے یہ سزا تجویز کی گئی ہے۔ میرے دوست پچھلی ترمیم کی طرح چاہتے ہیں کہ اس کی سزا بھی بڑھا کر تین سال کی جائے۔ تو میری گزارش پھر وہی ہو گی کہ اس حکومت کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عوام میں خوف و ہراس پھیلایا جائے۔ مقصد صرف ان کو احساس دلانے کا ہے کہ جو چیز ممنوع قرار دی جائے' جو چیز لوگوں کی normal زندگی گزارنے میں رکاوٹ پیدا کرے' لوگوں کو اس سے disturbance یا حکومت کی تنصیبات

میں خرابی پیدا کرے تو اس کے against یہ سزا رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہر گز اتنی سنگین سزا کے شیڈول میں نہیں آنا چاہیے۔ ان کی جو ترمیم ہے وہ قابل پذیرائی نہیں' اسے رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part III, para 38 be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The eighth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! I move:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part III, para 49 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part III, para 49 be deleted and subsequent paras be re-numbered

accordingly

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے اس میں یہ تجویز کیا ہے کہ Part-III میں پیرا 49 کو یہاں سے delete کیا جائے۔ 49 کہتا ہے کہ

Throwing or placing any refuse on any street, or any place not provided or appointed for the purpose by a local council.

دیکھنے میں تو یہ قانون بڑا اچھا لگ رہا ہے کہ گلیوں میں صفائی ہونی چاہیے، سڑکوں پر ایسی چیز نہیں پھینکنی چاہیے جس سے گندگی پھیلے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اور ہماری environment کے مطابق کیا یہاں ایسی سہولیات مہیا کر دی گئی ہیں کہ یہ قانون بنا کر اس کے لیے سزا بھی تجویز کر دی جائے۔ اگر آپ صرف شہروں کو ہی categorize کریں تو تمام شہروں میں بھی وہ سہولیات مہیا نہیں کی گئیں کہ waste یا refuse کو کسی گلی میں نہ پھینکیں، بلکہ ایسی جگہ پھینکیں جہاں حکومت نے اس کے لیے جگہ مہیا کی ہو۔ آپ اکیلے لاہور شہر کو ہی دیکھ لیں کہ اس میں بھی تمام localities میں یہ تمام سہولتیں مہیا نہیں کی گئیں تو ہم ان دیہی علاقوں، چھوٹے شہروں کی میونسپلٹی کی، ٹاؤن کمیٹیز کی، چکوک یا مواضعات کی کیا بات کریں۔ کیونکہ ہر چیز اسی میں fit آتی ہے۔ اس کو پھر categorize نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب حکومت نے ایک بنیادی سہولت ہی مہیا نہیں کی، آپ نے bins مہیا نہیں کیے۔ آپ پہلے bins مہیا کریں پھر لوگوں کو تعلیم دیں۔ یہاں سے اگر کوئی آدمی غیر ملک جاتا ہے 'Let us say if it is U. K. تو ہم وہاں دیکھتے ہیں کہ وہاں جگہ جگہ پر bins پڑے ہوئے ہیں اور کوئی بھی refuse باہر نہیں پھینکتا اور جب ہمیں باہر نظر نہیں آتا تو پھر خود بخود ہمیں ایک چیز educate ہوتی ہے کہ جو dust bins بنی ہوئی ہیں یا refuse bins ہیں انہی میں وہ کاغذ یا چھلکا ڈال دیتے ہیں۔ لیکن جونہی واپس پہنچتے ہیں اور ایئرپورٹ سے اترتے ہی باہر آتے ہیں تو جب وہ bins نظر نہیں آتے تو پھر وہ تمام education ختم ہو جاتی ہے اور ہم کوئی چھلکا، کاغذ یا پلاسٹک بیگ گلی یا سڑک پر پھینکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! تو میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک اس چیز کی provision نہیں ہو گی جب تک سہولت مہیا نہیں ہو گی لوگوں کو educate نہیں کریں گے اور آپ یہ قانون بنا کر اس کے لیے سزا

بھی رکھ رہے ہیں یہ نامناسب ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ پہلے آپ کو چاہیے کہ یہ بنیادی سہولیات مہیا کر دیں کہ جہاں یہ چیزیں پھینکی جائیں لوگوں کو properly educate کیا جائے کہ آپ دیکھیں کہ یہ آپ کا اپنا شہر ہے' یہ آپ کی سڑکیں ہیں' ان کو صاف رکھنا ہے اور ہم نے یہ سہولت مہیا کر دی ہے اور آپ گندگی اس میں ڈالیں۔ یہ provisions تو ہیں نہیں۔ تو جب بنیادی سہولتیں بھی نہیں ہیں تو پھر ایسا قانون بنایا جا رہا ہے جس کے لیے سزا بھی رکھ دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عام آدمی کے لیے مناسب اور صحت مند نہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں سے 49 کو delete کر دیا جائے۔ پہلے بنیادی سہولتیں مہیا کریں اس کے بعد قانون بھی بنائیں اور سزا بھی رکھیں تاکہ اس پر عمل درآمد بھی ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین (مولوی محمد سلطان عالم انصاری)، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ، جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے اپنی اس ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ پیرا 49 کو حذف کر دیا جائے اور انھوں نے اپنی ترمیم کے حق میں جو دلائل دیئے ہیں کہ پہلے آپ جگہ کو مخصوص کریں' اس کے بعد قانون لاگو کریں۔ تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ پہلے سیکشن 49 کو پڑھیں۔ اس کا ترجمہ کریں کہ اس کا مطلب کیا بنتا ہے؟ ان کی اطلاع کے لیے میں پڑھ دیتا ہوں،

> Throwing or placing any refuse on any street, or in any place not provided or appointed for the purpose by a local council.

لوکل کونسل جو جگہ مقرر کرے گی وہیں پر پھینکا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ وہاں پر لوکل کونسل جگہ بنائے گی اور جب جگہ بنائے گی تو عوام کو وہاں پر پھینکنا چاہیے نہ کہ سڑکوں اور گلیوں پر یہ گندگی پھیلائی جائے۔ جناب والا! میرے خیال میں اپوزیشن کے دوست یا ان کی جو جماعتیں ہیں وہ اس ملک میں گندگی پھیلانے کے کافی حق میں ہیں اور غالباً میرے فاضل دوست بھی اسی کو support کر رہے ہیں تاکہ گندگی پھیلائی جائے۔ میری گزارش ہے کہ ہماری حکومت تو اس معاشرے کو ' اس ملک کو ہر قصبے اور گاؤں کو بڑے شہروں کو صاف ستھرا دیکھنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں میاں شہباز شریف صاحب کی دن رات یہ کوشش ہے کہ شہروں میں صفائی ہو۔ شہروں میں اچھا کام کیا جائے۔ لوکل کونسلز کام کریں اور عوام تک وہ اچھی سروسز پہنچائی جائیں جس سے لوگ

باہر کے ممالک کی طرح اپنے ملک میں رہتے ہوئے ایک سکون کی زندگی بسر کریں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی یہ ترمیم ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہے' اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 49 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The ninth amendment is from Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, and Mr Mansoor Ahmad Khan. Syed Masood Alam Shah may move it.

SYED MASOOD ALAM SHAH: Sir, I move:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 51 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

MR CHAIRMAN: The motion moved is.

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 51 be deleted and subsequent paras be re-numbered

accordingly.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کی طرف سے یہ تجویز ہے کہ اس کو delete کیا جائے میں پھر کہوں گا کہ چونکہ یہ دیہی علاقوں سے منسلک ہے' شہروں میں تو اس کا اتنا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر اس میں یہ کیا جاتا کہ اربن ایریاز کے رولز مختص کر دیئے جاتے تو بہتر تھا لیکن چونکہ رولز پورے پنجاب کے لیے ایک ہی بنائے گئے ہیں جو کہ دیہی علاقوں کے لیے اور خصوصاً چولستان بیلٹ کے لیے بالکل suitable نہیں ہیں۔ جناب والا! ایک بہت بڑا وسیع علاقہ جو لاکھوں ایکڑ پر مشتمل ہے وہاں پانی ہے ہی نہیں۔ اب وہاں پر گورنمنٹ اور باہر کے ممالک کے سربراہان جنھوں نے زمینیں لیز پر لی ہوئی ہیں یا وہاں پر شکار کا کنٹریکٹ لیا ہوا ہے۔ انھوں نے ان ایریاز میں ٹوبے بنا دیئے ہیں۔ ٹوبے' زمین میں ایک گہری جگہ جس میں بارش کا پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کی اکثریت کی گزر اوقات اسی پانی پر ہے اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ آج بھی Stone Age میں رہ رہے ہیں۔ جانور اور انسان ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ پہلے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ پینے کا پانی جو انسان کا بنیادی حق ہے' ایک ویلفیئر سٹیٹ یا progressive state کی حیثیت سے' جیسا کہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم اصلاحات کر رہے ہیں' انھیں چاہیے تھا کہ ہمارے ایسے علاقے جہاں پر ابھی تک پانی ہے ہی نہیں' بلکہ بارش کا پانی ہے اور لوگ پورا سال آسمان کی طرف دیکھتے ہیں کہ کب بارانِ رحمت ہوگا اور اس علاقے میں تھوڑا بہت چارہ اُگے گا اور ہمارے جانور پانی پی سکیں گے۔ میں یہ quote کرنا چاہوں گا کہ یہ ان لوکل کونسلوں کے لیے feasible ہی نہیں۔ وہاں پر پینے کا پانی ہے ہی نہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ جانوروں کو علیحدہ پانی دینا چاہیے اور ان کو وہاں پر نہیں نہلانا چاہیے۔ لیکن وہاں پر تو بنیادی طور پر پانی ہی نہیں' تو وہ مجبوراً ان ٹوبوں پر جاتے ہیں جہاں جانور پانی پیتے ہیں۔ پھر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمارے علاقے میں ایک بنیادی سہولت ہے اور خاص طور پر دیہی علاقوں میں بالکل نہیں ہے۔ اگر آپ لاہور یا بڑے شہروں کو quote کریں' ہمارے ہاں بہت کم قصبے ہیں جہاں پر پانی کی سکیمیں چل رہی ہیں یا مکمل ہو چکی ہیں۔ میں یہاں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسے علاقے بھی ہیں' سیدانی شریف میں لاکھوں روپے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منصوبہ کروڑ میں چلا گیا

ہو' پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ وہاں پر invest ہوا ہے اور واٹر سپلائی سکیم وہاں پر بن چکی ہے لیکن چونکہ وہ دیہی علاقہ ہے وہ شروع ہی نہیں ہو سکی۔ ان کے پائپ پھٹ گئے ہیں اس کے علاوہ اس کی ناقص کارکردگی ہے۔ پہلے بنیادی سہولیات مکمل کرنی چاہییں اور جن علاقوں میں پانی میسر ہے تو وہاں پر پہلے ہی ہینڈ پمپز ہیں اور وہ ہینڈ پمپز ایسے ہیں کہ وہاں پر جانور نہلانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' کیونکہ وہ sealed ہوتا ہے اور جب آپ چلائیں گے تو پانی باہر آئے گا۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر انھوں نے صحیح اصلاحات کرنی ہیں تو پہلے ان علاقوں میں جہاں پر پانی کی سپلائی نہیں' پانی کی سپلائی پوری کریں اور پھر اس قسم کی اصلاحات لانی چاہییں۔ خصوصاً چولستان کا علاقہ' میں پھر کہنا چاہوں گا کہ وہاں کے لوگوں کا بھی یہ حق ہے اور وہ بھی پنجاب کا حصہ ہیں کہ ان کو بھی پینے کا پانی فراہم کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! اپوزیشن نے تو بے شمار غیر ضروری ترامیم ہاؤس میں صرف اس لیے پیش کر رکھی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ہاؤس کا وقت ضائع کیا جائے۔ انھوں نے ترمیم کے حق میں جو دلائل دیے ہیں میں اس کا لمبا چوڑا جواب نہیں دینا چاہتا۔ ماسوائے اس کے کہ یہ جو ترمیم پیش کر رہے ہیں یہ مجوزہ ترمیم صحت عامہ کے تسلیم شدہ اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کرتا ہوں اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is.

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 51 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The tenth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain

Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:-

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 60 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 60 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب چیئرمین، منیس صاحب آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! اس میں جو اب نمبر 60 ہے۔ معزز ممبران کی سہولت کے لیے اس کو پڑھ دیتا ہوں،

> Sale of articles of food or drink by a person suffering from any infectious disease.

اب جناب چیئرمین! اس کو اگر پڑھیں گے اور دیکھیں گے تو آپ کو یہ بہت ہی اچھا قانون نظر آئے گا کہ ایک infectious disease والی کوئی چیز اگر کوئی شخص بیچ رہا ہے تو اس کو قابل سزا جرم بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا! بات پھر وہیں آتی ہے کہ آپ کتنے لوگوں کو جیل میں بھیج دیں گے؟ یہاں آپ دیکھیں کہ ہمارے اس معاشرے میں حکومت نے عام آدمی کی سہولت کے

لیے کیا کچھ مہیا کیا ہے۔ کیا اسے روزگار مہیا کیا ہے؟ کیا صحت کی تمام سہولیات اسے مہیا کر دی ہیں؟ کیا مہنگائی پر قابو پا لیا گیا ہے؟ کیا امن عامہ کی صورت حال بہتر ہو گئی ہے؟ اگر یہ سب کچھ نہیں ہے' بے روزگاری اگر عروج پر ہے' مہنگائی اگر عروج پر ہے' طبی سہولتیں اس کو فراہم نہیں کی جا رہیں تو آپ ان سے کیا توقع کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو اپنے روزگار میں لگا ہوا ہے آپ اسے کہتے ہیں کہ اس سے infectious disease ہوتی ہے' تو وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ اس طرح اسے خودکشی اور خودسوزی پر قائل کر رہے ہیں' بلکہ اس کے جو بچے ہیں اس کی جو آگے فیملی ہے اور اگر ایک فیملی کا وہ سربراہ ہے جس کی ایک بیوی ہے اور پانچ بچے ہیں۔ اس فیملی کے چھ جو باقی لوگ ہیں ان کو ضروریات زندگی کون فراہم کرے گا؟ روزمرہ کی ضروریات کون پورا کرے گا؟ جناب والا! آپ صرف کھانے پینے کو ہی لے لیں۔ ایک اگر چھابڑی والا ہے اور اس کو کوئی ایسی بیماری ہے۔ لیکن گورنمنٹ جو اپنے آپ کو ویلفیئر سٹیٹ کہلاتی ہے وہ سہولیات اس کو مہیا ہی نہیں کر سکی۔ پھر اگر یہ جو قانون آپ بنا رہے ہیں' اس سے تو آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جیل میں بند کرنے کے لیے بنا رہے ہیں۔ اس میں تو صوبے کی آدھی آبادی کو آپ جیل میں بند کر دیں گے اور اتنی تو آپ کے پاس گنجائش بھی نہیں ہو گی۔ جب وہ جرمانہ نہیں بھر سکیں گے تو پارٹ تھری میں ہے کہ اسے بطور arrears of land revenue وصول کرو۔ اس کے لیے تحصیلدار یا پٹواری آئے گا تو اس کے پاس تو کچھ نہیں ہو گا۔ اس کو ساتھ لے جا کر وہ لاک اپ میں بند کر دیں گے۔ لاک اپ میں بند کرنے سے کیا آپ کو یہ سب چیزیں مل جائیں گی' جرمانہ وصول ہو جائے گا؟ کیونکہ اس کے پاس تو کچھ ہے نہیں۔ جیسے میں نے کہا ہے کہ ظاہری نظر میں تو یہ قانون بڑا اچھا نظر آ رہا ہے کہ ایک آدمی کو infectious disease ہے اس کو اس طرح چیزیں نہیں بیچنی چاہییں۔ لیکن اگر اس سے پہلے حکومت اس کا کوئی بندوبست کرے گی تو وہ ایسی چیزیں نہیں بیچے گا۔ اگر آپ اسے صحت کے لیے سہولیات دیں گے تو وہ اپنی صحت کو بہتر کر سکے گا۔ اگر آپ اسے صحت کی سہولیات بھی فراہم نہیں کریں گے اس کو متبادل روزگار بھی فراہم نہیں کریں گے تو پھر اس نے اور کیا کرنا ہے؟ پھر تو یہ خودکشیوں کا اور خودسوزیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا گناہ جو حکومت کے گلے پڑ رہا ہے اور یہ گلے پڑتا رہے گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایک آدمی بھی خودکشی کرے تو وہ خودکشی پوری انسانیت کے لیے ہوتی ہے اور یہاں تو روزانہ بڑی تعداد میں خودکشیاں اور قتل ہو رہے ہیں۔ کس لیے ہو رہے ہیں مہنگائی سے تنگ آ کر بے روزگاری سے تنگ آ کر

کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ proper legislation ہونی چاہیے۔ اور اس کو اس وقت تک legislate نہ کیا جائے جب تک کہ basic facility of health مہیا نہ کی جائے۔یا کوئی alternative روز گاری مہیا نہ جائے۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! اپوزیشن لیڈر نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کی رو سے وہ کہتے ہیں کہ جناب پیرا 60 کو حذف کر دیں۔

جناب چیئرمین، آپ اس میں کتنا وقت لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، بس ایک منٹ لوں گا تاکہ کوئی بیماری والا انسان اشیائے خوردنی فروخت کر سکے۔ اس کے حق میں میرے فاضل دوست دلائل دے رہے ہیں۔ حالانکہ سوال غریب یا امیر کا نہیں ہے روز گار کا نہیں ہے۔ یہ public at large کا ہے۔ اور آپ دیکھیں کہ ساری دنیا میں ایسے ہی ہے کہ،

public benefit, public health, public safety

کا خیال رکھا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، اس اجلاس کا وقت پانچ منٹ extend کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، اور جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ اس دفعہ بڑا جامع قانون ان encroachments پر دیا جا رہا ہے جس پر یہ مخالفت کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک بیمار انسان کو اس چیز کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنی بیماری دوسرے لوگوں کو منتقل کرتا جائے اور وہ multiply کرتی جائے اور اس جرم یا چیز کو ignore کیا جائے؟ یہ ممکن نہیں۔ روز گار کے مواقع فراہم کرنا حکومت کا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہے تو حکومت نے بہت سے ایسے ادارے قائم کر رکھے ہیں اور اس benefit کے لیے بہت سی اور چیزیں بھی مہیا کر رکھی ہیں۔ بیت المال کا ادارہ ہے اس میں سے جا کر وہ رقم لے اور اپنا علاج کرائے۔ زکوٰۃ کے ادارے سے وہ پیسے لے سکتا ہے اور اپنا علاج کرا سکتا ہے۔ اور یہ تمام ہسپتال ان لوگوں کے لیے ہیں جو اس قابل نہیں' کہ انھیں علاج کے لیے بھی پیسے دیے جاتے ہیں۔ یہ کہنا کہ وہ علاج نہیں کرا سکتا اور بیمار انسان کو یہ چیز بیچنے اور دوسرے انسانوں تک اس بیماری کو منتقل

کرنے کی اجازت فرمائیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ میری گزارش ہے کہ ان کی جو ترمیم ہے وہ بالکل frivolous ہے اس کو reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the propose Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 60 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

جناب چیئرمین، اجلاس کی کارروائی کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک ' 7۔ مئی 1999ء

(یوم الجمعہ '20۔ محرم الحرام ' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر ' لاہور میں صبح 9 بج کر 46 پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

سورۃ آل عمران آیت 164

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ' مسلمانوں پر کہ ان میں سے رسول بھیجا ' جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

وما علینا الا البلاغ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ داخلہ)

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ دوسرا بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1956۔

لاہور شہر میں تھانوں کے لئے عمارات کی تعمیر

*1956۔ **حاجی مقصود احمد بٹ۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت لاہور میں کتنے تھانہ جات کرایہ کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں ان کے نام' کرایہ عمارت اور مالک عمارت کا نام کیا ہے۔ نیز یہ کب سے ان عمارتوں میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت لاہور کے کتنے تھانہ جات ٹینٹوں کے سایہ میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام اور جب سے ٹینٹوں میں کام کر رہے ہیں' تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ تھانہ جات کی عمارات تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) اس وقت لاہور میں 15 تھانہ جات کرایہ کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام تھانہ	کرایہ عمارت ماہانہ	مالک بلڈنگ کا نام و ایڈریس	جس سال عمارت کرایہ پر لی
1۔ شاد باغ	Rs.9000/-	میاں محمد زبیر ولد حاجی محمد حسین سکنہ 198اے نیو مسلم ٹاؤن' لاہور	1-12-97
2۔ غازی آباد	Rs.6000 -	حاجی محمد حیات ولد شاہ محمد' غازی آباد لاہور	4-4-89
3۔ فیکٹری ایریا	Rs.6000/-	حاجی شیخ لال دین ولد بشیر حسین سکنہ چاہ چابدی گلی نور شاہ روڈ لاہور	1-5-92

4۔ شاہدرہ ٹاؤن	Rs.3000/-	ملک محمود احمد ولد چودھری بشیر احمد سکنہ محمود پارک' شاہدرہ ٹاؤن لاہور	1-7-89
5۔ نصیر آباد	Rs 17000/-	شہزاد شوکت ولد شوکت علی' سکنہ 355 فیروز پور روڈ' لاہور	1-3-92
6۔ گلشن اقبال	Rs.8000/-	مسماۃ زاہد ناز زوجہ عبدالکریم بھٹہ 491 عمر بلاک اقبال ٹاؤن لاہور	6-5-94
7۔ ہنجر وال	Rs.12000/-	ڈاکٹر پروین خانم زوجہ ابن نقوی سکنہ اسلامیہ پارک لاہور	1-5-95
8۔ ملت پارک	Rs.15000/-	نذیر احمد ولد شبیر احمد' سکنہ 83/29 ایس شینہ مارکیٹ ندیم شہید روڈ لاہور	1-3-92
9۔ سنادھ	Rs.10000/-	ڈاکٹر ظفر مسعود ظفری' سکنہ مکان نمبر این 119 فیز I۔ایل سی سی ایچ ایس لاہور	1-10-96
10۔ گجر پورہ	Rs.8000/-	عباس علی ولد سردار محمد' سکنہ مکان نمبر 10 گلی نمبر 20' محلہ اسلام پورہ نزد گلشن پورہ چاہ مزار لاہور	30-10-95
11۔ سلامہ	Rs.9375/-	مسماۃ شاذشہ بلال دختر محمد بلال' سکنہ ای بلاک گلشن راوی لاہور	1-1-89
12۔ شالیمار	Rs.15000/-	حاجی عبدالقیوم ولد محمد عیسیٰ سکنہ باغ بان پورہ لاہور	1-7-85
13۔ شادمان	Rs.10000/-	مسماۃ خورشید نذر دختر نذر محمد' سکنہ 4۔اے شادمان' لاہور	30-5-91
14۔ فیصل ٹاؤن	Rs.1800/-	مسماۃ شیریں تاج زوجہ عبدالقیوم 126۔ ڈی' مجبر گ III لاہور	1-7-92
15۔ سمن آباد	Rs.5000/-	مسماۃ خورشید بیگم زوجہ محمد عاشق سکنہ مکان نمبر 3' مہر غلام علی مین بازار مزنگ لاہور	1-7-91

(ب) اس وقت لاہور میں صرف ایک تھانہ گارڈن ٹاؤن ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ تھانہ جات کی تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے' لیکن تھانوں کے لئے زمین نہ ہے اور ایل۔ڈی۔اے کو تحرک کیا ہوا ہے۔ مزید کوشش جاری ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ اس وقت لاہور میں صرف ایک تھانہ گارڈن ٹاون ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔ میں نے شروع میں ہی یہ پوچھا تھا کہ جو بھی تھانے ٹینٹوں میں کام کر رہے ہیں اس کی مدت بتائی جائے کہ وہ کب سے کام کر رہے ہیں تو یہ پوچھنا

چاہتا ہوں کہ یہ جو ایک ہی تھانہ گارڈن ٹاؤن ہے یہ کب سے ٹینٹوں میں قائم ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تھانہ کافی عرصہ سے ٹینٹوں میں قائم ہے اور گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے تقریباً پندرہ تھانے کرائے کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں کرائے کی عمارت میسر نہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے اور حکومت نے اس مسئلے کے حل کے لئے مرحلہ وار ایک پروگرام بنایا ہے جس میں ابھی 1999-2000 کے لئے جو ADP جا رہے ہیں اس میں بھی ہم نے تقریباً چار تھانوں کی construction کے لئے پیسے رکھے ہیں اور اس وقت جن تھانوں پر کام ہو رہا ہے' رواں مالی سال میں ان کو مکمل کرنے کے بعد ان شا اللہ تعالیٰ مرحلہ وار پروگرام کے تحت مزید تھانوں کی عمارتوں کو مکمل کیا جائے گا۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ یہ تھانہ اس وقت ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ وہ کب سے قائم ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! کافی عرصہ سے ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں خود کل وہاں گیا ہوں خود ساری تحقیقات کر کے آیا ہوں۔ 1992ء سے اس کا نوٹیفیکشن ہوا تھا۔ 1992ء سے لے کر آج تک یہ تھانہ ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر LDA کے بے شمار پلاٹ بھی پڑے ہوئے ہیں تو پھر یہ کون سی جگہ ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ خود انہوں نے اس میں کہا ہے کہ ایل ڈی اے سے کہا ہے کہ کوئی جگہ ہو تو بتائیں تاکہ وہاں پر بلڈنگز تعمیر کی جائیں جبکہ جہاں وہ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ایل ڈی اے کا پلاٹ ہے اور کسی کے نام منتقل نہیں ہوا۔ اس کے بارے میں ذرا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ تھانہ کی بلڈنگ تعمیر نہیں ہو رہی؟

جناب وزیر قانون: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ تھانوں کے لئے زمین نہ ہے اور ایل ڈی اے کو ہم نے متحرک کیا ہوا ہے یعنی ایل ڈی اے سے ہماری بات چل رہی ہے اور ایل ڈی اے سے زمین کے حصول کے بعد تھانوں کو مرحلہ وار تعمیر کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ

تھانہ گارڈن ٹاؤن کا ذکر ہے کہ جب سے اس کا notification ہوا ہے یہ خالی پلاٹ اور ٹینٹوں کے اندر کام کر رہا ہے جبکہ گارڈن ٹاؤن ایل ڈی اے کی approved سکیم ہے وہاں پر public equity کے جتنے پلاٹ ہیں وہ سکیم میں رکھے گئے اور اسی طرح تھانے کے لئے بھی پلاٹ مخصوص کیا گیا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ان سکیموں میں جو پلاٹ piublic equity کے لئے رکھے جاتے ہیں وہاں پر یا تو محکمہ بروقت اس زمین کو اپنے نام نہیں کرواتا اور اپنی مفاد عامہ کی اس بلڈنگ کو تعمیر نہیں کرتا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پلاٹ جو police station کے نام تھا اس کا محکمے نے بروقت قبضہ کیوں نہیں لیا اور وہ کسی اور کے نام منتقل ہو چکا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کسی بھی ہاؤسنگ کالونی میں پلاٹ کا earmark تھانے کے لئے ہو جانے سے مراد یہ نہیں کہ وہ تھانے کے نام پر منتقل ہو گیا ہے۔ اگر سکیم ایل ڈی اے کی ہے تو پھر ایل ڈی اے نے اس کی مالیت لینے کے بعد اس کا قبضہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو دینا ہوتا ہے۔ تو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس وسائل کی کمیابی کے باعث ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ تمام تھانوں کے لئے جہاں بھی اس کے لئے زمین یا پلاٹ مختص کیا جائے ہم اس کی رقم ادا کر کے پلاٹ take over کر لیں۔ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ جیسے جیسے ہمارے پاس رقم دستیاب ہو گی ہم پلاٹ کا حصول بھی کر لیں گے اور ساتھ ہی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیں گے لیکن یہ تاثر درست نہیں کہ اگر پلاٹ تھانے کے لئے earmark ہو گیا ہے تو وہ پولیس کے نام منتقل بھی ہو گیا ہے۔ اس کے لئے پھر بھی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسی جگہ ایک پلاٹ کی بنیادیں بھری ہوئی ہیں اور یہ اسی پولیس اسٹیشن کی بنیادیں بھری ہوئی ہیں۔ اس پر کتنے پیسے خرچ آئے ہیں اور یہ کب بھری گئی تھیں؟

وزیر قانون، جناب یہ کون سے تھانہ کی بات کر رہے ہیں؟ یہ تھانہ تو ٹینٹوں میں کام کر رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! کل میں خود وہاں موقع پر گیا ہوں میں نے وہاں دیکھا ہے کہ تھانہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر بنیادیں بھری ہوئی ہیں۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ 1992 میں کام شروع ہوا تھا اور پھر رکوا دیا گیا تھا اور وہ بنیادیں آج بھی قائم ہیں اور وہ پلاٹ خالی پڑا ہوا ہے اور

ایل ڈی اے کی ملکیت ہے۔ تو وزیر موصوف اتنا یقین دلا دیں کہ کب تک وہ پلاٹ محکمہ پولیس کے نام منتقل ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! ہو سکتا ہے کہ پولیس نے جبراً قبضہ کیا ہو اور جس کا یہ پلاٹ ہو اسے نہ دیا ہو۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! اگر جبراً قبضہ بھی کیا ہے تو 1992ء سے لے کر 1999ء تک سات سال سے اسی طرح ٹینٹوں میں پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے LDA کے پاس تحریک چلائی ہوئی ہے کہ ہمیں اس کی الاٹمنٹ کر دیں اور اس کا قبضہ دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: براہ مہربانی آپ دوبارہ یقین دہانی کروا دیں اور LDA کو لکھ دیں کہ یہ جو پلاٹ خالی ہے وہ تھانہ کے نام منتقل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ دوبارہ یقین دہانی کروا دیں کیونکہ پتہ نہیں کہ یہ اس تھانہ کو خوبصورت کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! ہم کوشش کریں گے کہ ہم اگلے سال کی جو priorities fix کر رہے ہیں اس میں اس تھانے کی construction کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 1960 بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے، جی حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1960۔

پولیس اسٹیشن بی لاہور کی عمارت کی تعمیر

*1960۔ حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس اسٹیشن بی لاہور کی عمارت خستہ حال ہے جس کی وجہ سے عملہ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پولیس اسٹیشن کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ بھی بنایا گیا تھا

مگر ابھی تک عمارت کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پولیس اسٹیشن کی عمارت کو جلد از جلد تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس پولیس اسٹیشن کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ بھی بنایا گیا ہے اور تعمیر کا کام تقریباً 20 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) پولیس اسٹیشن کی عمارت کو جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ جس کے لیے ایکسئین II صوبائی بلڈنگ ڈویژن لاہور نے ڈائریکٹر جنرل اکاؤنٹس کو تحریک کیا ہوا ہے کہ پہلے ٹھیکیدار کا کلیم جلد از جلد طے کیا جائے۔ لیکن ابھی تک کوئی جواب موصول نہ ہوا ہے جیسے ہی کوئی فیصلہ ہوتا ہے بقایا کام کے ٹینڈر جاری کر دیے جائیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پولیس اسٹیشن کی 20 فیصد عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 20 فیصد عمارت کب مکمل ہوئی تھی اور اس پر کتنی لاگت آئی تھی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے خود کل اس سلسلے میں معلومات اکٹھی کی تھیں اور میں نے اس جگہ کا موقع ملاحظہ کرنے کے لئے کل کا وقت بھی دیا ہوا تھا لیکن ایک ضروری میٹنگ کی وجہ سے میں وہاں نہیں جا سکا۔ لیکن اس تھانہ کی تعمیر کا کام 1989 میں شروع ہوا تھا اور اس کے بعد دوران انسپیکشن یہ بات نوٹس میں آئی کہ عمارت کی تعمیر میں ناقص میٹیریل استعمال کیا گیا ہے اور عمارت منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق نہیں ہے' اس وجہ سے کام روک دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آج میں نے P&D ڈیپارٹمنٹ اور متعلقہ ایکسین بلڈنگ کو بلایا ہوا ہے۔ ان سے جو بھی معلومات ہوں گی کہ یہ کام کیوں رکا اس کی allocation کتنی تھی اور اس کو کب تک مکمل کیا جائے گا اور current ADP میں اس کے لئے کتنی allocation ہے اور اب دوبارہ کام کب تک شروع کیا جا سکتا ہے۔ میں نے کوشش کی تھی کہ میں اس بارے میں معلومات حاصل کروں ان شاء اللہ تعالیٰ آج میں تمام معلومات حاصل کر کے محرک کو دے دوں گا اور انہیں یقین بھی دلاتا ہوں کہ جس

water neck کی وجہ سے یہ کام رکا ہوا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دور کر کے اس کام کو شروع کروایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، حاجی صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ناقص میٹریل استعمال کیا گیا تھا کیا اس محکمے کے خلاف یا اس ٹھیکے دار کے خلاف دس سال گزرنے کے باوجود کوئی کارروائی ہوئی یا نہیں ہوئی اگر نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے لئے آج میں نے خود ان شاء اللہ تعالیٰ میٹنگ کرنی ہے اور اس کی رپورٹ میں معزز رکن کو بھی دوں گا اور یہ سارا معاملہ میں نے خود take up کیا ہے۔ میں نے انہیں عرض کیا ہے کہ یہ وہاں سے تصدیق بھی کر سکتے ہیں، کل شام چار بجے کا ہم نے convey بھی کروا دیا تھا۔ لیکن متعلقہ محکمے کے لوگ وہاں موجود نہیں تھے، اس لئے میں نے کل visit نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو کل آپ اس کا بتا دیں گے۔ کل تک pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر 2340۔

ضلع خانیوال میں تھانوں کے نام اور ملازمین کی تفصیل

*2340۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے تھانے ہیں۔ ان تھانوں کے نام مع ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن کی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ ان کے نام اور دیگر تفصیل بتائی جائے نیز کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے تعینات ہیں۔ کیا حکومت ضلع خانیوال میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کو تبدیل

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)

(الف) ضلع خانیوال میں کل 16 تھانے ہیں۔ ان کے نام اور تعینات نفری کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) صرف سب انسپکٹر مشتاق احمد نمبر M/246 کے خلاف جب وہ تھانہ بہ سلطان پور ضلع وہاڑی میں تعینات تھا=/15000 روپے رشوت لینے کے جرم میں مقدمہ نمبر 13/97 مورخہ 11-6-97 بجرم 161 ت۔پ 5/2/47 پی۔سی۔اے تھانہ انٹی کرپشن ضلع وہاڑی درج ہوا۔ جو تاحال زیر تفتیش ہے نیز کوئی بھی ملازم عرصہ تین سال سے کسی ایک تھانہ میں تعینات نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں یہ معلوم کیا تھا کہ تھانوں میں جو ایس۔ایچ۔ اوز یا عملہ لگا ہوا ہے ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ ہماری گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ ہم educated اور اچھے لوگوں کو تھانہ انچارج لگائیں۔ اس میں یہی بات واضح ہوئی ہے کہ ایک تھانہ مخدوم پور ہے وہاں کا انھوں نے انچارج اے۔ ایس۔ آئی (میٹرک پاس) لگایا ہوا ہے۔ آگے تھانہ جہانیاں ہے اس کا انچارج محمد نواز (میٹرک) ہے اور اس کے ماتحت فرزند علی سب۔ انسپکٹر (بی۔ اے) ہے۔ اسی طرح میں ایسی تین چار مثالیں دے سکتا ہوں کہ جس میں ایک اے۔ ایس۔ آئی (بی۔ اے) ہے اور دوسرا اے۔ ایس۔ آئی (انڈر میٹرک) ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ آئندہ جب بھی کوئی ایس۔ ایچ۔ او appoint ہو تو اس کی تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھا جائے گا؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! بطور ایس۔ ایچ۔ او تعیناتی کے لیے صرف تعلیمی قابلیت ہی criteria نہیں ہے بلکہ اس میں سنیارٹی بھی count ہوتی ہے۔ اب مثال کے طور پر بے شمار ایسی مثالیں آپ کے ذاتی علم میں ہیں کہ ہماری عالیہ پولیس کی جو بھرتی ہوئی ہے اس میں ایم۔ اے لڑکے بھی کانسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں۔ اب اگر ایک ایم۔ اے کو کسی تھانے میں کانسٹیبل تعینات کر دیا جائے تو وہاں پر ایس۔ ایچ۔ او انسپکٹر یا سب انسپکٹر بی۔ اے ہو تو یہ جواز نہیں بنایا جا سکتا کہ کنسٹیبل ایم۔ اے ہے اور ایس۔ ایچ۔ او بی۔ اے ہے۔ اس لیے اس کو ایس۔ ایچ۔ او لگا دیا جائے۔ اس میں

سنیارٹی کو بھی count کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں ایس۔ پی کی پسند بھی ہوتی ہے؟

وزیر قانون، جی' ایس۔ پی کی discretion ہے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر تعلیم کے معیار کے حوالے سے معزز رکن نے جو بات کی ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ کوشش ہے کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے لیے وہاں پر پڑھے لکھے لوگ لگانے چاہییں اور اس کے لیے ہم نے ابھی انسپکٹر کی جو براہ راست بھرتی کی ہے ان کا first batch سہالہ میں ٹریننگ حاصل کر رہا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد محرک کا یہ استدلال جو ہے ہم کافی حد تک اس کے مطابق کام کریں گے کہ تھانوں میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعیناتی ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ویسے لاء منسٹر صاحب! ریکارڈ کی درستگی کے لیے ہے کہ اس کے لیے تو دو batch یا تین batch غالباً نکل کر کام بھی کر رہے ہیں۔ جو پبلک سروس کمیشن کے through آئے ہیں۔

وزیر قانون، نہیں۔ جناب! پہلا batch ابھی ٹریننگ مکمل کرنے والا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کوئی الگ ہے؟

وزیر قانون، یہ ہم نے direct انسپکٹرز بھرتی کیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پبلک سروس کمیشن کے through؟

وزیر قانون، جی' پبلک سروس کمیشن کے through۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اس میں دو تین batch پہلے آ چکے ہیں۔

وزیر قانون، نہیں جناب۔ یہ جو ابھی موجودہ حکومت نے کیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! سنیارٹی تو اپنی جگہ۔ کیا اے۔ ایس۔ آئی کو بھی انچارج لگایا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون، وقتی طور پر وہاں پر interim arrangement ہے' مستقل طور پر تعینات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جب سب انسپکٹر اور انسپکٹر لائن میں موجود ہوں تو اس کے باوجود بھی

اے۔ ایس۔ آئی کو لگایا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون، جس وقت جواب دیا گیا ہے اس وقت وہ ہو گا۔ لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ یہ permanent نہیں' interim arrangement ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، موصوف اسی لسٹ کو پڑھ لیں۔ ایک ایک تھانے میں چار چار سب۔ انسپکٹر لگے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سب انسپکٹر نہیں تھا کہ تھانہ میں اے۔ ایس۔ آئی کو انچارج بنا دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، بہرحال' یہ ensure کریں کہ جو قابل لوگ ہیں وہ فیلڈ میں آئیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! دیکھنا یہ ہے کہ جس تھانہ مخدوم پور کی یہ بات کر رہے ہیں وہاں پر اے۔ ایس۔ آئی کے علاوہ اگر سب انسپکٹر کو اس کے ماتحت کیا گیا ہو تو پھر تو قابل اعتراض بات ہے۔ وہاں پر سینئر آفیسر ہی اے۔ ایس۔ آئی ہے اور یہ interim arrangement کے طور پر تھا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں دوسرے تھانوں کی بات کر رہا ہوں اور لائن کی بات کر رہا ہوں۔ ان کو سٹاف مہیا ہونے کی بات کر رہا ہوں۔ دوسرے تھانوں میں سٹاف مہیا ہے۔ آپ کبیر والہ میں دیکھیں کہ تھانہ صدر میں چار سب انسپکٹر لگے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہاں انچارج اے۔ ایس۔ آئی ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، نہیں' تھانہ صدر میں سب۔ انسپکٹر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر تو بات وہاں پر ختم ہو گئی کہ سب انسپکٹر ہی ہیں اور سب انسپکٹر ہی انچارج ہو گیا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، وہاں پر اے۔ ایس۔ آئی انچارج لگا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چار سب انسپکٹر ہونے کے باوجود اے۔ ایس۔ آئی انچارج لگا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، نہیں' وہاں پر نہیں۔ دوسرے تھانے میں۔ اس سے ملحقہ تھانہ ہے۔ ایک ہی سب ڈویژن کا تھانہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہاں وہ فرما رہے ہیں کہ وقتی طور پر تھا۔ وہاں پر کوئی سب۔ انسپکٹر تھا ہی نہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جو جواب آیا ہے یہ کس تاریخ کا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کے ساتھ جو جواب دیا گیا ہے اس میں تاریخ درج ہے۔ یہ اس کو پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، موجودہ صورت حال کے بارے میں کچھ بتا سکیں گے کہ آج کیا پوزیشن ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ fresh question دے دیں۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں آپ fresh question دے دیجیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ہاؤس کا یہ استحقاق ہے کہ اس کو latest information مہیا کی جائے۔ پچھلی دفعہ بھی یہی سوال اسی محکمے کا تھا تو میں نے کہا تھا کہ کیا صاحب موصوف' ہمارے وزیر قانون مطمئن ہیں؟ اب جو سال بعد جواب آیا ہے' یہ جو میرے تھانے میں لگا ہوا ہے وہ صرف چند دنوں کے لیے آیا تھا۔ سرائے سندھو کے غلام عباس کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد تین اور آ چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں چاہتا ہوں کہ جب کوئی سب انسپکٹر یا انسپکٹر ایس۔ایچ۔او لگایا جائے تو اس وقت جہاں پر سٹیاری ہے وہاں پر تعلیمی معیار کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ کیونکہ ان کو ایف آئی آر لکھنی ہی نہیں آتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ ایف۔ آئی۔ آر تھانے کا انچارج نہیں لکھتا بلکہ محرر لکھتا ہے اور محرر کی تعلیم عام طور پر میٹرک ہی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ہم آگے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے اڑھائی سو انسپکٹر direct بھرتی کیے ہیں اور ہم اب اس بات پر آ جائیں کہ ہم نے ایس۔ ایچ۔ او میٹرک لگانا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی صحیح بات نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ڈاکٹر صاحب! یہ نہیں ہے اور نہ ہی لگے گا۔ اب بعض جگہوں پر مجبوری کے تحت ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ تعلیمی معیار کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2341۔

ضلع خانیوال کے تھانوں میں درج مقدمات کی تفصیل

*2341۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع خانیوال کے ہر تھانہ میں چوری' ڈکیتی' زنابالجبر کے کتنے مقدمات کن کن افراد کے خلاف درج ہوئے۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ کتنے مقدمات جرم ثابت نہ ہونے کی بناء پر خارج کئے گئے۔ ان مقدمات کے نمبر مع ان کے مدعیوں کے نام کیا ہیں' نیز ان مقدمات میں کتنے ملزمان ابھی تک مفرور ہیں اور کن کن مقدمات میں یہ مفرور شامل ہیں۔ ان مقدمات کے نمبر اور ان کے تفتیشی افسران کے نام کیا ہیں۔ آیا حکومت ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر تفتیشی افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یکم جنوری 1997ء سے 23-12-98 ضلع خانیوال میں چوری کے 1781 ڈکیتی کے 23 اور زنا بالجبر کے 71 مقدمات ہوئے۔ جن میں افراد کی کل تعداد 5625 ہے۔ تفصیل ضمیمہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ڈکیتی کے 4' چوری کے 172 اور زنا بالجبر کے 12 مقدمات جھوٹے ہونے کے باعث خارج ہوئے۔ تفصیل ضمیمہ(ب) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! یہ اتنی بڑی فائل ہے اور اس میں انھوں نے تعداد مقدمات جو خارج ہوئے ہیں وہ بتائے ہیں جو کہ میرے علم کے مطابق کم ہے۔ کیا موجودہ پوزیشن کچھ بہتر ہوئی ہے؟ یہ جواب اسی طرح نہ ہو جس طرح پہلے سب انسپکٹر کا آیا تھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یکم جنوری 1997ء سے 23-12-98 تک انھوں نے معلومات چاہی تھیں اور اس میں latest معلومات تو دی نہیں جا سکتیں، کیونکہ 23-12-98 بھی گزر گیا ہے۔ اس میں جو مقدمات خارج ہوئے ہیں وہ ڈکیتی کے 4 مقدمات، چوری کے 172 مقدمات اور زناء بالجبر کے 12 مقدمات جھوٹے ہونے کے باعث خارج ہوئے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم نے دے دی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ڈکیتی بہت بڑا جرم ہے۔ پہلے تو بغیر چھان بین کے پرچہ ہوتا تھا اور پھر اگر ڈکیتی کا غلط پرچہ درج ہوا ہے تو کیا جنھوں نے جھوٹا پرچہ درج کرایا ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے اس لیے کہ جو ایک شہری آ کر درخواست دیتا ہے اس درخواست پر پرچہ درج کرنا پولیس کا فرض بنتا ہے لیکن ڈکیتی کے 4، چوری کے 172 اور زنا بالجبر کے 12 مقدمات جو جھوٹے ہونے کے باعث خارج ہوئے ہیں ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ ایک ایک مقدمے کی تفصیل میرے پاس موجود ہے محرک جو بھی چاہتے ہیں وہ میں بیان کر دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! آج کل جھوٹے مقدمات اسی لیے زیادہ درج ہو رہے ہیں کہ جو آدمی جھوٹا مقدمہ درج کرواتا ہے نہ اس سے پوچھا جاتا ہے اور نہ اس افسر کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ڈکیتی کا کیس ہے اور جھوٹا ہے اس کو درج کر دیتا ہے۔ میں نے یہ ضمنی سوال اسی لیے کیا ہے کہ کیا وزیر موصوف اس بارے میں further inquiry کرانے کے لیے تیار ہیں کہ جو مقدمات خارج ہوئے ہیں ان مدعیوں کے خلاف اور اس اہلکار کے خلاف کم از کم شو کاز نوٹس ہی دے دیں تاکہ آئندہ کوئی غریب بے گناہ پرچوں سے بچ جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ڈاکٹر صاحب! پرچے کے بارے میں تو قانونی بات یہ ہے کہ جب کوئی مدعی پرچہ درج کروانے آئے تو اس کا پرچہ درج ہو۔ تھانے والے اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ جی ہم پہلے چھان بین کریں گے اور مجھے بڑا عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔ میری اطلاعات کے مطابق تو وہ آج کل ڈکیتی کے پرچے درج کرتے ہی نہیں ہیں۔ اگر 392 کی بات ہو تو وہ سیدھا سیدھا کہتے ہیں کہ نہیں جی 458 کا پرچہ درج کروائیے یا پھر چوری کا کر دیتے ہیں۔ البتہ آپ کی یہ بات کچھ زور والی ہے اور میں وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گا کہ جو پرچہ جھوٹا ثابت ہو کر خارج ہو جاتا ہے

اس کے لیے بھی ایک علیحدہ قانون ہے اس کے تحت غلط پرچہ درج کروانے والے کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے، تفتیشی افسر نے تو جب یہ دیکھا کہ پرچہ غلط ہے تو اس نے تو اسے خارج کرنا ہے۔ اگر اس طرح کی چھان بین پر پرچے درج ہونے شروع ہو گئے تو وہ تو پہلے ہی چاہیں گے کہ پرچے درج ہی نہ ہوں۔ آپ یہ ensure کروائیں جو پرچے غلط درج ہوتے ہیں اور خارج ہو جاتے ہیں تو پرچہ غلط درج کروانے والوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ڈکیتی کا پرچہ reported crime ہوتا ہے اس کی آئی۔جی تک رپورٹ جاتی ہے۔ باقی کے بارے میں تو میں نہیں کہتا۔ لیکن کم از کم جو ڈکیتی کا پرچہ خارج ہو اس کے بارے میں یہ یقین کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ یہاں پر تو عام کیس بھی درج کرنے میں تھوڑا سا تساہل ہوتا ہے۔ ڈکیتی کے کیس کو درج کر کے پھر اسے خارج کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو اسے خارج کیوں نہ کیا جائے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، اگر وہ جھوٹا ہو تو پھر تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کوئی ایسی مثال لے آئیے کہ پرچہ سچا ہے اور وہ خارج کر دیا گیا۔ اس کی تفتیش اگر غلط ہوئی ہو تو کسی دوسری ایجنسی سے تفتیش کروا لیتے ہیں۔ پھر اس کو خارج کرنے والے کے خلاف کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔ اگلا سوال نمبر 2348 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 2348۔

دہشت گردی کے واقعات

*2348۔**حاجی امداد حسین۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ڈویژن میں سال 1997/98ء میں دہشت گردی کے کتنے واقعات کہاں کہاں ہوئے اور ان واقعات میں جو افراد ہلاک ہوئے، ان کے نام اور پتاجات کیا ہیں۔

(ب) سال 1997/98ء میں کتنے دہشت گرد کہاں کہاں سے گرفتار ہوئے۔ گرفتار ہونے والے افراد کا نام و پتا سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

(ج) گرفتار شدہ دہشت گردوں کا کس کس عدالت میں اور کب سے کیس زیر سماعت ہے۔

کن کن دہشت گردوں کو کون کون سی سزا ہوئی ہے اور وہ اس وقت کون کون سی جیل میں قید ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) لاہور ڈویژن میں سال 1997/98ء میں دہشت گردی کے 45' واقعات رونما ہوئے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1997/98ء میں 18 دہشت گرد گرفتار ہوئے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) گرفتار شدہ دہشت گردوں کے خلاف کیس انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ابھی تک کسی دہشت گرد کو سزا نہ ہوئی ہے۔ دہشت گرد مختلف جیلوں میں قید ہیں۔ ان کی تفصیل بھی ضمیمہ(الف) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے کہا ہے لاہور ڈویژن میں سال 98-1997ء میں دہشت گردی کے 45 واقعات رونما ہوئے۔ میں ان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا ان 45 مقدمات میں تمام ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تمام مقدمات میں ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ 45 مقدمات درج ہوئے ہیں لیکن 45 کے 45 میں ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں یہ بتا سکتا ہوں کہ کون سے مقدمے میں ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کون سے میں نہیں ہوئے۔ اس بارے میں ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے لیکن چونکہ یہ کافی زیادہ ہے لہٰذا اگر معزز رکن کسی خاص کیس کا پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ بتائیں میں عرض کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ تمام گرفتار ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ گرفتار شدہ دہشت گردوں کے خلاف کیس انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ مقدمات کتنے عرصے سے زیر سماعت ہیں اور Anti-Terrorist Act کے تحت کتنے عرصے میں ان کا فیصلہ ہو جانا چاہیے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت دہشت گردی کے جن مقدمات میں ملزم گرفتار ہو چکے ہیں ان مقدمات کے چالان مکمل کر کے دہشت گردی کی عدالتوں میں بھیجے گئے ہیں۔ اب جہاں پر ملزم گرفتار ہی نہیں ہوا وہاں پر چالان مکمل ہونے کا فی الحال سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن دہشت گردی کی عدالتوں نے سات دنوں کے اندر مقدمات کا فیصلہ کیوں نہیں کیا' یہ ایک علیحدہ بحث ہے اور اس پر سپریم کورٹ کا بھی فیصلہ آ چکا ہے۔ اس فیصلے کی روشنی میں 88 کے قانون میں بھی ترمیم ہو چکی ہے اور سپریم کورٹ کی observations کے مطابق ترمیم شدہ آرڈیننس پر حکومت پنجاب عملدرآمد کروا رہی ہے' عدالتوں کی تعداد بھی بڑھائی جا رہی ہے Judiciary سے کچھ جج صاحبان لے لیے گئے ہیں۔ باقی کی کارروائی زیر غور ہے۔ تو میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ سپریم کورٹ already اس کا نوٹس لے چکا تھا اور ان کا جو تفصیلی فیصلہ آیا تھا ان کی observations کے مطابق ہم نے قانون میں بھی ترمیم کی ہے اور اب اس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ اب صورتحال مزید بھی بہتر ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 2351 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 2351۔

پولیس مقابلوں اور ان مقابلوں میں ہلاک ہونے والے افراد کی تفصیل

*2351۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1997/98 کے دوران لاہور میں کتنے پولیس مقابلے ہوئے کس کس جگہ پر ہوئے اور کون کون سے پولیس ملازمین نے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔ ان مقابلوں میں مرنے والے افراد کے نام' ان کا جرم اور مقابلوں میں حصہ لینے والے پولیس ملازمین کا نام' عہدہ اور موجودہ تعیناتی فراہم کی جائے نیز یہ مقابلے کن کن لوگوں کے سامنے ہوئے۔ ان کے نام و پتہ کیا کیا ہیں۔ جن پولیس ملازمین کو مقابلوں میں حصہ لینے پر ترقیاں دی گئیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

1997-98ء کے دوران لاہور میں 105 پولیس مقابلے ہوئے۔ مقابلوں کی جگہ' حصے لینے والے پولیس ملازمین کے نام' عہدہ اور موجودہ تعیناتی' مقابلوں میں مرنے والے

افراد کے نام، ان کا جرم، عینی شاہدین کا نام و پتہ اور پولیس ملازمین کو مقابلوں میں حصہ لینے پر ترقیوں کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معزز وزیر نے فرمایا ہے کہ 1997-98ء کے دوران لاہور میں 105 پولیس مقابلے ہوئے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور کے کس پولیس ڈویژن میں سب سے زیادہ مقابلے ہوئے اور اس ڈویژن میں کتنے لوگ مارے گئے؟

وزیر قانون، جناب والا! ڈویژن وائز نہیں بلکہ تھانہ وائز لسٹ میرے پاس موجود ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ضلع لاہور کے کس ڈویژن میں، بے شک یہ ٹوٹل کر کے مجھے بتا دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ان کا سوال سن نہیں سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ لاہور میں جو پولیس ڈویژن ہیں جیسے گجر گ ڈویژن ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے پاس detail موجود ہے، میرے پاس break up پولیس سٹیشن وائز ہے۔ پولیس ڈویژن وائز نہیں ہے، بلکہ پولیس سٹیشن وائز بریک اپ ہے۔ اور اگر کسی خاص پولیس سٹیشن کا پوچھنا چاہتے ہیں تو میں عرض کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں خاص طور پر پولیس ڈویژن کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ان کے پاس تھانہ وائز ہے تو ان کو add کر کے بتا دیں۔ کیونکہ مجھے تو نہیں پتا کہ کون کون سا تھانہ کس ڈویژن میں ہے۔ آنریبل منسٹر صاحب کو تو پتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ on the floor of the House صحیح فرما رہے ہیں کہ آپ کو نہیں پتا کہ کون کون سا تھانہ کس کس ڈویژن میں ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی۔ مجھے نہیں پتا۔ میرا محکمہ پولیس سے بھی تعلق نہیں ہے اور ویسے بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ سے میرا تعلق نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس کی لسٹ انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔ انھیں پتا چل جائے گا کہ کون کون سے تھانے میں پولیس مقابلہ ہوا ہے اس میں کیا ہوا ہے اس حساب سے یہ خود ذرا

calculate کر لیں کہ کیا کیا ڈویژن بنتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : لسٹ تو ان کے پاس بھی ہے آپ اجلاس کے بعد ان کو ذرا بتا دیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی۔ میں انھیں بتا دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر! آنریبل منسٹر مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ جو صدر پولیس ڈویژن ہے اس میں کون کون سے تھانے ہیں؟ میں ان میں سے خود نکال لوں گا۔

وزیر قانون، ڈویژن کے تحت کون کون سے تھانے ہیں' جناب' میں ان کو لسٹ فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ ان کو لسٹ فراہم کر دیں۔ اگلا سوال نمبر 2552 چودھری مسعود احمد صاحب کا ہے(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) اگلا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میں معذرت چاہتا ہوں' ایک سوال چودھری مسعود احمد صاحب کا سوآ رہ گیا تھا۔ چودھری مسعود صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : سوال نمبر 2894۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! محمد افضل خان کے ایماء پر سوال نمبر 2680۔

جناب قائم مقام سپیکر : منیس صاحب ! اب تو میں آگے جا چکا ہوں' میں نے بار بار نام پکارا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! میں سوال نمبر 2680 کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ اصل میں محمد افضل خان صاحب کے دو سوال ہیں۔ آپ نے ایک پکارا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ریکارڈ سن لیں' میں نے دو دفعہ پکارا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! یہ اہم نوعیت کا سوال ہے' آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے لیکن آپ کو اس وقت کہنا چاہیے تھا جب میں نے پکارا تھا۔ آپ غیر اہم سوال تو کر لیتے ہیں۔ لیکن جو اہم سوال ہوتے ہیں وہاں آپ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص۔

پولیس افسران کو ترقی دینے کے اقدامات

*2894۔راجہ محمد جاوید اخلاص : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس راولپنڈی رینج نے اپنے مراسلہ NO.PA 5285/97. dated 18-9-97 اور دوسرا مراسلہ NO.PA.7615/97. Dated 26-12-97 کے ذریعے سپریم کورٹ ریسٹ ہاؤس فائرنگ کیس اور ایرانی ٹیکنیشنز قتل کیس میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے پر راؤ محمد اقبال' ایس۔ایس۔پی' راجہ محمد محبوب ڈی۔ایس۔پی' زراعت کیانی' ڈی۔ایس۔پی' انسپکٹر محمد جمیل بیگ' سب انسپکٹر محمد ثقلین اور دیگر عہدیداران کو اگلے رینک میں ترقی اور راؤ محمد اقبال کو تمغہ شجاعت اور ستارہ امتیاز دینے کی پر زور سفارش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زراعت کیانی کو اس recommendation کی بناء پر بطور ڈی۔ایس۔پی کنفرم کر دیا گیا اور محمد ثقلین ایس۔آئی کو اگلے رینک میں ترقی دے دی گئی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو باقی ملازمین کو ترقی نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں اور ان افسران میں امتیاز کس بناء پر رکھا گیا ہے۔ نیز کیا حکومت راؤ محمد اقبال' ایس۔ایس۔پی' راجہ محمد محبوب' ڈی۔ایس۔پی' محمد جمیل بیگ' انسپکٹر کو ڈی۔آئی۔جی راولپنڈی کی recommendation کے مطابق ترقی دینے کے لئے تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس راولپنڈی رینج نے اپنے مراسلہ بنام انسپکٹر جنرل پولیس' پنجاب مورخہ 26-12-97 اور 18-9-97 کے ذریعے ان افسران کی ترقی کی سفارش کی تھی اور راؤ محمد اقبال کو تمغہ شجاعت اور ستارہ امتیاز دینے کی سفارش کی تھی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) تمام افسران کے کیس انسپکٹر جنرل پولیس' پنجاب کی طرف سے قائم کردہ آؤٹ آف ٹرن پروموشن کمیٹی کے سامنے پیش کیے گئے۔ کمیٹی نے تفصیلی جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کیا کہ زراعت کیانی کو ڈی۔ایس۔پی کے عہدہ پر کنفرم کر دیا جائے اور محمد ثقلین سب انسپکٹر

کو اگلے رینک میں ترقی دے دی جائے۔ جبکہ باقی تمام افسران کو تعریفی اسناد جاری کر دی جائیں۔ لہذا اس بارے میں مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر ! اس بارے میں latest position یہ ہے کہ جس ڈی ایس پی کو کنفرم کیا گیا تھا اس کو ترقی دے کر ایس پی بنا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : کوئی ضمنی سوال ؟

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ زراعت کیانی جسے ڈی ایس پی کنفرم کرنے کے بعد ایس پی بنا دیا گیا' کیا ایک ہی کار کردگی پر اسے دو مرتبہ ترقی دی گئی ہے یا اس نے کوئی اور کارنامہ انجام دیا تھا جس پر اسے ترقی دی گئی ہے؟ اگر ایک ہی کارنامے پر ترقی دی گئی ہے تو اس کے دوسرے ساتھی راجہ محبوب ' ڈی ایس پی' جمیل بیگ' انسپکٹر اور راؤ محمد اقبال کو کیوں ترقی نہیں دی گئی؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ایک ہی کارکردگی پر زراعت کیانی کو دو مرتبہ ترقی دی گئی ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ جب اس کو ڈی ایس پی کنفرم کیا گیا تو وہ اس پر مطمئن نہیں تھا۔ اس نے اعلیٰ حکام کو representation کی تھی کہ میں نے ایک اچھا کام کیا ہے جس پر مجھے شاباش ملنی چاہیے' میری حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ اس پر اس کا کیس دوبارہ آئی جی صاحب نے recommend کیا اور اسے ایس پی بنایا گیا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر ! یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور اس نا انصافی پر راولپنڈی پولیس کا مورال بڑا down ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ جو ایرانی ٹیکنیشنز کا قتل ہوا تھا' یہ واقعہ علاقہ کینٹ میں ہوا ہے اور ملزمان کو صرف بہتر حوالات اور عمارت کی وجہ سے تھانہ سول لائن میں رکھا گیا تھا۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کا 14 دن کا ریمانڈ' شناخت پریڈ' confessional statement' چالان مکمل کروانا' ٹرائل مکمل کروانا اور سزا دلوانے تک کا سارا عمل اس علاقے کے ڈی ایس پی راجہ محمد محبوب' انسپکٹر جمیل اور ایس ایس پی راؤ محمد اقبال کی نگرانی میں ہوا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی بھی قسم کا کوئی صلہ یا انعام نہیں دیا گیا؟ کیا وزیر صاحب حقیقت' میرٹ اور انصاف کی بنیاد پر اس کیس کی صحیح معنوں میں دوبارہ انکوائری کروا کر سری یا عمارشات وزیر اعلیٰ کو بھیجنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ service matters سے متعلقہ معاملات یہاں اسمبلی فورم میں اس طرح take up کرنا مناسب نہیں۔ میں محرک سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان لوگوں نے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کے سلسلے میں کسی اور فورم یا اپنے محکمے میں representation کی ہے۔ جس طرح کہ زراعت کیانی' ڈی ایس پی نے representation کی کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مجھے صرف کنفرم نہیں بلکہ promote بھی کیا جانا چاہیے۔ کیا ان لوگوں نے بھی اپنے relevant quarter میں اس بابت کوئی درخواست دی ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور مہربانی کر کے اس کیس پر غور کیا جائے۔ میں محرک کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مقامی پولیس' ایس ایس پی یا ڈی آئی جی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان ملازمین کے ساتھ واقعی زیادتی ہوئی ہے تو وہ ان کا کیس بنا کر محکمہ ہوم کو بھیجیں۔ ہم اس پر غور کر کے آئی جی صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنی سفارشات کے ساتھ بھیج دیں گے۔ لیکن as a matter of right اس کو claim نہیں کیا جا سکتا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر ! جہاں یہ واقع رونما ہوا ہے' نمائندگی کے لحاظ سے یہ راجہ بشارت صاحب کا ہی حلقہ انتخاب ہے۔ مقامی ایس ایس پی اور ڈی آئی جی نے تین مختلف کیسوں ' چیف جسٹس ریسٹ ہاؤس فائرنگ کیس' ایرانی ٹیکنیشنز قتل کیس اور ڈاکٹر سمع مبارک کیس میں راجہ محبوب ڈی ایس پی اور ان کے دوسرے ساتھیوں کی ترقی کے لیے کیس بنا کر محکمہ ہوم کو بھجوایا ہوا ہے۔ تو کیا حکومت ان تینوں سفارشات میں سے کسی ایک پر ان ملازمین کو ترقی یا اعلیٰ کارکردگی ایوارڈ دینے کے لیے تیار ہے؟ وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ ملازمین proper forum استعمال کریں۔ جناب والا ! فورم تو استعمال ہو چکا ہے۔ ڈی آئی جی اور ایس ایس پی راولپنڈی نے نہ صرف ایک کیس میں بلکہ تین مختلف کیسوں میں ان کو ترقی دینے کی سفارش کی ہے۔ تو کیا محکمہ ہوم ان سفارشات کو اپنے positive note کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر : میں ہوم سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کیس کا جائزہ لے کر اسے آئی جی صاحب کے پاس بھیجیں۔ چونکہ اس کو recommend کرنے والی competent authority وہی ہیں اور جب تک حتمی طور پر آئی جی صاحب کی اس سلسلے میں رائے نہ لی جائے' محکمہ ہوم کی طرف سے کوئی یقین دہانی نہیں کروائی جا سکتی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر ! میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس میں ذاتی پسند اور ناپسند کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ میں یقین اور دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر صحیح حقائق محترم وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ میرٹ' انصاف کے مطابق کام نہ ہو۔ نیچے نیچے بڑی ناانصافی پائی جاتی ہے۔ اگر وزیر قانون کو اعتراض نہ ہو تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس معاملے کو ایوان کی مجلس قائمہ برائے ہوم کے سپرد کر دیا جائے تاکہ صحیح معنوں میں تحقیقات انکوائری ہو سکے اور حق دار کو حق مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور کوئی فورم نہیں جہاں پہ ان لوگوں کے حقوق کا دفاع کیا جا سکے۔ کیا وزیر موصوف اس پر تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر : راجہ صاحب ! نیچے سے سفارشات کے ساتھ کیس تو آ چکا ہے' اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پر کیا ہوتا ہے۔ اگر انہی سفارشات پر کام ہو جاتا ہے تو پھر اس معاملے کو ہاؤس کی کمیٹی کے سامنے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر آپ سمجھیں کہ ناانصافی ہوئی ہے' غلط رپورٹنگ ہوئی ہے یا اس پر second thought دینے کی ضرورت ہے تو پھر ہم اس کو دوبارہ دیکھ لیں گے۔ اس وقت آپ یا میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اس پر کیا ہو گا۔ اگر ناانصافی ہو گی تو آپ نیا سوال لے آئیے گا پھر ہم دیکھ لیں گے۔ ابھی تو یہ معاملہ زیر غور ہے' اور پھر ہاؤس میں زیر بحث آنے کی وجہ سے وزیر قانون اور محکمہ ہوم کے نوٹس میں بھی آ گیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ان شاء اللہ ناانصافی نہیں ہو گی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جی ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ ابھی تو وہ under consideration ہے۔ لاء منسٹر صاحب اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نوٹس میں بھی آ گیا کہ اس پر ایک چیز چل رہی ہے۔ تو میرا اپنا خیال ہے کہ ان شاء اللہ ناانصافی نہیں ہو گی۔ اور اگر آپ کسی مرحلے پر سمجھیں کہ خدانخواستہ اس میں ناانصافی ہو رہی ہے تو پھر اسے دوبارہ لے آئیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے جناب والا!

ملک ممتاز احمد خان بھچر، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب پولیس میں کتنے راجے اور کتنے بٹ ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! ہم نے خدمت ہی کرنی ہے۔ اگر کم ہیں تب بھی خدمت کریں گے اگر

یادہ ہیں تب بھی خدمت کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ کتنی رعایا ہے تو زیادہ بہتر تھا۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے' رانا صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

پولیس کو گاڑیوں کی فراہمی

*2950۔ سردار سعید انور، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ پولیس کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔

(ب) ضلع کے کون کون سے تھانہ کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں۔

(ج) ضلع ہذا کی پولیس کے پاس اگر گاڑیاں کم ہیں تو حکومت کب تک مزید گاڑیاں ضرورت کے مطابق فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ پولیس کے پاس درج ذیل گاڑیاں ہیں۔

کار	جیپ	پک اپ	بس	پریزن وین	کل تعداد
1	6	18	5	2	32

(ب) تھانہ جات سٹی کمالیہ اور سٹی گوجرہ کے پاس گاڑیاں نہ ہیں۔

(ج) اگر موجودہ مالی بحران کو مدنظر رکھا جائے تو ضلع ہذا کے پاس گاڑیوں کی مناسب تعداد موجود ہے۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گاڑیاں ناکارہ ہوتی رہتی ہیں اور ان کا متبادل مہیا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ محکمہ پولیس نے مالی سال 1999-2000ء میں ٹرانسپورٹ کے لئے ضروری فنڈز طلب کئے ہیں۔ مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر خریدی جانے والی گاڑیوں میں سے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو حصہ دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمائیں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ تھانہ سٹی کمالیہ اور سٹی گوجرہ کے پاس گاڑیاں نہ ہیں اور جز (ج) میں فرماتے ہیں کہ ضلع ہذا کے پاس گاڑیوں کی مناسب تعداد موجود ہے۔ ایک طرف تو خود مانتے

ہیں کہ دو تھانوں کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں اور آگے خود ہی کہہ رہے ہیں کہ گاڑیاں مناسب تعداد میں موجود ہیں۔ جب کہ تھانے کی سطح پر گاڑی کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ تو کیا یہ تھانہ سٹی کمالیہ اور سٹی گوجرہ کو گاڑیاں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! ہم نے ضلع کو مناسب تعداد میں گاڑیاں فراہم کی تھیں۔ اور اسی جواب میں آگے ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گاڑیاں ناکارہ ہوتی رہتی ہیں اور ان کے ناکارہ ہو جانے کی وجہ سے ہی اس وقت ان دو تھانوں میں گاڑیاں موجود نہیں ہیں۔ اب ہم نے 1999-2000ء میں ٹرانسپورٹ کے لیے ضروری فنڈز طلب کیے ہوئے ہیں تو جیسے ہی حکومت پنجاب کی طرف سے محکمہ پولیس کو فنڈز ملے ان شاء اللہ تعالیٰ گاڑیوں کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ تو ناکارہ گاڑیوں کی بات کرتے ہیں لیکن میں تو ناکارہ گاڑیوں کی بات ہی نہیں کرتا۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ دو تھانوں کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں اور یہ خود بھی مان رہے ہیں کہ تھانہ سٹی کمالیہ اور تھانہ سٹی گوجرہ کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں۔ تو کیا بات ہے کہ وہاں پر جرائم نہیں ہوتے ؟ کیا وہاں پر شریف لوگ نہیں رہتے؟ ان تھانوں میں گاڑیاں کیوں نہیں مہیا کی جاتیں؟ کیا وجہ ہے؟ بڑے شہروں کی طرف تو اتنی زیادہ توجہ دی جاتی ہے لیکن چھوٹے شہروں کے متعلق یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ضلع کے پاس اتنی گاڑیاں ہیں۔ کیا ان کا حق نہیں ہے؟ وہاں اتنے زیادہ جرائم ہوتے ہیں اور جب ہم جرائم کے سدباب کے لیے پوچھتے ہیں تو ہمیں بتا دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس گاڑیاں نہیں ہیں ہم کیسے پہنچیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ کا کیا خیال ہے، کہ اگر وہاں پر ایک گاڑی مل جائے تو بہت زیادہ شرافت قائم ہو جائے گی؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! اگر گاڑی مل جائے تو یہ بہانہ تو ختم ہو جائے گا اور جہاں جرم واقع ہو گا وہاں پہنچنے میں تو دیر نہیں لگے گی۔وہاں کوشش تو ہو سکے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان تھانوں میں گاڑیاں دینے کی کوشش کریں۔ کوئی پرانی سی گاڑی مہیا کر دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ گاڑیاں ان کے پاس تھیں لیکن اب ناکارہ ہو گئی ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ دو گاڑیاں ناکارہ ہو گئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اگر دو گاڑیاں کم ہو گئی ہیں

تو ان شاء اللہ تعالیٰ 2000-1999ء میں نئی گاڑیاں آئیں گی کیا پتا ہم انھیں نئی گاڑیوں میں سے فراہم کر دیں۔ لیکن میں آج ہی ڈی آئی جی فیصل آباد سے کہتا ہوں کہ اگر ان کی یہ دونوں گاڑیاں خراب ہیں اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے ناکارہ ہوئی ہیں تو انھیں فنڈز فراہم کریں تاکہ انھیں مرمت کروا لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں کچھ کہہ رہا ہوں اور جناب وزیر صاحب کچھ جواب دے رہے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ان تھانوں میں گاڑیاں ہیں ہی نہیں۔ ناکارہ کہاں سے آ گئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! غالباً آپ نے ان کا جواب سنا نہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں آج ہی ڈی آئی جی فیصل آباد سے کہتا ہوں کہ وہاں گاڑیاں مہیا کریں۔

سردار سعید انور، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ناکارہ گاڑیوں کی جگہ مہیا کر دیں۔ وہاں تو ناکارہ گاڑیاں ہیں ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو تو گاڑیاں چاہییں چاہے وہ ناکارہ کے بدلے جائیں یا بالکل نہ ہونے کے بدلے جائیں۔

سردار سعید انور، پھر یہ جواب آ جائے گا کہ چونکہ وہاں گاڑیاں ہی نہیں تھیں اس لیے ان کے بدلے ہم کہاں سے دیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ گاڑیاں مرمت کروا کر انھیں فراہم کر دی جائیں گی۔ اگر انھیں یہ منظور نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ انتظار کریں جب نئی گاڑیاں آئیں گی تو فراہم کر دی جائیں گی۔

سردار سعید انور، جناب والا! وہاں تو ناکارہ گاڑیاں نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اس میں میری یہ استدعا ہے اور میں واضح طور پر سٹیٹمنٹ دیتا ہوں کہ ہم نے 2000-1999ء میں فنڈز مانگے ہوئے ہیں۔ ہمیں پیسے ملیں گے، اس کے بعد ترجیحات کے مطابق ہم گاڑیاں دیں گے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

سردار سعید انور، وزیر صاحب اس چیز کی یقین دہانی دیں۔

وزیر قانون، میں یہ commit نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی شاہد محمود بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا حق تو نہیں ہے لیکن میری ایک درخواست ہے اور ابھی وقفہ سوالات کا ٹائم بھی باقی ہے۔ میرے دو سوال تھے چونکہ میری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا' اس لیے میں دو منٹ دیر سے پہنچا تھا۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو میں دو منٹ میں سوال کر کے مطمئن ہو سکتا ہوں۔ یہ آپ کی خصوصی شفقت ہو گی۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! جس طریقے سے بٹ صاحب درخواست کر رہے ہیں اگر آپ اجازت فرما دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کوئی خاص طریقہ ہے؟ چشتی صاحب! اس سے تو یوں لگتا ہے کہ گاڑی پنکچر نہیں ہوئی۔ لا، منسٹر صاحب! ابھی ٹائم ہے تو کیا خیال ہے کہ بٹ صاحب کے دو سوال لے لیں؟

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی۔

جناب محمد افضل خان، جناب والا! ایک دو سوال ہیں سب کو اجازت دے دیں۔ ایک میرا بھی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1277

سیالکوٹ میں دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل

*1277۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں تین نومبر 1997ء کو دہشت گردوں کی فائرنگ سے دو بھائی اولاد حسین نقوی اور غلام باقر جب اپنے میڈیکل سٹور پر بیٹھے ہوئے تھے' قتل ہو گئے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے افراد کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج کی گئی ہے اور کتنے ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں نیز حکومت ایسے دہشت گردی کے واقعات کی روک

تھام کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں تین نومبر 1997ء کو دہشت گردوں کی فائرنگ سے دو بھائی اولاد حسین نقوی اور غلام باقر اپنے میڈیکل سٹور پر قتل ہو گئے۔

(ب) اس وقوعہ کے بارے میں مدعی سجاد حسین کے بیان پر مقدمہ نمبر 266 مورخہ 3.11.97 جرم 320/34 ت۔پ تھانہ رنگ پورہ برخلاف 2 نامعلوم ملزمان درج رجسٹر کر کے تفتیش عمل میں لائی گئی۔ دوران تفتیش درج ذیل 6 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں:۔

1۔ قاسم صدیقی ولد نذیر احمد قوم کشمیری سنگھترہ ضلع نارروال
2۔ خالد محمود ولد محمد اشرف قوم گجر سکنہ پنج گرائیاں۔
3۔ عامر فاروق ولد محمد سردار قوم ارائیں سکنہ حمزہ غوث سیالکوٹ شہر
4۔ ملک محمد سمیر عرف چاند ولد صغیر احمد قوم ملک سکنہ محلہ گھے زئیاں رنگ پورہ' سیالکوٹ
5۔ قاری محمد ریاض ولد اللہ دوایا قوم چوہان سکنہ جڑ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ حال خطیب مسجد عائشہ کمیلہ روڈ رنگ پورہ' سیالکوٹ
6۔ عمران احمد ولد سلمان قوم سید سکنہ گرو چک تھانہ ستراہ تھانہ ستراہ

دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:۔

1۔ تمام مذہبی راہنماؤں (لیڈروں) کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات کو بدلیں اور اپنے آنے اور جانے کے راستوں اور وقت میں تبدیلی کریں اور اگر ہو سکے تو استعمال کی گاڑیوں میں بھی تبدیلی کریں۔

2۔ سپاہ صحابہ اور اہل تشیع کے 9 مقامی لیڈروں اور راہنماؤں کو فی کس دو مسلح کمانڈوز برائے حفاظت دیئے گئے ہیں۔

3۔ مقامی پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ:۔

(I) وہ مذہبی جلسے جلوسوں اور تقریبات کے لئے مکمل حفاظتی ڈیوٹی ملازمان مامور کریں تاکہ دہشت گردی کے امکانات کو کم کیا جا سکے۔

(II) چونکہ دہشت گردی دن اور رات کو کسی بھی وقت ہو سکتی ہے لہذا افسران اپنے

فرائض مسلسل 24 گھنٹے ادائیگی کے لئے 8 گھنٹے کی شفٹ کے طریقہ کار کو اپنائیں۔

(III) دہشت گردوں کا پتہ چلانے کے لئے ایس۔ایچ۔او صاحبان مقامی شہریوں اور معززین سے تعاون و مدد کی درخواست کریں۔

(IV) نماز کے اوقات میں مساجد و امام بارگاہوں میں خصوصی حفاظتی انتظامات کئے جائیں اور اندریں حالات بارہ حفاظتی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور ان کو دہشت گردی کی بابت مکمل بریف کیا جائے۔

(V) ہر تھانے کا ایس۔ایچ۔او جس کے علاقہ میں امام بارگاہ' ریلوے اسٹیشن' سینما گھر' لاری اڈا' جامع مسجد' تفریحی پارک' ٹیلی فون ایکسچینج' واپڈا گرڈ سٹیشن و دیگر اہم مقامات ہیں وہاں پر متعلقہ افسران خاص طور پر ڈیوٹی لگائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! چونکہ اب وہاں پر ہماری پولیس کی کارکردگی ٹھیک ہے تو میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب نے دوبارہ اس لیے repeat کروایا ہے کہ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ لاء منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں۔ تو میرے خیال میں آپ دوسرے پر بھی مطمئن ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! دوسرے میں تھوڑا سا confusion ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بٹ صاحب کا اگلا سوال ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1643۔

ضلع سیالکوٹ کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیل

*1643۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فروری 1997ء سے فروری 1998ء تک تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ہر تھانہ میں چوری' فوجداری' ڈکیتی' سرقہ بالجبر اور قتل کے درج مقدمات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں اس عرصہ کے دوران اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کس کس تھانہ میں ہوئی اور کن کن پولیس ملازمین نے ان اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ ان پولیس ملازمین کو حکومت نے کیا کیا ایوارڈ دیے ہیں۔

(ج) حکومت ضلع سیالکوٹ میں کتنے ملازمین کو ایلیٹ پولیس ٹریننگ کے لئے بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) فروری 1997ء سے فروری 1998ء تک تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے تھانہ جات میں چوری، فوجداری، ڈکیتی، سرقہ بالجبر اور قتل کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نوعیت جرم	تعداد درج شدہ مقدمات
1۔	قتل	58
2۔	اقدام قتل	100
3۔	ضرر	241
4۔	ڈکیتی	27
5۔	سرقہ بالجبر	80
6۔	382 ت۔پ	5
7۔	سرقہ وہیکل	16
8۔	سرقہ مویشی	24
9۔	458/380 ت۔پ	4
10۔	دیگر سرقہ	95
	میزان	650

(ب) ضلع سیالکوٹ میں اس عرصہ کے دوران گرفتار ہونے والے اشتہاری ملزمان کی تفصیل تتمہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور جن پولیس ملازمین کو اشتہاری ملزمان کی گرفتاری پر انعام سے نوازا گیا ان کی تفصیل ضمیمہ "ب" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ضلع سیالکوٹ کے 25 ملازمان کو ایلیٹ پولیس ٹریننگ کے لئے بھیجا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اے۔ایس۔آئی	10
ہیڈ کانسٹیبل	05
کانسٹیبل	10

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میں نے سوال نمبر 1643 میں یہ پوچھا تھا کہ فروری 1997ء سے فروری 1998ء تک تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ہر تھانے میں چوری، فوجداری، ڈکیتی، سرقہ بالجبر اور قتل کے درج مقدمات کی تفصیل بتائی جائے۔ میں نے ہر تھانے کا لکھا ہے کہ تحصیل ڈسکہ میں جتنے بھی تھانے ہیں ان کی indrividual تفصیل بتائی جائے جبکہ جواب لکھ دیا گیا ہے کہ تحصیل ڈسکہ میں مقدمات کی یہ لسٹیں۔ تو میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں، اس لیے وزیر قانون مجھے اس بارے میں مطمئن کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تھانہ وائز عرض کر دیتا ہوں کہ۔

قتل کے مقدمات،

تھانہ صدر ڈسکہ 7، سٹی ڈسکہ 12، ستراہ تھانہ 13، بھیمیہ والا 5، موترا 11، سڑیال 8، بگھو والا 2، میزان 58

اقدام قتل،

صدر ڈسکہ 13، سٹی ڈسکہ 11، ستراہ 13، بھیمیہ والا 14، موترا 17، سڑیال 18، بگھو والا 14

ضرر کے مقدمات،

صدر ڈسکہ 33، سٹی ڈسکہ 31، ستراہ 35، بھیمیہ والا 36، موترا 40، سڑیال 37، بگھو والا 29

ڈکیتی کے مقدمات،

صدر ڈسکہ 2، سٹی ڈسکہ 3، ستراہ 5، بھیمیہ والا 7، موترا 2، سڑیال 2، بگھو والا 6

سرقہ بالجبر کے مقدمات،

صدر ڈسکہ 12، سٹی ڈسکہ 28، ستراہ 9، بھیمیہ والا 8، موترا 18، سڑیال 7، بگھو والا 8

دفعہ 382 کے مقدمات:

صدر ڈسکہ 1' سٹی ڈسکہ 1' سترا 1' بھیمیہ والا 1' موترا nil' سڑیال nil' سنگھو والا 1

سرقہ سر عام کے مقدمات:

صدر ڈسکہ 31' سٹی ڈسکہ 29' سترا 11' بھیمیہ والا 15' موترا 18' سڑیال 17 اور سنگھو والا 16

جناب شاہد محمود بٹ، وزیر موصوف نے اتنا بڑا جواب پڑھ کر دیا ہے' کیا اس سے بہتر نہیں تھا سوال کا جواب لکھا آتا اور کہا جاتا کہ اس کی تفصیل جو ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، بہتر تھا لیکن لیٹ آنے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، شکریہ جناب والا۔ میرا اس سلسلے میں ایک اور ضمنی سوال ہے' اس میں بھی مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! جز(ج) میں ہے کہ ایلیٹ فورس کے 25 ملازمین کو ٹریننگ کے لیے بھیجا ہے۔ کیا ضلع سیالکوٹ میں جن مقاصد کے لیے ان کو وہاں پر بھیجا گیا تھا۔ وہ مقاصد یہ پورے کر رہے ہیں؟ کیا آئندہ بھی ضلع سیالکوٹ میں ایلیٹ فورس کے ملازمین کو سیالکوٹ میں بھیجا جا رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! جن ملازمین کو ایلیٹ فورس کی ٹریننگ کے لیے بھیجا گیا تھا انھیں ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد ضروری نہیں ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں ہی تعینات کیا جائے۔ بلکہ وہ ایلیٹ فورس کی strength پر آ جاتے ہیں اور پھر جہاں ایلیٹ فورس کی ضرورت ہوتی ہے وہ وہاں پر جاتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سیالکوٹ سے مزید پولیس ملازمین کو ایلیٹ فورس میں ٹریننگ کے لیے بھیجا جائے گا یا نہیں تو اس سلسلے میں میری یہ عرض ہے کہ جو معیار پر پورے اترتے ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں ضرور موقع فراہم کیا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ضلع سیالکوٹ بارڈر ایریا پر واقع ہے۔ دہشت گردی کا آغاز بارڈر سے ہوتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ضلع سیالکوٹ کو ترجیحی بنیادوں پر کیوں نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ

انڈیا کا بارڈر بالکل ساتھ ہے دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے ضلع سیالکوٹ کے ملازمین کو زیادہ سے زیادہ ٹریننگ کے لیے ایلیٹ فورس میں بھیجا جائے تاکہ دہشت گردی پر قابو پایا جا سکے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ کو اس دفعہ ترجیحی بنیادوں پر لیا جائے گا؟

وزیر قانون : جناب والا! میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی کا یہ concept ہی clear نہیں ہے۔ ایلیٹ فورس میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو وہاں سلیکشن کر کے ٹریننگ کے لیے یہاں لایا جاتا ہے اور واپس وہاں بھیج دیا جاتا ہے۔ ایلیٹ فورس ایک علیحدہ فورس ہے اور اس کی deploy-ment company wise ہوتی ہے اور ہر ڈویژن کو کمپنی دی جاتی ہے اور مختلف ڈویژنوں میں مختلف کمپنیاں تعینات ہیں۔ جہاں ضرورت محسوس ہو ان کو وہاں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اب بارڈر ایریا میں جس طرح میرے یہ بھائی فرما رہے ہیں تو بارڈر ایریاز میں عام طور پر ایلیٹ فورس تعینات نہیں ہے بلکہ وہاں پر رینجرز کام کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سوالات تمام ہوئے۔

وزیر قانون، جو معزز اراکین موجود نہیں تھے ان کے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سپیشل برانچ کی کارکردگی

*741۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سپیشل برانچ میں کل کتنے اہلکاران، افسران تعینات ہیں۔

(ب) متذکرہ برانچ میں کل کتنی گاڑیاں ہیں اور وہ کن افسران /اہلکاران کے لئے مخصوص ہیں۔

(ج) سال 94-1993ء سے رواں مالی سال کے دوران متذکرہ برانچ پر کتنی رقم، بشمول تنخواہ، الاؤنسز، سفری اخراجات و دیگر مدوں پر خرچ کی گئی۔

(د) متذکرہ عرصے کے دوران سپیشل برانچ نے کون کون سی نمایاں خدمات سرانجام دیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سپیشل برانچ میں کل مندرجہ ذیل اہلکاران اور افسران تعینات ہیں۔

ناظم اعلیٰ	نائب ناظم اعلیٰ	مہتمم پولیس	نائب مہتمم	پولیس انسپکٹران
1	1	11	30	56

سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کنسٹیبل	کنسٹیبلان
155	209	300	745

2۔ ڈائریکٹر	ڈپٹی ڈائریکٹر		ریسرچ آفیسر
1	1		4

3۔	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	اسسٹنٹ	سٹینو گرافر	سینئر کلرک	جونیئر کلرک
	4	22	27	38	65

دفتری	نائب قاصد	مالی، ماشکی، خاکروب، لانگری وغیرہ
17	40	62

(ب) سپیشل برانچ میں مندرجہ ذیل گاڑیاں ہیں۔

گاڑیوں کی اقسام	زیر استعمال	غیر استعمال شدہ گاڑیاں	کل تعداد
1۔ کار	42	9	51
2۔ جیپ	21	2	23
3۔ پک اپ	29	2	35
4۔ کوسٹر	5	1	6
5۔ بس	3	1	4
6۔ وین	-	3	3
ٹوٹل	100	22	122

گاڑیوں کی تقسیم کے بارے میں

ناظم اعلیٰ ایک عدد کار، نائب ناظم اعلیٰ دو عدد کار، مہتمم پولیس گیارہ کار، نائب مہتمم پولیس اکیس جیپ، سات پک۔اپ، پانچ کار،

ڈائرکٹر ایک عدد کار، ڈپٹی ڈائریکٹر دو عدد کار، ریسرچ افسران چار عدد کار، انسپکٹران بائیس عدد پک۔اپ، سیکورٹی ڈیوٹی چھ عدد کار

سرویلنس ڈیوٹی چھ عدد کار / اسکارٹ ڈیوٹی مینی بس آٹھ عدد، برائے استعمال لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان و ٹریننگ سکول لاہور

(ج) سپیشل برانچ میں سال 1993-94ء سے لے کر اب تک مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

جس مد میں خرچ ہوا	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء
1۔ تنخواہ ملازمین	44689114	44171041	66772610	66308740
2۔ الاؤنسز	39707694	35074796	34621758	34426724
3۔ سفری اخراجات	9048723	12730381	9665750	11865689
4۔ متفرق / دیگر اخراجات	925898	976811	640681	635261

(د) پولیس رولز اور سی۔آئی۔ڈی مینوئل کے مطابق جو فرائض سپیشل برانچ کو تفویض کئے گئے ہیں، انہیں پوری محنت اور دیانت سے ادا کیا جاتا ہے۔

محمد آصف ڈی۔ایس۔پی فیصل آباد کی تعیناتی

*908۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سردار محمد آصف ڈی۔ایس۔پی ٹریفک فیصل آباد، پولیس میں کب اور کس حیثیت میں بھرتی ہوا اس کی تاریخ پیدائش، ڈومی سائل اور تعیناتی سے لیکر اب تک کہاں کہاں تعینات رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اہلکار مسلسل 10 سال سے فیصل آباد میں تعینات چلا آ رہا ہے۔ کیا قواعد کی رو سے پولیس اہلکار ایک اسٹیشن پر تین سال سے زاید عرصہ تعینات رہ سکتا ہے۔ کیا حکومت متذکرہ اہلکار کا تبادلہ فیصل آباد سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محمد آصف خان ڈی۔ایس۔پی اس وقت فیصل آباد میں تعینات ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش مورخہ 19 دسمبر 1960ء ہے اور ضلع شیخوپورہ کا ڈومی سائل ہے۔ مورخہ 24 جولائی 1984ء کو بطور ٹریفک سارجنٹ انسپکٹر (BS-14) بھرتی ہوا تھا۔ تاریخ بھرتی سے اب تک کی تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بطور انسپکٹر سارجنٹ

1۔	زیر تربیت سہالہ	29-7-84 تا 3-8-85
2۔	ٹریفک ٹریننگ سکول لاہور	7-8-85 تا 6-12-85
3۔	سٹاف ٹریننگ انسٹیٹوٹ، لاہور	6-12-85 تا 7-11-85

4۔	ٹریفک جی ٹی روڈ لاہور	7-12-85 تا 27-2-86
5۔	عارضی ڈیوٹی پر ٹریفک لاہور	28-2-86 تا 5-6-86
6۔	تربیتی کورسز اے پی سی ڈی	6-6-86 تا 13-6-87
7۔	ٹیکنیکل کورس لاہور	14-6-87 تا 19-8-87
8۔	ٹریفک سٹاف فیصل آباد	20-8-87 تا 31-12-95

بطور ڈی۔ایس۔پی

1۔	ڈی۔ایس۔پی ٹریفک سرگودھا	12-1-96 تا 18-2-96
2۔	ڈی۔ایس۔پی ٹریفک فیصل آباد	19-2-96 تا 24-5-97
3۔	زیر معطلی سی۔پی۔او	25-5-97 تا 4-6-97
4۔	ڈی۔ایس۔پی ٹریفک فیصل آباد	5-6-97 تا تاحال

(ب) محمد آصف خان کی بطور انسپکٹر سارجنٹ تعیناتی فیصل آباد میں مورخہ 20 اگست 1987ء تا 31 دسمبر 1995ء تک رہی۔ وہاں سے ترقی یاب ہونے کے بعد بطور ڈی۔ایس۔پی سرگودھا تقریباً ایک ماہ تعینات رہا۔ بعد ازاں مورخہ 19 فروری 1996ء سے دوبارہ فیصل آباد میں تعینات ہوا۔ حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے تحت ایک اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی تین سال مقرر ہے۔ تاہم مفاد عامہ کے تحت کسی وقت بھی اور کہیں بھی تبادلہ ہو سکتا ہے۔ ڈی۔ایس۔پی محمد آصف خان فیصل آباد سے تبدیل ہو کر آج کل اوکاڑہ تعینات ہے۔

تھانہ پکا لاڑاں میں ماہوار مقدمات کی تفصیل

*2552۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تھانہ پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور میں جنوری 1998ء تا نومبر 1998ء تک ماہوار کتنے مقدمہ جات قتل، چوری اور ڈکیتی کے درج ہوئے۔

(ب) ماہوار کتنے مقدمات کے چالان ہوئے ہیں اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں۔

(ج) چوری کے مقدمات میں ماہانہ وار کتنی ریکوری ہوئی ہے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) تھانہ پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور میں جنوری 1998ء تا نومبر 1998ء تک درج ذیل مقدمہ

جات قتل، چوری اور ڈکیتی کے درج ہوئے۔

	قتل	چوری	ڈکیتی
جنوری	1	3	-
فروری	-	6	-
مارچ	-	6	1
اپریل	1	4	-
مئی	-	10	-
جون	-	9	-
جولائی	-	2	-
اگست	1	5	-
ستمبر	2	7	-
اکتوبر	1	7	-
نومبر	1	6	-

(ب)

	قتل	چوری	ڈکیتی
جنوری	1	1	-
فروری	-	2	-
مارچ	-	1	1
اپریل	1 زیر تفتیش	2	-
مئی	-	2	-
جون	-	4	-
جولائی	-	-	-
اگست	1	5	-
ستمبر	1 چالان زیر تفتیش	1 -	-
اکتوبر	1	1	-
نومبر	1 زیر تفتیش	1	-

(ج) چوری

جنوری -/24000 روپے ریکوری' 2 مقدمات خارج

فروری -/15,000 روپے ریکوری' 4 مقدمات خارج

مارچ 5 مقدمات خارج

اپریل -/94,000 روپے ریکوری' 2 مقدمات خارج

مئی -/5200 روپے ریکوری' 3 مقدمات خارج

جون -/112750 روپے ریکوری

جولائی 2 مقدمات خارج

اگست -/127000 روپے ریکوری

ستمبر 2 مقدمات خارج' 5 مقدمات زیر تفتیش

اکتوبر -/17000 روپے ریکوری' 4 مقدمات زیر تفتیش

نومبر -/3,000 روپے ریکوری' 5 مقدمات زیر تفتیش

فیصل آباد ٹریفک پولیس افسران اور عملہ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل

*2678۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد ٹریفک پولیس کے افسران کے پاس کتنی جیپ گاڑیاں ہیں اور عملہ کے پاس ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے کتنی گاڑیاں ہیں۔

(ب) شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر کتنا ٹریفک عملہ تعینات ہے اور اس عملے کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں؟ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) فیصل آباد ٹریفک پولیس کے پاس کل پانچ (5) گاڑیاں ہیں۔ جن میں دو جیپ گاڑیاں دو نسان پک اپ ایک ٹیوٹا پک اپ ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ٹیوٹا جیپ نمبری FDO/4510 زیر استعمال ایس۔پی ٹریفک (ایک)

2۔ ٹیوٹا جیپ نمبری LOJ/2973 زیر استعمال ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ایک)

3۔ نسان پک اپ نمبری LHO/7325 زیر استعمال ٹریفک انسپکٹر (ایک)

4۔ نسان پک اپ نمبری LHN/6862 زیر استعمال ٹریفک انسپکٹر (ایک)

5۔ ٹیوٹا پک اپ نمبری LHO/3611 زیر استعمال ٹریفک انسپکٹر و عملہ (ایک)

(ج) شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر کل دو انسپکٹر، پانچ اے۔ایس۔آئی، چھ ہیڈ کانسٹیبل اور اکیس کانسٹیبل متعین ہیں۔ ان میں سے ایک انسپکٹر، دو اے۔ایس۔آئی، دو ہیڈ کانسٹیبل اور آٹھ کانسٹیبل ٹریفک پولیس ضلع شیخوپورہ سے ہیں جبکہ ایک انسپکٹر، تین اے۔ایس۔آئی، چار ہیڈ کانسٹیبل اور تیرہ کانسٹیبل ضلع فیصل آباد سے متعین ہیں۔ عملہ ٹریفک شیخوپورہ کے پاس کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے جبکہ عملہ ٹریفک فیصل آباد کے پاس فیصل آباد شیخوپورہ روڈ پر صرف ایک پک اپ گاڑی ٹیوٹا نمبری LHO/3611 ہے۔

لاہور چھاؤنی ڈیفنس سوسائٹی میں ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی

*2680۔ جناب محمد افضل خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 23 دسمبر 1998ء کی رات لاہور چھاؤنی میں تین ڈاکوؤں کے ایک ہی گروہ نے تین کوٹھیوں (جن میں T-199 اور T-213 بھی شامل ہے) ڈاکہ ڈالا کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل بھی یہ گروہ کئی ڈاکے اس علاقہ میں ڈال چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس بارے میں پولیس نے کیا کارروائی کی؟

(ب) کیا لاہور پولیس کے پاس کمپیوٹر کے ذریعہ ڈاکوؤں کی شکل کا خاکہ (image) بنانے کا بندوبست ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا اس علاقہ کے پڑھے لکھے لوگوں سے مدد حاصل کی گئی اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس دوسرے بڑے شہر لاہور میں کمپیوٹر اور عملہ کیوں نہیں ہے نیز یہ کب تک حاصل کر لیا جائے گا؟

(ج) کیا ڈاکوؤں کی شکل کا خاکہ تیار کر لینے کی صورت میں پولیس کے پاس اشتہار اخبار میں لگانے کے لئے فنڈز اور اجازت ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 23 دسمبر 1998ء کو مدعی مقدمہ نے بیان تحریر کرایا کہ اس کی رہائش 199-ئی میں ہے۔ آج شب مدعی کے گھر تین لڑکے آئے۔ جو اسلحہ آتشیں سے مسلح تھے جان سے مار دینے کی دھمکی دیکر طلائی زیورات، موبائل فون، کیمرہ اور ٹی۔وی وغیرہ لے

گئے۔ مدعی کی اطلاع پر مقدمہ نمبر 538/98 بجرم 392۔ت۔پ تھانہ ڈیفنس ایریا لاہور میں درج رجسٹر ہوا۔ جس میں دوران تفتیش سابقہ ریکارڈ یافتگان کو شامل تفتیش کیا گیا۔ لیکن کوئی سرسبز گی مقدمہ نہ ہوئی۔ تاہم تلاش مجرمان جاری ہے۔ مقدمہ ہذا زیر تفتیش ہے۔ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمہ ہذا کو حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔

دوسری واردات بوقت 8:45 بجے رات ای بلاک ڈیفنس میں ہوئی جہاں 4 لڑکے جو ٹیوٹا کرولا کار پر سوار تھے' مدعی مقدمہ کو اسلحہ آتشیں دکھا کر مدعی کی کار نمبری ایل۔او۔وی /652 مارکہ سوزوکی مہران ماڈل 1995ء برنگ سبز چھین لی۔ مدعی کی بیوی سے طلائی زیورات 12 عدد چوڑیاں اور پرس سے مبلغ 10,000 روپے لے گئے۔ مدعی کی اطلاع پر مقدمہ نمبری 537/98 بجرم 392 ت۔پ تھانہ ڈیفنس ایریا لاہور میں درج رجسٹر ہوا۔ جس میں دوران تفتیش سابقہ ریکارڈ یافتگان کو شامل تفتیش کیا گیا۔ لیکن کوئی سرسبز گی مقدمہ نہ ہوئی۔ تاہم مسروقہ کار وا گزاشتہ قبضہ پولیس میں لے کر مدعی کو سپرداری پر دی جا چکی ہے۔ جلد ہی ملزمان کو ٹریس کر کے مقدمہ ہذا کو حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔

تیسری واردات 213۔ٹی کے متعلق تھانہ ڈیفنس میں کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں ملزمان (ڈاکوؤں) کی شکل کا خاکہ بنانے کے لئے کمپیوٹر میں کوئی نظام نہ ہے۔

(ج) ہاں' اگر کوئی ضروری اشتہار اخبار میں لگانا مقصود ہو تو فنڈز اور اجازت ہے۔

ڈکیتی کی واردات میں شہید ہونے والے اور پولیس افسران کی حوصلہ افزائی کے اقدامات

*2896۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1 مورخہ 26 نومبر 1998ء کے جواب میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کچہری بازار فیصل آباد میں ہونے والی ڈکیتی کی واردات میں شہید ہونے والے افراد کی مالی امداد کے لئے مؤثر اقدامات کئے جا رہے ہیں' اور جن پولیس افسران نے ڈاکوؤں کی گرفتاری / ہلاکت میں جرات کا مظاہرہ کیا ان کی حوصلہ افزائی کے لئے شفارشات برائے انعام و کرام بھجوائی جا رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی ماہ گزرنے کے باوجود تا حال حکومت کی طرف سے اس ضمن

میں کوئی نتیجہ خیز کار گزاری سامنے نہ آئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت مذکورہ واردات میں شہید ہونے والے اور پولیس افسران جنہوں نے ڈاکوؤں کی گرفتاری / ہلاکت میں کارروائی کی' ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مالی امداد دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے پولیس ملازمین جنہوں نے مقابلہ میں حصہ لیا کو مناسب انعام و کرام سے نوازا جا چکا ہے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ(الف) پر لف ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ حکومت کی طرف سے پولیس ملازمین کو مناسب انعام و کرام سے نوازا جا چکا ہے۔

(ج) شہید ہونے والے ایف۔سی کے کانسٹیبل کے ورثاء کو مبلغ 2 لاکھ روپے بطور امداد دیے گئے ہیں۔

ضمیمہ(الف)

نمبر شمار	نام پولیس ملازمین	انعام جو دیا گیا
1۔	انسپکٹر محمد خالد ایف /83	دس ہزار روپے معہ سرٹیفکیٹ سی۔سی۔ون
2۔	انسپکٹر نوید یونس	۔ایضاً۔
3۔	ایس۔آئی ظفر عباس ایف /307	پانچ ہزار روپے معہ سی۔سی۔ون
4۔	ایس۔آئی۔ اطہر حسین ایف /261	۔ایضاً۔
5۔	ایس۔آئی۔ محمد یعقوب ایف /310	۔ایضاً۔
6۔	ایس۔آئی' عبیر الدین ایف /252	۔ایضاً۔
7۔	اے۔ایس۔آئی محمد اسلم 1188	اے۔ایس۔آئی کے عہدہ پر کنفرم کیا گیا۔
8۔	ہیڈ کانسٹیبل مبارک علی 2156	پانچ ہزار روپے انعام سی۔سی۔ون سرٹیفکیٹ
9۔	کانسٹیبل عابد محمود 1125	ہیڈ کانسٹیبل کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔
10۔	کانسٹیبل اکبر علی 5761	۔ایضاً۔
11۔	کانسٹیبل فیض رسول 5781	۔ایضاً۔
12۔	کانسٹیبل لیاقت علی 5809	۔ایضاً۔

13۔ کانسٹیبل محمد خان 2333 ۔ایھآ۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں سپیکر کے اختیارات کو چیلنج تو نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں' مگر میں جناب سے عرض کروں گا کہ جو سوالات ایجنڈے سے گزر گئے ہوں ان کو دوبارہ لے لینا ایک روایت بن جائے گی۔ آپ کے اختیارات میں تو سب کچھ ہے مگر یہ ایک ایسی روایت پڑے گی کہ آپ کو ہر اجلاس میں ایسے گزرے ہوئے سوالوں کے لیے دوسرے معزز ممبران کو بھی وقت دینا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب آپ مانتے ہیں کہ یہ میرے اختیارات میں ہے تو میں کیوں استعمال نہ کروں؟ آپ سپیکر کے conduct کو کیسے چیلنج کر سکتے ہیں؟ اس پر کیسے تنقید کر سکتے ہیں؟ آپ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں' سپیکر کے conduct پر آپ تنقید نہیں کر سکتے۔ چیئر کا یہ اختیار ہے وہ اس کو جس وقت چاہے استعمال کر سکتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو رد کرتا ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چونکہ محکمہ داخلہ کا میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں میرا یہ فرض بنتا ہے' کیونکہ تنخواہ بھی ملتی ہے۔ اس لیے کوئی بات کر سکوں اور اپنا حق ادا کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب شاہد محمود بٹ میرے چھوٹے بھائی ہیں انہوں نے ایلیٹ فورس کے سلسلے میں یا امن عامہ کے سلسلے میں جو بات کی ہے۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے اور ایک زندہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں پنجاب بھر میں جس طرح ڈاکوؤں' چوروں' قاتلوں اور اشتہاری مجرموں کے خلاف کامیاب اپریشن کر کے ان کو ختم کیا گیا ہے۔ کئی سال تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگرچہ مختلف حیلوں بہانوں سے ہمارے انتہائی قابل احترام میرے دوست بھائی جناب منیں صاحب اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی گفتگو حالات کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ جب ہم نے حکومت سنبھالی مسجدوں میں امام بارگاہوں میں اور دوسری جگہوں پر لاشوں کے ڈھیر اٹھتے تھے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے' اللہ کے فضل و کرم سے وزیراعلیٰ پنجاب کی اعلیٰ قیادت میں ایلیٹ فورس بھی بنی ہے جس میں اعلیٰ طریقے سے ان کو ٹریننگ دی جاتی ہے اور ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد دو batch باہر آئے ہیں انھوں نے کئی شہروں میں صحیح آپریشن

کر کے دہشت گردوں کو موت کی نیند سلا دیا ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں خدا کے فضل و کرم سے معاشرے کا ہر شہری ہر سطح پر رات کے دو بجے بھی گھر سے نکل کر اپنی منزل پر خیر و عافیت سے پہنچے گا۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ حقیقت حقیقت ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے کیا بات کی ہے؟

خواجہ ریاض محمود، نہیں جی وہ اکثر باتوں میں بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

خواجہ ریاض محمود، مجھ کو موقع نہیں ملتا لیکن آپ نے موقع عطا فرمایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن آپ وہ بات کیوں کر رہے ہیں جو ہوئی نہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! بلدیات کا جو بل پیش ہوا ہے اس میں بھی امن عامہ کا یہ ذکر کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! یہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہے ہی نہیں۔ بلدیاتی بل پر بھی بات نہیں ہوئی، آپ کیا کر رہے ہیں؟

آوازیں، شعر سنائیں۔

خواجہ ریاض محمود،

کل رات میکدے میں عجب حادثہ ہوا
ایک مولوی شراب پی گیا میرے حساب میں

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا مطلب ہے آپ کے کھاتے لمبے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے دو فقرے عرض کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! چھوڑیں، کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid قرار دیا ہی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر آپ اجازت فرما دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر، مرضی ہے آپ کی، میں تو کہتا ہوں کہ آگے چلنا چاہیے۔ اپوزیشن کی طرف

سے آپ اکیلے آتے ہیں ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اب اس کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ آپ کے لیے بھی بڑائی ہے اور ہاؤس کے لیے بھی۔ انھوں نے ایسے پیار سے بات کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں بھی پیار سے کرنے لگا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ آپ کے بڑے بھائی ہیں' آپ کو تو ویسے ہی نہیں چاہیے کہ ان کو جواب دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جیسے آپ فرماتے ہیں۔

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق نمبر 50 لیتے ہیں۔ سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب۔

واسا فیصل آباد کی جانب سے مقامی رکن اسمبلی کے خلاف پریس ریلیز کا اجراء

سید ذیشان الٰہی شاہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22-3-99 کو شعبہ تعلقات عامہ واسا ایف' ڈی' اے فیصل آباد نے ایک پریس ریلیز جاری کیا جس کی ہیڈ لائن یہ ہے۔

واسا کے دفتر میں ایم۔پی۔ اے سید ذیشان الٰہی شاہ کا انفارمر رنگے ہاتھوں پکڑا گیا جب کہ میں ایف۔ڈی۔اے' واسا فیصل آباد کی گورننگ باڈی کا ممبر ہوں اور اپنے حلقہ کے عوام کی بہتری کے لیے واسا کے کسی بھی آفیسر / اہلکار سے رابطہ کرنے کا قانونی حق رکھتا ہوں۔ یہ پریس ریلیز ایک منظم مہم کے تحت میری کردار کشی اور مجھے بطور رکن اسمبلی اپنے فرائض سے روکنے کے لیے جاری کی گئی ہے۔ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! جیسا کہ مسلم لیگ کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ انھوں نے لوٹی ہوئی رقم کو واپس لانے کے لیے اور ایسے افسران جو عوام کی رقم لوٹتے رہے ہیں ان کا احتساب کرنے کے لیے مختلف ذرائع سے انکوائریاں کروا کر ان کو سزائیں دی ہیں۔ اسی طرح سب سے پہلے جب

فیصل آباد میں میاں نواز شریف آئے تو میں نے ایک ایسی قائل ان کو دی جس کے نتیجے میں ڈی جی طاہر بخاری واسا گرفتار ہوئے۔ یہ مسئلہ کافی اخباروں میں بھی اچھلا ' اس کے علاوہ ایک دو اور انکوائریاں بھی چل رہی ہیں جن میں irregularity in the laying of trunk sewerage line Tezab Mill اس کے اوپر تقریباً 76 لاکھ روپیہ جو کہ ٹھیکیداران کو افسران نے ناجائز طور پر دے دیا تھا وہ سی ایم آئی ٹی نے منظور کر کے' میاں شہباز شریف صاحب نے اس پر احکامات دیے ہیں کہ ان کے خلاف پرچے کیے جائیں۔ اور ان سے پیسے recover کر لیے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ اٹھا جس میں' میں نے انھیں کہا non development expenditures جو کہ مسلم لیگ کے اس دور میں ہو رہے ہیں وہ پچھلے پیپلز پارٹی سے تین سو گنا زیادہ ہو گئے ہیں۔ جناب والا! اس طرح کی جب میں شکایتیں کرتا ہوں تو واسا منظم طریقے سے میرے خلاف اس طرح کی خبریں لگواتا ہے۔ ایک واقعہ جو آج کل میں ہی ہوا ہے میں اس کے متعلق بھی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میاں شہباز شریف صاحب نے واسا کے مسائل حل کرنے کے لیے contract basis پر تین افسران کو رکھنے کی اجازت دی۔ میرے پاس وہ سمری ہے جس کے تحت تین آدمی ڈائرکٹر اور ڈپٹی ڈائرکٹر رکھے گئے۔ ان کی سمری مورخہ 25-11-1998 کو approve کی گئی۔ جس میں لکھا ہے کہ:

"It is strongly recommended that the above officers may be appointed".

اور نیچے دستخط میٹنگ ڈائرکٹر واسا اور متعلقہ افسران کے ہیں۔ لیکن اس میں گریڈ انیس کے لوگوں کی appointing authority ڈی جی واسا کے پاس ہے لیکن ان کے دستخط یہاں موجود نہ ہیں۔ نہ انھوں نے یہ سیکرٹری ہاؤسنگ کے ذریعے بھیجی۔ نہ ہی یہاں سیکرٹری ہاؤسنگ کے دستخط موجود ہیں۔ انھوں نے ملی بھگت کر کے اور میاں شہباز شریف صاحب کے احکامات کو ناجائز طریقے سے استعمال کر کے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو وہاں رکھ لیا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی مثال اخبار میں انھوں نے 19-12-98 کو جو اشتہار دیا ہے۔ اس کے یہ کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔ جناب والا! جب آپ recommend کرتے ہیں تو اس وقت 25-11-98 ہے جب اخبارات میں ان کے لیے اشتہار دیتے ہیں تو وہ 19-12-98 "ڈان" اخبار میں دیتے ہیں۔ اور یہ ابھی میرے ہاتھ میں ہے۔ جناب والا! جب اس طرح غیر قانونی طریقے سے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو نوازنے کا وتیرہ رہے گا اس وقت تک میں آواز اٹھاتا رہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ جو ساری باتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں ان سے واضح

ہوتا ہے کہ واسا اس وقت سفید ہاتھی بنا ہوا ہے۔ عوام چیخ رہے ہیں اور گندہ پانی پینے والے صاف پانی میں mix کرکے لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ سرطان، ہیپاٹائٹس اور اس طرح کی دیگر بیماریاں عام ہیں۔ جناب والا! ہر روز اخبارات میں، "نوائے وقت"، "جنگ" اور دیگر بڑے قومی اخبارات میں بڑی بڑی تصویروں کے ساتھ یہ چھپتا ہے کہ واسا کے افسران بے حس ہو گئے ہیں وہ میاں نواز شریف کے احکامات کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ اگر میں نے انکوائریاں کروا کے ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی تو باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انھوں نے میری کردار کشی کرنی شروع کر دی۔ انھوں نے میرے متعلق یہ لکھا کہ دفتر میں informer کو، جو ان کو information فراہم کرتا ہے کہ یہاں کیا کیا ہو رہا ہے۔ اس کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ تمام اخبارات میں یہ شائع کیا گیا۔ جناب والا! اگر میں محکمے کی بہتری کے لیے بطور اتھارٹی ممبر کسی اہلکار سے ملتا ہوں یا اس سے کوئی تبادلہ خیال کرتا ہوں تو کیا یہ جرم ہے؟ یہ میرا استحقاق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں بطور اتھارٹی ممبر کسی بھی فرد سے مل کر محکمے کی بہتری کے لیے اور مسلم لیگ نے جو عوام سے وعدے کیے ہیں کہ وہ ان کو بہتر سہولتیں دیں گے اس کے لیے اگر میں کوشش کرتا ہوں تو کیا یہ جرم ہے؟ میری کردار کشی کرنے والوں کے خلاف میری یہ تحریک منظور کی جائے۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)، جناب والا! معزز رکن کی تحریک استحقاق اسمبلی کی طرف سے ابھی ابھی circulate ہوئی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو اگلے روز سوموار تک مؤخر کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو اگلے working day تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مولانا صاحب جمعہ کی نماز پڑھانے کے لیے چنیوٹ چلے گئے ہیں۔ وہ مجھے درخواست کر گئے تھے کہ میں چیئر سے کہوں کہ وہ اس کو pending کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو آئندہ working day تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التواء لیتے ہیں۔ 21 نمبر خالد جاوید وڑائچ، جناب منصور احمد خان، سید مسعود عالم شاہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے پرسوں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلائی تھی جو کہ گندم کا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو تحریک التواء کی صورت میں لے آئیں تو out of turn ٹیک اپ کر لیں گے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 45 متداول ہو گئی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو out of turn take up کر لیں۔ شاید پھر 45 نمبر تحریک التواء کی باری نہ آئے اور اس سے پہلے ہی اسمبلی کا اجلاس ختم نہ ہو جائے۔ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایگریکچر پر بحث تو نہیں رکھی ہوئی؟

وزیر قانون، جناب والا! فی الحال کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس سے پوچھ لیتے ہیں۔ اگر ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے تو اس کو لے لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 45 اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ہے وہ فرما رہے ہیں کہ یہ گندم کی نقل و حمل پر پابندی کے سلسلے میں ہے۔ اور یہ تحریک وہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہاؤس اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دیتا تو اس کو out of turn لے لیتے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بات رولز کی ہے۔ کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے کہ اس کو out of turn لے لیا جائے۔ جی منیس صاحب۔

صوبہ میں گندم کی نقل و حمل پر پابندی

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کا بھی اور معزز اراکین کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں بالعموم اور ضلع وہاڑی میں بالخصوص گندم کی کٹائی تقریباً ہو چکی ہے۔ اگرچہ یہ ہدف سے کم ہے بہرحال کاشت کار فصل اٹھا رہے ہیں۔ لیکن حکومت کی طرف سے بے جا قسم کی پابندیوں کی وجہ سے کاشت کاروں بالخصوص رجسٹرڈ کاشت کاروں میں شدید پریشانی ہے۔ کیونکہ معاہدے کے مطابق کاشت کار سیڈ کارپوریشن کو گندم مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔ چونکہ محکمہ خوراک اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے گندم کی نقل

و حمل پر پابندی نہ صرف ضلع کی سطح پر ہے۔ بلکہ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں گندم لے جانے میں بھی از حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جگہ جگہ ناکے لگائے گئے ہیں۔ متذکرہ صورت حال میں کاشت کاروں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منسٹر صاحب۔

وزیر خوراک، (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، شکریہ جناب والا! میں تھوڑا سا پس منظر بتانا چاہوں گا کہ پچھلے ادوار میں محکمہ خوراک کو جو گندم کی procurement کا target دیا جاتا تھا۔ پچھلے کئی سالوں سے، یعنی پچھلے عشرے سے کبھی بھی وہ ٹارگٹ achieve نہیں ہوا۔ لیکن ہم نے اس کو یوں ٹھیک کیا ہے کہ پچھلے 12,14 سال کے بعد نہ صرف ہم نے target achieve کیا بلکہ اس کو cross بھی کیا۔ جناب سپیکر! اس سسٹم میں کیا خامیاں تھیں؟ ہم نے modification کر کے ایک نیا سسٹم قائم کیا ہے کہ جب ایک ضلع کو ٹارگٹ دیا جاتا ہے اور کچھ سٹاکسٹ، سمگلر وہاں سے گندم خرید کر بارڈر ایریاز جیسے ہمارے ضلع بھکر، اٹک، میانوالی، ڈیرہ غازی خان یا رحیم یار خان میں جا کر سٹاک کرتے تھے۔ جب ان کو موقع ملتا تھا وہاں سے سمگل کر کے دوسرے صوبوں حتیٰ کہ افغانستان اور سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں تک ہماری گندم جاتی تھی اور یہاں کمی ہو ہو جاتی تھی۔ ہم نے وقتی طور پر ایک پابندی لگائی ہے۔ procurement کے دوران اپنے ٹارگٹ کو ensure کرنے کے لیے دفعہ 144 لگائی ہے تاکہ گندم کی نقل و حمل ضلع کے اندر تو رہے لیکن سمگلر اور ناجائز منافع خور اسے باہر نہ لے جا سکیں۔ جناب سپیکر! اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پچھلے سال ہم نے ٹارگٹ achieve کیا اور آج بھی میں اس ہاؤس کو ایک information کے طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال یعنی آج کی تاریخ پر صرف تین چار لاکھ پر ہم نے گندم procure کی تھی۔ اس سے پچھلے سالوں میں ہم چند ہزار تک کرتے تھے۔ لیکن آج ہم الحمدللہ 16 لاکھ تک کر چکے ہیں۔ جناب سپیکر! میں بڑا مشکور ہوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے آگے سرخرو ہیں عوام کے آگے سرخرو ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی self satisfaction سب سے بڑا انعام ہے۔ جناب سپیکر! ان شاء اللہ چند دنوں کی بات ہے۔ میں floor of the House پر commit کرتا ہوں۔ ہمارا 26 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ ہے 16 لاکھ ٹن ہم کر چکے ہیں اور روزانہ کم و بیش ایک لاکھ ٹن ہماری procurement ہو رہی ہے۔ اس حساب سے اگر میں

اندازہ لگاتا ہوں تو ہم اگلے 15 روز میں اپنا ٹارگٹ achieve کر لیں گے۔ جونہی ہم اپنا ٹارگٹ achieve کریں گے۔ ہم نقل و حمل پر پابندی اٹھا لیں گے۔ جناب سپیکر! اب میرے بھائی نے تحصیل کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں اس کا بھی background بتا دیتا ہوں کہ ہم نے پنجاب کے اندر پاسکو اور پنجاب حکومت کو مختلف تحصیلوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں پاسکو کی تحصیل سے نہیں خرید کر سکتا اور جو ہماری تحصیل ہے وہاں سے پاسکو خرید نہیں کر سکتی۔ اس لیے ہم نے کچھ تحصیلوں پر بھی پابندی لگائی ہے۔ جناب سپیکر! میرے دوستوں کی سیڈ کے لیے جو اچھی گندم ہے۔ جو انہوں نے سیڈ کارپوریشن میں لے کر جانی ہے اس کا ایک طریق کار موجود ہے کہ سیڈ کارپوریشن یا وہ زمیندار جو registered grower ہے۔ وہ ڈپٹی کمشنر سے اجازت لے سکتا ہے۔ ہم اس کو سپیشل پرمٹ جاری کرتے ہیں' وہ لے جا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے اور یہ سخت الفاظ ہوں گے کہ ہم مادر پدر آزاد کر دیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ گندم خدانخواستہ غلط ہاتھوں میں چلی جائے اور پھر یہ پورا صوبہ بھگتے۔ جناب سپیکر! اس کا background یہ ہے۔ اس میں خدانخواستہ کوئی بددیانتی یا کسی کو نقصان پہنچانا یا کسی کے لیے پریشانی کا باعث بننا نہیں۔ اسی لیے ہم نے یہ سارے انتظامات کیے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست اس وضاحت کے بعد اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' منیں صاحب آپ مطمئن نہیں ہوئے؟

جناب سعید احمد خان منیں، میں تھوڑی سی گزارش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں نے رجسٹرڈ کاشتکاروں کے بارے میں عرض کیا ہے۔ جیسے معزز وزیر خوراک صاحب نے وضاحت کرنے کی کوشش تو کی ہے لیکن میں نے بالخصوص ضلع وہاڑی کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ وہاں کے registered growers اور سیڈ کارپوریشن کو گندم لے جانے کی بھی اجازت نہیں۔ جناب سپیکر! سیڈ کارپوریشن کا ہیڈ کوارٹر خانیوال میں واقع ہے اور registered growers سیڈ کارپوریشن سے ہی بیج خریدتے ہیں اور normally آپ جانتے ہیں کہ گورنمنٹ کا ریٹ 240 روپے ہے تو ان کے بیج کا ریٹ تقریباً چار سو یا ساڑھے چار سو روپے ہے اور وہ وقتاً فوقتاً ان کی گندم کاشت کی ہوئی زمین پر آتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں کہ آپ فلاں سپرے کر

لیں غلاں چیز نکال دیں۔ weedicide کو نکال دیں اور insecticide کریں تو normal حالات سے ان کا وہاں research بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے صلے میں وہ ان کو دس بارہ روپے premium دیتے ہیں۔ اب ضلع وہاڑی میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پابندی لگا رکھی ہے کہ ضلع سے باہر جو registered growers ہیں جنہوں نے گندم پنجاب سیڈ کارپوریشن کو فروخت کرنی ہے ان کو بھی وہاں بھیجے جانے کی اجازت نہیں ہے اور خاص طور پر registered growers نے انھی سے بیج خریدا ہے۔ اور انھی کو فروخت کرنا ہے اور ان سے agreement ہوا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اگر registered growers کو بھی نہیں لے جانے دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنا ٹارگٹ achieve نہیں کر سکے گا اور اس کا اثر پھر آئندہ فصل پر پڑے گا کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے پاس اچھا بیج available نہیں ہوگا وہ بیج کاشت کاروں کو نہیں دے سکیں گے اور اس کے نتیجے میں اچھا بیج خرید کرنے کا ٹارگٹ پورا نہیں ہو سکے گا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ registered growers کو آج ہی instructions issue کر دیں اور جو رجسٹر ان کے پاس ہیں وہ انھی سے خرید کر انھی کو واپس دیتے ہیں تو ان کو اجازت دی جائے اور magistrate یہ حکم دیں کہ وہ رخنہ اندازی نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میرے خیال میں بڑی اچھی بات ہے۔ آپ نے جواب میں فرما دیا تھا کہ اس کا طریق کار ہے۔ ٹھیک ہے آپ نے بھی registered growers پہ پابندی نہیں لگائی۔ وہی طریقہ اختیار کریں اور ان کو permit issue کر دیں تو سیڈ کارپوریشن اس کو اٹھائے گی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں تھوڑا مزید وضاحت کر دیتا ہوں کہ جس دن دفعہ 144 نہیں لگی تھی اس سے پہلے آزادی تھی۔ جونہی دفعہ 144 لگی اور یہ مسئلہ سامنے آیا۔ سیڈ کارپوریشن کے آفیسرز اور میرے محکمہ کے درمیان باقاعدہ مذاکرات ہوئے اور یہ بھی بات تھی۔ لہذا ہم نے اجازت دے دی ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت میرے دوست کو غلط فہمی ہوئی ہے' اور یہ شاید کوئی دس پندرہ دن پرانی بات کر رہے ہیں۔ اس وقت نقل و حمل ہو رہی ہے۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں اجازت ہے آپ گندم لے جائیے۔ لیکن جناب سپیکر! اس کے لیے definitely ایک طریق کار ہے۔ اب ایک عام آدمی ٹرالی لے کر جا رہا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ سیڈ کی گندم ہے۔ لیکن مجھے کیا پتا کہ یہ سیڈ کی گندم ہے۔ کم از کم اس کے پاس سیڈ کارپوریشن کا کوئی اجازت نامہ' کوئی رجسٹر' کوئی

document ہونا چاہیے وہ شوق سے خانیوال لے جائیں ہمیں تو خوشی ہے۔بسم اللہ ۔ اجازت ہے
جناب قائم مقام سپیکر، یہ dispose of ہوئی۔ 21 نمبر پر چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب' جناب منصور احمد خان صاحب' سعید مسعود عالم شاہ صاحب۔

تھانہ باغبان پورہ پولیس کا نوجوان پر تشدد

سعید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیض نامی ایک نوجوان رنگ محل میں برتنوں کی دکان پر سیلزمین تھا۔ مورخہ 21 مارچ 1999ء کو دوپہر اڑھائی بجے باغبانپورہ پولیس اسٹیشن کا اے۔ایس۔آئی علم دارحسین اہلکاروں کے ہمراہ ان کے گھر آیا اور فیض کو حراست میں لے لیا۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ آپ کے محلے میں جاوید نامی شخص کے گھر چوری ہوئی ہے۔ فیض ان چوروں کو جانتا ہے۔ وہ ان کے نام بتا دے تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد پولیس اہلکاران اسے تھانے لے گئے۔ پولیس کے بے پناہ اور وحشیانہ تشدد سے نڈھال فیض نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ علم دار اے۔ایس۔آئی نے تھانے جاتے ہی اس کے تمام کپڑے اتار دیے اور چارپائی سے لگا کر دونوں ہاتھوں کو باندھ دیا اور وہاں پر موجود اہل کاروں شعیب' عمن اور نوید اے۔ایس۔آئی علم دار کے ہمراہ رات بھر اس پر وحشیانہ تشدد کرتے رہے۔ رات تین بجے جب حالت بگڑ گئی تو اسے مدینہ کالونی باغبانپورہ کے ایک پرائیویٹ ہسپتال لے گئے۔ وہاں سے صبح پھر تھانے لے آئے۔ سارے اہل کار مل کر اس کی مالش کرتے رہے۔ تین دن بعد اسے چارپائی پر ڈالکر والد کے حوالے کر دیا اور دھمکیاں دیتے ہوئے کہا کہ اگر کسی اعلیٰ افسر سے شکایت کی تو نتیجہ خود بھگت لو گے۔ فیض کو چارپائی پر ڈال کر میو ہسپتال لاہور پہنچایا گیا۔ میو ہسپتال کے ڈاکٹروں کے مطابق فیض پر وحشیانہ تشدد سے اس کے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہیں اور وہ شادی کے قابل بھی نہیں رہا۔ اس کے دونوں پاؤں سوجے ہوئے ہیں اور سارا جسم بے پناہ تشدد سے نیلا ہو چکا ہے۔ متذکرہ بدترین پولیس تشدد کے واقعہ کو مورخہ 9۔ اپریل 1999ء کو تمام قومی اخبارات میں اشاعت کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں خوف و ہراس' بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ فیض نامی نوجوان پر تشدد کیا گیا۔ جس پر مقدمہ نمبر 160/99 مورخہ 9-4-99 بجرم 324/237/347/343 ت پ تھانہ باغبانپورہ درج رجسٹر ہوا۔ تفتیش ڈی ایس پی باغبانپورہ نے کی۔ مورخہ 9-4-99 کو نامزد ملزمان ایف آئی آر مسمیان علمدار حسین شاہ اے ایس آئی ولد سید محسن علی شاہ، کانسٹیبل محمد اسلم 7303 اور محمد شعیب عرف نوید قوم راجپوت سکنہ پھروان تھانہ برکی کو گرفتار کر کے مورخہ 10-4-99 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ بعد ازاں مقدمہ عنوان بالا کی تفتیش محمد ریاض سب انسپکٹر تھانہ باغبانپورہ کے حوالے ہوئی۔ جس نے مورخہ 12-4-99 کو چوتھے نامزد ملزم مشتاق احمد عرف پھمن ولد عبدالحمید قوم ماچھی سکنہ لکھوڈیر روڈ بشمول اقبال نگر باغبانپورہ کو گرفتار کر کے ریمانڈ جسمانی واپس حاصل کیا اور اس کے قبضہ سے آلہ ضرب برآمد کیا اور مورخہ 17-4-99 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا۔ مقدمہ متذکرہ بالا میں نامزد چار ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ تاہم ایس ایچ او تھانہ باغبانپورہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ فوری مقدمہ ہذا کا چالان مرتب کر کے عدالت میں پیش کرے۔ اے ایس آئی علمدار حسین شاہ اور کنسٹیبل محمد اسلم جو فیض نامی نوجوان کو حبس بےجا میں رکھنے اور بے انتہا تشدد کے ذمہ دار پائے گئے اور نصیر احمد انسپکٹر ایس ایچ او باغبانپورہ کو اپنے ماتحتان پر انتظامی گرفت میں کوتاہی پائے جانے پر معطل کیا گیا ہے اور نوٹس اظہار وجوہ جاری کر دیے گئے ہیں، جن کے خلاف سخت انضباطی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ جس واقعے کی نشان دہی کی گئی ہے، یہ درست ہے اور حکومت اس سلسلے میں پہلے ہی نوٹس لے چکی ہے۔ بہرحال، اس کے باوجود میں معزز اراکین کا جنھوں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے، شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ حکومت کے نوٹس میں یہ بات لائے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا ہم نے پہلے سے نوٹس لیا ہوا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی اور انھیں عدالت سے سزا کروانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ dispose of ہوتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 22 الحاج مولوی محمد غیاث الدین صاحب کی ہے۔

شکرگڑھ میں عید گاہ کے قریب قبرستان کے اندر دکانوں کی تعمیر

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے انتخابی حلقہ پی پی نمبر 114 شکر گڑھ شہر میں عید گاہ کے پاس ایک پرانا قبرستان ہے جس میں فوت ہونے والے مسلمانوں کو دفنایا جاتا ہے۔ یہ قبرستان مکمل چار دیواری کے اندر ہے۔ قبرستان کے پاس سے جانب غرب پختہ سڑک گزرتی ہے۔ بلدیہ شکر گڑھ کے چیئرمین نے طمع نفسانی کی خاطر اسلامی حدود اور انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے قبرستان کی جانب غرب کی دیوار کو گرا کر قبرستان کے اندر دکانیں بنوانا شروع کر دی ہیں۔ دکانوں کی بنیادیں کھودتے وقت انسانی اعضاء کی ہڈیاں بھی برآمد ہو رہی ہیں۔ اس عبرت گاہ کو تجارت گاہ میں تبدیل ہوتے دیکھ کر عوام میں غیض و غضب کی لہر پیدا ہو جانے کے سبب لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ بلدیہ کے خلاف جلسے جلوس شروع ہو جانے کا خطرہ درپیش ہو گیا ہے۔ امکان ہے کہ محرم الحرام میں اس مسئلہ کو کوئی شر پسند چھیڑ کر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل نہ کرے لہذا معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: (جناب محمد بشارت راجا) جناب سپیکر! اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر سے رپورٹ طلب کی گئی تھی۔ جنھوں نے رپورٹ دی ہے کہ یہ درست ہے کہ درمان روڈ' عید گاہ روڈ پر واقع قبرستان میں بلدیہ شکر گڑھ نے تعمیرات دکانات شروع کی تھیں۔ مورخہ 11-4-99 کو چیئرمین بلدیہ شکر گڑھ نے قبرستان واقع درمان روڈ پر برلب سڑک بغیر کسی پیشگی اطلاع کے اچانک دکانات کی تعمیر شروع کر دی۔ جیسے ہی یہ بات انتظامیہ شکرگڑھ کے علم میں آئی تو اسی رات اسسٹنٹ کمشنر شکرگڑھ نے موقع ملاحظہ کیا اور کام کو فوری طور پر بند کروا دیا۔ ایک دو روز بعد ٹھیکیدار نے دوبارہ تعمیر کی کوشش کی تو اسسٹنٹ کمشنر شکرگڑھ نے مقامی پولیس کے ہمراہ تعمیر شدہ کافی حصہ گرا دیا اور مزید کام بند کروا دیا۔ اس سلسلے میں چیئرمین بلدیہ شکر گڑھ سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتایا کہ مورخہ 3-2-99 کو بلدیہ شکر گڑھ نے ایک قرارداد اکثریتی رائے سے منظور کی کہ شہر کے تمام قبرستانوں میں بڑھتی ہوئی

آبادی کے پیش نظر قبروں کے لیے جگہ کی کمی واقع ہو گئی ہے اور شہر کے قبرستانوں کے لیے اراضی خرید کر وقف کی جائے اور تمام قبرستانوں کی چاردیواری اور پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جائے۔ بہتر ہو گا کہ مرکزی قبرستان درمان روڈ پر واقع کمرشل نوعیت کی خالی جگہ پر دکانات تعمیر کر کے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے قبرستانوں کے لیے زمین خریدی جائے۔ اسسٹنٹ کمشنر شکرگڑھ کی رپورٹ کے مطابق قبرستان واقع درمان روڈ پنجاب گورنمنٹ اور اہل اسلام شکرگڑھ کی ملکیت ہے۔ مقامی انتظامیہ نے فوری اور بروقت کارروائی کر کے حالات کو سنبھال لیا ہے تاکہ محرم الحرام یا کسی دیگر موقع پر کوئی بھی شرپسند عناصر موقع سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ علاوہ ازیں شکر گڑھ کے ایک شہری مظہر قیوم نے سول جج صاحب، شکر گڑھ کی عدالت میں اس سلسلہ میں ایک دعویٰ دائر کیا ہوا ہے، جس پر عدالت مذکورہ نے حکم امتناعی جاری کیا تھا، جس کی آئندہ پیشی 6-5-99 یعنی کل مقرر تھی۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ تحریک التوائے کار نمٹا دی جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ مولوی غیاث صاحب نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ کافی حد تک درست ہے۔ انتظامیہ پہلے ہی اس مسئلہ پر کارروائی کر رہی ہے اور عدالت میں بھی پوری طرح اس مسئلے کا دفاع کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ جگہ بنیادی طور پر پنجاب گورنمنٹ کی ہے اور اہل اسلام کے نام وقف ہے۔ اس لیے یہ جگہ بلدیہ کی ویسے بھی نہیں بنتی۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے پر کسی قسم کی بھی کسی سے کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، مولانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کے بعد آپ کو مطمئن ہو جانا چاہیے تھا۔

الحاج مولوی محمد غیاث الدین، میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انھوں نے جو فرمایا کہ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے کیا ہے، صرف گزارش یہ ہے اور جیسا کہ چیئرمین نے تسلیم کیا ہے کہ اگر جگہ کم ہے تو وہ اور فنڈ لیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ وہاں سے ہی پہلی قبروں کو اکھاڑ کر وہاں دکانیں بنا کر اور قبریں بیچ کر مزید جگہ خریدی جائے۔ بلدیہ میں اور فنڈز ہوتے ہیں، وہاں سے پیسے لے کر وہ قبرستان کے لیے زمین خرید لیں۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے اور اس سے مسلمانوں کے جذبات بہت ابھرے ہیں۔ میں مزید یہ گزارش کروں گا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ہدایت کر دیں کہ ایسا مسئلہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ پتا یہ چلا ہے کہ چیئرمین صاحب نے لوگوں سے ایک ایک لاکھ

روپے لے بھی لیے ہیں اور وہ اس کام کو ضرور کریں گے۔ اس سے حالات خراب ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ باقاعدہ طور پر رپورٹ آپ تک پہنچی ہو گی کہ بنیادیں کھودتے وقت ہڈیاں نکلی تھیں، یہ تحصیل دار صاحب کی رپورٹ ہے۔ یہ انسانیت کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔ اس پر کنٹرول کرنے کے لیے آپ ڈپٹی کمشنر صاحب کو مزید ہدایت کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تو یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 23 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔

لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں قبرستان کے لیے ناکافی اراضی

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ٹاؤن شپ سکیم لاہور بنی تھی صرف 3 کنال کا ایک قبرستان بنایا گیا تھا جو کہ آبادی میں اضافہ کی وجہ سے بالکل پر ہو چکا ہے اور مزید قبریں کھودنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کے عزیز و اقارب دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں انھیں دفنانے کے سلسلہ میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف عزیزوں کے رخصت ہونے کا غم اور دوسری طرف زمانے کی ستم ظریفی کہ مرنے کے بعد بھی یہ مسئلہ بن جاتا ہے کہ میت کو کہاں لے جایا جائے۔ مسلمان ہونے کے ناتے ہم پر یہ فرض ہے کہ میت کو دفنایا جائے لیکن اس کے لیے جگہ کا ہونا بہت ضروری ہے جو کہ ٹاؤن شپ میں نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ٹاؤن شپ کی تمام فلاحی تنظیمیں احتجاج کرتی رہی ہیں، وہاں کے مکین بھی حکومت کی توجہ بار بار اس مسئلہ کی جانب مبذول کرواتے رہے ہیں لیکن ابھی تک مسئلہ حل نہیں ہوا۔ فوری طور پر قبرستان کے لیے جگہ کی ضرورت ہے۔ اس مسئلہ سے خصوصی طور پر ٹاؤن شپ کے تمام مکین بہت پریشان ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری استدعا ہو گی کہ اس کو pend فرما لیا جائے کیوں کہ راجہ اشفاق سرور صاحب نے اسمبلی بزنس کے لیے لوکل گورنمنٹ سے بریفنگ لی ہوئی تھی۔ انہیں a locate ہوا ہے تو میرے پاس اس کا جواب موجود ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ میں جواب سے مطمئن نہیں

ہوں۔ اس لیے محرک نے ایک انتہائی اہم مسئلے کی نشان دہی کی ہے تو مناسب یہ ہوگا کہ متعلقہ وزیر صاحب کے آنے تک اس کو pend فرمالیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سلہری صاحب! کیا خیال ہے' ٹھیک ہے؟۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ٹھیک ہے۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ جیسا کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں صفائی کا فقدان

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت مورخہ 15 اپریل 1999ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ میٹر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے حزب اختلاف کے کونسلروں کے علاقوں سے صفائی کرنے والے خاکروب ہٹا دیے ہیں اور ان کو اپنے منظور نظر کونسلروں کے حلقوں میں تعینات کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں حزب اختلاف کے کونسلرز کے حلقوں میں گندگی کے ڈھیر لگ گئے ہیں ان حلقوں میں کوڑا کرکٹ پھیلنے کی وجہ سے ہر طرف بدبو اور تعفن کا راج ہے اور عوام کا جینا مشکل ہو گیا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اگر یہ صورت حال مزید جاری رہی اور گندگی دور نہ کی گئی تو شہر میں یرقان' ملیریا' ہیضہ اور دیگر موذی امراض پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ بھی لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اگر ساہی صاحب کے آنے تک pend فرمالیں تو مناسب ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو بھی پیر تک کے لیے پینڈنگ کر لیا جائے۔ تحریک التوائے کار کا

وقت ختم ہوتا ہے۔

سید ذیشان الہیٰ، پرسوں بھی میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ تحریک التوائے کار 28 تاریخ کی دی ہوئی ہے تو آپ نے پرسوں کہا تھا کہ اگر یہ پیش نہیں کریں گے تو میں آپ کو پیش کرنے کی اجازت دے دوں گا۔ آپ ان سے مزید confirm کرا دیں' کیوں کہ اس سے پہلے کی تاریخ کو جو تحریک دی تھی وہ آ گئی ہے۔ لیکن 28 تاریخ کو دی گئی تحریک اب تک نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ جی! آپ کی اطلاع کے لیے میں بتا دوں کہ یہ سر کولیٹ ہو چکی ہے۔ اب اپنی باری پہ ہی آ جائے گی۔

سید ذیشان الہیٰ، جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سردار صاحب۔

سردار محمد طفیل، جناب سپیکر! وزیر خوراک صاحب نے منگل کے روز آپ سے دو تین دن کی مہلت لی تھی۔ میں صرف یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اب دو دن مکمل ہو گئے ہیں اور وہ اپنے جواب سے اس ہاؤس کو مطلع کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فوڈ منسٹر صاحب۔

پوائنٹ آف آرڈر

شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشت کاروں کو ادائیگی میں تاخیر (----------جاری)

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خاکوانی) جناب سپیکر! پنجاب کے اندر 39 شوگر ملیں ہیں اور اس کرشن سیزن میں انہوں نے 2 کروڑ 52 لاکھ 59 ہزار 4 سو 34 میٹرک ٹن گنا purchase کیا۔ جس کی کل مالیت 21 ارب 43 کروڑ 68 لاکھ 57 ہزار 9 سو 72 روپے بنتی تھی۔ جس میں کل تک کے نگرز میں ساڑھے اکیس ارب روپے میں سے 4 ارب 33 کروڑ 65 لاکھ 55 ہزار 7 سو 6 روپے بقایا ہیں۔ اس وقت ان کے پاس تقریباً 11 لاکھ 10 ہزار ٹن چینی بھی سٹاک میں موجود ہے جس کی مالیت کوئی 18,19 ارب روپے بنتی ہے۔ جناب سپیکر! growers کو بروقت ادائیگی ensure کرنی چاہیے۔ اس دن بھی میں گزارش کر رہا تھا لیکن سردار صاحب چونکہ جذبات میں تھے' انھوں نے مجھے بات مکمل نہ کرنے دی۔

یک دم قیمت خرید اور کاشت میں اضافے کے بعد اس کا volume بہت بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ کسانوں کو پچھلے ایک دو سال سے دقت پیش آ رہی ہے۔ تو ان کو فصل کی قیمت بروقت ادا کرنے اور اس کو ensure کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے جو اقدامات کیے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے چیئرمین جناب احمد علی اولکھ صاحب کی سربراہی میں ایک مانیٹرنگ کمیٹی بنائی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً شوگر ملوں کے مالکان کے ساتھ اور ان کی ایسوسی ایشن کے ساتھ مذاکرات اور مسائل کے بارے میں بات کرتے رہتے ہیں۔ کل بھی انہوں نے کوئی دو تین گھنٹے میٹنگ کی اور اس میں یہ سارے معاملات زیر بحث ہیں اور پھر ہاؤس کے معزز ممبران اور کاشت کاروں کے جذبات سے بھی آگاہ کیا گیا اور حکومت کی ترجیحات بتائی گئیں۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ کل کے اجلاس میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ تمام بقایا جات 15 جون تک ادا کر دیے جائیں گے۔ جناب سپیکر! اب اس میں میں بھی دعا گو ہوں۔ آپ اور ہم سب اپنی اپنی constituency میں جاتے ہیں ظاہر ہے ہمیں اپنے constituents کا پریشر بھی برداشت کرنا پڑتا ہے اور constituency کے علاوہ ویسے بھی یہ ان لوگوں کا حق ہے' چاہے وہ کوئی بھی کاشت کار ہے۔ اس لیے میں hopefully کہتا ہوں کہ 15۔ جون تک یہ قیمت ادا ہو جائے گی اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو کل ہی مزید ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ آپ روزانہ جتنا بھی سٹاک فروخت کرتے ہیں اور اس کی جتنی بھی payment سو فی صد یا تھوڑے بہت incidental کو meet کرنے کے بعد آتی ہے۔ باقی 98 یا 95 فی صد قیمت کاشت کاروں کو جانی چاہیے۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ یوں لگا لیں کہ آج سے پانچ دن پہلے یہ 4 ارب 33 کروڑ روپے کی رقم پانچ ارب روپے تھی تقریباً 4 ارب 98 روپے تھی تو صرف پانچ دنوں میں تقریباً کوئی 55 کروڑ روپے کی ادائیگی ہوئی ہے یعنی روزانہ کے حساب سے 10 کروڑ روپیہ ادائیگی ہو رہی ہے۔ اسی حساب سے میں پر امید ہوں۔ جس طرح میرے بھائی احمد علی اولکھ صاحب کوشش اور مذاکرات کر رہے ہیں۔ اس میں حکومت کی اور میاں شہباز شریف کی ترجیحات بتا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ 15 جون تک بقایا رقم ادا ہو جائے گی۔

سردار محمد طفیل، جناب سپیکر! یہ تو admitted fact ہے کہ وزیر موصوف کا نام حافظ محمد اقبال خان غاکوانی ہے۔ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ مکمل قیمت کب تک دی جائے گی؟ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک انہوں نے یہ بتایا تھا کہ 15 دن کے بعد ادائیگی ہو جائے گی۔ مہینے کے بعد

ہو جائے گی۔ کیا زمینداروں کو فروری کی ادائیگی ہو چکی ہے؟ اپریل کی ہو چکی ہے؟ مارچ کی ہو چکی ہے؟ میں نے سادہ سوال کیا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ کمیٹی کتنے ارب روپے کی مقروض ہے؟ کتنا گنا ہے؟ آپ صرف یہ بتا دیں کہ فروری والے فارغ ہیں مارچ والے اور اپریل والے فارغ ہیں؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! کم و بیش 30 لاکھ کے قریب 39 شوگر ملوں کے پاس کھاتہ دار ہیں۔ اب اگر میں 30 لاکھ کاشتکاروں کا ایک ایک حساب منگا کر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں تو پھر اس کے لیے مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ میں ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ لیکن میں پھر گزارش کر رہا ہوں اور میں یہ clear بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جو پرانے رولز کے تحت 15 دن کے اندر آپ نے ادائیگی کرنی ہے' اور اس کے بعد 11 فی صد مارک اپ کے ساتھ آپ ادائیگی کریں گے۔ اس میں ہم نے جو ترمیم کی' وزیر اعلیٰ صاحب نے خود میٹنگ کی اور ان کی باتیں سننے کے بعد اس میں ان کو تھوڑا بہت ریلیف دیا گیا کہ اچھا' 30 دن تک آپ بغیر مارک اپ کے اور پھر 30 سے 60 دن کے اندر مارک اپ کے ساتھ آپ ادائیگی کریں اور اس کے بعد کوئی رعایت نہیں ہوگی اور جو CPR ہے اس کو بنک میں بطور ووچر کے آپ استعمال کر سکیں گے۔ جناب والا! وہ اس وقت تک قانون سازی کے مرحلے میں ہے' اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اس کے تحت پرانی بات ابھی تک جاری ہے۔ لیکن کل جو latest اولکھ صاحب کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی ہے' اس کے مطابق میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ 30-4-99 تک ہم نے figures دیے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ جن کا منہ ملاحظہ زیادہ ہے' جو زیادہ سفارش یا تعلقات رکھتے ہیں' تو وہ اپنی payment لے لیتے ہیں۔ کوئی غریب کاشت کار ہے' اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں تو اس کے دو مہینے بھی گزر جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ ایک تضاد ہے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ 15۔ جون تک تمام کاشت کاروں کو ادائیگی ہو جائے گی۔

سردار طفیل احمد خان، جناب سپیکر! آج کا فیصلہ یہ ہونا تھا کہ پنجاب کے غریب گنے کے مالکان کو کوئی خوش خبری ملے گی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہی فیصلہ جو حکومت پنجاب نے کیا تھا۔ اس پر حکومت پنجاب عمل درآمد کروا دے۔ ہماری کوئی ڈیمانڈ نہیں کہ ہمیں گنے کی قیمت پرسوں چاہیے' چار دن میں چاہیے' چھ یا دس دن میں چاہیے۔ ہم نے گزارش یہ کی تھی کہ جو فیصلہ سنا دیا گیا تھا اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے لیے خوشخبری ہے تو میں تو مطمئن ہوں۔ جس طرح

انھوں نے figures بیان کیے ہیں۔ انھوں نے ایک بھی commitment نہیں کی' انھوں نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا' اگر یہ کہہ دیں کہ مارچ اپریل کے مہینے کی ادائیگی ہو چکی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خوشخبری ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ چوتھے مہینے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ادائیگی ہو چکی ہے؟

وزیر خوراک، اب یہ اگر مجھ سے زبردستی خدانخواستہ غلط بیانی کروانا چاہیں۔ جناب سپیکر! بعض ملیں---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس بات پر رہیں کہ یہ 15 تاریخ تک ادائیگی ہوجائے۔

وزیر خوراک، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری عرض سنیں۔ خاکوانی صاحب! میری دوسری بات پر بھی غور فرمائیں جو میں نے last time بھی کہا تھا۔ آپ نے ابھی میٹنگ کے سلسلے میں یہاں کہا کہ مل مالکان کو ریلیف دیا گیا کہ 15 دن کے بجائے 30 دن کر دیں' کاشت کار کو کیا ریلیف ملا۔ آپ میری بات کو بڑے تحمل سے سنیے گا۔ کاشت کار کو ابھی تک ریلیف نہیں ملا سوائے اس کے کہ جو پرانا قانون چل رہا تھا وہ ابھی تک ہے۔ کیونکہ نئی قانون سازی ہوئی نہیں' پرانے قانون کے تحت آپ ان کو پکڑ نہیں رہے۔ لیکن ایک بات آپ نے نہیں بتائی کہ جو میں نے یہاں پر کہا تھا کہ 15جون تک' جب تک کاشت کاروں کو ان کی payment نہیں ہو جاتی' آپ یہ آرڈر کیوں نہیں issue کرتے کہ بنک والے کاشت کار کے CPR,s لے لیں اور وہ خود مل سے وصول کرلیں۔ کیا اس سلسلے میں آپ نے کوئی آرڈر جاری کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ کچھ ریلیف تو کاشت کار کو بھی ملنا چاہیے۔ پیسہ حکومت نے لینا ہے' حکومت کا پیسہ ہے' حکومت کے خزانے میں آنا ہے۔ کاشت کار کا پیسہ مل مالکان کے پاس پڑا ہے۔اب عالم یہ ہے کہ کاشت کار گندم کی برداشت کی بجائے--- اس سے پہلے جب تحصیل دار recovery جاتا تھا تو کماد میں چھپ جاتا تھا۔ اب اس کو چھپنے کے لیے بھی کوئی جگہ نہیں مل رہی۔ اب اس کو پکڑ کر حوالات میں ڈالا جاتا ہے۔ میری صرف سے یہ گزارش ہے کہ یہ ایک ایسی reciprocal بات ہے' نظام تب ہی چلتے ہیں کہ ایک طرف مل مالکان کو ریلیف مل رہا ہے تو کاشت کار کو بھی ریلیف ملنا چاہیے۔ اگر آپ نے اس سے پہلے نہیں کیا تو میں آج آپ کو پھر یہ کہتا ہوں کہ متعلقہ ڈپٹی کمشنروں کو یہ بتا دیں کہ جن کاشت کاروں کو گنے کی ادائیگی نہیں ہوئی تو ان کی جو CPR,s ہیں' ان کی طرف جو recoveries ہیں' وہ collect کر کے تحصیل دار

recovery کروائیں وہ پیچھے دوڑنے اور اس کو کام نہ کرنے دینے کے بجائے مل مالکان کو کہیں کہ بھئی یہ CPR,s ہمارے پاس آ گئی ہیں۔ اب آپ یہ payment حکومت کو direct دے دیں۔ اس سے کاشت کار کو ریلیف مل جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! جہاں پر میرے پر جلتے ہیں' وہاں تک ہی میں بات کروں گا۔ میں آج آپ کی وساطت سے نہ صرف سردار طفیل صاحب کو بلکہ پورے ہاؤس کو جب بات کر رہا ہوں تو ذمہ داری کے ساتھ کر رہا ہوں کہ بذریعہ چیف سیکرٹری پنجاب' پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں کو آج ہی ہدایت جائے گی کہ جن زمین داروں ' کاشت کاروں کے پاس CPR ہے اور انھوں نے کوئی بھی گورنمنٹ ٹیکس دینا ہے تو 15 جون تک کم از کم ان کو گرفتار نہ کیا جائے۔ میں یہ تو گارنٹی دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! آپ قانون دان بھی ہیں اور آپ ماشاء اللہ ہمارے بہت سینئر لیڈر بھی ہیں۔ CPR ابھی تک legaly negotiable document نہیں بنا۔ جب تک سٹیٹ بنک' بنکوں کو ہدایت جاری نہیں کرے گا اور باقاعدہ وفاقی حکومت کوئی circuler جاری نہیں کرے گی تو یہ ممکن نہیں ہے۔ وقت جو سلگتا ہوا مسئلہ تھا اور جائز تھا کہ میں نے جس سے پیسے لینے ہیں اس کو تو کوئی نہ پوچھے اور مجھے پکڑ کر اندر کر دیں تو اس کے لیے میں یہ گارنٹی دلواتا ہوں کہ تمام 34 کے 34 ڈپٹی کمشنرز کو ہدایات جاری کر دی جائیں گی' جہاں یہ شوگر ملیں ہیں کہ جن کے پاس CPR ہیں' ان کو 15۔ جون تک گرفتار نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل' ٹھیک ہے۔ اس میں' پھر ایک چھوٹی سی خوبصورت بات ہے کہ 15 جون' کیونکہ جون میں ہمیں بجٹ کی وجہ سے recovery مقصود ہوتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کو وہ document تسلیم کیا جائے جو بنک قبول کرے لیکن وہی document ہے کہ جس پر مل ان کو payment کرتی ہے۔ میری بات اگر آپ تحمل سے سنیں تو آپ کا مسئلہ حل ہوتا ہے کہ وہ CPr لے کر ہم نہیں چاہتے کہ وہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہو جائے اور اس کو تسلیم کر لیا جائے کہ payment آ گئی ہے۔ لیکن وہ CPR اگر لیں گے تو مالکان کو انتظامیہ کہے کہ یہ CPR ہمارے پاس آ گئی ہے۔ اس کا پیسہ آپ ہمیں دے دیں۔ وہ document کے طور پر یا چیک کے طور پر بنک میں نہیں جاتی۔ بہرحال آپ نے جو کہا ہے' یہ بڑی خوبصورت بات ہے۔ اس میں تھوڑا سا یہ اضافہ کر لیں کہ 15 جون تک پھر یہ ہو جائے' ورنہ یہ نہ ہو کہ 15 جون کے بعد بھی اگر

payment نہیں ہوتی تو پھر کاشت کار اندر ہو گا۔

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال): جناب سپیکر! ایک تجویز ہو گی کہ جو ADPB کے چیئرمین کو بلوائیں۔ جب تک بنک اس کو قبول نہیں کرے گا' اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی اور یہ جو بھی بات کر رہے ہیں اس کا کوئی مطلب نہیں نکلے گا۔ ان سے یہ درخواست کی جائے کہ یہ بھی ایک قسم کا کیش ہی ہے' جو زمین داروں کو 15 جون تک مل جانا ہے۔ آپ اس کو گارنٹی کے طور پر اپنے پاس رکھ لیں اور زمین دار آپ کو پیسے دے کر واپس لے لیں گے۔ آپ کو یہ بنک والوں سے بات کرنی پڑے گی۔ میری تجویز آپ سے یہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ معزز وزیر صاحب کے ذمہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ کام معزز وزیر خوراک کا ہے یا کابینہ میں یہ فیصلہ ہونا ہے۔ یہ جس طرح مناسب سمجھتے ہیں' اس طرح کر لیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ فیکس کرنے کے بجائے اگر ان کو اسلام آباد جانا پڑے اور بات کرنی پڑے تو یہ کاشت کاروں کے لیے ان کو یہ بھی کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ان کے نمائندہ ہیں۔

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! جناب منسٹر صاحب نے یہاں الجھا کر ایک بیان دیا ہے کہ اس کی وہاں اجازت ہو گی' فیڈرل گورنمنٹ قانون بنائے گی۔ جناب والا! اگر کوئی مسئلہ حل کرنے چاہے' میں مثال دیتا ہوں کہ کوٹ رادھا کشن والا جو ADPB کی جو برانچ ہیں۔ ہم نے کوئی بیسیوں CPRs جمع کرائی ہیں اور مالکان کے دستخط کرا کے بنک منیجر کو ensure کرایا ہے کہ آپ ان کی payments لے سکتے ہیں۔

جناب والا! دوسری میں نے ڈپٹی کمشنر قصور سے گزارش کی' یہ کوشش کی بات ہے۔ یہ ضرور کوئی رکاوٹ ہو گی۔ میں اس میں کوئی رائے نہیں دینا چاہتا کہ میری یہ رائے ہے' یہاں اس مسئلے کو زیر بحث لانے کا مطلب یہ تھا کہ مسائل کو حل کیا جائے۔ یہ اگر تھوڑی سی اور مدد کریں۔ جیسے میں نے ڈپٹی کمشنر قصور کو push کیا۔ آپ اسے جزوی طور پر سمجھ لیں۔ اس کا انتظار کس نے کرنا ہے؟ قانون بنے گا' سٹیٹ بنک آئے گا' پھر اے۔ ڈی۔ بی کا چیئرمین آئے گا نہ وہ آئے گا' اور اگر آیا تو پھر سیدھا نکل جائے گا۔ میری ذاتی نظر میں گزارش یہ ہے کہ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب تھوڑی سی ہمت کر لیں تو یہ غریبوں کا مسئلہ یقیناً حل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ تو بات ہو گئی ہے وہ بتا رہے ہیں کہ چیف سیکرٹری

صاحب کی وساطت سے آج یہ بات ہو جائے گی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ میں آج ہی جس بھی سطح پر مجھے کوئی مذاکرات یا کوئی بات کرنی پڑی تو میں کروں گا تاکہ کاشت کاروں کا مسئلہ حل ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بالکل ٹھیک ہے۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب اقبال عا کوانی صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کچھ دیر پہلے میں نے ہاؤس میں یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ انڈیا کماد کی جو ورائٹی ہے اس پر 5 فی صد deduction لگائی گئی تھی لیکن فیصل آباد کی جو کریسنٹ شوگر ملز ہے اس نے وہ deduction اس دن سے لگانی شروع کر دی تھی جس دن سے مل نے کرشنگ سیزن کا آغاز کیا تھا۔ تو وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا' کین کمشنر بھی ادھر ہاؤس میں موجود تھے' انھوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس بات کو کلیئر کروا دیں گے اور جو کین پرچیز رسید سی پی آر پہ وہ زاہد پیسے کاٹ چکے ہیں ہم وہ زمین داروں کو واپس کروا دیں گے۔ اب میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے نوٹس میں ایسی کوئی بات ہے یا اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے۔ ان غریب کسانوں' زمین داروں کے وہ پیسے جن دن مل نے کرشنگ سیزن کا آغاز کیا تھا اسی دن سے انھوں نے 5% deduction شروع کر دی تھی۔ تو یہ براہ مہربانی وضاحت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہی بات اگر اپنی سیٹ پر جا کر کریں تو زیادہ مناسب نہیں ہو گا؟ آپ اپنی سیٹ پر تو نہیں ہیں۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، sorry جی۔ میں اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اپنی سیٹ کے علاوہ بات نہیں کر سکتے۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، ٹھیک ہے جی۔ sorry جی۔

سردار احمد خان عا کو کا، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا وہ بھی بالکل بجا ہے کہ سی۔ پی۔ آرز کو محکمہ مال accept کرے۔ مگر اس میں مجھے تھوڑا سا ایک خدشہ بھی نظر آ رہا ہے جو کہ پہلے ہی چل بھی رہا ہے کہ کئی مل مالکان براہ راست کاشت کار سے خریدنے کی بجائے وہ خود اپنے ٹھیکے دار بیچ میں ڈال دیں جس کے کہ ہم لوگ خاص طور پر victim ہیں اور 35 روپے کے ریٹ میں

ہمیں 15 روپے میں گنا بیچنا پڑا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ جناب! یہ نہیں ہو گا۔ یہ یہاں پر ہے۔ اگر آپ vigilant رہیں' آپ تھوڑا سا کام کریں ناں۔ ہمارے پاس یہ بات شروع میں چلی تھی' فوری طور پر مجسٹریٹ کو کہہ کر چھاپے ڈلوائے' ٹھیکے دار کو بھی گرفتار کر لیا گیا' مل والے متعلقہ لوگوں کو بھی کہا گیا کہ جس نے یہ کیا ہے وہ سامنے آئے۔ اس کو وہ نہیں چھوڑیں گے اور میرا خیال ہے کہ اس کے بعد وہاں پر یہ بات نہیں چلے گی۔ اگر کسی جگہ پر یہ بات ہو رہی ہے۔تو آپ انتظامیہ کے نوٹس میں لائیں۔ اگر انتظامیہ نے ان کو گرفتار نہیں کیا' ان کے خلاف کارروائی نہیں کی' وہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔ اس انتظامیہ کے خلاف فوری طور پر ہم ایکشن لیں گے۔

سردار احمد خان عاکو کا، جناب سپیکر! اس میں یہ تھا کہ ہم بار بار انتظامیہ کے نوٹس میں بھی لائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نام دیجیے کہ آپ کس کے نوٹس میں لائے۔ اس میں ہم ایکشن لیں گے۔

سردار احمد خان عاکو کا، ڈپٹی کمشنر بہاول نگر کے نوٹس میں' میں خود لایا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ڈپٹی کمشنر بہاول نگر کو فوری طور پر پوچھیں کہ یہ آپ کے نوٹس میں لائے تھے تو اس نے اس میں کیا کارروائی کی ہے؟ اور اس کارروائی کی روشنی میں ان کے خلاف کارروائی کریں۔

سردار احمد خان عاکو کا، جناب سپیکر! جتنی بھی خریداری ہوئی وہ 15 سے 16 روپے من میں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ یہ موقع دیں اور آپ کے سامنے اس بات کی انکوائری کرتے ہیں کہ اگر آپ نے بتایا تھا اور وہاں پر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کا ذمہ دار چاہے ڈی۔ سی ہو' کوئی ہو' اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

سردار احمد خان عاکو کا، بہت بہت شکریہ۔

جناب شاہد اکرم بھنڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بھنڈر صاحب!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون)، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ

چند روز قبل یہ پوائنٹ آف آرڈر سردار طفیل صاحب نے اٹھایا تھا اور اس کی وضاحت وزیر خوراک نے کرنی تھی۔ وہ ہو گئی' اب اس پر بحث شروع کر دی گئی ہے جب کہ اب لیجسلیشن کا وقت ہے اور بڑی اہم لیجسلیشن ہونی ہے۔ اس بحث کو ختم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ (قطع کلامیاں)

Order please. Order please. No cross talk please.

خان جواد علی خان رجبانہ سیال، جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے اور لگ ایسا رہا ہے کہ جو مل مالکان ہیں وہ گورنمنٹ کے کنٹرول سے باہر ہیں کیونکہ زمینداروں پر زیادتیوں پہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو یہ issue اب ختم ہو گیا ہے۔

خان جواد علی خان رجبانہ سیال، مجھے ایسے لگتا ہے کہ 15 کے بعد بھی اس کا کوئی رزلٹ نہیں آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ 15 کے بعد دیکھیں گے۔ یہ اب issue ختم ہو گیا ہے۔ آپ 15 تک انتظار تو کریں۔

خان جواد علی خان رجبانہ سیال، کیونکہ انہیں کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے---

مسودہ قانون

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء (---جاری)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, we resume clause by clause consideration of the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998. Clause 5 is under consideration. Sixteen amendments have been proposed in it on May 6, 1999. Ten amendments have been disposed of. Now, we start with the eleventh amendment.

The eleventh amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi,

Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move:

> That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, in para 62 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

> That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, in para 62 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب آصف صدیق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

جناب آصف صدیق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں نے پہلے غلط سیٹ پر بیٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا۔ اب میں اپنی سیٹ پر پہنچ گیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے نہایت ہی محترم دوست! اب تو ہم لیجسلیشن کر رہے ہیں۔ اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو گیا۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ

This is a resumption of the discussion on the Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998.

اس میں، میں نے propose کیا ہے کہ پارٹ III میں جو پیرا 62 ہے اس کو یہاں سے delete کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں یہ پیرا کافی ridiculous ہے اور اس میں دیا گیا ہے کہ

Defacing or disturbing any direction-post , lamp-post or lamp extinguishing any light arranged by a local council without due authority.

اب اس میں یہ دیکھیں کہ پہلے تو یہ ہر جگہ پر لگے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ سہولت ہر جگہ پر نہیں ہے اور جہاں ہے، یہ کتنی ridiculous بات ہو گی کہ اگر ایک lamp-post کو یا direction-post کو تبدیل کر دیا جاتا ہے، اس کی direction تبدیل کر دی جاتی ہے تو پہلے تو یہ بات ہے کہ یہ determine کیسے کیا جائے گا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ اگر رات کی تاریکی میں کوئی direction-post کو تبدیل کر دیتا ہے، اسے deface کر دیتا ہے تو حکومت کے پاس اس بات کو تعین کرنے کا کیا آلہ ہوگا کہ اس کو deface کون کر کے گیا ہے؟ اب ظاہر ہے ایسی لیجسلیشن اگر ہم لے آئیں گے تو یہ تو پھر جیسے میں نے کل عرض کیا تھا رشوت بڑھانے کا ایک طریقہ بن جائے گا کہ اگر لوکل گورنمنٹ نے یہ کرنا ہے، انھوں نے determine کرنا ہے، ظاہر ہے کہ لوکل گورنمنٹ نے کرنا ہو گا کیونکہ وہ لوکل کونسل کی پراپرٹی ہو گی تو اس میں victimization کا عنصر اور رشوت کا عنصر، یہ دونوں اس میں بہت زیادہ بڑھ جائیں گے۔ کسی کو یہ علم نہیں ہونا کہ یہ direction-post کس نے deface کی ہے یا lamp-post کو کس نے بند کیا ہے؟ یا اس کو کس نے deface کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسی legislation کرنی چاہیے جو سمجھ میں بھی آئے اور اس پر عمل درآمد بھی کیا جا سکے۔ یہ ایک vague legislation ہے اس میں تمام ایسے اختیارات ان لوگوں کے ہاتھ میں دیے جا رہے ہیں جو پہلے ہی ان کو judiciously implement نہیں کر رہے۔ تو جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں گا کہ جیسے میں نے پہلے بھی بہت ساری تجاویز دی ہیں لیکن by majority the House has killed them لیکن آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز ممبران اسمبلی سے بھی گزارش ہو گی کہ ہم یہ جو vague اور ridiculous قسم کی legislation کر رہے ہیں We are not gaining a good name۔ جیسا کہ

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور مجھے یہ بار بار اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ پر میرے فاضل ممبران کو اس کا احساس ہو جائے اور گورنمنٹ کو بھی اس کا احساس ہو جائے کہ اس میں ایسی کلاز یا پیراز ڈالے ہوئے ہیں جو workable نہیں ہیں اور ان کو یہاں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میری اس امنڈمنٹ کو ہاؤس پذیرائی بخشے اور اس کو یہاں سے delete کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ پارلیمانی سیکرٹری (لاء) صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میرے دوست نے جو امنڈمنٹ پیش کی ہے اس کے مطابق وہ چاہتے ہیں کہ سیکشن 5 میں جو پیرا 62 ہے اسے سرے سے ہی delete کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر ایک لوکل کونسل کوئی لیمپ پوسٹ یا کوئی لائٹ یا کوئی ایسی چیز کسی کی guidance کے لیے لگاتی ہے' for example air traffic بھی ہو سکتی ہے تو violators کو پکڑنا اس لوکل کونسل کا کام ہے یا اگر معاملہ پولیس کو refer ہوتا ہے تو ان کو trace out کرنا اور ان کو پکڑنا پولیس کا کام ہے نہ کہ میرے فاضل دوست کا یہ کام ہے' کیونکہ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو پکڑنا ان کا کام ہے۔ تو اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا کہ جی کیسے پتہ چلے گا کہ کس نے deface کیا ہے اور وہ کیسے پکڑا جائے گا' وہ تو آگے implementation of law کی بات ہے۔ اب یہاں legislation ہو رہی ہے' یہاں پر لاء بن رہا ہے۔ اگر اس لاء میں کوئی defect ہے تو یہ بتائیں اور اس بارے میں ہم ان کے valid اعتراضات کو ضرور accept کریں گے۔ اب وہ implementation of law کی بات کرتے ہیں۔ implementation of law تو جناب والا! بعد میں آتا ہے اور میں یہ ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ جو سیکشن ہے' This provides protection of life and property to the people. اور یہ اس کے لیے رکھا گیا ہے اور اداروں نے جو تنصیبات fix کی ہوئی ہیں یہ ان کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہے اور میرے فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ ہم تخریب کاری کی اجازت دے دیں۔ وہ تو نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی تخریب کاری کرتا ہے یہ تو بعد کا کام ہے اور وہ تو in due course پکڑا جائے گا۔ لہٰذا ان کی یہ امنڈمنٹ unnecessary ہے یہ ہر گز غلط ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ جو امنڈمنٹ ہے اور جو انھوں نے اس بارے میں یہاں دلائل پیش کیے ہیں یہ ہر گز valid نہیں ہیں

اور without reasoning انھوں نے اپنی یہ امنڈمنٹ دی ہے ۔ اس لیے میری جناب سے گزارش ہے کہ اسے reject فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEKAER: The amendment moved and the question is: -

"That in clause-5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 62 be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly."

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The 12th amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker! I move :-

"That in clause-5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, in para 65, between the words "of ferocious dogs" and "or other dangerous animals", the words "in urban areas" be inserted.:

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

"That in clause-5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in

Part-III, in para 65, between the words "of ferocious dogs" and "or other dangerous animals", the words "in urban areas" be inserted.:

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید احمد خان منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں میں نے جو propose کیا ہے اس سے پہلے بھی میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس قانون میں بہت سی ایسی کلاز ز ہیں جو ایک طرف تو workable نہیں ہیں اور دوسری طرف اگر وہ workable ہیں تو وہ شہروں کی حد تک تو workable ہو سکتی ہیں لیکن رورل ایریاز میں وہ workable نہیں ہوں گی۔ جناب سپیکر! اگر اسی 65 کو لے لیں تو جہاں انھوں نے "ferocious dogs" کی بات کی ہے اس میں جو رورل کمیونٹی ہے اس سے وہ directly hit ہو گی ۔ جناب سپیکر! آپ کا اپنا تعلق بھی رورل ایریا کے ساتھ ہے کہ رورل ایریاز میں جو بھنیاں ہوتی ہیں یا جسے ہم اپنی زبان میں کھوہ کہتے ہیں جہاں پر جانور رکھے جاتے ہیں اور وہاں پر چوکیدار کا انتظام نہیں ہوتا تو عموماً وہاں کی رورل کمیونٹی کتوں کو پال کر رکھتی ہے تاکہ وہ اس کی چوکیداری کر سکیں اور وہاں جو جانور ہیں، مویشی ہیں یا جو کچھ بھی وہاں پر ان کی پراپرٹی ہے وہ ان کو look after کرے ۔ اب یہاں ہم اپنے آپ کو ایک ویلفیئر اسٹیٹ کہتے ہیں اور ویلفیئر اسٹیٹ میں ہم نے یا حکومت نے اتنی سہولیات نہیں دے رکھیں۔ نمبر 1۔ source of income اتنے نہیں ہیں کہ رورل ایریاز کے لوگ وہاں چوکیدار رکھیں ان کے پاس source of income اتنے نہیں ہیں کہ وہ اپنی روٹی بھی کما کر کھا سکیں چوکیدار تو رکھنا بڑی دور کی بات ہے اور جو بڑے کاشت کار ہیں ان کے پاس وہ کسی نہ کسی طریقے سے ملازمت کر کے جو بھی تنخواہ ملتی ہے اس سے وہ اپنی روزی کا بندوبست کرتے ہیں۔

جناب والا! ہمارے صوبے میں اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی جو حالت ہے That is alarming اور اس میں اگر cattle theft کی ریشو کو دیکھیں وہ بہت زیادہ ہے اور یہ in thousands ہے۔ اور میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے حکومت کو ایک بار پھر یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں آنریبل وزیر قانون صاحب نے یہ کہا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے غلط نمبرز دے دیے ہیں۔

حالانکہ میں نے اس دن بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ سے نگرز مانگے اور مجھے واپسی چٹھی کے ذریعے جواب میں یہ کہہ دیا گیا کہ آپ کی جو requisite information مانگنے کی بات ہے وہ ہم نے آئی جی کو بھیج دی ہے۔ آج صبح پھر میں نے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے اور وہاں نہ ہوم سیکرٹری available تھا اور نہ کوئی ایڈیشنل سیکرٹری available تھا تو پھر بذریعہ فیکس ان کے relevant quarter میں یہ بات پہنچانے کی کوشش کی ہے کہ آج ایک بات ہو رہی ہے اور اس پر مجھے نگرز کی ضرورت ہے کہ 99-1998ء میں cattle کے کتنے نگرز ہیں۔ تو ابھی تک انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ یہ alarming situation ہے اور 99-1998ء کی cattle theft کی ریشو بھی بڑی alarming ہے جسے میں یہاں quote کرنا چاہتا تھا تو جناب سپیکر! اگر وہاں کتوں کو بھی رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی تو پھر حکومت میں سے وہاں پر کس کو تعینات کیا جائے گا کہ وہ وہاں جا کر look after کرے۔ اور ان کی وہاں پر جو پراپرٹی ہے یا ان کے جو جانور ہیں یا ان کے مویشی ہیں ان کو وہاں پر کون look after کرے گا؟ یہ ایسی چیزیں ہیں جو workable نہیں ہیں اور میں نے یہاں یہ یہی تجویز کیا ہے کہ آپ اس کو صرف شہری علاقوں کی حد تک تو لاگو کر دیں لیکن دیہاتی علاقوں میں کتوں پر پابندی کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر! آپ کو بہتر علم ہے کہ ایک کاشت کار جب صبح اپنے کام کے لیے چلا جاتا ہے تو پیچھے اس کی پراپرٹی یا جانور اکیلے ہوتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی چارہ کاٹنے کے لیے چلی جاتی ہیں اور پیچھے کوئی شخص موجود نہیں ہوتا جو کہ ان کی پراپرٹی اور جانوروں کی حفاظت کر سکے۔ وہ لوگ کتوں کو رکھ کر ان سے چوکیداری کا کام لیتے ہیں۔ حکومت ان لوگوں کو اس سہولت سے محروم کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ جو کتے رکھے گا اسے سزا دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہے۔ یا تو حکومت امن و امان کی صورت حال کو اس حد تک بہتر کرے کہ لوگوں میں خوف پیدا ہو اور وہ چوری چکاری نہ کریں۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب سے موجودہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے' انھوں نے اقتدار سنبھالا ہے' امن و امان کی حالت بہت مخدوش ہو چکی ہے۔ میرے دوست فرما رہے تھے کہ ماشاء اللہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے' امام بارگاہوں اور مسجدوں میں قتل بند ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تو بالکل اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ موجودہ حکومت کے آنے سے دہشت گردی' فرقہ واریت کے واقعات tremendously increase ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے نگرز دیے تھے جنھیں معزز

وزیر قانون صاحب نے rebut کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے !

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست رولز سے بڑی اچھی طرح آگاہ ہیں۔ انھوں نے ترمیم تو کتوں پر دی ہوئی ہے لیکن بات امن و امان اور امام بارگاہوں کی کر رہے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ وہ اپنی ترمیم تک محدود رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ، جی منیں صاحب !

جناب سعید احمد خان منیں : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کے بارے میں جو نگرز سینٹ میں qoute کیے گئے ہیں وہ بھی بڑے alarming ہیں۔ جناب والا ! جب مویشی چوری پر بات ہو گی تو یہ امن و امان سے ہی متعلقہ معاملہ ہے۔ اگر آپ دیہی آبادی کو کتے رکھنے کی بھی اجازت نہیں دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ میں اپنی بات wind up کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہوں کہ دیہی اور شہری علاقوں کے لیے ہر وقت یکساں قوانین نہیں بنائے جا سکتے۔ آپ اس قانون کو شہری علاقوں تک بے شک نافذ کر دیں لیکن دیہاتی علاقوں کو اس سے exempt کر دیں، کیونکہ اس طرح مویشیوں کی چوری زیادہ ہو جائے گی۔ اگر آپ کتے رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر حکومت چوکیدار مہیا کرے جو کتوں کی جگہ پر ان کی پراپرٹی یا مویشیوں کی رکھوالی کر سکیں۔ آخر میں صرف یہی کہوں گا کہ۔

الٰہی خیر ہو سارے محافظ
کھلی آنکھیں ہیں لیکن سو رہے ہیں
ہے جن کے ہاتھ میں نظمِ گلستان
وہ صبح و شام کانٹے بو رہے ہیں

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست نے جو ترمیم دی ہے اس کے مطابق وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو ferocious dogs and animals ہیں ان کی ممانعت صرف آپ شہری علاقوں کی حد تک کریں، دیہی علاقوں میں ان کی ممانعت نہیں ہونی چاہیے۔ میں پہلے بھی اپنے دوست کی خدمت میں گزارش کر چکا ہوں کہ قانون کو صحیح طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب

والا! اس قانون میں کتے رکھنے کی ہرگز ممانعت نہیں ہے، لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے مال مویشی کی حفاظت کے لیے کتے رکھیں۔ اس قانون میں قطعاً ممانعت نہیں ہے۔ اگر میرے بھائی language پڑھیں تو پھر ان کو سمجھ آئے گی۔ یہاں دیا ہوا ہے کہ، letting loose or setting in of ferocious dogs... جناب والا! جو ferocious dogs ہیں ان کو سرعام چھوڑ دینا offence ان کو پالنا، انھیں حفاظت کے لیے رکھنا قطعاً کوئی جرم نہیں ہے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ferocious dogs کو کھلا نہ چھوڑیں، کیونکہ یہ لوگوں کے مفاد کے خلاف ہے۔ اگر وہ کسی کو کاٹ لے تو یہ انسانی زندگی کے لیے بہت خطرناک ہے اور اس کے علاج کے لیے پیٹ میں 15 ٹیکے لگوانے پڑتے ہیں۔ میرے بھائی اس چیز کی اجازت مانگ رہے ہیں کہ ان ferocious dogs کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ جناب والا! اس پہ ستم ظریفی دیکھیں، وہ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ شہری علاقوں میں اس قانون کو نافذ کر دیں۔ کیا دیہی علاقوں کے لوگوں کو میرے بھائی انسان نہیں سمجھتے؟ جناب والا! دیہات میں رہنے والے بھی انسان ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک قانون کو کسی ایک حصہ میں تو نافذ کر دیا جائے اور دوسرے میں نافذ نہ کیا جائے۔ جناب والا! میرے بھائی بات کو سمجھ نہیں رہے۔ کتے رکھنے کی ممانعت نہیں ہے، صرف انھیں حفاظت میں رکھنا چاہیے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ،

> His amendment is absolutely without reasoning and not workable. Therefore, it should be rejected.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 5 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, in para 65, between the words "of ferocious dogs" and "or other dangerous animals", the words "in urban areas" be inserted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The thirteenth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat

Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo and Ch Khalid Javed Waraich.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! حکومتی بنچز کی طرف سے میرے ایک معزز بھائی نے کہا ہے کہ نماز جمعہ کا وقت نزدیک ہے اس لیے میں مختصر کروں۔ تو ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں یہ amendment move نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر : move نہ کرنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! میں اپنی اس ترمیم کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : چونکہ منیس صاحب اپنی ترمیم نمبر 13 کو withdraw کر رہے ہیں۔ لہذا اب ہم ترمیم نمبر 14 کو لیتے ہیں۔

Fourteenth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move:-

That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 75 be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the

proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 75 be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly. *******

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR ACTING SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! حکومت نے جو پیرا 75 میں ترمیم propose کی ہے۔ اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ:

Keeping pigeon for flying in a manner causing danger to air traffic.

جناب والا! پہلے تو اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ "in a manner" کا کیا مطلب ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ keeping pigeon for flying in a manner... کہ کبوتروں کو اس طریقے سے نہ اڑایا جائے کہ وہ ایئرٹریفک کو نقصان پہنچائیں۔ کبوتر تو کبوتر ہے، آپ اس کو کس طرح "in a manner" پابند کریں گے۔ کیا آپ اسے پابند کریں گے کہ وہ low flight پر جائے؟ آپ اسے کیا کہیں کہ وہ crew flight پر جائے؟ آپ اسے کس طرح سے سمجھائیں گے کہ اس طریقے سے مت جاؤ کہ اگر تمہارے سامنے کوئی جہاز آ جاتا ہے تو اس کے راستے سے ہٹ جانا۔ This is very ridiculous type of amendment. کہ اب یہ کبوتروں کو in a manner پابند کر رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کبوتر کو اڑانا واقعی ایسی چیز ہے کہ It is very dangerous for air traffic. تو پھر اس کے لیے ایک طریقہ کار بھی بنا لیں کہ اسے کس طرح اڑایا جائے اور پھر اس کی سزا بھی اتنی کم نہ رکھیں بلکہ زیادہ رکھیں۔ اگر جہاز 747 ہے اور اس میں تو سینکڑوں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جہاں ان کی زندگیوں کا خطرہ ہے۔ تو پھر کبوتر رکھنا تو ممنوع کر دینا چاہیے۔ یا پھر انھیں پابند کریں کہ وہ کبوتر کو کہیں کہ وہ اس انداز میں جائے کہ 747، 737 یا کوئی بھی جہاز چاہے وی وی آئی پی فلائٹ کا جہاز ہے اس کے سامنے کہیں نہ آ جائے کیونکہ اس سے تو نقصان ہو گا۔ اگر ایسی ہی قانون سازی لے آئی ہے تو میرے خیال میں اس میں تھوڑی سزا نہیں رکھنی چاہیے بلکہ یہ سزا بڑھا دیں تاکہ لوگ کبوتروں کو سکھائیں، سمجھائیں اور ایسی تربیت دیں کہ وہ نیچی پرواز سے اڑیں۔ اتنی

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر عبارت میں تصحیح کی گئی)

پرواز سے اڑیں کہ وہ چھ سات فٹ سے زیادہ نہ اڑ سکیں۔ اسی گھر میں رہیں یا اسی کوٹھی میں رہیں تا کہ وہ ایر ٹریفک کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ میں نے اسی لیے اس پر propose کیا ہے کہ اگر انھوں نے کوئی manner بتانا ہے تو اس کے لیے تربیت ہوگی اس پر اخراجات ہوں گے۔ پھر اس کے لیے گائیڈز رکھے جائیں گے پھر اس کے لیے کوچز رکھے جائیں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ پھر حکومت بھی اس کے لیے کچھ لوگ کنٹریکٹ پر بھرتی کر دے کہ وہ کبوتروں کو سکھائیں کہ وہ in a manner کس طرح نکلائی کریں۔ اس کے لیے job opportunities بھی نکل سکتی ہیں۔ اگر اس طرح کریں گے تو پھر اس کی سزا زیادہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ in a manner fly کرنے کے لیے تو اس پر بڑا خرچ کرنا پڑے گا۔ اگر خدانخواستہ 747 کے سامنے آیا تو بہت نقصان ہو گا۔ جناب والا! میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کو Part-III سے delete کر کے زیادہ سزا والے Part-1 میں شامل کیا جائے، کیونکہ یہ انسانی زندگی کا معاملہ ہے اور حکومت کو اسے ضرور protect کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پیرا 75 میں ترمیم دی ہے جس کے مطابق وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو Part-III سے تبدیل کر کے Part-1 میں لے آئیں تا کہ اس کی سزا بڑھا دی جائے۔ جناب والا! ایک طرف تو یہ argue کرتے ہیں کہ آپ کبوتروں پر کیسے کنٹرول کریں گے، ان کی guidance کیسے ہو گی، ان کو کیسے پتا چلے گا کہ کہاں پر اڑنا ہے اور کہاں پر نہیں اڑنا؟ تو ان کی یہ دو pleas contradictory ہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ کبوتروں کی guidance ہونی چاہیے تو ہم ان کو چیف کوچ مقرر کر دیتے ہیں وہ ان کی guidance کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کی سزا enhance کی جائے تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ تمام ایریاز ایسے نہیں جو ایر ٹریفک کی line of traffic کی زد میں آئیں، They are very restricted roads. جہاں پر یہ problems آتی ہیں۔ وہاں پر انسانی زندگی اور گورنمنٹ اور پبلک پراپرٹی damage ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ صرف چند ایک restricted zones کے لیے حکومت اتنا سخت قانون نہیں بنانا چاہتی کہ عوام میں خوف و ہراس پیدا ہو۔ حکومت کا یہ فرض نہیں کہ عوام میں خوف و ہراس پیدا کرے۔ لیکن restricted zones میں کنٹرول کے لیے کوئی نہ کوئی قانون چاہیے۔ اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ اجازت دی جائے کہ لوگوں کی جیسے مرضی ہو

restricted zone میں کریں اور اس طرح ان کا عمل خطرناک ہو۔ اس لیے اس کو Part-III میں رکھا گیا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ میرے دوست کی جو ترمیم ہے' atleast I am not convinced with that. اس لیے گزارش ہے کہ اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Third Schedule of the Principal Ordinance, in Part-III, para 75 be deleted from here and added at the end of Part-I and subsequent paras be re-numbered accordingly*****

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The fifteenth amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے جو ایجنڈا دیا گیا ہے اس میں تو یہ میری last amendment تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی؟

جناب سعید احمد خان منیس: ترامیم کی جو کاپی مجھے دی گئی ہے اس میں تو یہ last amendment تھی جو میں پہلے move کر چکا ہوں 75 ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، کہیں ہاؤس سے ساری پروسیڈ نگز تو غلط نہیں کروا رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کے پاس جو ایجنڈا ہے اس سے کوئی پیر دائیں بائیں ہو گیا ہو؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس سے پہلے ابھی جو میں نے move کی تھی وہ پیرا

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر عبارت میں صحیح کی گئی)

75 کے بارے میں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، 75 نہیں 69 کے بارے میں۔

جناب سعید احمد خان منیس، pigeons کے بارے میں تو 75 ہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! منیس صاحب کی وہ آخری ترمیم تھی باقی تو انھوں نے withdraw کر لی ہیں۔ میرے خیال میں اب آگے proceed کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، fourteenth amendment پڑھیں اس میں کون سا پیرا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، fourteenth میں پیرا 69 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے تو fourteenth amendment شروع کی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، لیکن منیس صاحب نے sixteenth amendment پیرا 75 پر بات کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے 75 کے بارے میں بات کی ہے۔ آپ اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ریکارڈ درست کرنا پڑے گا۔ آپ کے پاس fourteenth amendment ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جو کاپی ہمیں مہیا کی جاتی ہے اس میں کلاز وائز نہیں ہوتی۔ اس میں total amendments کے نمبر دیے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ غلط بات ہے۔ ریکارڈ درست کریں۔ fourteenth amendment 65 کے بارے میں تھی۔ دیکھیں کہ یہ سارا کیسے ہوا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس میں درستی کرنا پڑے گی۔ جو پہلے move ہوئی ہے وہ 75 کے بارے میں تھی۔ آپ ریکارڈ کے لیے اس کی درستی فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اتنی non serious بات لی جا رہی ہے مجھے کچھ کہا جا رہا ہے اور ادھر کچھ کہا جا رہا ہے۔ بات سامنے ہے اگر clerical mistake ہوئی ہے تو اسے تسلیم کی جائے۔ ریکارڈ درست کیا جائے۔ یہ ختم کریں اور fourteenth amendment میں پیرا 69 دوبارہ پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، دوبارہ move کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کلیریکل غلطی ہے، ہم اس ریکارڈ کو درست کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس کی بجائے چودھویں ترمیم کو دوبارہ موو کریں۔ پیرا 69 ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ 69 کے بارے میں ہے۔ 67 کے بارے میں بھی ایک ہے پھر وہ کلاز اس سے پہلے آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، 67 کے بارے میں؟ 67 تو پہلے آ چکی ہے۔ یہ جو thirteenth amendment تھی اور جو آپ نے میرے خیال میں move ہی نہیں کی۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں، وہ تو 70 کے بارے میں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، 67 جو ہے نا' thirteenth amendment کے بارے میں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی 67 تو ابھی move ہی نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں' یہ ابھی move نہیں ہوئی۔ اب 67 کے بعد 69 ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی اب میں پہلے 67 move کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر، 69 move کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! 69 تو پھر میں move نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ move نہیں کر رہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر next 75۔

جناب سعید احمد خان منیس، 75 تو ابھی ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، 75 ہو چکی یہ آفس نے کیا کیا ہوا ہے۔ 75 ہو چکی ہے۔ ادھر fifteenth amendment پیرا 70 کے بارے میں آئے گی۔ یہ ساری گڑبڑ ایجنڈے میں کی ہوئی ہے--- نہیں جی ہو گیا سے کیا مراد؟ ایک irregularity ہے تو اس کو ہم کہیں گے جی ہو گیا چلتے ہیں۔ مطلب

یہ ہے کہ 67 ہو گیا' 70 ہو گیا اور اس کے بعد 75 dispose of ہو گیا اور 70 آپ بعد میں لا رہے ہیں۔ ترمیم 15 ہے۔ یہ سارا ریکارڈ دوبارہ درست کریں اور ایجنڈا دوبارہ جاری کریں۔ سعید صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی)! صاحب یہ تھوڑی سی بات کیسے ہے؟ یہ اسمبلی کی کارروائی ہے۔ یا اس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ کوئی ایڈمنسٹریٹو آرڈر ہے۔ ایک پیرا 75 آپ پہلے لا رہے ہیں 60 بعد میں لا رہے ہیں اور پھر 75 پہلے لا رہے ہیں 67 بعد میں لا رہے ہیں۔ کہتے ہیں تھوڑی سی یہ ہو گئی۔ میں اسمبلی کی کارروائی میں irregularity رانی برابر بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ دوبارہ کریں اور آئندہ date پر اس کو لے کر آئیں۔ ریکارڈ درست کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! اپنے فاضل دوست سے ہم نے گزارش کی ہے وہ ترامیم کو move نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے اس کو ٹیک اپ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب' گزارش یہ ہے کہ وہ ترامیم جو وہ move نہیں کرنا چاہتے' وہ نہیں کرنا چاہتے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، ابھی تو آپ نے اس پر آ جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کس پر آئیں گے؟ 75 انھوں نے move کر دی۔ 75 کے بعد 70 آ رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب' جو رہ گئی ہیں وہ move نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کے باوجود جو ریکارڈ میں آ گئی ہے۔ یہاں پر اناؤنس ہوا کہ پیرا فلاں چل رہا ہے' ترمیم فلاں چل رہی ہے۔ اس کو آج ریکارڈ سے حذف کریں گے۔ یا ریکارڈ کو اسی طرح پیش کریں گے کہ اس irregularity کو ہم ایسے ہی پاس کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! نہیں۔ اس کو تو آپ درست کروا لیں۔ ان کی سٹیٹمنٹ آ جائے گی کہ وہ move نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ریکارڈ درست کریں۔ اب آپ باقی کوئی move نہیں کرنا چاہتے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں گورنمنٹ کی request پر باقی ترامیم move نہیں کرتا۔ لیکن یہ آپ کی بات درست ہے کہ اسمبلی کارروائی میں جو irregularities ہیں ان کو تو صحیح کرنا

پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کو parawise صحیح کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ساری کارروائی اور سارے بل کا تو ستیاناس ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ساری صحیح کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میرے خیال میں اس کو صحیح کر کے پھر گورنمنٹ کی جو اگلی ترامیم ہیں ان کو اگلے روز پر لے آئیں تاکہ یہ سارا معاملہ regularise ہو جائے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں اس چیز پر توجہ دیں کہ کہیں یہ سارے بل کی کارروائی ہی نہ اس سے effect ہو جائے۔ سارے بل کو دوبارہ ہی نہ کرنا پڑے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، اس میں کلیریکل غلطی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ درست کر لیں۔ باقی چونکہ آپ move ہی نہیں کر رہے۔

The question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister. He may move it.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move:

That for Clause 6 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-

"6. Repeal. - The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 1999 (VII of 1999) is hereby repealed."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

That for Clause 6 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-

"6. Repeal. - The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 1999 (VII of 1999) is hereby repealed."

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اس کو oppose تو کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن گورنمنٹ کی request پر اس کو oppose نہیں کرتا۔

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:-

That Clause 6 of the Bill, as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

THIRD READING

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move:

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 be passed.

(Not opposed.)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1998 be passed

(The motion was carried unanimously.)

The Bill is unanimously passed.

جناب قائم مقام سپیکر، اجلاس کی کارروائی سوموار، چار بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

پیر، 10۔ مئی 1999ء مقبول ۔ 7

(یوم الاثنین، 23۔ محرم الحرام، 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں شام 4 بج کر 37 پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

سورۃ الفجر آیات 24 تا 30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لیے آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا۔ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(محکمہ داخلہ کا مؤخر شدہ سوال)

جناب سپیکر، آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ میرے خیال میں حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ایک سوال pending ہے اور اس کا جواب وزیر قانون صاحب نے دینا تھا۔ پہلے اس کو take up کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر محکمہ تعلیم کے سوالات لے لیں گے۔ راجا صاحب! اس سوال کا نمبر 1960 ہے۔ یہ بی پولیس سٹیشن کے متعلق ہے۔

پولیس اسٹیشن بی لاہور کی عمارت کی تعمیر

*1960۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس اسٹیشن بی لاہور کی عمارت خستہ حال ہے جس کی وجہ سے عملہ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پولیس اسٹیشن کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ بھی بنایا گیا تھا مگر ابھی تک عمارت کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پولیس اسٹیشن کی عمارت کو جلد از جلد تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

جناب سپیکر! اس دن محرک سے میں نے گزارش کی تھی کہ اس معاملے کو میں نے خود take up کیا ہوا ہے اور میں نے انھیں یہ عرض کیا تھا کہ میں خود موقع پر جا کر دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے یہ بھی گزارش کی تھی کہ اس سلسلہ میں، میں نے متعلقہ محکمہ جات یعنی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور پولیس کے افسران کی ایک میٹنگ بلائی ہوئی ہے۔ میں نے اس وقت تک pend کرنے کے لیے جناب سپیکر کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ میری اس سلسلے میں میٹنگ ہوئی ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ 1989ء میں شروع کیا گیا تھا اور اس پر تقریباً 18 لاکھ روپیہ خرچ piling پر آیا تھا۔ جب اس کی piling مکمل ہوئی تو اس وقت یہ اعتراض کیا گیا کہ piling میں جو میٹریل استعمال کیا گیا ہے وہ معیاری نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں محکمہ ہذا نے piling کی verification کے لیے انجینئرنگ یونیورسٹی سے رابطہ کیا اور ان کے حکام سے یہ کہا کہ

آپ ہمیں اس بات کا سرٹیفکیٹ جاری کریں کہ کیا یہ معیار کے مطابق piling ہوئی ہے یا نہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی نے اس کی رپورٹ دینے میں تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ لگایا اور اس ڈیڑھ سال کے دوران بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے اس کو pursue نہیں کیا اور نہ ہی انھوں نے یہ کوشش کی کہ اس کا جواب لیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ منصوبہ تقریباً ڈیڑھ سال بند پڑا رہا۔ ڈیڑھ سال بند رہنے کے بعد جب piling کی رپورٹ آئی اور اسے درست قرار دیا گیا تو پھر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے ٹھیکیدار کو کہا کہ آپ اس پر کام شروع کریں۔ ٹھیکیدار نے پرانے rates پر کام کرنے سے انکار کر دیا۔ ٹھیکیدار اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے درمیان چپقلش کی وجہ سے یہ منصوبہ آج تک دوبارہ شروع نہیں ہو سکا، litigation میں چلا گیا اور اب موقع پر جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے موقع دیکھا تو وہاں پر piling نظر ہی نہیں آتی۔ اس سلسلے میں اب میں نے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو بھی کہا ہے اور میں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھی کہا تھا کہ تحریری طور پر وزیر تعمیرات و مواصلات کو ایک عرض داشت بھیجیں کہ اس مسئلے کے فوری حل کے لیے کوئی اقدامات کیے جائیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جو رواں سال کا ADP ہے، اس میں یہ منصوبہ unfunded ہے، رواں مالی سال میں اس کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے۔ لیکن اب ہم تحریری طور پر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے بھی take up کر رہے ہیں اور پولیس نے علیحدہ اس معاملے کو محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے take up کیا ہوا ہے کہ اگلے مالی سال میں اس منصوبے کے لیے فنڈز فراہم کیے جائیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ اگلے سال سے اس منصوبے کے لیے فنڈز فراہم کیے جائیں تاکہ اس منصوبے کو دوبارہ شروع کر کے ہم پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر، جی، حاجی صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جواب تو بڑی تفصیل سے ملا ہے۔ راجا صاحب نے جس طرح کہا ہے، میں خود بھی موقع دیکھنے گیا تھا اور جواب میں جو لکھا ہوا تھا کہ 20 فی صد کام ہوا ہے۔ وہاں تو بالکل صفایا ہو چکا تھا اور یہ ساری بات تو انھوں نے خود بتا دی ہے۔

اب بات یہ ہے کہ جس طرح یہ تسلی دیتے ہیں، میں مطمئن ہو جاتا ہوں لیکن اسی کے ساتھ ایک سوال 1959 تھا۔ اس کے بارے میں بھی کچھ غلط جواب دیا گیا تھا۔ میں نے اس میں یہ کہا تھا کہ یہ نقشہ لے کر آئیں، وہاں باقاعدہ پولیس اسٹیشن کا پلاٹ پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح جواب غلط دے دیتے

ہیں اور اس کے بعد گول مول کر کے یہاں پر ٹال دیا جاتا ہے۔ اس سوال کا پرسوں جواب دیا تھا کہ ہم ایل ڈی اے کو کہہ رہے ہیں کہ کوئی جگہ ہو تو ہمیں بتائیں۔ یہ ایل ڈی اے کا نقشہ لے کر آئیں، اس میں باقاعدہ پولیس اسٹیشن کا پلاٹ پڑا ہوا ہے لیکن وہ لوگ 7 سال سے ٹینٹوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ بس یہاں جواب گول مول ہو جاتا ہے۔ جس طرح آپ کہتے ہیں، میں تو تسلیم کر لیتا ہوں۔ راجا صاحب حکم کر دیتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن بہت سارے جواب غلط دیے جاتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا ایک سوال میری درخواست پر ان کی تسلی کے لیے pend کروایا گیا تھا۔ آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ میں نے موقع دیکھا، میٹنگ کی اور میں نے وہ جواب معزز ایوان میں دیا ہے۔ جس سے محرک خود مطمئن ہوتے ہیں اور انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ انتہائی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ اگر دوسرا سوال بھی اس وقت pend کروا لیتے تو میں اسی طرح اس کا جواب بھی دے دیتا۔ جناب سپیکر! اب بھی میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں ان کی تسلی کروانے کے لیے تیار ہوں اور یہ گول مول جواب دینے کی بات نہیں ہے۔ جہاں میں نے سمجھا تھا کہ مناسب جواب محکمے کی طرف سے نہیں دیا گیا تو میں نے pend کروایا اور اپنی تسلی کرنے کے بعد میں نے سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اسی طرح یہ جو ابھی فرما رہے ہیں۔ میں آپ کو اور انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اجلاس کے بعد میں ان سے بات کر لوں گا اور اس سلسلے میں ان کی پوری تسلی کرائی جائے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ ایک دو دن بعد مجھے بلا لیں۔ جس طرح یہ میٹنگ کرانا چاہیں یا جس طرح بہتر ہو میں تسلیم کر لیتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب محکمہ تعلیم کے سوالات لیتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 1458۔

ٹرانسفر پالیسی

*1458۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ تعلیم کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل پھالیہ نے ٹرانسفر آرڈر نمبر 1662 تاریخ 08-12-97 کس پالیسی کے تحت کیے۔

(ج) دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل پھالیہ نے 1-8-97 سے لے کر 31-12-97 تک کتنی ٹرانسفرز کیں اور کس پالیسی کے تحت کیں۔ مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او (ایس۔ای-I) 1-97/13-1 مورخہ 27 مارچ 1997ء ٹرانسفر پالیسی درج ذیل ہے۔

I) شادی کی صورت میں (بشرطیکہ اسامی موجود ہو) II) خالی اسامی ہو۔ III) باہمی تبادلہ

مندرجہ بالا صورتوں میں تبادلہ جات پر کوئی پابندی نہ تھی۔

(ب) ٹرانسفر آرڈر نمبر 1662 مورخہ 8-12-97 پالیسی کے مطابق چودھری امتیاز احمد رانجھا، ایم۔پی۔اے منڈی بہاؤالدین کے حکم پر کیے گئے اور چودھری سلطان محمود گوندل ایم۔پی۔اے منڈی بہاؤالدین کے حکم پر آرڈر نمبر 1767 مورخہ 30-12-97 کے تحت کینسل کیے گئے۔

(ج) ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل پھالیہ نے 1-8-97 سے لے کر 31-12-97 تک 95 ٹرانسفرز کیں۔ جن کی نوعیت مندرجہ ذیل ہے۔

I۔ خالی اسامیوں پر	47
II۔ باہمی تبادلہ جات	41
III۔ انتظامی امور کے تحت	4
IV۔ ایم۔پی۔اے کی سفارش پر	3
ٹوٹل ٹرانسفرز	95

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب امتیاز احمد رانجھا، جناب سپیکر! جو جواب آیا ہوا ہے۔ اس میں میرا نام بھی ہے کہ میرے کہنے پر کسی ٹیچر کا تبادلہ کیا گیا ہے۔ جب کہ میرے علم میں ہے کہ میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر صاحبہ کو نہ تو جانتا ہوں اور نہ ہی میں نے کسی ٹرانسفر آرڈر کو منسوخ کرنے یا تبادلہ کرنے کے لیے کہا ہے۔ اب پتا نہیں یہ میرا نام کیسے درمیان میں آ گیا ہے کہ میرے کہنے پر وہ تبادلہ کیا گیا ہے؟ یہ بالکل غلط جواب آیا ہے۔ اس کی وزیر صاحب وضاحت فرما دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، جی' وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم، محکمے نے یہ بتایا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ وہ ان کے رقعے کے ساتھ supported ہے۔ اس لیے میں وہ منگوا لیتا ہوں' کیونکہ مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ رقعے کے ساتھ supported ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یقیناً متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' آپ منگوا لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں' میرا ضمنی سوال ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے جواب میں تبادلوں کے لیے چار وجوہات بتائی ہیں۔ اس کی آخری وجہ ایم پی اے کی سفارش ہے۔ کیا یہ پالیسی کا حصہ ہے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے زمانے میں تو سوائے سفارش کے اور کبھی کوئی کام ہی نہیں ہوا تھا۔ ہم نے تو جو پالیسی بنائی ہے' الحمدللہ اس پر چلتے ہیں۔ ان کے زمانے میں تو پالیسی تھی ہی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس کے اوپر تو بات ہو چکی ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال راجا محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجا جاوید اخلاص، سوال نمبر 1497۔

گورنمنٹ بوائز مڈل سکول ٹھیکریاں کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینا

*1497۔راجا محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر سیکنڈری سکولز راولپنڈی نے ایک مراسلہ نمبر P-2/97/24289 dated25-9-97 کے ذریعہ ڈی۔پی۔آئی سکولز پنجاب کو بوائز مڈل سکول ٹھیکریاں تحصیل گوجر خان کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا تحریر کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم راولپنڈی نے مڈل سکول ٹھیکریاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کو ہائر سیکنڈری کے لیے feasible قرار دیا ہے اور اہالیان دیہہ نے 32 کنال اراضی محکمہ کے نام منتقل کر دی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سکول میں ہائر سیکنڈری کلاسوں کا اجراء کرنے اور کتنے عرصے میں عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔ مراسلہ نمبر P-2/97/24289 مورخہ 25-9-97 کے ذریعہ ڈی۔پی۔آئی(سکولز) کو مڈل سکول ٹھیکریاں کی feasibility رپورٹ ارسال کی گئی تھی۔ جناب والا! ویسے بھی اس کی feasibility منظور ہو چکی ہے اور یہ منصوبہ ان شاء اللہ اس سال ADP میں شامل کیا جا رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔ محکمہ نے مڈل سکول ٹھیکریاں کو ہائر سیکنڈری سکول کے لیے feasible قرار دیا ہے اور اہالیان دیہہ نے 32 کنال زمین محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نام منتقل کرا دی تھی۔

(ج) سکیم منظور ہونے کے بعد فنڈز مہیا ہونے پر عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔ عمارت کی تکمیل کے بعد کلاسز کا اجراء ہو سکے گا۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب!

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی جناب راجا محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص، 1501۔

موضع سید قیصراں کے کمیونٹی ماڈل سکول میں سٹاف کی تعیناتی

*1501۔راجا محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1993ء میں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی موضع سید میں کمیونٹی ماڈل گرلز مڈل سکول کی عمارت کی تعمیر شروع کی گئی تھی جو تاحال نامکمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں کافی عرصہ سے سٹاف بھی تعینات ہے مگر آج تک سٹاف کی ایک دن بھی موجودگی یا حاضری نہ ہے اور وہ محکمہ کی ملی بھگت سے تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) اس سکول کی عمارت پر کتنی لاگت آچکی ہے اور کام کتنے عرصے سے بند ہے نیز سٹاف کتنے عرصے سے تعینات ہے اور اس کی تعداد کیا ہے اور وہ کتنے عرصے سے بغیر کام کے تنخواہیں لے رہے ہیں' نیز ان کے نام اور پتہ جات سے بھی ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے گرلز پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ کے تحت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سید قیصراں کے پرائمری حصہ کو اضافی عمارت اور سہولتیں دے کر کمیونٹی ماڈل سکول کا درجہ دینے کے لیے عمارت کی تعمیر شروع کی گئی۔ جو سست رفتاری کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی۔ عمارت میں ابھی تک کام شروع نہیں ہوا چونکہ فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے یہ سکول پہلے سے چل رہا تھا اور سٹاف پہلے سے تعینات تھا۔ اساتذہ باقاعدہ سکول میں حاضری دیتے ہیں اور تنخواہ لے رہے تھے۔ تاہم فیاض بیگم PTC' نوریں قمر PTC' ممتاز شاہ' جہانگیر میں درجہ چہارم کی تنخواہ گزشتہ 3 ماہ سے بوجہ جعلی تقرری بند ہے۔ (رجسٹر حاضری اور پے آرڈر کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) اس سکول کی عمارت پر ایکسیئن بلڈنگز راولپنڈی کی تصدیق کے مطابق مبلغ 556078 روپے لاگت آچکی ہے۔ سٹاف تین سال سے تعینات ہے۔ (لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی

ہے) سٹاف میں سے کوئی بھی بغیر کام کے تنخواہ نہیں لے رہا۔

(نوٹ) سکول ہذا بیک وقت کمیونٹی ماڈل اور ایلیمنٹری کے طور پر چل رہا ہے۔

سٹاف سٹیٹس گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل سکول سید تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی حلقہ پی۔پی 11

نام عہدہ	عہدہ	ولدیت	تاریخ پیدائش	تعلیمی قابلیت	گریڈ	تاریخ تقرری	تاریخ موجودہ ایڈریس سکول
نورین قمر	P.T.C	مسلم علی	2-2-70	میٹرک PTC	7	4-9-95	4-9-95 ڈاک خانہ عثمان زادہ آڈرہ گوجر خان
فیاض بیگم	P.T.C	محمد اشرف	8-8-59	میٹرک PTC	7	4-9-95	4-9-95 بمقام ڈاک خانہ آڈرہ عثمان زادہ گوجر خان
جہانگیر حسین	N.Q	روزی خان	2-7-63	Nil	1	30-6-88	13-6-96 بمقام ڈاک خانہ بھیر کھیل مرکز گوجر خان
ممتاز حسین شاہ	Mali	علیاء شاہ	1-12-70	Nil	1	24-12-95	24-12-95 بمقام ڈاک خانہ دوطانہ مرکز دوطانہ

تعداد طالبات گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل سکول جنوری 1999ء

ایلیمنٹری سکول سید

	ٹوٹل	حاضر
پنجم	16	15
چہارم	19	19
سوم	26	26
دوم	36	36
اول اعلیٰ	27	27
اول ادنیٰ	77	77
میزان	201	200

جناب سپیکر: راجا صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجا محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کمیونٹی ماڈل سکول کا پراجیکٹ

فارن فنڈڈ سکیم ہے یا گورنمنٹ آف پنجاب کی فنڈڈ تھی؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب! فارن فنڈڈ ہے یا پنجاب گورنمنٹ کی ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! گورنمنٹ پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ کی یہ سکیمیں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی ہیں۔

جناب سپیکر، بس اتنا ہی جواب کافی ہے۔ جی' اگلا سوال۔

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس عمارت پر تقریباً 5 لاکھ 56 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ لیکن 1993ء کے بعد کام بند ہے تو کام بند ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اور کب تک اس پہ کام شروع ہو جائے گا؟ کیوں کہ اس کی باؤنڈری وال بھی نہیں ہے اور عمارت بھی نامکمل ہے۔

وزیر تعلیم، اصل میں پنجاب میں پراجیکٹ کے تحت فنڈز ختم ہو جانے کی وجہ سے' 84' sites نامکمل رہ گئیں۔ جس میں سے تقریباً 48' sites محکمے نے اس سال کوئی تقریباً 1 کروڑ 80 لاکھ روپے re-appropriation کر کے مکمل کی ہیں۔ اب وہ سکیمیں اسے ڈی پی میں اس کے ذریعے مکمل کر رہا ہے اور اس میں سے تقریباً 48 سکیمیں ترقیاتی منصوبے میں مکمل ہوئی ہیں اور ان شاء اللہ باقی ماندہ اگلے مالی سال میں شامل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب! اگلا سوال جناب حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا سوال ہے۔ یہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! 1634۔

ضلع سیالکوٹ میں ہائر سیکنڈری سکولز منڈی کے گورائیہ اور ستراہ کی عمارات کی تفصیلات

*1634۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پی۔پی 108 ضلع سیالکوٹ میں واقع گرلز' ہائر سیکنڈری سکولز منڈیکے گورائیہ اور ستراہ کی بلڈنگ کی کیا پوزیشن ہے۔ ان سکولز کے لیے کتنے فنڈز جاری کیے گئے تھے اور ان میں سے

کتنے خرچ ہو گئے ہیں۔نیز ٹھیکیدار اور فرم کا نام کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا مذکورہ ہائر سیکنڈری سکولز کی بلڈنگ کو محکمہ تعلیم کے حوالے کر دیا گیا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو ان میں اساتذہ اور عملہ کی تعیناتی کب تک ہو گی اور کلاسز کب سے شروع ہوں گی۔

(ج) کیا محکمہ نے ان اداروں کی عمارات کا عملی vision معائنہ کیا ہے اور اس کے میٹریل کے معیاری ہونے کی یقین دہانی کر لی ہے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)

(الف) سرکاری عمارات کی تعمیر کے ذمہ دار محکمہ بلڈنگ پنجاب کے ایگزیکٹو انجینئر پروونشیل بلڈنگز ڈویژن سیالکوٹ سے موصولہ چٹھی نمبر 1662/M مورخہ 7-8-98 کے مطابق سکول وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نام گرلز ہائر سیکنڈری سکول پوزیشن

1۔ منڈیکے گورائیہ عمارت تقریباً مکمل ہے roof treatment اور sokage pit نامکمل ہے۔ سفیدی اور پینٹ کا کام بقایا ہے۔ سکیم گزشتہ تعمیر وطن پروگرام میں funded تھی، لیکن جاری مالی سال 99-1998ء کے تعمیر وطن پروگرام میں شامل نہ ہے۔ کام کو مکمل کرنے کے لیے مبلغ 8.16 لاکھ روپے کے فنڈز درکار ہیں۔

فنڈز

سال	فنڈز موصول	خرچ کیا گیا	کوائف ٹھیکیدار
1995-96ء	7.20 لاکھ	7.20 لاکھ	میسرز پرل بلڈرز نزد مارکیٹ
1996-97ء	15.00 لاکھ	19.95 لاکھ	کمیٹی نارنگ منڈی
1997-98ء	8.10 لاکھ	8.09 لاکھ	ضلع شیخوپورہ

2۔ نام گرلز ہائر سیکنڈری سکول ستراہ، پوزیشن، عمارت کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے اور بلڈنگ محکمہ تعلیم کو handover کی جا چکی ہے۔

سال	فنڈز موصول	خرچ کیا گیا	کوائف ٹھیکیدار)
1995-96ء	6.20 لاکھ	6.20 لاکھ	افضال نواز اینڈ کمپنی محمد
1996-97ء	20.00 لاکھ	19.98 لاکھ	گلے زئیاں پسرور ضلع
1997-98ء	16.27 لاکھ	16.26 لاکھ	سیالکوٹ

(ب) گرلز ہائر سیکنڈری سکول منڈیکے گورائیہ کی عمارت زیر تکمیل ہونے کی وجہ سے محکمہ تعلیم کے حوالہ نہ ہوئی ہے۔ البتہ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ستراہ کی عمارت بعد تکمیل ہیڈ مسٹریس

گرلز ہائی سکول ستراہ کی طرف سے مورخہ 28-5-98 کو محکمہ بلڈنگز سیالکوٹ سے taken over کے بعد ضلعی تعلیمی آفیسر (سیکنڈری) سیالکوٹ کے دستخطوں کے بعد ڈائریکٹو (سیکنڈری تعلیم) گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ کو چٹھی نمبر 4048/Dev مورخہ 17-6-98 کے تحت جملہ اساتذہ دیگر عملہ کی اسامیوں کی منظوری کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ جونہی محکمہ مالیات(خزانہ) پنجاب کی جانب سے منظوری حاصل ہو گی۔ عملہ کی تعیناتی کے ساتھ ہی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

(ج) بحیثیت ٹیکنیکل ایجنسی برائے تعمیر سرکاری عمارات ایگزیکٹو انجنیئر پروفیشنل بلڈنگ ڈویژن' سیالکوٹ کی جانب سے چٹھی درج بالا میں تحریر کیا گیا ہے کہ عمارات کا عملی معائنہ کیا گیا ہے۔ کام معیاری ہے۔ وہ زیر دستخطی ضلع تعلیمی آفیسر (سیکنڈری) سیالکوٹ کی جانب سے کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ سے زبانی ہدایات جاری کردہ دوران میٹنگ ڈویلپمنٹ شروع مالی سال 98-1997ء کے تحت گاہے بگاہے تعمیر عمارت کے کام کی رفتار کی ظاہری صورت حال کا جائزہ دوران سرسری جائزہ معائنہ لیا جاتا رہا ہے اور شعبہ تعلیم سے وابستگی کی بناء پر میٹریل استعمال کردہ معیار کے بارے میں کسی قسم کی رائے پیش کرنے سے قاصر ہے۔ البتہ سربراہ مذکورہ ادارہ جات اور عوامی حلقوں کی جانب سے بھی دفتر ہذا میں اس بارے میں کسی قسم کی تحریری یا زبانی اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 96-1995 میں گرلز ماڈل ہائی سکول کی عمارت کا آغاز ہوا اور ابھی تک وہ نامکمل ہے۔ 99-1998 میں اس کے فنڈز نہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی' منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! بٹ صاحب کو بھی پتا ہے اور سارے ممبران کو بھی پتا ہے کہ پچھلے سال کافی منصوبے کیپ کیے گئے جن کو مکمل کرنے کے لیے زیادہ پیسے کی ضرورت تھی۔ جو نو کن منی اور منصوبے دیے گئے ان پر کافی sanction ہوئی۔ اس سال ان شاء اللہ فنڈز کی صورت حال بہتر ہو گی اور تمام نامکمل سکیمیں چالو ہوں گی۔

جناب سپیکر، جی' شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اسی کا جز (ب) دیکھ لیں اس کے ساتھ ہی ایک اور گرلز ہائر سیکنڈری سکول سترہ ہے۔ جب ان دونوں کا مقابلہ کیا جائے تو 97-1996ء میں اور 98-1997ء میں 8 لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔جس کی وجہ سے اس کی بلڈنگ نامکمل رہ گئی ہے اور دوسرا سکول98-1997 نمیں 6 لاکھ روپے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ جس کی عمارت مکمل ہو گئی ہے۔ وہاں بچے استاد نہ ہونے کی وجہ سے محروم بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ عمارت فنڈز کی وجہ سے نامکمل ہے۔ کیا آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحب یہ کہہ دیں گے کہ اس سال اس بلڈنگ کو مکمل کرنے کے لیے جو 8 لاکھ کے فنڈز بقایا رہتے ہیں وہ اس دفعہ اس بجٹ میں مل جائیں گے؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! کیوں کہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ دو سوال ہوئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ سترہ والے سکول میں عملہ کب تک تعینات ہو گا؟ پہلے اس کا جواب آ جائے پھر دوسرا کر لیں گے۔

وزیر تعلیم، جہاں تک عملے کا تعلق ہے اس کے لیے باقاعدہ طور پر محکمہ خزانہ سے گزارش ہو چکی ہے اور میں نے پچھلی دفعہ بھی تحریک التوائے کار کے جواب میں ہاؤس میں بتایا تھا کہ کم از کم سارے چار سو کے لگ بھگ ایسی SNEs محکمہ خزانہ کے پاس پینڈنگ چلی آ رہی ہیں اور ہم ان سے بار بار request کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ انہوں نے ہمیں بھی یقین دلایا ہے کہ اگر اس دفعہ پوزیشن بہتر ہو جائے تو ہم آپ کا سارا سٹاف sanction کر دیں گے اور ان کا بھی اسی سلسلے میں وہی مسئلہ ہے اور یہ SNE بھی ان میں شامل ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ سکول ہو یا کالج' ان کی بلڈنگ پہ گورنمنٹ کے اتنے فنڈز خرچ ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کا اجراء نہ ہو اور عملہ نہ ہو تو جو فنڈز پہلے لگ چکے ہوتے ہیں وہ بھی ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ اکثر ابھی بھی کئی علاقوں میں یہ دیکھنے میں بات آئی ہے کہ وہاں پہ اتنی اچھی بلڈنگز بنی ہیں لیکن عملہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا فائدہ نہیں ہو رہا۔

وزیر تعلیم، جناب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس بات کا بڑا سختی سے

نوٹس لیا ہوا ہے اور ایک طریق کار وضع کیا جا رہا ہے۔ جس کے تحت اب ممکن ہو سکے گا کہ جب بلڈنگ بن رہی ہو تو اسی وقت یہ request بھی ساتھ ہی concurently پیش کر دی جائے۔ مگر جب تک موجودہ طریق کار کے تحت بلڈنگ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو hand over ہو نہ جائے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس کے لیے request کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ یہ جو کرنٹ طریق کار ہے بہرحال اس طریق کار کے تحت چلتے چلتے یہ مسائل کھڑے ہوئے ہیں۔ جیسے میں نے پچھلی التوائے کار کے جواب میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہی ایک ممبران کی کمیٹی تشکیل دی تھی اور ایک فارمولا وضع کیا کہ کس طرح سے سرپلس سٹاف کو سکولوں میں لگایا جائے تو ہم ایک exercise کے تحت 9 ہزار کے قریب اساتذہ کو لگانے کا کام 15 مئی تک مکمل کر رہے ہیں اور وہ سارے ایسے سکول جہاں پہ بلڈنگز بن چکی ہیں ہمیں hand over ہو گئی ہیں۔ ان کے اوپر عملہ تعینات ہو جائے گا۔ مگر آئندہ کے لیے کوئی طریق کار وضع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اب ان کے سوال کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ باقی سکول کی آدھی بلڈنگ بن چکی ہے اور باقی کے بارے میں آپ on the floor of the House کوئی commitment دینا چاہیں گے؟

وزیر تعلیم، جی ہاں' جناب! ان شاء اللہ اس سال------

جناب سپیکر، بٹ صاحب! یہی دوسرا حصہ ہے ناں۔

وزیر تعلیم، جناب والا ان شاء اللہ اسی سال باقی بن جائے گی۔ یہ خود بھی پارٹی میٹنگ میں اس پالیسی کو approve کر چکے ہیں کہ current projects کو مکمل کرنے کو priority دی جائے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! ٹھیک ہے اور کوئی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا آپ کی وساطت سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ جب تک بلڈنگ مکمل نہ ہو جائے ہم اتنی دیر تک S N E کے لیے نہیں کہہ سکتے۔ اسی جواب کے جز (ب) میں آپ پڑھیں' اس میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ بلڈنگ سیالکوٹ سے taker over کے بعد ضلعی تعلیمی افسر سیالکوٹ کے دستخطوں کے بعد ڈائرکٹر ایجوکیشن گوجرانوالہ کو چٹھی نمبر 4048 ڈویلپمنٹ مورخہ 17-6-98 کے تحت جملہ اساتذہ و دیگر عملہ کی اسامیوں کی منظوری کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ جونہی فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے منظوری حاصل ہو گی۔ عملہ کی تعیناتی کر دی جائے گی۔ اب 17-6-98 کا فنانس ڈیپارٹمنٹ کو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہوا ہے۔ کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ

نے محکمہ تعلیم کو اس کا کوئی جواب دیا ہے' یا محکمہ تعلیم نے ان کو کوئی follow up کیا ہے؟ پورے ایک سال کے عرصے میں اسی process کا مجھے بتا دیں۔ کوئی ایک لیٹر ان کو موصول ہوا ہو یا محکمہ تعلیم نے اس کو follow up کیا ہو۔

جناب سپیکر: جی اس کی latest position بتا دیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ S. N. Es بٹ صاحب کے سکول کی نہیں مگر کئی ایسی S.N.Es ہیں جو تقریباً ڈیڑھ دو سال سے بلکہ اڑھائی سال تک کے عرصے سے بھی محکمہ خزانہ میں انتظار کی حالت میں ہیں۔ تو ان شاء اللہ گومگو کی یہ جو صورت حال جلد ختم کر رہے ہیں۔ فنڈز کی availability نہ ہونے کی وجہ سے یہ صورت حال تھی۔ ان شاء اللہ اس دفعہ ہمیں امید ہے کہ یہ مسئلہ positive طریقے سے حل ہو جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! اگر تو منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں' جس طرح انہوں نے پہلے فرمایا کہ 15۔ مئی تک یہ سٹاف شفٹ ہو جائے گا' اگر تو یہ ایوان میں آپ کے behalf پہ یقین دلاتے ہیں تو ہم خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر 15 مئی کو بھی یہ سٹاف نہیں آتا تو پھر منسٹر صاحب یہ فرما دیں کہ اس کے لیے ہمارے پاس کیا حل ہے یا ہمارا کیا قصور ہے کہ محکمہ تعلیم اور محکمہ خزانہ اگر کسی کو follow up نہیں کرتے تو ہمارے بچوں کی تعلیم کا حرج ہو رہا ہے۔ہم دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہماری بچیاں اور بچے بسوں پہ بیٹھ کر تیس تیس کلومیٹر پر جا کر پڑھنا چاہتے ہیں۔ جب ہم حلقے میں جاتے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں کہ اڑھائی سال ہو گئے آپ نے وہاں سٹاف نہیں بھیجا۔ تو جناب سپیکر! اس میں میرا یا میرے معزز ممبران کا کیا قصور ہے؟ یہی منسٹر صاحب ensure کرا دیں' پندرہ مئی تک ہم خاموش رہتے ہیں' ہم بیس تک خاموش رہتے ہیں' ہم پچیس مئی تک خاموش رہتے ہیں۔ کیا یہ پچیس مئی کے بعد سٹاف پورا کر دیں گے؟ ہم خاموش ہو جائیں گے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں نے ہائر سیکنڈری سکول کے متعلق گزارش نہیں کی۔ میں نے پرائمری سکول یا ایسے دوسرے سکولوں کے متعلق کہا تھا۔ تحریک التوئے کار کا حوالہ دیا ہے' جس کا میں نے جواب دیا ہے۔ جہاں تک ہائر سیکنڈری سکول کا تعلق ہے ظاہر ہے کہ یہ کافی سینئر پوسٹ ہے اور ان پوسٹس پر تو ہم پہلے ہی سٹاف کی contract پر appointment کی تگ و دو کر رہے ہیں جو عدالت عالیہ میں ابھی تک writ کی وجہ سے معاملہ suspended ہے۔اور اگر رٹ کا فیصلہ ہمارے حق

میں ہو جاتا ہے تو پھر میں ان کو یہ یقین دلانے کی پوزیشن میں ہوں کہ ستمبر میں جب کالج کھلے گا تو ان شا اللہ سٹاف تعینات ہو جائے گا۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا اور دوسرے طریقہ کار کے ذریعے' جو regular طریقہ ہے یعنی through پبلک سروس کمشن ہمیں سٹاف نئے سرے سے بھرتی کرنا پڑتا ہے تو اس کے ذریعے سے پھر میں یہ commitment دینے کی پوزیشن میں ہرگز نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! اس میں ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کہ خود ہی محکمے نے آج سے ایک سال پہلے یہاں اس چٹھی کا حوالہ بھی دیا گیا ہے تو پھر اس کی کوئی نہ کوئی پوزیشن سامنے آنی چاہیے کہ اس میں latest development کیا ہوئی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ محکمہ خزانہ بڑی ہمدردی سے ہماری ان ساری ضروریات کا جائزہ لے رہا ہے اور محکمہ خزانہ سے اس کے اوپر میری کئی دفعہ ملاقات' meetings اور بحث ہوئی ہے اور وہ بڑی ہمدردی سے اس معاملے کو view کرتے ہیں اور انہوں نے یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ جیسے ہی کوئی فنڈز پوزیشن improve ہوتی ہے تو ہم ان شاء اللہ آپ کے SNEs کو approve بھی کر دیں گے۔ مگر اس وقت تک میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں جو دو طریق کار میرے پاس تھے۔

جناب سپیکر، چلیں' آپ اس کو دوبارہ take up کر لیں اور دیکھ لیں کہ کتنی جلدی یہ ہو سکتا ہے۔

وزیر تعلیم، بہتر جناب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جب منسٹر صاحب اس پوزیشن میں آئیں گے اس وقت تک کے لیے اس سوال کو پینڈنگ کر دیں۔ وہ اتنا serious مسئلہ ہے کہ ایک سال کا letter لکھا ہوا ہے اور وہ اس پوزیشن میں ہیں اور وہ اس کو follow up نہیں کر سکتے۔ تو پھر ہم کیا کریں گے؟ بہتر یہ ہے کہ ہم اس کو ایک سال پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ جب وہ پوزیشن میں آئیں گے تو اس کا جواب لے لیں گے۔ محکمہ ایجوکیشن جو انہی کا محکمہ ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو letter لکھتا ہے اور اس کے جواب کے لیے ان کا ڈیپارٹمنٹ follow up بھی نہیں کر سکتا تو اس میں قصور معزز ممبر کا ہے یا ان کے ڈیپارٹمنٹ کا؟ قصور تو ان لوگوں کا ہے جناب والا! آپ بھی ایک دیہاتی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ شہروں کی پوزیشن ہے اور شہروں میں بہت کالج اور private sector میں سکول کالج ہیں۔ دیہاتی علاقے میں یہ مسئلہ بہت بڑا ہے' وہاں پر ایک بچی کو اس کا باپ

تیس میل دور سکول میں چھوڑنے جاتا ہے۔ تو ایک سال میں letter لکھنے کے باوجود فنانس ڈیپارٹمنٹ follow up نہیں کر سکتا تو پھر جناب والا! اس میں ہم کیا کریں ایک سال میں انہیں کیا جواب دیا؟ مجھے ایوان میں یہ بتا دیا جائے کہ 17.6.98 کو محکمہ تعلیم نے letter لکھا ہے محکمہ تعلیم نے اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ سے کیا جواب لیا ہے' ان کے پاس اس کا کوئی تحریری ثبوت ہے؟ میٹنگز تو بے شمار ہوتی ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب صبح شام محکمہ تعلیم کی movement کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن ہر آدمی وزیراعلیٰ بن کر کام کرے گا تو implementation ہو گی۔

وزیر تعلیم، اصل میں بٹ صاحب کو بھی پتا ہے اور دو اڑھائی سال میں ان کا بھی تجربہ کافی ہوا ہے کہ Eeverybody has a some excuses اب اس کی روشنی میں ہم اس کی تگ و دو کر سکتے ہیں جب معاملہ یہاں پہ ہو کہ پیسہ نہیں ہے تو پھر اس کے لیے تو ظاہر ہے کہ پھر فنڈز پوزیشن کے improve ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر، اس میں ان کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ محکمہ کی طرف سے جواب آ جاتا کہ اس میں latest position کیا ہے اور انہوں نے finally کچھ کیا ہے یا نہیں' یا کچھ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے ــــ

جناب سپیکر، فنانس ڈیپارٹمنٹ؟

وزیر تعلیم، جی جناب والا! ایک تو یہ کہ ہمیں بہت خوشی ہو گی جو بلڈنگز ہمیں hand over ہو چکی ہیں وہ operational ہو جائیں۔ اسی لیے بنی ہیں اور یہی ہماری کوشش بھی ہے اور محکمہ خزانہ بھی یہی کہتا ہے کہ ہم آپ کی پوری مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ جی' ہم آپ کو سٹاف نہیں دیتے۔ مگر وہ بھی تب دیں گے جب ان کی فنڈ پوزیشن improve ہو گی۔

جناب سپیکر، پھر یہی ہے کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نئے بجٹ میں فنڈز کی بہتری کی صورت میں اس کو ہم take up کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے معزز سپیکر ہیں جو آپ کا فیصلہ ہو گا وہ ہمیں قبول ہو گا۔

جناب سپیکر، دیکھیں' اس میں یہ ہے کہ مہینے کے بعد بجٹ بھی آ جائے گا' اس کے بعد situation بھی clear ہو جائے گی اور اگر یہ نہ ہوا تو آپ دوبارہ بھی سوال دے سکتے ہیں۔ اگلے سوال سے پہلے صدیق سالار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے

جناب محمد صدیق سالار، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ ٹیکنیکل کالج male اور female فیصل آباد پیپلز کالونی دونوں ادھورے ہیں جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم جاری ہے۔ مگر کسی کی چھت نہیں ہے اور کسی کا دروازہ نہیں ہے اور کسی جگہ اندر آنے کے لیے بھی راستہ نہیں ہے۔ جناب وزیر موصوف سے کہا جائے کہ اپنی توجہ ان دونوں کالجوں کی طرف بھی کریں۔ آپ کی وساطت سے ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ بعد میں نوٹ کرا دیں۔ ضمنی سوال نہیں بنتا اور نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے ویسے آپ نوٹ کرا دیں۔

جناب داریوس پستنجی، کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ اگرچہ محکمہ تعلیم کے پاس سٹاف موجود نہیں ہوتا تو پھر وہ سکول کی بلڈنگز بنانے کی permission کیوں دیتے ہیں؟ کیا حکومت کے پاس اتنا پیسہ ضائع کرنے کو ہے کہ سکول کی بلڈنگ بنانی allow ہو جاتی ہے اور پھر سالوں تک اس کے اندر سٹاف نہیں ہوتا کہ وہ سکول function کر سکے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب نے وہی بات کی ہے لیکن منسٹر صاحب! اس نئی پالیسی کے حوالے سے دوبارہ repeat کر دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ہمیشہ آدمی مستقبل کے لیے کسی امید کے لیے کوئی کام کرتا ہے اور اس میں اگر کوئی رکاوٹ آ جاتی ہے تو یہ معاملہ بدبختی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے اور ان کو بھی پتا ہے کہ پچھلے سال ملک کے اوپر کتنا بھاری وقت آیا تھا۔

جناب سپیکر، جی اگلا سوال نمبر 1638 جناب شاہد محمود بٹ کا ہے۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے کافی detail کے ساتھ اس کا جواب آ گیا ہے۔ بٹ صاحب! اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟ اگلا سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1638

حلقہ پی۔پی 108 میں سکولوں میں عملہ اور فنڈز سے متعلق تفصیلات

*1638۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں حلقہ پی۔پی 108 میں بوائز اور گرلز سکولوں کی تعداد کیا ہے۔ نام' پتہ جات بتائے جائیں۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ اور دیگر عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز حکومت ان اسامیاں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں انچارج ضلع ،تحصیل اور مرکز کے افسران بوائز اور گرلز سائیڈ مع پتہ جات' تعیناتی' گریڈ اور ڈومیسائل ایڈریس کیا ہیں اور ان کے پاس سرکاری ٹرانسپورٹ کی بھی مکمل تفصیل مہیا کی جائے۔

(د) سال 98-1997ء حلقہ پی۔پی 108 میں ایسے سکولز کے نام بتائے جائیں۔ جن میں SMC (سکولز مینجمنٹ کمیٹی) کے ذریعہ فنڈز مختص ہوئے اور کتنے مہیا کر دیئے ہیں نیز ان سکولز کے فرنیچر اور دیگر مرمتوں کی تفصیل بتائی کی جائے؟

وزیر تعلیم (ریگولیٹر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)

(الف) حلقہ پی۔پی 108 ضلع سیالکوٹ میں مردانہ اور زنانہ سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	ہائی سکول	ایلیمنٹری سکول	پرائمری سکول	مسجد سکول
مردانہ	9	8	100	84
زنانہ	7	12	117	+

(نام اور پتہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	منظور شدہ اسامیاں		خالی اسامیاں	
	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ
ہیڈ ماسٹرز	9	7	1	4
ایس۔ایس۔ٹی	64	32	17	13
ای۔ایس۔ٹی	60	41	1	8

ایس۔ای' او۔ٹی' اے۔ٹی	75	50	2	9
ڈی۔ایم	9	7	1	1
پی۔ای۔ٹی	19	19	1	+
انگلش ٹیچر	50	45	5	+
P.T.C	563	333	2	14
درجہ چہارم	79	101	5	12
جونیئر کلرک	9	7	+	+

خالی اسامیاں بھرتی پر پابندی ختم ہونے پر پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بوائز گرلز ہائی سکولوں میں SMC کے تحت کوئی گرانٹ نہ ملی ہے۔ البتہ مڈل اور پرائمری سکولوں میں گرانٹ ملتی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں۔ ذرا تھوڑا سا غور کریں کہ 7-4-97 کو میں نے یہ سوال دیا۔میں دونوں سوالوں کا تقابل ایوان میں دکھانا چاہتا ہوں کہ جواب مجھے یہ ملا کہ آپ کے بوائز پرائمری سکول 100 ہیں اور گرلز 136 ہیں۔ مڈل سکول 8 ہیں اور گرلز کے 16 ہیں۔ ہائی سکول 9 ہیں اور گرلز کے 4 ہیں۔ مکتب سکول 86 ہیں۔ اب یہی سوال میں نے کسی اور شکل میں چودھویں اجلاس میں 10-5-99 کو آج جو ہو رہا ہے' اس میں دیا ہے' اس کا جواب مجھے یہ ملا ہے کہ آپ کے بوائز پرائمری سکول 100 ہیں لیکن گرلز کے 136 کی بجائے 117 ہو گئے ہیں۔ یعنی 97ء میں میرے 136 سکول تھے اور 1999ء میں آ کر یہ 117 ہو گئے ہیں۔ بوائز مڈل سکول 97ء کے جواب میں 8 تھے اور گرلز کے 16 تھے۔ جب کہ یہاں آ کر گرلز کے 12 ہو گئے ہیں۔ یعنی بجائے اوپر جانے کے یہ گراف نیچے آ رہا ہے۔ اسی طرح یہ مکتب سکول پہلے 86 تھے اب 84 رہ گئے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ یہ دونوں سوالات کے جواب محکمہ تعلیم نے دیے ہوئے ہیں' اس میں درست کون سے ہیں؟ پہلا جواب درست ہے یا موجودہ سوال کا جواب درست ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! انھوں نے جو پہلی figures دی ہیں جن کے ساتھ یہ موازنہ کر رہے ہیں

وہ figures آیا ان کو on the floor of the House دی گئی ہیں یا کسی آفیسر نے اپنے دفتر میں دی ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں on the floor of the House آپ کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس دونوں چارٹ ہیں اور یہ دونوں آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے دیے ہوئے ہیں۔ یہ 99ء کا آپ کا جواب ہے۔ یہ آپ پڑھ لیں اور یہ دوسرا 97ء کا جواب ہے۔ ایک چھٹے اجلاس کی کارروائی ہے اور دوسری چودھویں اجلاس کی کارروائی ہے۔ یہ بجائے سکول کو بڑھانے کے کم کی figures دے رہے ہیں۔ اس سے میرا خود استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ محکمہ تعلیم جس کے اوپر ہم سب سے زیادہ زور دے رہے ہیں، جس کے اوپر ہماری ساری قوم انحصار کرتی ہے، جس کے اوپر ہمارے سارے مستقبل کا انحصار ہے، محکمہ تعلیم کا آپ یہ حال دیکھیں۔ یہ 97ء اور 99ء کا تقابل دیکھیں۔ 97ء میں سکول زیادہ ہیں اور 1999ء میں سکول سوال کے جواب میں کم آ گئے ہیں۔ تو منسٹر صاحب اس کا ذرا وضاحت سے جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی پرنٹنگ کی غلطی تو نہیں ہو گئی؟

وزیر تعلیم، There are two/ three possible reasons. ایک تو error ہو سکتا ہے۔ دوسرا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نئے سکول بنے ہیں، شاید وہ اس وقت شمار نہیں ہوئے۔ اب ہو گئے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اب اگر ممبر موصوف کو اس کے اوپر اعتراض ہو۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے سکول زیادہ تھے اور اب بعد میں کم ہو گئے ہیں۔

وزیر تعلیم، میں نے اسی لیے اس کی reason quote کی ہے کہ possible error ہو سکتا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! منسٹر صاحب ماشاء اللہ خود ہی بڑے اچھے طریقے سے سوال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ میں خوش اس بات پر ہوتا کہ کمپیوٹر میں error آ گیا ہے کہ میرے سکولوں کی تعداد بڑھ جاتی۔ چلیں، میں خوش ہو جاتا۔ اگر سکولوں کی تعداد کم ہو رہی ہے تو مجھے تو خوش ہونے کی بجائے رونا چاہیے کہ جناب! کمپیوٹر بھی آپ کے پاس ہے اور سوالات کے جواب یہ میں نے خود نہیں دیے، یہ محکمہ تعلیم نے دیے ہیں۔ تو بجائے تعداد بڑھنے کے وہ کم لکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! یہ آپ کے پاس پہلے کس اجلاس کے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! یہ 21۔ اکتوبر 97ء کا جو چھٹا اجلاس تھا یہ اس کے ہیں اور اس میں میرا سوال نمبر 148 تھا۔

جناب سپیکر: یہی سوال تھا؟

جناب شاہد محمود بٹ: جی' یہی سوال تھا۔ اس کو میں پڑھ دیتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔ اس میں' میں نے لکھا تھا کہ "صوبائی حلقہ 108 میں گرلز' بوائز' پرائمری' مڈل' ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر: بٹ صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو اس طرح کرتے ہیں' منسٹر صاحب! اس میں شاید کوئی error ہو' شاید پرنٹنگ کی یہاں پر error ہو یا آپ کے پاس error ہو' میرا خیال ہے کہ اس سوال کو pending نہ کر لیں؟ تاکہ یہ پھر آ جائے اور آپ بھی دیکھ لیں اور اسمبلی کا سٹاف بھی چیک کرے کہ یہ کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم: جی ہاں۔ میں اس کی پوری تحقیق کراؤں گا۔

جناب سپیکر: اس کی تحقیق کرا لیں۔ بٹ صاحب! آپ ذرا ابھی اجلاس کے بعد سیکرٹری اسمبلی کو بھی یہ دونوں کاپیاں 1997ء والے اجلاس کی اور 1999ء والے اجلاس کی دے دیں اور سوال نمبر بھی لکھوا دیں تاکہ یہ چیک ہو جائے۔ اب ہم اس کو pending کر لیتے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جی' ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر 1665

طلباء کو وظائف کی ادائیگی

*1665۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک مڈل سکولنگ پراجیکٹ اور یونیسف کے تعاون سے ضلع ملتان اور خانیوال میں کتنے طالب علموں کو وظائف دیئے گئے۔ ان کے نام' کلاس اور سکول کی تفصیل مع رقم بتائی جائے۔

(ب) وظیفہ پانے والے طلباء کی نامزدگی کس اتھارٹی نے کی اور نامزدگی کا معیار کیا تھا' تفصیل بتائی جائے۔

(ج) وظیفہ حاصل کرنے والے طلباء میں سے کتنے طلباء کو ابھی تک رقم کی ادائیگی نہیں ہوئی ان کو

کب تک رقم ادا کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (ریگولر ایجوکیشن) (ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) 1996ء میں وظائف پانے والی طالبات کی تعداد ضلع ملتان 279 ضلع خانیوال 214، 493 ہے۔
1997-98ء میں وظائف پانے والی طالبات کی تعداد ضلع ملتان 265 ضلع خانیوال 211، 476 ہے۔

فی طالبہ -/900 روپے وظیفہ دیا گیا۔

کل رقم 969 X 900 = -/872100 روپے

وظیفہ پانے والے طالبات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وظائف پانے والے طلباء کی نامزدگی متعلقہ مرکز کی سلیکشن کرتی ہے۔ نامزدگی کا معیار محکمہ تعلیم کی ہدایت کے مطابق درج ذیل ہے۔

(i) حاصل کردہ نمبر جماعت پنجم 45% سے زائد ہوں

(ii) حاضری جماعت پنجم کم از کم 75% ہو

(iii) والد کی آمدنی سالانہ =/15000 روپے سے زائد نہ ہو۔

(ج) وظیفہ حاصل کرنے والی تمام طالبات کو وظائف کی رقم ادا کی جا چکی ہے۔

1996ء میں 493 طالبات کو وظائف ادا کیے گئے۔

1997-98ء میں 476 طالبات کو وظائف ادا کیے گئے۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اس میں detail آ گئی ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں خانیوال اور ملتان میں جن طلباء نے وظائف لیے تھے ان کے بارے میں کوائف پوچھے تھے۔ جواب میں صرف طالبات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ طلباء میں لڑکے بھی آتے ہیں اور لڑکیاں بھی آتی ہیں اور مجھے انھوں نے جو اطلاع مہیا کی ہے اس میں صرف طالبات کا لکھا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں یہ ذرا دیکھ لیں کہ سوال نمبر 1665 کا جو جز (الف) ہے اس میں یہ ہے کہ "سال 1966ء سے آج تک مڈل سکولنگ پراجیکٹ اور یونیسف کے تعاون سے ضلع ملتان اور خانیوال میں کتنے طالب علموں کو وظائف دیے گئے ہیں۔ ان کے نام، کلاس اور سکول کی تفصیل مع رقم بتائی جائے"۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو میز پر تفصیل رکھی گئی ہے اس میں لڑکوں کے نام بھی ہیں اور

لڑکیوں کے نام بھی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ اس کے جواب میں ہے یہ کہ 1996ء میں وظائف پانے والی طالبات کی تعداد ضلع ملتان اور ضلع خانیوال میں اتنی ہے۔ اس میں صرف طالبات کی تعداد ہی لکھی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، طالبات کی ہے۔ یہ تفصیل بھی میرے پاس ہے۔ اس میں صرف طالبات کا ہی لکھا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ جو میز پر لسٹ رکھی گئی ہے اس میں طلباء کے نام بھی ہیں اور طالبات کے نام بھی ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! اس لسٹ کو اگر منسٹر صاحب تفصیل سے پڑھیں تو اس میں ایک بھی طالب علم کا نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ کیونکہ آپ نے اس کے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ یہاں پر صرف طالبات کے نام ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں ان کے لیے طلباء کے بھی اور دوسرے بھی نام لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اس میں ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے اس میں بھی آپ اگر دیکھیں تو کسی جگہ کے اوپر بھی کوئی ایسا نام مجھے نظر نہیں آ رہا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! چونکہ یہ ایک مسئلہ مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ یہ پی۔ ایم۔ ایس کے تحت دیے جاتے ہیں اور یہ صرف طالبات ہی کو ایلاٹ کرتی ہیں، طلباء اس کے لیے نہیں کرتے۔

جناب سپیکر، یہ یونیسف کے تعاون سے جو ہوتے ہیں یہ صرف لڑکیوں کے لیے ہی ہے؟

وزیر تعلیم، جی، یہ لڑکیوں کے لیے ہی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔۔۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! اس میں، میں نے مڈل سکولنگ پراجیکٹ اور یونیسف دونوں کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، جی، سوال میں مڈل سکولنگ پراجیکٹ اور یونیسف کے تعاون سے پوچھا گیا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی' 10 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لیے 10 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5 42 پر جناب سپیکر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، سوال نمبر 1665 ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا تھا۔ ڈاکٹر صاحب ذکر کر رہے تھے کہ صرف طالبات کے بارے میں بتایا گیا ہے اور اس کا جواب یہ تھا کہ یونیسف کے تعاون سے جو وظائف دیے گئے ہیں وہ صرف طالبات کے لیے تھے۔ اس کے بعد آپ نے مڈل سکولوں کے بارے میں ضمنی سوال پوچھا تھا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! عبدالحکیم مرکز میں ایک لڑکی کو بھی وظیفہ نہیں دیا گیا تو میں اس مرکز کی تفصیل چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ان کی تفصیل نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر، آپ جو پہلے سوال کر رہے تھے یہ اس سے ہٹ کر ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں اس سے مطمئن ہوں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اس کی تصدیق کر کے ڈاکٹر صاحب کو جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ کا کوئی اور ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1673۔

گلشن راوی سکیم لاہور میں کالج کی تعمیر

*1673۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے گلشن راوی سکیم لاہور کے ایف بلاک میں کالج کے لیے مختص پلاٹ پر کالج کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے وزیر اعلیٰ کے احکام پر اب تک کیا کارروائی کی ہے۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ چھوٹا سا ہے اس لیے اسے پڑھ دیں۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ اسے پڑھ دیں۔

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ نے گلشن راوی میں ایل۔ڈی۔اے کی جانب سے پلاٹ کی فراہمی کو مشروط کرتے ہوئے گرلز کالج کے قیام کا حکم دیا تھا۔ جبکہ ایل۔ڈی۔اے مذکورہ پلاٹ کو پہلے ہی ایل۔ایم۔سی کو الاٹ کر چکا تھا۔

(ب) چونکہ ایل۔ڈی۔اے نے مذکورہ پلاٹ میٹروپولیٹن کارپوریشن کو الاٹ کر دیا ہے' اس لیے اس سلسلہ میں مزید کارروائی نہیں کی جا سکی۔ تاہم وزیر اعلیٰ کے تازہ احکامات مورخہ 3-12-98 کی روشنی میں محکمہ تعلیم نے 22-2-99 کو سمری ارسال کی جس پر وزیر اعلیٰ نے ایل۔ایم۔سی کے زیر قبضہ پلاٹ پر گرلز کالج کے قیام کے احکامات جاری کیے۔ ان احکامات کی روشنی میں محکمہ ایل۔ایم۔سی سے مذکورہ پلاٹ کا قبضہ و حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے' جس کے بعد اس پر گرلز کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ حاجی صاحب نے خود ہی یہ سوال کافی دفعہ پڑھا ہوا ہے۔ اب تو انھوں نے مجھے ایسے ہی امتحان میں ڈالا ہے۔ ان کا کام ہو گیا ہے اس لیے یہ مجھ سے صرف کہلوانا چاہتے ہیں کہ میں ایوان میں یہ کہہ دوں کہ کام ہو گیا ہے۔ اس لیے میں یقین دلاتا ہوں کہ کام ہو گیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، لیکن یہ تو بتائیں کہ کب تک؟ مجھے مدت تو بتائیں کیونکہ ایک سال بعد میرے سوال کی باری آئی ہے۔

جناب سپیکر، تھوڑی سی تفصیل بتا دیں کہ کب تک ہو گا؟

وزیر تعلیم، جناب والا! صرف پلاٹ کا مسئلہ ہے۔ حاجی صاحب نے ہمیں پلاٹ دلوانا ہے ہم نے ایل ایم سی کو درخواست کر دی ہے جب پلاٹ مل گیا ان شاء اللہ کنسٹرکشن شروع ہو جائے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے ایک سال پہلے یعنی 27-5-98 کو یہ سوال کیا تھا اور ایک سال کے بعد آج یہ باری آئی ہے۔ اس وقت یہ پلاٹ ایل ڈی اے کا تھا۔ اس سے بھی پہلے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے آرڈر ہوئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، لیکن اب تو یہ پلاٹ ایل ایم سی کے پاس چلا گیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جب اس وقت آرڈر ہوئے تھے لیکن بنایا نہیں تو اب پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے

سری میں آرڈر کر دیے ہیں کہ اسے محکمہ تعلیم کو ٹرانسفر کر دیا جائے۔ تو یہ بتائیں کہ وہ کب ٹرانسفر ہوگا اور کب شروع کریں گے۔ کام کرنے میں تو کوئی حرج نہیں جب کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب والا! ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم 31 مارچ 1999ء کو ملا ہے اور آج 10 مئی ہے۔ تو اگر ہم نے محکمے کو approach کر دیا ہے تو آپ کو ہماری کار کردگی سے مطمئن ہونا چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرے حلقے کے لیے بہت بڑا کام کیا ہے۔ میں صرف یہی چاہتا تھا کہ یہ کہہ دیں کہ ایک دو یا تین مہینے کے بعد یہ کام شروع ہو جائے گا صرف اتنی سی گارنٹی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، ظاہر ہے کہ یہ اگلے بجٹ میں ہی آئے گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب آپ نے کافی commitment کروالی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ اگلے بجٹ میں فنڈ آئے گا اور کام ہو گا تو میری تسلی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1674

پی۔پی 129 لاہور میں نئے کالجز کا اجراء

*1674۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی پی 129 لاہور میں کتنے گرلز اور بوائز کالجز ہیں ان کے نام اور جس جگہ واقع ہیں کا نام بتایا جائے۔ آیا یہ کالجز آبادی کے تناسب سے کافی ہیں۔

(ب) اگر پی۔پی129 میں پہلے سے قائم شدہ کالجز ناکافی ہیں تو مزید کتنے کالجز کی ضرورت ہے اور مطلوبہ کالجز کب تک قائم کر دیے جائیں گے۔

(ج) حکومت نے سال 1995ء سے لے کر آج تک ان کالجز کو کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی ہے اور یہ فراہم کردہ گرانٹ ان کالجز کی ضرورت کے مطابق تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ صرف دو لائنیں ہیں اس لیے پڑھ دیں تو بہتر ہے۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) پی۔پی 129 لاہور میں کوئی بھی بوائز یا گرلز کالج موجود نہ ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں جز(ب) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) کالج کی غیر موجودگی میں گرانٹ جاری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس سے زیادہ مختصر کیا ہو سکتا ہے جب ہے ہی نہیں تو پھر آپ کیا کریں گے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں اسی لیے کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ وعدہ کر لیں۔ اب انھوں نے خود یہ پڑھ دیا ہے کہ پورے 129 حلقے میں نہ بچیوں کا کوئی کالج ہے اور نہ ہی بچوں کا کوئی کالج ہے۔ اور کئی سالوں سے آرڈر ہی آرڈر چلے آ رہے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا۔

وزیر تعلیم، جناب والا! لاہور شہر میں on the basis of population density پنجاب بھر میں سب سے زیادہ ادارے ہیں۔ حاجی صاحب کو اور کیا چاہیے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ بات تو حلقہ 129 کی ہو رہی ہے اور یہ خود جواب دے رہے ہیں کہ وہاں کوئی گرلز یا بوائز کالج نہیں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب کو لاہور سے کوئی غرض نہیں، وہ تو حلقہ 129 کی بات کر رہے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میرے ساتھ تو حلقہ 129 کی بات کریں جس کے بارے میں آپ خود کہہ رہے ہیں کہ کوئی کالج نہ ہے۔ اور کالج کی غیرموجودگی میں گرانٹ جاری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ اس بارے میں بتائیں کہ جب آپ اوپر وعدہ کر رہے ہیں کہ یہ شروع ہو جائے گا تو پھر اس کے لیے گرانٹ کب آئے گی اور کب شروع ہو گا؟ میری اتنی تو تسلی کرائیں۔ لاہور میں تمام صوبائی حلقوں سے حلقہ 129 سب سے بڑا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اس علاقے کے اردگرد کافی سکول اور کالج ہیں۔ حاجی صاحب ہمیں تجویز بھجوائیں تو ہم ان شاء اللہ اس کی feasibility study کروا لیتے ہیں اور اس کی بنیاد پر کوئی ٹھوس جواب دے سکیں گے۔ لیکن انھوں نے جو ابھی سوال کیا ہے ہم نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ کے پہلے سوال میں تو commitment آ گئی ہے۔

حاجی غلام صابر انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے یہ بات ہو لینے دیں اس کے بعد۔

حاجی غلام صابر انصاری، میں اسی بارے میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں نہیں ہو سکتا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! آپ خود دیکھیں کہ پہلے سوال میں کہہ رہے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے

ہو گئے ہیں۔

وزیر تعلیم، وہ گلشن راوی کی بات تھی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ابھی کہہ دیا ہے کہ ارد گرد ہیں۔ جناب والا! ایک دو میل نہیں بلکہ پندرہ میل کا فرق ہے۔ جہاں سے ووٹ لیے ہوتے ہیں میں بھی جواب دہ ہوں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ کے اس سوال کا جواب آ گیا ہوا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، یہ بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر، اس میں تو آپ کے ایک کالج کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ آپ کو ایک کالج تو مل گیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، انصاری صاحب! اب آپ بتائیں کہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

حاجی غلام صابر انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حاجی مقصود بٹ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ میرا حلقہ ہے۔ جناب والا! ان کا پکا حلقہ کون سا ہے؟ یہ تو ان کا پکا حلقہ نہیں ہے۔ کبھی یہ کہیں سے الیکشن لڑتے ہیں کبھی یہ کہیں سے لڑتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! آئندہ میں ان شاء اللہ ان کی اجازت سے قصور سے الیکشن لڑوں گا۔

جناب سپیکر، راجا خالد صاحب!

راجا محمد خالد ،جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور میں جتنے کالجز موجود ہیں کیا ان کا سٹاف پورا ہے؟ چونکہ ہمارے جو دیہاتی علاقے ہیں ان کا تو برا حال ہے۔ اگر 23 پوسٹیں موجود ہیں تو ان میں سے دو لیکچرر یا اسسٹنٹ پروفیسر موجود ہیں۔

وزیر تعلیم ، میں سمجھتا ہوں کہ راجا صاحب نے ایک نہایت اہم مسئلے کو اٹھایا ہے۔ جو ہر لحاظ سے کہ ہمسب ممبران کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اس لیے میں لمحہ فکریہ کہہ رہا ہوں کہ جتنے بڑے شہر ہیں' راولپنڈی سے لے کر ملتان' بہاولپور اور آگے رحیم یار خان تک' ان میں آپ کو عموماً سٹاف پورا ملے گا اور اگر کوئی کمی ملے گی بھی تو دو تین فیصد تک ہو گی۔ چونکہ کالجوں میں جو زیادہ لوگ میرٹ پر qualify کرتے ہیں ان کا زیادہ interest یہی ہوتا ہے کہ ہم نے بڑے شہروں میں سکونت اختیار کرنی ہے۔ اب اس کے لیے جو سفارشیں آتی ہیں وہ بھی ایم پی ایز' ایم این ایز کی زیادہ آتی ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے اور میں نے اپنے کئی بھائی ممبران سے کہا بھی ہے کہ جن کا تعلق دیہاتی حلقوں سے ہے' جس طرح میرا ہے کہ آپ ایسے لوگوں کی کیوں سفارش کرتے ہیں' اپنے حلقے کے

لوگوں کو شہروں میں کیوں لانا چاہتے ہیں؟ یہ کئی ایک مجبوریاں ہیں لیکن راجا صاحب نے جو بات کی ہے اس میں صداقت ہے اور ہمیں اس کے اوپر سوچنا چاہیے۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میری گزارش یہ ہے کہ وزارت صحت میں بھی یہ مسائل تھے کہ ڈاکٹر رورل ایریاز میں نہیں جاتے۔ اس وزارت نے اس مسئلے کا حل تلاش کیا کہ ڈاکٹروں کو incentive دیا۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں وہ اور مسئلہ ہے یہ اور مسئلہ ہے۔ محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت میں بڑا فرق ہے۔ اگلا سوال ملک غلام مرتضیٰ میتلا صاحب کا ہے۔

ملک غلام مرتضیٰ میتلا، سوال نمبر 1686

تعمیر شدہ سکولوں میں کلاسوں کا اجراء

*1686۔ ملک غلام مرتضیٰ میتلا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حلقہ پی پی 180 خانیوال میں کتنے گرلز / بوائز مڈل سکولوں کی عمارتیں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ اور ان میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء کب تک ہو گا۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

حلقہ پی۔پی 180 ضلع خانیوال میں درج ذیل چھ بوائز اور گرلز سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ ان میں سے 5 سکولوں کے PC-IV مکمل ہو چکے ہیں۔ جبکہ ایک سکول کا PC-IV تکمیل کے مراحل میں ہے۔ ان سکولوں میں محکمہ خزانہ سے منظوری کے بعد عملہ کی تعیناتی اور کلاسوں کا اجراء ممکن ہو گا۔

نمبر شمار	سکول کا نام	کیفیت
1۔	گورنمنٹ مڈل سکول بھڑکی	PC-IV مکمل ہو چکا ہے۔
2۔	گورنمنٹ مڈل سکول 135/10-R	ایضاً۔
3۔	گورنمنٹ مڈل سکول 106/10-R	ایضاً۔
4۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 103/10-R	PC-IV تکمیل کے مراحل میں ہے۔
5۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 118/10-R	PC-IV مکمل ہو چکا ہے۔
6۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 121/10-R	ایضاً۔

ملک غلام مرتضیٰ میتلا، جناب والا! اس سلسلے میں وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے۔ انھوں نے

فرمایا ہے کہ وہ تکمیل کے مراحل میں ہیں اور ان شاء اللہ وہ جلد مکمل ہو جائیں گے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کے لیے کوئی وقت بھی مقرر ہے؟ کیونکہ یہ جو عمارتیں ہیں پچھلے دس سال سے بنی ہوئی ہیں' اگر آپ کو یہ یاد ہو تو ضمنی الیکشن 89-1988ء کے جو ہوئے تھے اس وقت سپیشل ڈائریکٹیو کے تحت یہ سکول sanction کیے گئے ۔ ان کی عمارات بھی بن چکی ہیں اور اب وہ بوسیدہ حالت میں ہیں ۔ کلاسوں کا اجراء تو اپنی جگہ پر رہ گیا اب تو ان عمارتوں کی مرمت کے لیے بھی بہت بڑی رقم چاہیے ہو گی۔ کیا یہ مجھے وقت بتا سکتے ہیں کہ تقریباً اتنے وقت میں کلاسوں کا اجراء ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، وزیر موصوف بتائیں کہ کب تک کلاسوں کا اجراء ہو گا۔

وزیر تعلیم، میتلا صاحب کا یہ سوال بہت اہم سوال ہے اور جس کے متعلق میں بہت وضاحت کے ساتھ فلور آف دی ہاؤس پر بیان بھی دے چکا ہوں اور اس کے متعلق وزیر اعلیٰ کا جو concern ہے اس کی بھی میں وضاحت کر چکا ہوں اور یہ بھی میں کہہ چکا ہوں کہ جو پرائمری سکول اور مڈل سکول ہیں ان کو ان شاء اللہ تعالیٰ 15 مئی تک مکمل کر رہے ہیں۔ ان کے تحت SNE منظور ہو یا نہ ہو ان میں ضرور ایک یا دو ٹیچر دے کر enrolement کا سلسلہ شروع کر کے تعلیم جاری کر دیں گے۔ ان شاء اللہ کوشش کر رہے ہیں جیسے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم نے محکمہ فنانس سے بھی گزارش کی ہے تاکہ SNE بھی منظور ہو تاکہ اس کے مطابق مزید سٹاف بھی ان کو دیا جائے۔ ان شاء اللہ 15 مئی تک تو یہ سٹاف آپ کے سکولوں میں بھی appoint ہو جائے گا اور اسی لیے میں نے اپنے سارے بھائیوں کو خط بھی لکھا تھا کہ آپ کے حلقے میں جو جو خالی سکول ہیں عمارات مکمل ہو چکی ہیں ان کی تفصیل محکمے کو فراہم کر دیں۔ محکمہ بھی اس سلسلے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا ہے ۔ آپ کے علم میں جو مزید تفصیل ہے وہ بھی دے دیں۔ ہم اسی لیے یہ exercise کر رہے ہیں کہ ہم ان سب سکولوں کو جلد از جلد operational کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1703۔

ایل۔سی حضرات کو بطور استاد تعینات کرنے کے اقدامات

*1703۔ملک محمد ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں پرائمری و مڈل (گرلز و بوائز) سکولوں میں اساتذہ کی کل کتنی تعداد ہے نیز کیا تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد پوری ہے۔

(ب) ایل سی کے کیا فرائض ہیں اور اس کی کیا افادیت ہے نیز کیا یہ حکومت کے خزانے پر ناجائز بوجھ نہیں ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس اسامی کو ختم کرکے ایل سی حضرات کو بطور استاد تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ضلع میانوالی میں اس وقت کتنے ایل سی کام کر رہے ہیں کیا ایل سی حضرات کو میرٹ کی بنیاد پر تعینات کیا جاتا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا ضلع میں تمام ایل سی حضرات میرٹ پر تعینات کیے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) پنجاب بھر میں پرائمری / مڈل (گرلز و بوائز) سکولوں میں اساتذہ کی کل تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ مردانہ 119085' زنانہ 102507' میزان 221592 تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد پوری نہ ہے۔ خالی اسامیوں پر بھرتی کی جارہی ہے۔

(ب) ایل۔سی کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

1۔ تدریس معاون(ایل۔سی) ان سکولوں کا نگران ہو گا۔ جن کی ذمہ داری اس پر دی گئی ہو۔
2۔ وہ اپنے حلقہ کے A.E.O کا ماتحت ہو گا۔ تعلیمی اور انتظامی امور کے سلسلہ میں اس سے رابطہ رکھے گا۔
3۔ وہ اپنے فرائض محکمہ کی ہدایات کی روشنی میں انجام دے گا۔
4۔ پرائمری تعلیم سے متعلق پالیسیوں اور منصوبہ جات پر زیریں سطح تک عمل کرانے کا ذمہ دار ہو گا۔
5۔ وہ سکولوں میں سمعی و بصری معاونات کی موجودگی' ان کی بہتر حالت میں رکھنے' کمروں کا سائز عمارت بہتر بنانے اور روشنی ہوا دار بنانے کے ذرائع استعمال کرے گا اور اول مدرسین سے معاونت کرے گا۔
6۔ والدین' معاشرہ اور بچوں کے مشترکہ پروگرام ترتیب دے گا جس سے تعلیمی معاملات آگے بڑھانے میں مدد ملے اور والدین کی سطح پر حل تلاش کرنے میں مدد دے گا۔

7۔ حلقہ کے سکولوں میں صحت و صفائی کے لیے حفظان صحت کے پروگرام نافذ کرے گا۔ بچوں کی تعمیر میں سرگرمیوں کی مدد سے ناخواندگی کو دور کرنے کے طریقے استعمال کرے گا۔

8۔ معاشرے میں تعلیم کی اقدار کو اس انداز سے اجاگر کرے گا کہ وہ بچے جو سکول میں کسی وجہ سے داخل نہیں ہو سکے۔ سکول میں داخلہ لینے پر آمادہ ہو جائیں اور اس طرح شرح خواندگی میں اضافہ کرنے کی کوشش کی جائے۔

9۔ انجمن اساتذہ و والدین کی تحریکات کو جاندار اور مؤثر بنانے میں اپنا مثبت کردار ادا کرے گا۔

10۔ فیلڈ سے معلومات حاصل کرے گا اور بالائی دفاتر کو پہنچائے گا۔ وہ کوائف کی صحت کا ذمہ دار ہو گا۔

11۔ تعلیم و تدریس کے طریقہ جات اور سستا تعلیمی مواد تیار کرنے میں رہنمائی کرے گا۔

12۔ سکول میں ہر استاد کی کلاس کا جائزہ لے گا اور تعلیمی معاملات میں راہنمائی کرے گا۔ کسی استاد کے کام کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی اصلاح میں معاونت کرے گا۔

13۔ اساتذہ کی تربیت کا بندوبست کرے گا اور اساتذہ کو نئے طریقوں سے روشناس کرائے گا۔

14۔ اپنی یونین کونسل میں واقع تمام سکولوں کا بالترتیب معائنہ کرے گا اور روزانہ ایک سکول میں ہمہ وقت حاضر رہ کر اس کی تعلیمی حالت بہتر بنانے میں مدد دے گا۔ اس سلسلہ میں وہ ڈائری لکھے گا۔ اس ڈائری کی چیکنگ اے۔ای۔او اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر باقاعدگی سے کریں گے۔

15۔ وہ اساتذہ کی کمرہ جات میں کارکردگی کا جائزہ لے گا اور اس کے مثبت تنقیدی پہلوؤں پر غور کرے گا۔

16۔ وہ تدریس معاون کے علاوہ ایک نمونہ کا استاد بنے گا وہ بنیادی طور پر ٹیچر ہے' جو اپنے تجربے اور لگاؤ سے اپنے حلقہ کے سکولوں کا معیار تعلیم بلند کرنے میں اپنے ذرائع بروئے کار لائے گا۔

17۔ وہ کمرہ جات میں نمونہ کے اسباق (model lessons) دے گا۔ ان کا ریکارڈ رکھے گا۔ اور اس سلسلہ میں ہفتہ وار رپورٹ اے۔ای۔او حلقہ ارسال کی جائے گی۔

18۔ وہ سٹاف کو پابندی وقت کی اہمیت سے روشناس کرائے گا۔ اگر تدریسی معاون غیر حاضر اور تاخیر سے آنے والے اساتذہ کی پشت پناہی کرے گا۔ تو اس کے خلاف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

19۔ وہ دیگر فرائض بھی انجام دے گا۔ جو محکمہ کی طرف سے تفویض کیے جائیں گے۔

یہ درست ہے کہ تدریسی اور تعلیمی امور میں ایل۔سی کی اپنے تمام فرائض کا حق ادا نہیں کر سکے لیکن انتظامی اور معلوماتی امور میں ان کی کارکردگی کافی موثر رہی ہے۔ ان کی طرف سے کچھ فرائض میں کوتاہی کی بڑی وجہ نگرانی کے نظام کا مکمل طور پر موثر نہ ہونا بھی ہے۔ جس کو اب مضبوط کیا جا رہا ہے۔ اور محکمہ ان تجربہ کار افراد سے تمام فرائض کی مکمل بجا آوری کا ارادہ رکھتا ہے' کیونکہ ایل۔سی کے امور میں ورلڈ بنک اور دیگر ڈونر ادارے کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔

(ج) ضلع میانوالی میں 43 زنانہ اور 43 مردانہ ایل۔سی کام کر رہے ہیں۔ قواعد کے مطابق ایل۔سی حضرات کو میرٹ سنیارٹی کی بنیاد پر P.T.C ٹیچر سے ترقی دی جاتی ہے۔ تاہم ضلع میانوالی میں 19 مردانہ ایل۔سی حضرات کو وزیر تعلیم' ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے حضرات کی سفارش پر ترقی دی گئی۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر: جناب والا! پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ ایل سی موثر کام نہیں کر رہے۔ اس کے علاوہ اے ای او کے ہوتے ہوئے ایل سی کی اتنی اہمیت بھی نہیں۔ کیا وزیر تعلیم اس پر غور کریں گے کہ ایل سی کو دوبارہ بطور ٹیچر مقرر کیا جائے تاکہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری ہو سکے؟

جناب سپیکر: کیوں جی ایسا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! جہاں تک سکول سسٹم کا تعلق ہے۔ پنجاب میں محکمہ تعلیم میں اور وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ تقریباً ایک سال کا inter action رہا ہے۔ اس کے اوپر بنیادی فیصلے بھی ہو چکے ہیں۔ محکمہ تعلیم کے سکول سسٹم کے سٹرکچر کو ری سٹرکچر کر رہے ہیں۔ اس کی منظوری ہو گئی

ہے اس کا بل بھی اسمبلی میں آ چکا ہے اور ان شاء اللہ اس سارے نظام کو درست کرنے کے لیے یہ ساری چیزیں ہم نے کی ہیں اور جب یہ نظام زمین پر آنے کا تو ہمیں توقع ہے کہ اس نظام کے تحت جو بھی معاشرے کے اندر عناصر ہیں' استاد ٹیچر' طالب علم اور ایڈمنسٹریشن ایک رابطے کے ساتھ اس نظام کو چلائیں گے۔ اسی کے لیے میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ہماری commitment لے لیں کہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لیے ہم دن رات مصروف ہیں۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! اس سوال کے (ج) جز میں کہا گیا ہے کہ، "ضلع میانوالی میں 43 زنانہ اور 43 مردانہ ایل۔سی کام کر رہے ہیں۔جن میں سے 19 ایم پی ایز ایم این ایز اور وزیر تعلیم کی سفارش پر مقرر کیے گئے" ہم اس وقت تین ایم پی ایز موجود ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں کوئی سفارش نہیں کی۔ وزیر تعلیم یہ بتانا پسند کریں گے کہ کس کی سفارش پر انھوں نے میرٹ کی خلاف ورزی کی۔

جناب سپیکر، یہ ویسے کس طرح سے لکھ دیا گیا ہے؟ وزیر موصوف سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ جز (ج) کے جواب میں آخری جو لائن ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ، "تاہم ضلع میانوالی میں 19 مردانہ ایل۔سی حضرات کو وزیر تعلیم ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کی سفارش پر ترقی دی گئی"۔ وہ کہہ رہے ہیں ہم نے سفارش کی نہیں ہے۔ آپ نے چیک کیا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں ان کو پورا ریکارڈ فراہم کر سکتا ہوں۔ ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر، ریکارڈ موجود ہے؟

وزیر تعلیم، ریکارڈ موجود ہے۔ ویسے اس میں' میں وزیر تعلیم نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، آپ وزیر تعلیم نہیں تھے۔ یہ کب کا ہے اور کس وقت کا ریکارڈ ہے' کیا یہ پہلے کا ریکارڈ ہے؟

وزیر تعلیم، جی ہاں پہلے کا ہے۔

جناب سپیکر، یہ پہلی اسمبلی کا ریکارڈ ہے؟

وزیر تعلیم : یہ میرے خیال میں تفصیل سے ریکارڈ دیکھنا پڑے گا۔ لسٹیں میرے پاس موجود ہیں۔ جناب ممتاز صاحب کو میں چیمبر میں بلا لوں گا اور تفصیل دکھا دوں گا۔

جناب سپیکر، بھچر صاحب یہ پھر آپ کو بعد میں ریکارڈ دکھا دیں گے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، جناب والا! ہمیں تو یہ ڈر ہے کہ کہیں ہائی کورٹ ہمیں طلب نہ کر لے۔

جناب سپیکر، نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ اس اسمبلی کا نہیں ہے۔

راجا محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، راجا خالد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

راجا محمد خالد خان، جناب والا! میں اپنے علم کے لیے جاننا چاہوں گا کہ جب سپیکر کسی ممبر یا منسٹر سے مخاطب ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے جواب دیا کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! غلطی ضرور سرزد ہوئی ہے۔ میرے خیال میں راجا صاحب اس کو ignore کریں گے۔

جناب سپیکر، اصل میں منسٹر صاحب نے کاغذات نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ کھڑے ہو کر وہ کاغذ ڈھونڈے نہیں جا سکتے۔

راجا محمد خالد خان، اگر آپ اس سے متفق ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، بہرحال آپ کی بات کا شکریہ۔ اور انھوں نے بھی یہ محسوس کیا ہے۔ آپ کی یہ بات ٹھیک ہے کہ کھڑے ہو کر جواب دینا چاہیے۔ وزیر تعلیم کیا آپ پھر بھچر صاحب کو تفصیل دے دیں گے؟

وزیر تعلیم، میں ان شاء اللہ ان کو تفصیل دے دوں گا۔ اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1704

ہائر سیکنڈری سکولز میں سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کے اقدامات

*1704 **ملک محمد ممتاز احمد بھچر**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں کل کتنے بوائز / گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہیں۔

(ب) کیا ان سکولز میں سٹاف مکمل ہے اگر جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت اساتذہ کی کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم (بر گریڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) صوبے میں 156 بوائز اور 123 گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہیں۔

(ب) ان ہائر سیکنڈری سکولوں میں مکمل سٹاف تعینات نہ ہے۔ حکومت سٹاف کی کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جلد ہی اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ ماہرمضمون کے ترقی کے کیس تکمیل کے مراحل میں ہیں' جن کی ترقی سے خاطر خواہ فرق پڑے گا۔

جناب والا! بھچر صاحب نے اس پر کوئی اضافی بات معلوم کرنی ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! میں نے ابھی آپ کو تو پوچھا ہی نہیں۔ ابھی تو ان کو پہلے کوئی ضمنی سوال کرنے کا حق ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کے پوچھنے کے بغیر ہی وہ مطمئن ہیں۔ اگلا سوال سردار سعید انور کا ہے۔

اسلام اور نظریہ پاکستان کے منافی اقدامات کی تحقیقات

*1730 سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ کالج لاہور میں اسلام اور نظریہ پاکستان کے منافی اقدامات کے حوالہ سے ڈی۔ پی۔ آئی (کالجز) نے مئی 1998ء میں جو تحقیقات کی ہیں ان کی findings کیا ہیں۔

(ب) حکومت نے ان findings کی روشنی میں کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر تعلیم (بر گریڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ڈی۔پی۔آئی (کالجز) پنجاب کی تحقیقات (findings) رپورٹ کے مطابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور پروفیسر ثریا شفیع میر مصنفہ کتاب انگلش برائے کلاس بی اے' بی ایس سی پروفیسر رفیق محمد ہیڈ آف اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ کتاب میں پائے جانے والے اسلام اور نظریہ پاکستان کے منافی مواد کے ذمے دار ٹھہرائے جانے کے علاوہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کیے جانے اور منصفانہ انکوائری کے لیے متعلقہ پروفیسر صاحبان کی تبدیلی کی سفارش کی گئی۔

(ب) یہ معاملہ پنجاب اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایجوکیشن کے سپرد کیا گیا اور اس سٹینڈنگ

کمیٹی نے مندرجہ ذیل ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک سب کمیٹی برائے تحقیق تشکیل دی۔ جس نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ پیش کی۔ جس کے مطابق پروفیسر بشیر احمد گل ہیڈ آف انگلش ڈیپارٹمنٹ اور پروفیسر ثریا شفیع میر مصنفہ کتاب کے خلاف قانونی کارروائی ای اینڈ ڈی رولز 1975ء کے مطابق کیے جانے کی سفارش کی۔

ممبران کمیٹی۔

i)۔ پروفیسر محمد احمد خان (ریٹائرڈ پرنسپل) گورنمنٹ کالج لاہور۔

ii)۔ پروفیسر جیلانی کامران (ریٹائرڈ پروفیسر آف انگلش)

iii)۔ ڈاکٹر میاں محمد انور، پرنسپل گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور

iv)۔ ڈاکٹر اعجاز احمد ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم

درج بالا کمیٹی کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ نے قانونی کارروائی کرنے کے لیے مجاز آفیسر مقرر کر دیا ہے جونہی مجاز آفیسر کی جانب سے سفارشات موصول ہوئیں اس کے مطابق فوری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سردار سعید انور، ضمنی سوال جناب والا! یہ مسئلہ اسمبلی کی مجلس قائمہ میں بھی گیا اور ڈی پی آئی کالجز نے بھی اس کی انکوائری کی۔ میں اس سلسلے میں تھوڑی سی عرض کروں گا کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ گورنمنٹ کالج کے نصاب میں ایک مضمون میں نکاح اور طلاق کے بنیادی تصور کو ناقابل عمل قرار دیا گیا ہے۔ اور تجویز یہ دی گئی ہے کہ "مرد اور خاتون باہمی معاہدے کے تحت اکٹھا رہ سکتے ہیں اور جب جی چاہے طلاق کے بغیر علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ اور اگر معاہدے کو توسیع دینا چاہیں تو ان کی مرضی ہے"۔ جناب والا اگلا اقتباس ہے کہ "خنزیر ناپاک جانور نہیں ہے۔ اور کسی کو خنزیر کہنا اس کی عزت افزائی ہے۔ اس کے ساتھ خنزیر کے گوشت اور چربی سے بنی ہوئی ایک spam (سپیم) نامی پروڈکٹ کی ایڈورٹائزمنٹ پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! ایک اور اقتباس میں خواتین کے برہنہ ہونے کے مختلف مناظر پیش کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں اور کہاں سے پڑھ رہے ہیں؟

سردار سعید انور، جناب والا! میں اس کتاب کے اقتباسات سے کچھ پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں آپ کتاب کو چھوڑیں۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

سردار سعید انور، میں نے پڑھ کر جرم بتایا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو چھوڑیں۔ یہ جو جواب آیا ہے ضمنی سوال پوچھیں۔

سردار سعید انور، یہ اس اسلامی ملک میں اتنا بڑا جرم ہے اس کے خلاف ابھی تک کیوں ایکشن نہیں لیا گیا؟

وزیر تعلیم، جناب والا! سردار صاحب کو بھی پتا ہے کہ یہ معاملہ اسی ہاؤس نے مجلس قائمہ کے سپرد کیا تھا۔ اور مجلس قائمہ نے اس معاملے کی بڑی باریکی سے چھان بین کی ہے۔ اور انھی کی سفارشات کی روشنی میں یہ معاملہ انضباطی کارروائی (disciplinary action) کے لیے مجاز اتھارٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے اتھارٹی بھی appoint ہو چکی ہے۔ ہم قانونی مراحل سے پوری دیانت داری سے گزر کر جا رہے ہیں۔ اگر ہم عجلت سے کام کریں یا رولز کو short cut کریں تو کہیں عدالت کل کو ہمیں دھکیس واپس نہ بھیجے۔ اس لیے قانونی کارروائی کے کچھ مراحل ہیں۔ ہم پوری دیانت داری سے وہ ادا کر رہے ہیں اور مجلس قائمہ کی سفارشات کی روشنی میں کر رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ جو اتھارٹی مقرر کی گئی ہے وہ ضرور قرار واقعی سزا دے گی۔

سردار سعید انور، جناب والا! مجلس قائمہ کی سفارشات کی روشنی میں کس تاریخ کو یہ اتھارٹی مقرر کی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! اس کے لیے باقاعدہ چیف منسٹر صاحب سے منظوری لی ہے۔ اور اس سمری کے احکامات موجود ہیں۔ لیکن میرے پاس اس سمری کا ریکارڈ موجود نہیں اور نہ ہی تاریخ یاد ہے۔ مگر وہ یہ مان لیں۔ اگر میں اس میں کوئی غلط بیانی کر رہا ہوں تو اس کا میں جواب دہ ہوں۔ چیف منسٹر صاحب کے احکامات کے تحت ہم اس کے اوپر کارروائی کر رہے ہیں۔

سردار سعید انور، میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ کس تاریخ کو اور کون سے مہینے میں یہ اتھارٹی مقرر کی گئی ہے۔ یہی بتا دیں تاکہ چلا چل سکے کہ اتنے اہم مسئلے کو کتنے مہینے ہو گئے ہیں، کاغذوں میں فائلوں میں دبا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، اس کی کوئی تاریخ ہے؟

وزیر تعلیم، سردار صاحب یقین کریں مسئلہ بالکل نہیں دبایا اور نہ ہی یہ دبا ہوا ہے۔ مسئلے نے اپنے منطقی مراحل کو پورا کیا ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ کل کو اگر ہم کورٹ کے سامنے بھی جواب دیں تو تب بھی ہم یہ کہہ سکیں کہ ہم نے پورے قانونی جواز مہیا کیے ہیں۔ اور قانونی تقاضوں کو پورا کیا ہے۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے میں ان کو چیک کرکے ضرور بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، ابھی آپ کے پاس تاریخ نہیں ہے؟

وزیر تعلیم، نہیں ابھی میرے پاس تاریخ نہیں ہے۔ اگر یہ پوچھتے ہیں تو ہم شاید کل ان کو لا دیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! وزیر موصوف یہ یقین کرا دیں کہ کتنی دیر تک اس کا ایکشن لے لیا جائے گا مہینہ دو مہینے یا سال؟

جناب سپیکر، وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، میں ان سے گزارش کروں گا اور یقین دہانی بھی کراؤں گا۔ کہ مجاز اتھارٹی کو ذاتی طور پر بھی استدعا کریں گے اور محکمہ بھی ان کو خط لکھے گا۔

جناب سپیکر، آپ خود اس کو مانیٹر کریں گے۔

وزیر تعلیم، جی ہاں چونکہ معاملہ کافی agitated ہے اس لیے اس پر جلد از جلد فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر تعلیم، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول (چوبرجی گارڈن) کے پرائمری حصہ (سیکنڈ شفٹ) کی معلمات کا سروس ریکارڈ

*1493۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، چوبرجی گارڈن (سیکنڈ شفٹ) لاہور سٹی کے حصہ پرائمری میں کتنی معلمات تعینات ہیں۔ کتنی معلمات کی سروس بکس نامکمل ہیں اور کتنی معلمات کی سالانہ ترقیاں، کتنے سالوں سے نہیں لگائی گئیں تفصیل جائیں۔ سالانہ ترقیاں اور سروس بک مکمل نہ کرنے کی ذمہ دار کون ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے اور معلمات کی سالانہ ترقیاں لگانے اور سروس بکس مکمل کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) اس وقت گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن (سیکنڈ شفٹ) لاہور سٹی کے حصہ پرائمری میں دس معلمات تعینات ہیں۔ تمام معلمات کی سروس بکس مکمل ہیں اور تمام معلمات کی سالانہ ترقیاں لگی ہوئی ہیں۔

(ب) جواب الف کی روشنی میں مزید وضاحت کا متقاضی نہ ہے۔

گرلز ہائی سکول موضع وجھ ضلع سرگودھا کی چار دیواری کی تکمیل

*1561۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی چار دیواری کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی کتنی چار دیواری مکمل ہوئی اور کتنی ابھی تک نامکمل پڑی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی چار دیواری مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اساتذہ اور طالبات کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول کی چار دیواری فوری طور پر مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) مذکورہ سکول کی چار دیواری کی کل لمبائی 1440 فٹ ہے۔ سال 1990ء میں 500 فٹ چاردیواری مالیتی 2.00 لاکھ روپے خصوصی گرانٹ ایم۔پی۔اے تعمیر ہوئی۔ بعد ازاں 690 فٹ چار دیواری سال 1992ء میں مالیتی 2.00 روپے خصوصی گرانٹ (ایم۔پی۔اے) مکمل ہوئی۔ جبکہ 250 فٹ چار دیواری ابھی نامکمل پڑی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) رواں مالی سال 98-1997ء میں فنڈز کی شدید قلت کی بناء پر ممکن نہیں۔ آئندہ مالی سال میں فنڈز کی دستیابی کی صورت میں چار دیواری مکمل کرنے کے لیے فنڈز مہیا کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

ڈین، ڈائرکٹر یا چیئرپرسن کے عہدہ پر تعیناتی

*1618۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی کی پروفیسر محترمہ منور مرزا کے پاس مندرجہ ذیل تین عہدے ہیں۔

1۔ ڈین، فیکلٹی آف ایجوکیشن،

2۔ ڈائرکٹر ادارہ تعلیم و تحقیق

3۔ چیئرپرسن ریسرچ ڈیپارٹمنٹ

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اس وقت پروفیسر کے عہدے کے چھ افراد موجود ہیں جو ان عہدوں پر تعیناتی کے لیے پوری اہلیت رکھتے ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اہلیت رکھنے والے دوسرے پروفیسر صاحبان کو ڈین، ڈائرکٹر یا چیئرپرسن نہ بنانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) 11 جولائی 1998ء سے پہلے پروفیسر ڈاکٹر منور مرزا کے پاس سوال میں مذکورہ تین عہدے تھے لیکن 11جولائی 1998ء کو انہوں نے ڈائرکٹر (آئی۔ای۔آر) کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اب وہ مندرجہ ذیل دو عہدوں پر کام کررہی ہیں۔

1۔ ڈین، فیکلٹی آف ایجوکیشن

2۔ چیئر پرسن، ریسرچ ڈیپارٹمنٹ

(ب) یہ درست ہے کہ ادارہ تعلیم و تحقیق میں اس وقت پروفیسر کے عہدے کے چھ افراد موجود ہیں تاہم۔

1۔ قواعد کے مطابق گورنر/چانسلر تین سینئر ترین پروفیسر صاحبان میں سے کسی ایک کی ڈین شپ کے لیے تقرری تین سال کے لیے کرتے ہیں پروفیسر ڈاکٹر منور مرزا کی موجودہ تعیناتی مارچ 1998ء میں ہوئی تھی جو مارچ 2001ء تک رہے گی۔

2۔ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی چیئر پرسن کی اسامی پر تقرری کسی پروفیسر کی تعلیمی قابلیت و اہلیت، تجربہ اور شعبہ کی ضروریات کی بنا پر کی جاتی ہے۔پروفیسر ڈاکٹر منور مرزا 1993ء میں اس عہدے پر تعینات ہوئی تھیں۔اس وقت وہ سینئر ترین پروفیسر ہیں اور ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں کام کا سب سے زیادہ تجربہ رکھتی ہیں۔

(ج) (الف) پروفیسر ڈاکٹر منور مرزا ڈین کی اسامی کے علاوہ شعبہ ریسرچ کی چیئر پرسن ہیں۔

(ب) پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال ڈائریکٹر آئی ای آر کے ساتھ چیئرمین سائنس ایجوکیشن بھی ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا کے علاوہ مندرجہ ذیل پروفیسر صاحبان بحیثیت چیئرمین خدمات انجام دے رہی ہیں۔

1۔ پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم خالد، چیئرمین پرائمری ایجوکیشن۔

2۔ ڈاکٹر مرزا محمد شفیع چیئرمین ٹیکنالوجی ایجوکیشن

3۔ پروفیسر ڈاکٹر نیر رضا زیدی، چیئرمین بزنس ایجوکیشن

(د) پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار احمد، ایک سال کی رخصت پر ہیں۔

(ح) پروفیسر ڈاکٹر مشتاق الرحمان صدیقی ڈائریکٹر آئی ای آر / چیئرمین کا عہدہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اس طرح ماسوائے ان کے تمام پروفیسر صاحبان مختلف عہدوں پر تعینات ہیں۔ مزید یہ کہ مندرجہ ذیل جونیئر اساتذہ بھی بطور چیئرمین تعینات ہیں۔

(و) 1۔ ڈاکٹر شہباز ایسوسی ایٹ پروفیسر ' چیئرمین سیکنڈری ایجوکیشن

2۔ ملک محمد امیر لیکچرار چیئرمین اسلامک ایجوکیشن۔

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے اقدامات

*(A)1620۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول احمد آباد میں صرف تین پی۔ٹی۔سی اساتذہ کام کر رہی ہیں اور درج ذیل چھ اسامیاں عرصہ چھ ماہ سے خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے مڈل حصہ مکمل طور پر بند پڑا ہے

AT	S.S.T	EST	SV	PET
1	1	2	1	1

(ب) اگر جزہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان اسامیوں کو فوری طور پر پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ F/S احمد آباد میں صرف تین PTC اساتذہ کام کر رہی ہیں۔ گرلز ایلیمنٹری سکول احمد آباد میں منظور شدہ اسامیاں مع تفصیل درج ذیل ہیں۔

نام اسامی	منظور شدہ	پر شدہ	خالی	کیفیت
S.S.T	1	1	-	S.S.T مورخہ 1.10.98 سے 30.11.98 تک 1-2-99 سے 31-5-99 رخصت استحقاقیہ پر ہیں۔
E.S.T	2	2	-	E.S T معلمہ مورخہ 1-2-99 سے 31-5-99 تک رخصت استحقاقیہ پر ہیں۔ چٹھی نمبر 219/24.2.99 کے تحت D.E.O جھنگ کو submit کرادی گئی ہے۔
P.T.C	3	3	-	
S.V	2	1	1	

A.T	1	-	1
P.E.T	1	-	1

بذریعہ ٹرانسفر کوئی معلمہ سکول ہذا میں جانے پر راضی نہیں۔ تاہم بھرتی کھلنے پر تعیناتی کر کے تینوں سیٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) جز(الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

درس نظامی گروپ کو سکولوں اور کالجوں میں پڑھانے کے لیے پیریڈ کی تعداد کی تفصیل

*1622۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اپنے لیٹر نمبر F 1-3/93-IE-II Govt of Pakistan Ministry of Education Curriculum Wing Islamabad مورخہ 12 مارچ 1997ء اور فیصل آباد بورڈ نے پریس ریلیز نمبر 7 مورخہ 25-5-97 کو سکولوں اور کالجوں میں درس نظامی گروپ متعارف کروایا ہے۔

(ب) کیا درس نظامی گروپ کے طلباء کو پڑھانے کے لیے صرف فارغ التحصیل اساتذہ درس نظامی یا شہادۃ العالمیہ رکھے جائیں گے یا کسی اور تعلیمی قابلیت کے حامل اساتذہ تعینات کیے جائیں گے۔

(ج) کیا فیصل آباد بورڈ، درس نظامی گروپ کا امتحانی سیشن 99-1998ء سے شروع کر رہا ہے اگر نہیں تو کب سے یہ سلسلہ شروع ہو گا۔

(د) درس نظامی گروپ کو سکولوں اور کالجوں میں پڑھانے کے لیے کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے پیریڈ رکھے جائیں گے؟ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ فیصل آباد بورڈ نے درس نظامی گروپ سکولوں اور کالجوں میں بذریعہ پریس ریلیز نمبری مورخہ 29-5-97 (ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) اور وزارت تعلیم حکومت پاکستان کے خط نمبر F,1-3/93 IE-II Govt. of Pakistan Ministry of Education Curriculum Wing Islamabad مورخہ 12-3-97 کے مطابق متعارف کرایا ہے۔

(ب) صرف وہ افراد جن کے پاس شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ و الاسلامیہ کی ڈگری ہو جو کہ ایم

اسے عربی / اسلامک سٹڈیز کے برابر ہے۔ اس گروپ کے طلباء کو پڑھانے کے اہل ہوں گے۔ یہ ڈگری پانچ وفاق / تنظیم اور چار آزاد اداروں کی طرف سے جاری کی گئی ہو۔ ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) فیصل آباد اپنے نوٹیفکیشن ضمیمہ(الف) کے مطابق سال 1997ء سے داخل ہونے والے طلباء کو پہلے ہی اجازت دے چکا ہے۔ لیکن اس وقت تک کسی بھی طالب علم نے اپنے آپ کو بورڈ کے امتحان کے لیے رجسٹرڈ نہیں کروایا۔

(د) درس نظامی گروپ سکولوں / کالجوں میں پڑھانے کے لیے سکیم آف سٹڈیز (ضمیمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جو کہ میٹرک 850 نمبرز اور انٹرمیڈیٹ 1100 نمبرز کے برابر ہے، لاگو کی گئی ہے۔ کتابیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد برائے انگریزی جب کہ فقہ اور حدیث وفاق / تنظیم کے نصاب برائے میٹرک / انٹرمیڈیٹ منظور کی گئی ہیں۔

درس نظامی گروپ کو سکولوں اور کالجوں میں پڑھانے کے لیے کم از کم پیریڈ بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے قوانین کے مطابق ہوں گے، جس میں ایک ہفتہ کم از کم 45 پیریڈ جبکہ ہر پیریڈ 40 منٹ کا ہو گا اور زیادہ سے زیادہ پریڈ متعلقہ ادارے کا سربراہ سلیبس کو ملحوظ رکھتے ہوئے جتنے مرضی کر سکتا ہے۔ ضمیمہ(د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نئے تعمیر شدہ گرلز مڈل سکول میں کلاسوں کا اجراء اور عملہ کی تعیناتی

*1742۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک 127/15-L گلانوالہ تحصیل میاں چنوں کی عمارت تو مکمل ہو چکی ہے مگر ابھی تک اس سکول میں درجہ مڈل کی کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔

(ب) کیا حکومت اس سکول میں درجہ مڈل کی کلاسیں شروع کرنے اور عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اس سکول کے مڈل کے حصہ عمارت کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوئی تھی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 127/15-L گلانوالہ کے مڈل حصہ کی عمارت کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، لیکن تاحال مڈل حصہ کی اسامیاں منظور نہ ہوئی ہیں، جس وجہ سے کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔

(ب) مذکورہ سکول میں سٹاف کی فراہمی کا معاملہ محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے۔ محکمہ خزانہ سے ضروری منظوری حاصل ہونے کے بعد سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔ نیز گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 127/15-L کے مڈل حصہ کی عمارت جون 1992ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی تعمیر پر چار لاکھ پندرہ ہزار روپے صرف ہوئے اور ایم۔این۔اے گرانٹ 92-1991ء میں تعمیر ہوئی۔

فارغ تدریسی عملہ سے چھٹیوں کے دوران کام لینے کے لیے اقدامات

*1772۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں موسم گرما کے دوران تعلیمی اداروں میں تین ماہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں اور ان چھٹیوں سے تدریسی عملہ بھی مستفید ہوتا ہے جبکہ وہ اس مدت کی پوری تنخواہ مع الاؤنسز وصول کرتا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان مخصوص حالات کے پیش نظر ان سے کام لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ کیونکہ تدریسی عملے کو چھٹیوں میں سفری الاؤنس نہیں دیا جاتا۔

(ب) حکومت درج ذیل وجوہات کی بنا پر ان سے کام لینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

1۔ یہ سہولت صرف تعلیمی اداروں میں حاصل نہ ہے بلکہ کئی دوسرے سرکاری اداروں مثلاً عدالتیں میڈیکل کالجز میں بھی میسر ہیں۔

2۔ تدریسی عملے کو دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح سالانہ 48 استحقاقیہ چھٹیوں کی سہولت نہ ہے۔ ان کو صرف 12 استحقاقیہ رخصت کی سہولت حاصل ہے۔

3۔ اساتذہ کے بیشتر ریفریشر کورس دوران تعطیلات ہی کروائے جاتے ہیں۔

4۔ کالجز میں سال اول کا داخلہ عام طور پر چھٹیوں کے دوران ہوتا۔ داخلے کے وقت متعلقہ اور

مطلوبہ اساتذہ کو تعلیمی اداروں میں لازمی حاضر ہونا پڑتا ہے۔ تدریسی عملے کو ان چھٹیوں کی وجہ سے ہر ماہ صرف ایک اتفاقی چھٹی دی جاتی ہے۔ تحقیقی کام کرنے والے تدریسی عملے کو چھٹیوں کے دوران لائبریری میں زیادہ دیر تک کام کرنے کے مواقع میسر آ جاتے ہیں۔

گھوسٹ سکولوں کا سروے کرانے پر اخراجات کی تفصیل

*1780۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ بھر میں فوج کی مدد سے کرائے گئے سروے کے مطابق گھوسٹ سکول کی کل تعداد کتنی ہے اور سکولوں کے سالانہ بجٹ میں کل کتنی رقم کے خوردبرد ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔

(ب) فوج کی مدد سے سکولوں کا سروے کرانے پر حکومت کی کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) آرمی سروے میں 928 سکولوں کو گھوسٹ قرار دیا گیا۔ تاہم بعد میں حکومت کی مقرر کردہ عمل درآمد کمیٹیوں نے جو مرکز، تحصیل، ضلع اور ڈویژن کی سطح پر قائم کی گئی تھیں، ان میں 651 سکولوں کو clear کیا گیا۔ چنانچہ حتمی طور پر 271 سکول گھوسٹ ثابت ہوئے۔ مزید تفصیلات مرتب کی جا رہی ہیں۔ خوردبرد کا حتمی اندازہ ان تفصیلات کے مرتب ہونے کے بعد قریباً ایک ماہ میں مہیا کر دیا جائے گا۔

(ب) فوج کی مدد سے سکولوں کا سروے کرانے پر حکومت نے 26.25 ملین رقم خرچ کی۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

SUMMARY OF EXPENDITURE

Manpower	Officer/ Jr Commissioned Officer	=	1830
	Other Ranks	=	11520
Transport			
	Jeeps	=	1736

Lorries	=	1255
Cost of petrol, oils and lubricants	=	12 44 million
Cost of running spares / maintenance	=	1.35 million
Expenditure on operation /running of various survey cells	=	2 27 million
Expenditure on line communication	=	1 00 million
Field expenses of troops employed	=	9.19 million
TOTAL	=	26.25 million

یونین کونسلوں میں ہائی سکول تعمیر کرنے کے لیے اقدامات

*1799۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پالیسی کے تحت حکومت ہر یونین کونسل میں گرلز ہائی اور بوائز ہائی سکول بناتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی۔پی 39 ضلع میانوالی کی مندرجہ ذیل یونین کونسلوں میں حکومت کی طرف سے ابھی تک بوائز اور گرلز ہائی سکول قائم نہیں کیے گئے؟

1۔ یونین کونسل رورل کندیاں شمالی

2۔ یونین کونسل رورل ہرنولی

3۔ یونین کونسل وچویں بالا

4۔ یونین کونسل جبہ مہربان شاہ اور نئی یونین کونسل

5۔ گجرات و کھوہ

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان یونین کونسلوں میں گرلز اور بوائز ہائی سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جزو "الف" کی روشنی میں ضرورت نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

سکولوں کے لیے فنڈ فراہم کرنے کے اقدامات

*1801۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مندرجہ ذیل پرائمری سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 97-1996ء میں شامل کیا تھا۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول میڈ تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا۔

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ربانہ

3۔ احمد خان والا ضلع میانوالی

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو کتنا کام بقایا ہے نیز ہر سکول کے لیے کتنی کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کتنی کتنی خرچ کی گئی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سکولوں کو اے۔ڈی۔پی 98-1997ء اور 99-1998ء میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔

(د) کیا یہ درست نہیں ہے کہ متذکرہ سکولز کے لیے مزید رقم فراہم نہ کرنے کی وجہ سے ان سکولوں پر 97-1996ء میں خرچ کی گئی رقم ضائع ہو رہی ہے۔ اس زیاں کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا حکومت ان سکولوں کے لیے رقم فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل نہ ہوئی ہے۔ ان سکولوں کے لیے مختص شدہ رقم اور خرچ شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سکول کا نام	تخمینہ لاگت	مختص شدہ رقم	خرچ شدہ رقم	کیفیت
گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول میڈ تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا	8.60 لاکھ	5.00 لاکھ	5.00 لاکھ	چار دیواری اور لیٹرین وغیرہ کا کام باقی ہے۔
گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ربانہ تحصیل شاہ پور	8.60 لاکھ	5.00 لاکھ	5.00 لاکھ	۔ایضاً۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول احمد خان والا ضلع میانوالی	11.27 لاکھ	7.00 لاکھ	7.00 لاکھ	فرش، دروازے، کھڑکیاں اور چار دیواری کا کام باقی ہے۔

(ج) مالی وسائل کی شدید قلت کی بناء پر مذکورہ سکولوں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام (97-98) اور 98-99 میں شامل نہیں کیا جا سکا۔

(د) درست ہے۔ آئندہ مالی سال 2000-1999ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مذکورہ سکولوں کی تعمیر مکمل کروانے کے لیے فنڈز فراہم کر دیے جائیں گے۔

بوائز پرائمری سکول نمبر 2 چک 189/R.B کی مرمت کے لیے اقدامات

*1806۔ چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول نمبر 2 چک 189/R.B فیصل آباد کے چار کمرہ جات کی حالت بہت خطرناک ہے۔ کئی بار یاددہانی کے باوجود اس عمارت کی تعمیر نہیں کی گئی، جو کسی وقت بھی کسی بڑے حادثے کا سبب بن سکتی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) سکول کی عمارت کی معمولی مرمت کی ضرورت ہے جس کے لیے ایم اینڈ آر گرانٹ کے تحت سکول کو فنڈز فراہم کر دیے گئے ہیں جبکہ مزید مرمت کے لیے XEN فیصل آباد کو تخمینہ تیار کرنے کا کہا گیا ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نمبر 1 اور 2 میں مزید کمروں کی تعمیر

*1807۔ چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکولز 1، 2 چک 189/RB فیصل آباد میں صرف دو دو کمرہ جات ہیں اور دونوں سکولز کی چار دیواریاں بھی نامکمل ہیں نیز طالبات کی تعداد کے پیش نظر مزید تین کمروں کی ضرورت ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دونوں سکولوں میں مزید تین تین کمرے

اور چار دیواری تعمیر کرنے کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے فنڈز موجودہ مالی سال (1998-99ء) میں فراہم کر دیے جائیں گے۔ جبکہ مزید کمروں کی تعمیر کے لیے سکیم کو اگلے مالی سال (1999-2000ء) میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

پرائمری سکول چک 721۔ گ۔ب کی چار دیواری کی تعمیر

*1814۔ سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 71 میں بوائز پرائمری سکول چک 721۔ گ۔ب تحصیل کمالیہ کی چاردیواری کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیکیدار کا نام بتایا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار کو رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں چار دیواری کا وجود نہ ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے اور چار دیواری تعمیر کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔ مذکورہ سکول کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے مبلغ -/4,95,000 روپے مہیا کیے گئے تھے۔ نیز ٹھیکیدار کا نام غلام عباس ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ موقع پر صرف آٹھ سے دس گارڈرز نکس ہیں۔ تفصیلی رپورٹ XEN بلڈنگز ٹوبہ ٹیک سنگھ لف ہے۔

(د) ٹھیکیدار غلام عباس نے مذکورہ سکول کے گرد تین اطراف سے چار دیواری بنوائی۔ اسی اثناء میں ٹھیکیدار کا انتقال ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کام بند ہو گیا۔ بعد ازاں اسی چک کے رہائشی لوگوں نے بنی ہوئی چار دیواری اکھاڑ دی اور ٹھیکیدار کا سامان اٹھا کر لے گئے۔

متعلقہ ہیڈ ماسٹر، ڈپٹی چیئرمین اور گاؤں کے نمبر دار کی متعدد اپیلوں کے باوجود سامان واپس نہ کیا گیا جبکہ مرحوم ٹھیکیدار کے لواحقین دوبارہ کام شروع کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔

تفصیلی رپورٹ XEN بلڈ نگز ٹوبہ ٹیک سنگھ

(الف) معزول ایجوکیشن بلڈ نگز ڈویژن فیصل آباد / سب ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ کے محکمہ ہذا کو دیے ہوئے ریکارڈ کے مطابق حلقہ پی۔پی 71 گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکول 721 گ۔ب تحصیل کمالیہ کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے مبلغ چار لاکھ پچانویں ہزار (4,95,000) روپے مہیا کیے گئے تھے۔ اور مبلغ چار لاکھ اٹھتر ہزار روپے (4,78,000) روپے ریلیز ہوئے تھے۔

(ب) ٹھیکیدار مسٹر غلام عباس کو پہلے اور رننگ بل میں ووچر نمبر 86/7 مورخہ 13-6-95 کے تحت مبلغ چار لاکھ اڑتیس ہزار چھ صد چھبیس 438626 روپے ادائیگی کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چیک کی رقم	137091
کٹوتی کی گئی 3% انکم ٹیکس کی رقم	14359/=
کٹوتی کی گئی 10% سیکورٹی کی رقم	47863/-
کٹوتی کی گئی اضافی سیکورٹی کی رقم	239313/-

اس سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ منہا کی گئی اضافی سیکورٹی مبلغ 239323 ووچر نمبر 43/T مورخہ 17-10-97 کے تحت ٹھیکیدار غلام عباس کو ریلیز کر دی گئی اور بقایا سیکورٹی (10%) مبلغ 47863/- محکمہ ہذا کو معزول ایجوکیشن بلڈ نگز ڈویژن فیصل آباد کی طرف سے ٹرانسفر کر دی گئی۔ جو محکمہ ہذا کے پاس ہے۔

مزید براں ٹھیکیدار کو ادا کیے گئے بل اور سیکورٹی کے ووچروں کی تصدیق شدہ کاپی لف ہذا ہے۔

(ج) زیر دستخطی نے مورخہ 29-9-98 کو پرائمری سکول چک نمبر 721 گ۔ب کا موقع ملاحظہ کیا اور تقریباً آٹھ سے دس تک پری کاسٹ گاڈر موقع پر فکس (Fix) پائے گئے اور کچھ پری کاسٹ گاڈروں کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہے۔

مزید براں عرض ہے کہ چار عدد مزدور موقع پر کھدائی کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ٹھیکیدار نے کام دوبارہ شروع کر دیا ہے۔

(د) غلام عباس ٹھیکیدار

(ہ) محمد امجد' ایس۔ڈی۔او' ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد' 2۔ حسنین اختر' اوورسیئر' نے SGA&I ڈیپارٹمنٹ کے حکم کے تحت تعیناتی کے لیے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو رپورٹ کی ہے۔ ایگزیکٹو انجینئر' پراونشل بلڈنگز ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ میں پرنسپل کی تعیناتی

*1831۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ میں پرنسپل کی اسامی گریڈ 19 کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں تعینات پرنسپل مسز مظفر گریڈ سترہ کی ہے اور عرصہ دراز سے بطور پرنسپل فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی موجودہ پرنسپل کو تبدیل کر کے گریڈ 19 کی پرنسپل تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ اس وقت اسسٹنٹ پروفیسر اردو بی ایس۔18 بطور انچارج پرنسپل کام کر رہی ہیں۔ یہ گریڈ 18 کی سینئر اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

(ج) مستقبل قریب میں تقریباً ایک صد خواتین کو گریڈ 18 سے گریڈ 19 میں ترقی ملنے والی ہے۔ ان میں سے کسی ایک مناسب خاتون کو گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں پرنسپل لگا دیا جائے گا۔

محمد شریف' ہیڈ ماسٹر' گورنمنٹ ہائی سکول شکر گڑھ کا تبادلہ

*1834۔الحاج مولانا محمد غیاث الدین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شکر گڑھ ضلع نارووال کے ہیڈ ماسٹر محمد شریف کے خلاف فنڈز میں خورد برد کرنے، اساتذہ کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور پارٹی بازی پیدا کرنے کے بارے انکوائری ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ الزامات درست ثابت ہوئے تھے اور انکوائری ہیڈ ماسٹر کے خلاف گئی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ انکوائری کے ساتھ ساتھ محکمہ انٹی کرپشن والوں نے بھی ہیڈ ماسٹر کی انکوائری کی تھی اور انہوں نے الزامات درست ثابت ہونے پر محکمانہ کارروائی کرنے کی استدعا کی تھی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ انکوائری کی روشنی میں ہیڈ ماسٹر کا تبادلہ کر دیا گیا تھا۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تبادلہ کے فوراً بعد پھر تبادلہ نامعلوم وجوہات کی بناء پر روک دیا گیا ہے۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے مذکورہ ہیڈ ماسٹر اس سکول میں آئے ہیں سکول کا تعلیمی گراف دن بدن گرتا گیا ہے اور اس مرتبہ میٹرک کا نتیجہ سات فیصد آیا ہے۔

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کر کے قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جی ہاں! ان الزامات پر انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا تھا۔

(ب) انکوائری زیر کارروائی تھی۔

(ج) اینٹی کرپشن کی رپورٹ کی روشنی میں محکمانہ انکوائری کروائی لیکن الزامات درست ثابت نہ ہوئے۔

(د) تبادلہ انکوائری کی روشنی میں نہیں کیا گیا تھا بلکہ انکوائری کو غیر جانبدار بنانے کے لیے کیا گیا تھا۔

(ہ) یہ تبادلہ عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ کی روشنی میں روک دیا گیا تھا(کاپی ایوان کی میز پر

رکھ دی گئی ہے)۔

(و) سکول کا امسال 1998ء کا نتیجہ میٹرک (مجموعی) 38.05 فیصد ہے۔

(ز) عدالت عالیہ کے فیصلہ اور محکمانہ انکوائری کی روشنی میں ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کرنا اور اسے سزا دینا مناسب نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں مقررہ تعلیمی قابلیت سے کم عربی اساتذہ کی بھرتی

*1852۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995ء سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں کتنے عربی ٹیچرز بھرتی کیے گئے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، مستقل پتہ جات اور جس سکول میں بھرتی کیے گئے کی ان تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) عربی ٹیچرز کی بھرتی کے لیے بنیادی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ جز(الف) میں بھرتی کردہ کتنے افراد کو تعلیمی قابلیت کم ہونے کے باوجود بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، پتہ جات اور ان کی تعلیمی قابلیت کی تفصیل الگ فراہم کی جائے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جن عربی ٹیچرز کی تعلیمی قابلیت مقررہ معیار سے کم ثابت ہوئی ہے، ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے، تو کیا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) سال 1995ء سے آج تک عربی ٹیچرز کی بھرتی کی تعداد حسب ذیل ہے۔

(I)

سال	مردانہ	زنانہ
1995ء	16	49
1996ء	_	31
1997ء	_	03
1998ء	_	_
میزان	16	83

(II) مذکورہ بھرتی شدہ عربی ٹیچرز کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) عربی ٹیچرز کی بھرتی کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے مجوزہ تعلیمی قابلیت حسب ذیل ہے۔

(I) ایف۔اے، سیکنڈ ڈویژن ہمراہ عربی مضمون بطور اختیاری اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے عربی ٹیچر کا ٹریننگ سرٹیفکیٹ یا عربی فاضل + او۔ٹی، ہونا لازمی ہے۔

(II) تعلیمی قابلیت کم ہونے والے بھرتی شدہ ٹیچرز کی تعداد حسب ذیل ہے۔

سال	مردانہ	زنانہ
1995ء	10	49
1996ء	_	31
1997ء	_	_
1998ء	_	_

لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں ٹرینڈ عربی ٹیچرز میسر نہ تھے۔ اس لیے مشروط عربی ٹیچر کو بھرتی کیا گیا تھا۔ کہ تین سال تک اپنی مطلوبہ تعلیمی قابلیت مکمل نہ کرنے کی بناء پر نوکری سے فارغ کر دیا جائے گا۔ 41 ٹیچرز / معلمات نے تین سال کے اندر اندر اپنی مطلوبہ تعلیمی قابلیت برائے عربی ٹیچرز مکمل نہیں کی۔ اس لیے انہیں فارغ کر دیا گیا ہے۔ باقی 39 ٹیچرز کے تین سال ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ اگر انہوں نے بھی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ تعلیمی قابلیت تین سال تک مکمل نہ کی۔ تو انہیں نوکری سے فارغ کر دیا جائے گا۔

سیکنڈری بورڈ ملازمین میں سے چیئرمین مقرر کرنے کے اقدامات

*1862۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے چیئرمین کی تقرری کا (criteria) معیار کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تعلیم کے مختلف شعبہ جات کی بجائے اکثر چیئرمین بورڈ کالج کیڈر سے لیے جاتے ہیں، موجودہ تمام چیئرمین بورڈ کی کیڈر واتز تفصیل کیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ ملازمین سے جو حضرات چیئرمین کی شرائط پر پورا اترتے ہیں انہیں عملاً نظر انداز کر کے او۔ایس۔ڈی لگا دیا جاتا ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بورڈ ملازمین میں سے چیئرمین مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) بورڈ آف انٹر میڈیٹ کے چیئرمین کی تقرری کے لیے محکمہ تعلیم کے کالج اور سکول کیڈر کے گریڈ 20 کے ریگولر اساتذہ میں سے انتظامی امور پر عبور رکھنے والے اساتذہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب بھر میں چیئرمین کی کل اسامیاں 8 ہیں جن میں سے اس وقت چھ کالج کیڈر اور دو سکول کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ بورڈ کے ملازمین زیادہ سے زیادہ گریڈ 18 میں ترقی پا سکتے ہیں۔ جبکہ اس وقت زیادہ تر سیکرٹری اور کنٹرولر حضرات بھی ریگولر گریڈ 19 کے ہیں۔ اس طرح بورڈ کے کسی بھی ملازم کا اس معیار پر پورا اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ماضی میں بورڈ کے جن چند حضرات نے بطور چیئرمین کام کیا ہے انہوں نے بطور Acting Chairman کا اضافی چارج کے طور پر کام کیا ہے۔

(د) چونکہ جز (ج) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہذا حکومت کا بورڈ ملازمین میں سے چیئرمین لگانے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

سکول مینجمنٹ کمیٹیوں کے اخراجات کی تفصیل

*1863۔میاں عبدالستار (PP-234): کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 98-1997ء میں محکمہ نے خریداری برائے فرنیچر کے لیے سکول مینجمنٹ کمیٹیوں کو جو فنڈز مہیا کیے گئے تھے اس سلسلہ میں DPI(EE) نے مورخہ 11-7-98 کو جو پابندی لگائی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا محکمہ اس خریداری کو ضلع یا ڈویژن کی سطح پر کرنا چاہتی ہے۔ اگر کرنا چاہتی ہے تو کیوں۔

(ج) ایس۔ایم۔سی کے سلسلہ میں سٹاف کی ٹریننگ اور کتابچوں پر محکمہ کی کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ رقم کی ادائیگی کس فنڈ سے کی گئی۔

(د) سکول مینجمنٹ کمیٹیوں (SMC) نے اب تک کس فرم سے خریداری کی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) سیکرٹری محکمہ تعلیم (سکولز) کو مسلسل شکایات موصول ہوئیں کہ صوبہ کے بعض علاقوں میں SMC کے ذریعے فرنیچر کی خریداری میں درج ذیل خامیاں وقوع پذیر ہیں۔

(I) کتابچے میں دیے گئے طریق کار سے انحراف

(II) کوٹیشنز لیے بغیر خریداری

(III) مقامی تعلیمی افسران کا دباؤ

(IV) مقامی پریشر گروپس کا دباؤ

(V) مہنگی خریداری باوجہ فقدان مقابلہ

(VI) فرموں میں باہمی پولنگ

مندرجہ بالا شکایات کی بناء پر سیکرٹری تعلیم نے فی الوقت خریداری کے عمل کو روک دینے کا فیصلہ کیا اور DPI(EE) کو پیمنٹ جاری کرنے کی ہدایت کر دی۔

(ب) محکمہ فرنیچر کی خریداری کے اس عمل کو جس میں حکومتی خزانہ سے تقریباً 80 کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ ہونا ہے' زیادہ سے زیادہ شفاف اور مقابلہ پر مبنی بنانا چاہتا ہے۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز زیر غور ہیں۔ آیا یہ مقابلہ صوبائی سطح پر یا ڈویژن کی سطح پر یا ضلع کی سطح پر یا اس سے نیچے کروایا جائے۔

(ج) ایس۔ایم۔سی کے سلسلے میں کتابچوں کی طباعت پر 0.562 ملین اور سٹاف کی تربیت پر 20.10 ملین رقم خرچ ہوئی اور یہ رقم پنجاب مڈل سکولنگ پروجیکٹ کی مد سے ادا کی گئی۔

(د) صوبہ بھر میں S.M.C 13926 کو سال (97-98) میں فرنیچر کی خریداری کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے تھے۔ فاضل رکن سے درخواست ہے کہ واضح کریں کہ کس ایس۔ایم۔سی کے متعلق معلومات درکار ہیں۔

محکمہ تعلیم میں بے ضابطگیوں کا ازالہ کرنے کے اقدامات

*1866۔نوابزادہ منصور احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گریڈ اٹھارہ کے سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ پنجاب بھر کے ہائی سکولوں

میں بطور سینئر ہیڈ ماسٹر / پرنسپل تعینات ہیں اور تعلیم کی ترقی میں بھر پور کردار ادا کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک مخصوص گروپ نے سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کو بے جا تنگ کرنے کے لیے ان پر نو سالہ سروس کی پابندی لگا دی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کم و بیش 400 سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کو انتظامی عہدوں سے ہٹا دیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1991ء میں براہ راست پرنسپل گریڈ 18 پر بھی ایسی پابندی ہے اگر ہے تو یہ کس قاعدہ کے تحت 1996ء میں گریڈ 19 میں چلے گئے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ میں ہونے والی ان بے ضابطگیوں کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ابھی چند اساتذہ کو انتظامی عہدوں سے ہٹایا گیا تھا کہ ان اساتذہ نے عدالت عالیہ میں رٹ دائر کر دی جس کے بعد عدالت عالیہ نے اس پر عمل درآمد رکوا دیا۔

(د) درست نہ ہے۔ 1991ء میں براہ راست گریڈ 18 میں بھرتی کیے گئے پرنسپلز کو گریڈ 19 میں (Acting Charge) کی بنیاد پر ترقی دی گئی۔

(ہ) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کی بطور ہیڈ ماسٹر تعیناتی

*1869۔ سید اختر حسین رضوی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں گریڈ اٹھارہ کے سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ پنجاب بھر کے ہائی سکولوں میں بطور سینئر ہیڈ ماسٹر / پرنسپل تعینات ہیں اور تعلیم کی ترقی میں بھر پور کردار ادا کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کو ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر تعیناتی کے لیے آٹھ سالہ سروس کی پابندی لگا دی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کو انتظامی عہدوں سے ہٹا کر انہیں بطور ٹیچر واپس بھیجا جا رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پابندی کو اٹھانے اور انہیں ہیڈماسٹر کے عہدہ پر تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ جہاں تک تعلیم کی ترقی میں بھر پور کردار ادا کرنے کا تعلق ہے۔ تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن محکمہ کے خیال میں دس سال کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد ہی خواتین و حضرات کو سربراہ کے طور پر لگایا جانا چاہیے۔

(ب) سروس رولز میں دس سالہ سروس کی پابندی ہے۔

(ج) درست ہے۔ لیکن ابھی چند ہی اساتذہ کو انتظامی عہدوں سے ہٹایا گیا تھا کہ ان اساتذہ نے عدالت عالیہ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ جس کی بناء پر عدالت عالیہ نے محکمہ کے احکامات معطل کر دیے۔

(د) کیونکہ معاملہ اس وقت عدالت عالیہ میں زیر التوا ہے جس کے باعث کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

سکولوں کو فرنیچر فراہم کرنے کے اقدامات

*1873۔جناب منور علی گل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 96-1995ء کے دوران سکول مینجمنٹ کمیٹیز کے ذریعے خریداری کے کامیاب تجربہ کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں مالی سال 98-1997ء کے دوران چودہ ہزار پرائمری/ مڈل سکولوں کو فرنیچر فراہم کرنے کے لیے ایس۔ ایم۔سی کو فنڈ مہیا کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے SMC کی ٹریننگ پر ایک خطیر رقم خرچ کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ DPI(EE) پنجاب نے ماہ جولائی 1998ء میں ایس۔ایم۔سی

کو خریداری کے عمل سے روک دیا تھا جبکہ کچھ ایس۔ایم۔سی فرنیچر خرید چکی تھیں اور کچھ نے خریداری فرنیچر کے سپلائی آرڈر بھی جاری کر دیے ہیں۔

(د) کیا محکمہ تعلیم ان سکولوں کے لیے جنہوں نے سپلائی آرڈر جاری کر دیے تھے، سامان خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سال 98-1997ء کے دوران 13926 پرائمری سکولوں کو مبلغ 50,000 فی سکول اور 1190 مڈل سکولوں کو مبلغ 80,000 فی سکول رقم برائے فراہمی فرنیچر بذریعہ ایس۔ایم۔سی فراہم کی گئی۔

(ب) درست ہے کہ SMC کے دو ممبران یعنی ہیڈ ٹیچر اور ہم دستخطی کی تربیت مکمل ہو چکی ہے۔ کل 92000 افراد کو تربیت دی گئی، جس پر مبلغ 20.100 ملین کی رقم خرچ ہوئی۔

(ج) درست ہے کہ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیے گئے فیصلہ کی روشنی میں DPI(EE) پنجاب نے 11-7-98 کو فرنیچر کی خریداری پر فوری پابندی کی چٹھی جاری کر دی اور خریداری کو اس وقت کی سطح پر منجمد کر دیا۔

(د) محکمہ سکولوں کے لیے بشمول ان سکولوں کے جن میں خریداری کے کچھ مراحل دیانت دارانہ طور پر طے کر لیے تھے، فرنیچر کی خریداری مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین لیاقت پور میں اسامیوں کا اجراء

*1931۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین لیاقت پور کی پانچ اسامیوں میں سے ایک اسامی بہاول پور اور بقیہ چار اسامیاں لاہور منتقل کر دی گئی ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہوا ہے تو متعلقہ مضامین (Subjects) کو مذکورہ کالج میں طالبات کو پڑھانے کا کیا بندوبست کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پانچ اسامیوں کو اس کالج میں دوبارہ منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) یہ درست ہے کہ لیکچرار فزکس۔ جغرافیہ اور ہوم اکنامکس کی اسامیاں گورنمنٹ کالج برائے خواتین لیاقت پور سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SO(Coll)7-12/85-VI بتاریخ 10-2-93 و SO(A-I)1-46/84-I بتاریخ 30-9-97 اور SO(A-I)1-46/84-I بتاریخ 16-10-97 بالترتیب گورنمنٹ کالج برائے خواتین وحدت کالونی لاہور اور گورنمنٹ نواز شریف کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور کو منتقل کی گئی ہیں۔ تاہم یہ منتقلی باقاعدہ رائج شدہ پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے محکمہ خزانہ کی منظوری سے ہوئی ہے۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین لیاقت پور میں جغرافیہ اور ہوم اکنامکس میں طالبات کی enrolement صفر ہے۔ جب کہ فزکس میں دو لیکچرار اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر کی اسامی موجود ہے اور طالبات کی enrolement کے مطابق work load ہفتہ وار 72 پیریڈز بنتا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ کالج ہذا میں طالبات کی تعداد کے مطابق اساتذہ بھی مناسب تعداد میں موجود ہیں۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ متعلقہ مضامین میں طالبات کی ضرورت کے مطابق پہلے سے ہی مناسب تعداد میں عملہ موجود ہے۔ لہذا حکومت فی الحال منتقل شدہ اسامیوں کے بدلے میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین لیاقت پور کو کوئی متبادل اسامی دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

کرپٹ اہلکاران کے خلاف کارروائی

*1943۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (ای) منڈی بہاؤالدین نے سال 1998ء کے دوران ایلیمنٹری ونگ کے کلریکل سٹاف میں سے چند ملازمین کے خلاف ان کی کرپشن کی وجہ سے ڈائریکٹر ایجوکیشن (ای) گوجرانوالہ کو ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کے لیے سفارش کی اگر ایسا ہے تو کن کن کلرکوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد اشرف اسسٹنٹ کلرک دفتر Dy.D.E.O پھالیہ (منڈی بہاؤالدین) کی ٹرانسفر D.E.O منڈی بہاؤالدین کی شکایت پر کی گئی جو بعد میں منسوخ کر دی گئی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت کرپٹ سٹاف کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی۔ای۔او منڈی بہاؤالدین نے درج ذیل کلریکل سٹاف کے خلاف 1998ء میں ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کی سفارش کی تھی۔

1۔ مسٹر ریاض احمد سینئر کلرک' ڈی۔ای۔او (ایم) منڈی بہاؤالدین

2۔ مسٹر محمد اشرف سینئر کلرک' ڈی۔ای۔او (ایم) منڈی بہاؤالدین

3۔ مسٹر اختر علی جونیئر کلرک دفتر ڈپٹی۔ڈی۔ای(زنانہ) پھالیہ

4۔ مسٹر ظفر اقبال جونیئر کلرک۔ایضاً۔

5۔ مسٹر عبدالحمید جونیئر کلرک۔ایضاً۔

ڈی۔ای۔او کی چٹھی میں صرف آرمی سروے کا حوالہ دیا گیا تھا۔ تاہم تفصیلی تحقیق پر ظاہر ہوا کہ مارک (الف) پر مذکور کلیریکل سٹاف سابقہ ڈی۔ای۔او مردانہ اکبر علی چٹھہ کے ساتھ بدعنوانیوں میں ملوث ہیں اور مارک (ب) کلیریکل سٹاف ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او(زنانہ) پھالیہ کے ساتھ بدعنوانیوں میں شریک پایا گیا۔ چونکہ یہ (Joint Inquiry) مشترکہ انکوائری کا معاملہ تھا۔ اس لیے قواعد کی رو سے اتھارٹی یعنی جناب چیف سیکرٹری کو کارروائی کے لیے لکھ دیا گیا ہے(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (ای) کی تحریر پر محمد اشرف اسسٹنٹ کا تبادلہ بذریعہ حکم نمبر 98-8-21/85-8484 ضلع حافظ آباد کو دیا گیا تھا۔ جو کہ بعد میں ایم۔پی۔اے کے رقعہ اور ٹیلی فون پر منسوخ کر دیا گیا۔(رقعہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) تاہم اس کا دوبارہ ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

(ج) joint inquiry case میں سب سے سینئر افسر کی اتھارٹی کارروائی کرنے کی

مجاز ہوتی ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب سے اجازت ملتے ہی ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈریال تحصیل گوجر خان کے سکول میں سٹاف مہیا کرنے کے اقدامات

353۔راجا محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 94-1993ء میں موضع ڈریال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں بوائز پرائمری سکول کی عمارت تعمیر کی جا چکی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سکول میں کب تک سٹاف مہیا کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے کیونکہ موضع ڈریال تحصیل گوجر خان میں سال 94-93 کے دوران بوائز پرائمری سکول کے لیے کوئی عمارت تعمیر نہ کی گئی ہے۔

(ب) (الف) کی درشنی میں جزو(ب) غیر متعلقہ ہے۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک 724۔گ۔ب کی اپ گریڈیشن

411۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 724۔گ۔ب تحصیل کہروڑ پکا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اپ گریڈ کب ہوا تھا۔ اس کے اپ گریڈیشن آرڈر کی نقل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سیکرٹری تعلیم کو اپنے مراسلہ جات مورخہ 11' اپریل 1997' 6 مئی 1997ء اور 24 مارچ 1998ء کو اس امر کی اطلاع دی کہ مذکورہ سکول کو محکمہ ہذا کے دو مراسلہ جات کے تحت اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس سکول میں سٹاف کی دو گنی سیٹیں منظور ہو چکی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تینوں مراسلہ جات کے باوجود ابھی تک مذکورہ سکول کی نظر ثانی شدہ sanction جاری نہیں کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے آدھے سے زیادہ سٹاف کی تنخواہیں رو کی ہوئی ہیں۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کی نظر ثانی شدہ sanction

جاری کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 724 گ۔ب مورخہ 96-9-1 کو مراسلہ نمبر SO(A-V)3-5/96 مورخہ 30-5-96 اور مراسلہ نمبر SO(A-V)3-48/96 مورخہ 96-9-6 کے تحت اپ گریڈ ہوا (ہر دو مراسلہ جات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ڈسٹرکٹ اکاونٹ آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنے مراسلہ نمبر 371 مورخہ 97-4-11 اور مراسلہ نمبر 388 مورخہ 97-5-6 کے تحت فنانس ڈیپارٹمنٹ اور مراسلہ نمبر 21 مورخہ 98-3-24 کے تحت محکمہ تعلیم لاہور کو تحریر کیا (ان کی کاپی بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) یہ کہ سکول مذکورہ میں سٹاف صرف مراسلہ نمبر SO(A-V)3-48/96 مورخہ 96-9-6 کے تحت تعینات کیا گیا ہے۔ مڈل سکول کے اساتذہ فارم کے مطابق تعینات کیے جاتے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ ابھی تک نظر ثانی شدہ منظوری جاری نہ ہوئی ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ سٹاف کی تنخواہ روکی ہوئی ہے۔ تنخواہ باقاعدگی سے مل رہی ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) درستگی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا معاملہ محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے۔ محکمہ خزانہ سے ضروری منظوری حاصل ہونے کے بعد جاری کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک نمبر 262 جنوبی کی چار دیواری کی تعمیر

414۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 262 جنوبی بھوجوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ کی چار دیواری تعمیر نہیں کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے معلمات اور طالبات کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول میں علاقہ کے تقریباً 25/30 دیہات کی طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کی چار دیواری اسی مالی سال یا آئندہ مالی سال میں تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 262 ج۔ب بھوجو آنہ تحصیل و ضلع جھنگ کی چار دیواری تین اطراف سے مکمل ہے۔لیکن ایک طرف سے نامکمل ہے۔ جس کی وجہ سے معلمات اور طالبات کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ 10/15 دیہات کی طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 262 ج۔ب جنوبی بھو جوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ کی چار دیواری تین اطراف سے مکمل ہے۔ صرف ایک طرف سے نا مکمل ہے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کی طرف سے حالیہ 137.00 ملین روپے کی کٹوتی لگانے کے باعث سردست ممکن نہیں۔ آئندہ مالی سال میں اس کی تکمیل کی کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کے لیے مزید فنڈز کی فراہمی

424۔حاجی مہر خضر حیات ہراج، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میاں چنوں کی تعمیر کب اور کتنی لاگت سے شروع ہوئی تھی۔ اب تک اس کالج کی عمارت کی تعمیر پر کتنی رقم سے کتنا کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ مالی سال 99-1998ء کے بجٹ میں اس کی تعمیر کے لیے بہت قلیل رقم مختص کی گئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کالج کی تعمیر کے لیے موجودہ مالی سال میں مزید رقم فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کتنی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میاں چنوں کی تعمیر 17.128 ملین روپے کی لاگت کے تخمینہ سے سال 1996ء میں شروع ہوئی۔ اب تک 2.876 ملین روپے سے کالج کی مین بلڈنگ، ایڈمن بلاک، کنٹین اور چار دیواری کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ جبکہ رہائشی بلاک

کی تعمیر کا کام ابھی باقی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) کالج کی تعمیر کے لیے دس لاکھ روپے مزید فراہم کر دیے گئے ہیں۔

حلقہ پی۔پی 150 کے سکولوں میں سٹاف مہیا کرنے کے اقدامات

426۔چودھری بدر الدین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 150 میں نو عدد گرلز E/S سکول اور تقریباً 13 عدد بوائز E/S سکولوں کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں ابھی تک سٹاف تعینات نہیں کیا گیا۔ کیا ابھی تک ان سکولوں کا سٹاف منظور نہیں ہوا۔ تو کب تک سٹاف مہیا کیا جائے گا۔

(ج) کیا حکومت گورنمنٹ E/S بھیڈیاں چک نمبر 35 پتوکی اور گورنمنٹ E/S سکول پتوکی کو کب تک ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل پتوکی میں ابھی تک DY-DEO(F) اور DY-DEO(M) تعینات نہیں کیے گئے۔ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جس وقت معزز رکن نے یہ سوال کیا اس وقت ان سکولوں کا سٹاف منظور نہ ہوا تھا۔ تاہم مورخہ 1-4-99 سے ان سکولوں کا سٹاف منظور ہو چکا ہے۔ اساتذہ کی تعیناتی حکومت کے نوٹیفکیشن کے مطابق کی جا رہی ہیں۔ (کاپی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور ان سکولوں میں بذریعہ تبادلہ ماہ مئی کے آخر تک اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) حکومت ان سکولوں کا درجہ دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ حکومتی پالیسی کے تحت مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

(د) تحصیل پتوکی میں ابھی تک ڈپٹی۔ڈی۔او (مردانہ) اور (زنانہ) کی اسامیاں منظور نہ ہوئی ہیں۔ جونہی یہ اسامیاں منظور ہوں گی ان کو محکمہ پُر کر دے گا۔

گریڈ 17 اور 18 کے اساتذہ کو سالانہ ترقی نہ دینے کی وجوہات

427۔چودھری بدر الدین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دسمبر 1990ء میں کالج اساتذہ کو چار درجاتی پروموشن فارمولا دیا تھا اور اسی طرح کا فارمولا سکول اساتذہ کو بھی دیا تھا جس کے مطابق 50 فیصد اساتذہ کے لیے سکیل نمبر 17، 34 فیصد اساتذہ کے لیے گریڈ 18، 15 فیصد کے لیے گریڈ 19 اور ایک فیصد کے لیے گریڈ 20 میں ترقی کے حقدار قرار پائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج اساتذہ تو اسی وقت سے ترقیاں پا گئے ہیں۔ جبکہ سکول اساتذہ کی ترقیاں اس فارمولا کے تحت ابھی تک نہ ہوئی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1995ء سے آج تک سکیل 19 میں ترقی پانے کے لیے 500 سے زائد اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جبکہ 271 اساتذہ کے کیس ہر طرح سے مکمل ہیں۔ لیکن انہیں ترقی نہیں دی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں تقریباً 600 سکول بغیر ہیڈ ماسٹر کے چل رہے ہیں۔ ان پر ترقیاں نہ کرنے کی وجہ سے سکیل 17 اور 18 کے اساتذہ اپنی سالانہ ترقیوں سے محروم ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) حکومت نے کالج اساتذہ کو چار درجاتی فارمولا 90-9-1 کو دیا تھا۔ جب کہ سکول اساتذہ کو اسی طرز کا فارمولا 90-12-12 کو دیا تھا۔

(ب) چار درجاتی فارمولا کی بنیاد پر سکیل 19،18 اور 20 میں نئی اسامیاں پیدا ہوئیں۔ ان پر پروموشن کے لیے وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق کالج اساتذہ کو مختلف اوقات میں ترقیاں دی گئیں بقیہ سکول اساتذہ کو بھی مختلف اوقات میں ترقیاں دی گئیں۔

(ج) سال 1995ء میں سکیل 19 میں 110 اسامیاں خالی تھیں۔ بعد ازاں سکیل 19 کے افسران کی ریٹائرمنٹ سے اب سال 1999ء میں 536 اسامیاں خالی ہیں۔ جن کے مقابل 792 سینئر اساتذہ کی ترقی کا کیس سلیکشن بورڈ کی منظوری کے لیے محکمہ SGA&I کو بھجوا دیا ہے۔ بورڈ کی منظوری کے بعد ترقی دے دی جائے گی۔

(د) صوبہ میں اس وقت 409 ہیڈ ماسٹرز اور 393 ہیڈ مسٹریس کی اسامیاں سکیل 19-18 اور 20 میں ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ قبل ازیں سکیل 17 میں تمام منظور شدہ اسامیوں اور سکیل 17 میں ریٹائرمنٹ کی بنیاد پر خالی ہونے والی اسامیوں پر ترقی مکمل ہو چکی ہے' سکیل 19 میں ترقی کے بعد سکیل 18 اور 17 میں ترقی دی جاسکتی ہے۔ جس کے لیے محکمہ مصروف عمل ہے۔

راولپنڈی تعلیمی بورڈ کے ملازمین کے خلاف کارروائی

432۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی تعلیمی بورڈ میں سیکریسی برانچ' ریکارڈ سیکشن' انٹر برانچ' میٹرک برانچ' ایڈمن برانچ' میں سپرنٹینڈنٹ' سینئر کلرک اور دیگر عملہ عرصہ دس اور پندرہ سال سے مسلسل ایک ہی پوسٹ پر تعینات چلا آ رہا ہے۔ جن کی وجہ سے تعلیمی بورڈ راولپنڈی میں رشوت ستانی' رزلٹ میں ہیرا پھیری عام ہو چکی ہے۔ نیز مندرجہ بالا برانچوں کے تمام ملازمین جو گریڈ 1 تا گریڈ 17 میں تعینات ہیں' کے نام اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے۔

(ب) اگر یہ عملہ واقعی دس اور پندرہ سال سے مسلسل ایک ہی پوسٹ پر تعینات ہیں' تو پھر ان کو تبدیل کیوں نہیں کیا جاتا؟ جیسا کہ حکومت کی واضح پالیسی ہے' کہ تین سال سے زیادہ کوئی اہلکار یا افسر کسی بھی پوسٹ پر تعینات نہیں رہ سکتا؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) بورڈ میں ہر اہلکار / افسر اپنی ہی پوسٹ پر کام کر رہا ہے اور دوسری پوسٹ اسے اس وقت تک تعینات نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کی ترقی اگلی پوسٹ پر نہ ہو جائے۔ بورڈ کے انتظامی ڈھانچے کے مطابق بورڈ میں ملازمین کے لیے پوسٹوں کی تعداد متعین ہے۔ جس کی وجہ سے ہر اہلکار / افسر کو اس پوسٹ پر کام کرنا پڑتا ہے۔جب تک اس کی ترقی اگلی پوسٹ خالی ہونے پر عمل میں نہیں آتی۔ جہاں تک رشوت ستانی' ہیرا پھیری یا کوتاہی کا تعلق ہے اگر کوئی ایسا معاملہ بورڈ انتظامیہ کے نوٹس میں آتا ہے تو ایسے اہلکار / افسر کے خلاف متعلقہ قوانین کے تحت انضباطی کارروائی کی جاتی ہے بورڈ دفاتر میں داخلی تعیناتیوں / تبادلوں کا عمل دفتر اور عوام الناس کے بہتر مفاد میں جاری و ساری رہتا ہے۔

(ب) اس شق کا جواب شق الف میں موجود ہے۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں کالجز کی تعداد

433۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں کل کتنے کالج ہیں۔ ان میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) ہر کالج میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان میں عملہ کی کیا پوزیشن ہے۔

(ج) کیا حکومت جہاں سٹاف زیادہ ہے وہاں سے ٹرانسفر کر کے اور جہاں کم ہے وہاں تعینات کر کے اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) کل تعداد کالجز 54

زیر تعلیم طلباء و طالبات کی تعداد 65854

طلباء 30362 طالبات 35492 تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر کالج کی منظور شدہ اسامیوں کی فہرست اور عملہ کی پوزیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منظور شدہ سٹاف مردانہ کالجز 1292 منظور شدہ سٹاف زنانہ کالجز 864

تعینات شدہ سٹاف مردانہ 1152 تعینات سٹاف زنانہ 653

(ج) ہاں۔ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

انگلش ٹیچرز کو چھٹیوں سے استفادہ کرنے کے اختیارات

436۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔پی۔آئی(ای۔ای) کے نوٹیفکیشن نمبر 1300/ ایڈمن (ایم اینڈ پی) مورخہ 7-4-94 کے تحت اٹک میں تعینات ایلیمنٹری انگلش ٹیچرز سے استفادہ شدہ چھٹیوں کی رقوم بذریعہ لیٹر نمبر EC-II/5630/DEO(EEW) واپس جمع کرانے کے لیے کہا گیا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا ان ایلیمنٹری انگلش ٹیچرز کو ان کے تعیناتی احکامات میں آگاہ کیا گیا تھا کہ وہ ان چھٹیوں سے استفادہ نہیں کر سکیں گے۔

(ج) کیا صوبہ میں تعینات انگلش ٹیچرز سے رقوم واپس مانگی گئی ہیں یا باقی اضلاع میں ٹیچرز نے چھٹیوں سے استفادہ ہی نہیں کیا۔

(د) کیا انگلش ٹیچرز کو میڈیکل / میٹرنٹی اور دوسری چھٹیوں سے استفادہ کرنے کا اختیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ڈی۔پی۔آئی(ای۔ای) کا مذکورہ نوٹیفکیشن ایلیمنٹری' انگلش ٹیچرز کی بھرتی پالیسی سے متعلق ہے نہ کہ رقوم کی واپسی سے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تاہم آڈٹ اعتراض کی بنا پر ڈی۔ای۔او اٹک نے لیٹر نمبر 5629/A مورخہ 23-12-95 کے تحت استفادہ شدہ چھٹیوں کی رقوم گورنمنٹ خزانہ میں جمع کرانے کے لیے جاری کیا تھا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) آڈٹ اعتراض ختم کرانے کے لیے کارروائی جاری ہے(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) انگلش ٹیچرز کی اسامیاں اگرچہ پراجیکٹ کی اسامیاں ہیں تاہم محکمہ کے خیال کے مطابق رخصت زچگی کے قوانین وہی ہونگے جن کا اطلاق دیگر معلمات پر ہوتا ہے تاہم بھرتی پالیسی میں اس کا ذکر نہ ہے۔

(ج) باقی کسی ضلع سے اس طرح کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی یہ محض ضلع اٹک میں آمدہ ایک آڈٹ پارٹی کے ذہن رسا کی پیداوار ہے۔

(د) مروجہ قوانین رخصت کی موجودگی میں اختیار حاصل ہے۔

لاہور کینٹ میں تعینات اے۔ای۔اوز کی تعداد

437۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت لاہور کینٹ میں کتنے اے۔ای۔اوز تعینات ہیں۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' گریڈ اور مستقل پتہ مع ذومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں کتنے اے۔ای۔اوز کے خلاف کس کس قسم کی محکمانہ اور دیگر انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ہر اے۔ای۔اوز کی تفصیل مع انکوائری آفیسران کے نام کیا ہیں۔

(ج) کتنے اے۔ای۔اوز ایسے ہیں جن کا عرصہ تعیناتی لاہور میں مختلف عہدہ پر تین سال سے زائد

ہے اور ان کو لاہور سے باہر ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) اس وقت لاہور کینٹ' میں 6 زنانہ اور 9 مردانہ اے۔ای۔اوز تعینات ہیں۔ ان کے نام تعلیمی قابلیت' گریڈ اور مستقل پتہ مع ڈومی سائل لف ہے۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ کسی بھی ملازم کے خلاف محکمانہ / انٹی کرپشن کی انکوائری نہ ہو رہی ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم میں لوکل مقامات پر تعیناتی کی جاتی ہے۔ اس لیے کسی بھی ملازم کو تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر اے۔ای۔اوز سے ہٹا کر سکول میں تعینات کر دیا جاتا ہے۔ لاہور سے باہر ٹرانسفر نہیں کیا جاتا۔ یہی حکومت کی پالیسی ہے۔

تاہم موجودہ اے۔ای۔اوز میں کسی کی تعیناتی کا عرصہ تین سال سے زائد نہیں ہے۔

لاہور کینٹ میں تعینات اے۔ای۔اوز کی تعداد و کوائف

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت	گریڈ	تاریخ تقرری موجودہ سٹیشن	مستقل پتہ
1۔	مردانہ محمد منیر احمد	ایم۔اے' ایم۔ایڈ	16	23-5-98	گلشن شریف ملتان روڈ لاہور
2۔	محمد صادق انور	۔ایچ۔	16	21-6-97	راجپوت پارک شاہدرہ لاہور
3۔	محمد حنیف	۔ایچ۔	17		33۔ رفیق پارک' شادی پورہ لاہور
4۔	شفیق سموئیل	بی۔اے' بی۔ایڈ	16	28-6-97	13 پوسٹ بکس بر کی لاہور
5۔	عبدالمجید	ایم۔اے' ایم۔ایڈ	16	21-6-97	352-A تاجپورہ لاہور
6۔	محمد انور سہل	۔ایچ۔	16	28-8-98	سردار ہاؤس سٹریٹ نمبر 12 رچنا ٹاؤن لاہور
7۔	محمد شفیق	۔ایچ۔	16	13-11-98	سٹریٹ نمبر 17 ہاؤس نمبر 128' B-4/c مدینہ کالونی لاہور
8۔	محمد حمزہ	۔ایچ۔	16	16-11-98	21۔ عمر بلاک معراج پارک بیگم پورہ لاہور
9۔	میاں غلام علی شاہ	۔ایچ۔	17	14-9-98	شاہدرہ لاریکس کالونی' لاہور
		زنانہ			
1۔	سلمیٰ نسیم	ایم۔اے' بی۔ایڈ	16	12-9-1997	12۔بی سرور روڈ لاہور کینٹ
2۔	سلمیٰ امیر	ایم۔اے' ایم۔ایڈ	16	1-6-1998	مکان نمبر 4 گلی نمبر 32 رحیم

					روڈ مصری شاہ' لاہور
3۔	عابدہ طارق	بی۔اے' بی۔ایڈ	16	22-9-1998	فیصل ٹاؤن
4۔	مسرت سلطانہ	ایم۔ایڈ	17	01-10-1998	19/A ایل۔بلاک گلبرگ لاہور
5۔	صفورہ چوہدری	ایم۔اے' ایم۔ایڈ	16	14-5-1997	مکان نمبر 8 عباسی سٹریٹ احمد کالونی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
6۔	مسز ناہید جمال		16	1-8-1997	Y-19 وحدت کالونی' لاہور

ڈپٹی۔ڈی۔ای۔اوز لاہور کینٹ کے دفتر میں تعینات ملازمین کی تعداد

438۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ڈپٹی۔ڈی۔ای۔اوز لاہور کینٹ کے دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کے نام عہدہ' گریڈ' مستقل پتہ' ڈومی سائل اور دفتر ہذا میں تعیناتی کی مدت کتنی ہے۔

(ب) کتنے اہلکاران ایسے ہیں جن کا عرصہ تعیناتی اس دفتر میں تین سال سے زائد ہو چکا ہے اور ان کو ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کتنے اہلکاران کے خلاف محکمانہ اور دیگر انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ہر اہلکار کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) دفتر ڈپٹی۔ڈی۔ای۔اوز زنانہ اور مردانہ میں کام کرنے والے ملازمین کی مطلوبہ تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) دفتر ڈپٹی زنانہ میں منظور احمد جونیئر کلرک' و مسٹر قیصر محمود اور ڈپٹی مردانہ کے دفتر میں مسٹر جمیل احمد اور ندیم غلام مسیح کا عرصہ تعیناتی 3 سال سے زائد ہے۔ چونکہ ان کے خلاف کبھی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اس لیے ان کی ٹرانسفر نہیں ہوئی۔

(ج) کسی اہلکار کے خلاف کوئی محکمانہ یا دیگر انکوائری نہیں ہو رہی۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	ڈومی سائل	تاریخ تعیناتی دفتر ہذا	مستقل پتہ
						(ڈپٹی۔ڈی۔او زنانہ)
1۔	احسان احمد ملک	اسسٹنٹ	11	لاہور	16-9-98	وقار سٹریٹ گلشن کالونی نزد وحدت کالونی' لاہور

2.	منظور احمد	جونیئر کلرک	5	لاہور	5-9-1988	844-45 اسلام بلاک نشتر کالونی فیروز پور روڈ لاہور
3.	قیصر محمود	ایضاً	5	قصور	22-3-1994	کوٹ رحم دین قصور (مشتاق کالونی رائے ونڈ روڈ قصور)
						(ڈی۔ڈی۔او' مردانہ)
1.	محمد ایوب	اسسٹنٹ	11	لاہور	15-6-98	مکان نمبر 3 گلی نمبر 3 سنگھ پورہ' باغبانپورہ لاہور
2.	جمیل احمد	جونیئر کلرک	5	لاہور	9-7-85	بھٹہ چوک بیدیاں چوک' نشتر کالونی لاہور
3.	ندیم غلام مسیح	جونیئر کلرک	5	لاہور	9-7-85	16/E وحدت کالونی لاہور

ہائر سیکنڈری سکول کو مکمل کرنے کے اقدامات

447۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول منڈی احمد آباد ضلع اوکاڑہ کی عمارت کی تعمیر سال 95-1994ء میں شروع ہوئی لیکن تقریباً ایک تہائی حصہ کی تعمیر ہونے کے بعد کام روک دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ ہائر سیکنڈری سکول کی تعمیر کا کام رکوانے اور سرکاری رقوم کے نقصان کے ذمہ داروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ ہائر سیکنڈری سکول کو کب تک مکمل کرنے اور تعلیمی سرگرمیاں شروع کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ سکول کی بلڈنگ سال 1998ء میں مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) جز الف کا جواب اثبات میں ہونے کی وجہ سے جز ب غیر متعلقہ ہے

(ج) چونکہ مذکورہ عمارت مکمل ہے لہذا فنانس ڈیپارٹمنٹ سے سٹاف کی منظوری کے بعد اسی سال تعلیمی سرگرمیاں شروع کروانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب عبدالرؤف مغل، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، مغل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! میرے حلقہ میں ایک ایسا نیک نام کالج ہے' جس میں طالبات کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے۔ اس کالج کی طالبات متعدد مرتبہ یونیورسٹی میں پوزیشنیں حاصل کر چکے ہیں۔ اور یہ کالج گوجرانوالہ بورڈ کے امتحان میں پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر طالبات کے داخلے کے حوالے سے بہت دباؤ رہتا ہے۔ وہاں کی موجودہ پرنسپل کے دور میں کالج نے اتنی ترقی کی کہ اس کو وزیر تعلیم نے center of excellence قرار دیا۔ وہاں پر داخلے اتنے شفاف ہوتے ہیں کہ میرے حلقہ میں ہونے اور میری بچی کو 600 نمبر لینے کے باوجود' صرف چند نمبروں کی کمی کی وجہ سے وہاں داخلہ نہ دیا گیا۔ لیکن جب کچھ ممبران صوبائی اسمبلی کے رقعہ جات اور سفارشات وہاں accommodate نہ ہوئیں تو ان کو وہاں سے ہٹ کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ادارے کو تباہ کرنے کی ایک نامعقول کوشش ہے۔ ہمیں تعلیم کے سسٹم کو بچانا چاہیے۔ میں ایک بات اور عرض کروں کہ وہ میرا ہی حلقہ ہے جس میں وہ کالج ہے۔ اور اس کی یہ پوزیشن ہے۔ اور میرے ہی حلقے کا سکول گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ میں اول پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کا سکول ہونے کے باوجود وہ سو فی صد نتیجہ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ میں نے ان اداروں میں سیاست نہیں ڈالی۔ اپنا دباؤ نہیں دکھایا۔ اگر میری بچی کو داخلہ نہیں ملا تو میں نے منسٹر صاحب کو سفارش نہیں کی کہ اس پرنسپل کو تبدیل کر دیا جائے۔ لیکن یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک دوسرے حلقے کے ایم پی اے سفارش کرتے ہیں۔ اور حیرت کی بات ہے کہ PAC کی recommendation آئی ہے' PAC کو یہ کہنا چاہیے کہ اس کے انچارج نے mis-appropriation کی ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا تبادلہ کرو۔ وہ ثابت کریں کہ کس نے یہ mis-appropriation کی ہے۔ جب پورے پنجاب میں انٹر کا امتحان دو پارٹ میں لینا شروع ہوا اس وقت 2 ہزار روپے کا اکاؤنٹ میں صحیح اندراج نہ ہو سکا اور وہ رقم جمع کروادی گئی۔ آج سے 6 سال پہلے صحیح اکاؤنٹ میں جمع کرائی جانے والی رقم کو بنیاد بنا کر اچھی پرنسپل کو وہاں سے ہٹ کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس معاملے میں قومی ترجیحات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر میاں شہباز شریف اور مسلم لیگ کی حکومت چاہتی ہے کہ پاکستان میں دوبارہ میرٹ کا نظام بحال ہو تو ہمیں اس

کو بحال رکھنے کے لیے کچھ حوصلے سے کام لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! آپ یہ نوٹ فرمالیں۔ انہوں نے اپنا ایک مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پہ اٹھایا ہے اس کو آپ خود ذاتی طور پر ٹیک اپ کر لیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں اور اجازت دیں تو میں بھی تھوڑی سی گزارش کر دوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

وزیر تعلیم، اس کالج کے بارے میں کمیونٹی میں کافی دیر سے کوئی ہیجان پایا جاتا تھا۔ چودھری اقبال صاحب کے زمانے میں بھی کچھ ایسی شکایات آئیں۔ جب میں وزیر بنا تو کئی سماجی تنظیموں کے وفود میرے پاس بھی تشریف لائے اور انہوں نے کالج کے متعلق مختلف شکایات کیں۔ کچھ وفود پرنسپل کی حمایت میں بھی آئے تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس معاملے کو چھیڑا نہ جائے کیوں کہ یہ ایک متنازعہ معاملہ ہے۔ اور پھر گوجرانوالہ شہر کے ہمارے ممبران بھی دو گروپوں میں بٹے ہوئے تھے۔ کوئی اس کی مخالفت کر رہے تھے اور کوئی اس کی حمایت کر رہے تھے۔ تو میں نے اس معاملے کو ہرگز نہیں چھیڑا۔ جہاں تک رؤف صاحب کی بیٹی کا داخلہ نہ ہونے کا تعلق ہے میں ان کی تعریف کرتا ہوں اور میں نے کہا کہ رؤف صاحب! میں اس معاملے میں آپ کی تعریف کرتا ہوں کہ آپ کی بیٹی نے چند نمبروں سے میرٹ miss کیا ہے تو پھر بھی آپ اس کے داخلے کے لیے اصرار نہیں کر رہے تو یہ قابل تعریف بات ہے۔ جہاں تک یہ مسئلہ ہمارے ہاتھ میں تھا تو میں نے اس کو نہیں چھیڑا۔ ہمیں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارش موصول ہوئی کہ پرنسپل موصوف پر بجا طور پر بدعنوانی کا شک کیا جاتا ہے اس لیے آپ اس پرنسپل کو وہاں سے ہٹا کر دیں۔ تو جناب سپیکر! چونکہ یہ constitutional body ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں ہمارے لیے استحقاق کمیٹی یا کوئی بھی سٹینڈنگ کمیٹی یا پبلک اکاؤنٹس کی سفارشات کو نظر انداز کرنا نہایت ہی نامناسب ہے۔ تو میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو اسی کی روشنی میں ایک سمری مود کی تھی اور یہ ساری صورت حال واضح کی کہ جناب! کچھ اس پرنسپل کے خلاف بھی ہیں اور کچھ اس کی حمایت میں بھی ہیں۔ اور چونکہ میں نے اس معاملے کو status quo maintain کیا ہوا تھا مگر اب ہم پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارش کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ ہم اس کو یہاں سے ہٹا کر دیں۔ تو ہم

نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارش پر اس کو شفٹ کیا ہے۔ رؤف صاحب نے وزیر اعلیٰ صاحب سے مل کر بھی یہ بات واضح کی ہے۔ انہوں نے مجھے بھی کہا ہے میں نے بھی رؤف صاحب کو یہی کہا ہے کہ جناب! میرے لیے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارش کو نظر انداز کرنا بالکل ناممکن ہے۔ آپ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو کہیں اگر وہ اپنی سفارش withdraw کرتے ہیں تو ہم بھی اس کیس کو re-consider کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ میں اب بھی رؤف صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو approach کریں۔

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے۔ آپ آپس میں بیٹھ کر یہ بات طے کر لیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، میں صرف اتنی سفارش کروں گا کہ اگر شک کی بنیاد پر تبادلہ کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، مغل صاحب! اس میں بات سامنے آ گئی ہے۔ آپ، وزیر صاحب اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین راجا خالد صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ تینوں بیٹھ کر اس کو sort out کر لیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس میں کوئی mis-appropriation ہوئی ہے تو میرا ووٹ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے ساتھ ہو گا۔

جناب سپیکر ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے۔ راجا صاحب بھی اس بات کو سن رہے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس ٹیک اپ کرتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

شام نگر لاہور میں طالبہ کی آبروریزی اور اس پر پٹرول چھڑک کر آگ لگانا

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6 مئی 1999ء کو شام نگر لاہور کے رہائشی چار افراد نے بی۔ اے کی طالبہ شمیم اختر کو گھر میں اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد برہنہ حالت میں تیل چھڑک کر اس آگ لگا دی، جس سے وہ بری طرح جھلس گئی اور اب میو ہسپتال میں موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہ صیام میں انہی افراد نے شمیم اختر کو اغواء کر کے دو روز تک اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد چھوڑ دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انچارج وزیر اعظم شکایات سیل کی کھلی کچہری میں پیش ہونے کے باوجود تاحال ایف۔ آئی۔ آر درج نہ کی گئی ہے۔

(د) کیا حکومت متذکرہ بدترین واقعہ کی ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے کے بعد نامزد ملزمان گرفتار کر کے انہیں کیفرکردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) مسماۃ راحت شاہدہ زوجہ محمد امجد سکنہ مکان نمبر 4 گلی نمبر 77 تھانہ شریف شام نگر چوبرجی لاہور نے مورخہ 7-5-99 کو اے۔ ایس۔ آئی محمد اکرم تھانہ سانده کو بیان تحریر کرایا کہ 5/6 مئی کی درمیانی شب وہ اپنی بیٹی ثمرین' بیٹے سہیل اور اس کے بچوں کے ہمراہ مکان کی تیسری منزل کے صحن میں سوئی ہوئی تھی کہ تقریباً چار بجے صبح بشیر پہلوان وغیرہ 5 افراد سیڑھی لگا کر چھت پر آ گئے اور فائرنگ کی۔ بشیر پہلوان وغیرہ مسماۃ ثمرین کو گھسیٹ کر کمرہ کے اندر لے گئے اور اس پر جسمانی تشدد کرتے رہے اور اس کی عزت لوٹتے رہے۔ بعد ازاں اس پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ اس نے پانی چھڑک کر اپنی بیٹی کو لگی ہوئی آگ بجھائی اور اسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا' جہاں وہ زیرعلاج ہے۔ اس بیان پر مقدمہ نمبر 235/99 مورخہ 7-5-99 بجرم 452/324/149/148 ت پ اور ساتھ اسلامک لاز تھانہ سانده میں درج ہوا جو زیر تفتیش ہے۔ مضروبہ 7-5-99 کو جاں بحق ہوئی' جس پر جرم 302 ت پ ایزاد ہوا۔

(ب) درست نہ ہے۔ تھانہ سانده میں ایسے کسی وقوعہ کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ مسماۃ راحت شاہدہ قبل ازیں لیرک سینما کے قریب رہائش پذیر تھی۔ مورخہ 28-10-98 کو اس کی ایک درخواست برخلاف اپنے نانا نتھے خان' ماموں برکت علی' علی شاہد اور حشمت علی وغیرہ تھانہ نواں کوٹ میں موصول ہوئی لیکن دوران انکوائری الزامات ثابت نہ ہو سکے اور درخواست بےبنیاد پائی گئی۔

(ج) چونکہ انکوائری کے دوران الزامات ثابت نہ ہوئے لہذا درخواست پر مزید کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

(د) وقوعہ متذکرہ در (الف) کی بابت مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ اب تک 14 ملزمان نامزد ایف۔ آئی۔ آر کو شامل تفتیش کیا جا چکا ہے۔ باقی ملزمان کو شامل تفتیش کر کے مقدمہ کو جلد حقائق کے مطابق یک سو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا مقتولہ کا زخمی بیان ریکارڈ کیا گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب وہ ہسپتال میں لائی گئی تو وہ اس وقت بھی بیان دینے کے قابل نہ تھی۔ اس کی والدہ کے بیان پر مقدمہ درج کیا گیا اور بعد میں متعلقہ ڈاکٹر نے یہ تحریری طور پر لکھ دیا کہ بچی بیان دینے کے قابل نہیں۔ اس نے کوئی بیان نہیں دیا اور وہ وفات پا گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ اب تک 15 کے قریب افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔ کیا ان میں بشیر پہلوان بھی شامل ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایف آئی آر میں 50 افراد کو نامزد کیا گیا ہے۔ اب 50 میں سے زیادہ خواتین اور بچے ہیں۔ لیکن جو 14 مرد تھے، جن میں بشیر پہلوان شامل ہے۔ انھیں شامل تفتیش کیا گیا ہے اور یہ اب بھی پولیس کے پاس موجود ہیں اور ان سے تفتیش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی، وہ شامل ہے۔ اگلا Call Attention Notice رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

فیصل آباد میں جعلی پولیس مقابلے میں دو ملزمان کی ہلاکت

رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3 مارچ 1999ء بوقت شام فیصل آباد کے انتہائی بارونق ایریا ڈی گراؤنڈ علاقہ مثالی تھانہ پیپلز کالونی میں ایک ڈاکو نے اسلحہ کے زور پر ایک کار سوار شہری کو لوٹنے/ڈکیتی کرنے کی کوشش کی اور شہری کی مزاحمت پر اسے فائر مار کر زخمی کر دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب شہری اور ڈاکو گتھم گتھا تھے اور ڈاکو نے فائرنگ کر کے اسے زخمی کیا تو مثالی تھانہ کی ڈیوٹی پر موجود پولیس دکانوں میں چھپ گئی جب کہ عام شہریوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ڈاکو کو قابو کر لیا اور ڈکیتی کی واردات ناکام بنا دی اور کار نمبری B-5236 ڈاکو نہ چھین سکے اور سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں گرفتار ڈاکو کو حوالہ پولیس کیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں سے گرفتار ہو کر حوالہ پولیس ہونے والے متذکرہ ملزمان کو پولیس نے جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا اور یہ اعلان کیا" کہ پولیس نے ان ملزمان کو کار نمبر B-5236 پر گٹ والا روڈ پر جاتے ہوئے پایا اور انتہائی جرأت، بےباکی اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا۔

(د) کیا حکومت اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات مقامی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یا ہائی کورٹ کے جج سے کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 3 مارچ 1999ء بوقت شام فیصل آباد کے انتہائی بارونق ایریا ڈی گراؤنڈ علاقہ مثالی تھانہ پیپلز کالونی میں تین مسلح ڈاکوؤں نے اسلحہ کے زور پر ایک کار سوار شہری محمد عاصم سے کار چھیننے کی کوشش کی اور مزاحمت پر اسے فائرنگ کر کے زخمی کر دیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ مورخہ 3-3-99 کو غلام محمد سب انسپکٹر مع ملازمان بسلسلہ گشت اسے بلاک پیپلز کالونی موجود تھا کہ وقوعہ کی اطلاع پا کر سول ہسپتال پہنچا اور محمد عاصم جو کہ بحالت مضروبی داخل ہسپتال تھا، کا بیان قلم بند کیا۔ محمد عاصم نے بیان دیا کہ اس کا ڈی گراؤنڈ میں جناب فوڈز کے نام سے ریسٹورنٹ ہے۔ اس روز تقریباً 7 بجے شام وہ بسواری کار نمبری B-5236 (کراچی) ڈی گراؤنڈ آیا اور ریسٹورنٹ کے سامنے کار کھڑی کر کے ریسٹورنٹ میں چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور کار سٹارٹ کرنے لگا تو تین نامعلوم نوجوان مسلح پسٹل آ گئے اور اس سے کار کی چابی حوالے کرنے کا حکم دیا۔ اس کے انکار پر نامعلوم ملزمان نے فائرنگ شروع کر دی، ایک فائر محمد عاصم کے سر پر لگا، جس سے وہ

مضروب ہو گیا اور ملزمان اس کی کار چھین کر لے گئے۔

چنانچہ مستغیث کے اس بیان پر مقدمہ نمبر 127 مورخہ 3-3-99 بجرم 324 ت پ تھانہ پیپلز کالونی درج رجسٹر ہوا اور مقدمہ کی تفتیش غلام محمد سب انسپکٹر نے کی۔ مورخہ 4-3-99 کو سب انسپکٹر غلام محمد مع ملازمان بسلسلہ گشت ریکس مارکیٹ موجود تھا کہ اطلاع ہوئی کہ کار نمبری B-5236 (۔ کراچی) میں تین اشخاص سوار ہیں اور شہر کی جانب جا رہے ہیں۔ اس اطلاع پر ASI مذکور نے مع ملازمان بسواری سرکاری گاڑی ملزمان کا تعاقب کیا اور بذریعہ وائرلیس کنٹرول اطلاع کی۔ جب ملزمان پل پائیاں والا پہنچے تو دو نامعلوم اشخاص کار سے اترے اور پولیس پارٹی پر فائرنگ شروع کر دی۔ جب کہ تیسرا نامعلوم ملزم کار مسروقہ کو بھگا کر لے گیا اور کار بھگاتے ہوئے اپنے ایک ساتھی کی ٹانگ کو بھی مضروب کیا۔ پولیس پارٹی نے بھی حفاظت خوداختیاری میں فائرنگ کی، جس سے ہر دو نامعلوم ڈاکو موقع پر ہلاک ہو گئے۔ جن کے نام اور پتہ بعد میں ناصر عزیز ولد عبدالعزیز خواجہ سکنہ محلہ رفیق آباد، غلام شبیر عرف میراں اعوان سکنہ مکان نمبر 17 محلہ عثمان آباد معلوم ہوئے ہیں۔ موقع سے پسٹل 30 بور ریوالور 32 بور قبضہ میں لیے گئے ہیں۔ دونوں ملزمان سابقہ ریکارڈ یافتہ ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ کسی شہری نے ڈاکو کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کیا۔ ہر دو ملزمان ناصر عزیز و غلام شبیر پولیس سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہوئے ہیں۔

(د) واقعہ ہذا میں بحکم جناب ڈپٹی کمشنر فیصل آباد اے سی سٹی جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وہ جواب ہے جو محکمہ کی طرف سے ہمیں موصول ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں رانا ثناء اللہ صاحب سے بات کی تھی۔ چونکہ ان کا تعلق فیصل آباد سے ہے اور یہ مقامی حالات کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ رانا صاحب کے بقول، یہ حقائق درست نہ ہیں۔ بلکہ اصل حقائق وہ ہیں، جو انھوں نے اپنی تحریک میں بیان کیے ہیں تو میں نے ان کی خدمت میں یہ استدعا کی تھی کہ ہم نے پہلے ہی ایک انکوائری کا آرڈر کیا ہوا ہے۔ آپ اس کی findings سامنے آجانے دیں اور جو بھی findings ہوں گی، اس کے مطابق ہم مزید کارروائی کریں گے۔ لیکن ان کا استدلال یہ تھا کہ یہ انکوائری محکمانہ انکوائری ہونی چاہیے اور کم از کم ایس ایس پی فیصل آباد کو خود اس سارے واقعے کی

تحقیقات کرنی چاہیے۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے استدلال پر ہم ایس ایس پی فیصل آباد کو انکوائری پر مامور کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایک مہینے کے اندر ان سے انکوائری کی رپورٹ لی جائے گی اور میں معزز رکن کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اگر ایک ماہ میں یہ انکوائری ہو جائے۔ ایس ایس پی صاحب نے چند روز قبل فیصل آباد میں چارج لیا ہے۔ یہ واقعہ ان سے پہلے کا ہے تو اس وقت تک آپ اس Call Attention Notice کو pending فرما لیں تاکہ اس انکوائری کی رپورٹ کے اوپر اس کو dispose of کیا جائے کیونکہ پورا شہر اس بات کا گواہ ہے کہ وہاں پر سینکڑوں آدمیوں نے ان ملزمان کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر لیتے ہیں اور ایک مہینے کے اندر رپورٹ اسمبلی میں آ جائے گی۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ واقعہ جو ہوا ہے' میرے گھر کے بالکل قریب ہوا ہے۔ میرے پاس 10 ایسے چشم دید گواہ ہیں جن کی موجودگی میں پولیس والوں نے پکڑ کر' بلکہ انھوں نے جو کہا ہے ---

جناب سپیکر، وہ بات آ گئی ہے۔ اب اس کی رپورٹ آ جائے گی۔ اس کو pending بھی کیا ہے' پھر اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ عوام ہمیں آ کر تنگ کرتے ہیں تو اس حوالے سے میں نے اخبار میں دیا تھا کہ میں اور رانا ثناء اللہ صاحب مل کر اسمبلی میں یہ واقعہ اٹھائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہائی کورٹ کے جج سے انکوائری کروائیں گے۔ کیونکہ انھوں نے star لگوانے کے لیے ڈی ایس پی ہونے کے لیے غریب آدمیوں کو جان بوجھ کر مارا اور پکڑ کر مارا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اسی لیے رانا ثناء اللہ صاحب کا Call Attention Notice pending ہوا ہے اور وزیر قانون صاحب نے commitment دی ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر اس کی نئی انکوائری نئے ایس ایس پی صاحب خود کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو اور ہے لیکن میں شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر کہتا ہوں کہ یہاں پر آدمی مارنا روزانہ کا معمول ہے۔ جناب سپیکر! ابھی ابھی میرے سامنے یہ نوٹیفکیشن آیا ہے اور میں جب سے یہاں ممبر بنا ہوں میں نے اس طرح کا نوٹیفکیشن پہلے نہیں پڑھا۔ جس میں لکھا ہے کہ،

> Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa, Senior Advisor to Cheif Minister Punjab shall enjoy the rank and status of a Minister of the Provincial Government

جناب سپیکر! مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے کہ ان سے وزارت لے کر ان کو صدارت دے دی گئی ہے۔ وہ میرے بزرگ ہیں' مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ہے' ہمدردی اس لحاظ سے ہے کہ جب تک یہ حکومت ہے' ان کے پاس صدارت رہے گی۔ اب ان کے پاس وزارت نہیں رہی تو جب یہ حکومت نہیں ہو گی تو پھر ان کے پاس صدارت نہیں رہے گی۔ کیا قوانین میں کوئی ترمیم کر دی گئی ہے؟ کیونکہ کھوسہ صاحب ان بنچوں پر' جن پر میں آج کھڑا ہوں سے ہمیں یہ پڑھاتے رہے ہیں اور بتاتے رہے ہیں کہ ہمارے قوانین میں کوئی سینئر ایڈوائزر یا سینئر منسٹر کی provision نہیں ہے۔ کیا انھوں نے کوئی ترمیم کروا دی ہے؟ مجھے دوسرا اس پر اعتراض ہے کہ،

> "....Senior Advisor to Cheif Minister Punjab shall enjoy...."

جناب کیا کوئی اور طریق کار enjoy کرنے کا نکالا گیا ہے کہ اس طریقے سے وہ enjoy کریں گے۔ کیونکہ جب ایک ایڈوائزر بن جاتا ہے جو رولز میں provision ہے' گاڑی مل گئی' جھنڈا تو اب ملے گا نہیں۔ دفتر ہو گا۔ سٹاف کے تین بندے بھی ہوں گے۔ لیکن ڈیپارٹمنٹ کوئی نہیں ہو گا۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ سینئر ایڈوائزر بھی ہو گا پھر enjoy بھی کرے گا۔ کیا اس دفعہ کوئی اور پروویژن ہے؟ یہ ان کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنے South Zone سے اور ان کے علاقے کے رہنے والوں سے ہمدردی ہے۔ کیوں کہ اب ان سے وزارت لے لی گئی ہے اور صدارت دے دی گئی ہے۔ یہ اور زیادہ مذاق ہے۔ جب پارٹی کے عہدے علیحدہ کرنے ہیں تو پھر ان کو enjoy کرنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہیے اور اپنی پارٹی کی صدارت کو ہی enjoy کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اس میں ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے تو یہ سمجھ ہی نہیں آ سکی کہ میرے بھائی کو کس بات پہ اعتراض ہے؟ سردار صاحب کی صدارت پہ اعتراض ہے یا کسی اور بات پر؟ وہ ایک بات پہ ایک درجن باتیں کر گئے ہیں۔ لیکن یہ ہاؤس کو مطلع کرنے کے لیے فرضی نوٹیفکیشن ہے اور اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں جو سردار صاحب کو دی جا رہی ہے۔ اب ایڈوائزر کا ہمیشہ status of Minister ہوتا ہے اور اس میں یہی بات کہی گئی ہے۔ اس میں نئی بات کون سی ہے؟

جناب سپیکر، اس میں غلط بات کیا نظر آئی ہے؟

وزیر قانون، اس میں نئی یا غلط بات کون سی ہے؟

جناب سعید اکبر خان، میرے محترم بھائی لاء منسٹر میری بات سن نہیں پائے۔ اس وقت وہ کاغذ پڑھ رہے تھے۔

وزیر قانون، جناب! میں یہ پڑھ رہا ہوں کہ،

> Sardar Zulfqar Ali Khan Khosa a senior Advisor to Chief Minister Punjab shall enjoy the rank and status of the Minister of the Provincial Government.

اور ایڈوائزر کا ہمیشہ منسٹر کا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں نئی بات کون سی ہے؟ جس پر آپ کو اعتراض ہے؟

جناب سعید اکبر خان، یہ خود ہمیں جتاتے رہے ہیں------

جناب سپیکر، یہاں پر سینئر منسٹر کا تو نہیں لکھا ہوا۔

جناب سعید اکبر خان، سینئر ایڈوائزر۔

وزیر قانون، سینئر ایڈوائزر ہے، سینئر منسٹر کا تو ذکر نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اس کی یہاں کوئی پروویژن ہے؟

وزیر قانون، اگر تحریر میں آیا ہے تب بھی ہمارے سینئر ہیں اگر نہیں آیا تب بھی وہ ہمارے سینئر ہیں۔ ہماری پارٹی کے صدر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے۔ یہ سارا کچھ وہی کر رہے ہیں جس بات پہ کل ان کو اعتراض تھا۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو خوشی ہے تو پھر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان: مجھے اس بات پہ خوشی ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا ہے مجھے اس پہ اعتراض بھی ہے اور افسوس بھی ہے۔

استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم ملک مظہر عباس راں صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 49 پیک اپ کرتے ہیں۔ جناب ملک مظہر عباس راں صاحب۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! اس سلسلے میں وزیر آب پاشی صاحب نے اپنے چیمبر میں ایک میٹنگ بلائی تھی۔ جس میں چیف انجینئر بہاولپور اور ایکسین بہاولپور کو بلایا گیا تھا۔ کافی تفصیل کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ اس میں انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس مسئلے کو حل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر آپ پریس نہیں کرتے۔

ملک مظہر عباس راں: ان کی یقین دہانی پہ پریس نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے dispose of تصور کی جاتی ہے۔ ایک تحریک استحقاق نمبر 50 سید ذیشان الہیٰ صاحب کی پینڈنگ ہے۔

سید ذیشان الہیٰ شاہ: آج انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس کا جواب دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آج منسٹر صاحب آئے نہیں۔

سید ذیشان الہیٰ: جناب والا! اس کو منظور کیا جائے۔ کیوں کہ میں نے بڑی دلیل کے ساتھ کاغذات پیش کر کے یہ بتایا تھا اور میں واسا کی انکوائریاں کراتا رہا ہوں۔ جس کے نتیجے میں 72 لاکھ روپے کی ریکوری ہوئی۔ ساڑھے 10 لاکھ روپے کی ایک ہوئی۔ ایک کروڑ 53 لاکھ روپے کی embezzlement پکڑی گئی۔ اس طرح چار پانچ انکوائریوں میں حکومت کو کروڑوں روپے کا فائدہ ہوا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ منسٹر ہاؤسنگ نے جواب دینا تھا آج تشریف نہیں لائے۔

وزیر قانون، جناب! اگر اس کو پینڈنگ کر لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، آج منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔۔۔

جناب سپیکر، پہلے منسٹر صاحب کا version آ جائے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! یہ نہ ہو کہ اجلاس ختم ہو جائے اور یہ آگے چلے جائیں۔

جناب سپیکر، نہیں' ان کا version آ جائے گا۔ اگلی تحریک استحقاق مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ وہ پچھلی دفعہ بھی موور نہیں تھے۔ جو منیس صاحب کے کہنے کے اوپر پینڈنگ ہوئی تھی۔

وزیر قانون، جناب! اس کو dispose of فرما دیں۔

جناب سپیکر، اب تو disposed of تصور کی جائے گی۔ کیوں کہ منسٹر صاحب اب بھی نہیں ہیں اور منیس صاحب بھی اس موڈ میں نہیں ہیں کہ اب دوبارہ اس پہ زور دیں۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے

رکن اسمبلی کے خلاف بجلی چوری کے جھوٹے مقدمے کا اندراج

چودھری صفدر شاکر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 3-2-99 کو تھانہ ماموں کانجن میں مقدمہ نمبر 29/99 جرم 39A Electricity Act Seed Tempring کا مقدمہ درج رجسٹر ہوا۔ مقدمہ کی تفتیش حسب الحکم جناب ڈی آئی جی فیصل آباد اس وقت کے سرکل ڈی ایس پی جناب مسعود احمد وڑائچ کے سپرد ہوئی۔ جنہوں نے مقدمہ مندرجہ بالا کی تفتیش عمل میں لائی۔ بعد از تفتیش مقدمہ کو جھوٹا اور بے بنیاد قرار دیا گیا اور ایس ایچ ماموں کانجن عبدالرشید کو ہدایت کی کہ وہ رپورٹ اخراج مرتب کرے۔ جو کہ مقدمے مندرج میں رپورٹ اخراج بھی مرتب ہو چکی ہے۔ اس جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے سے میری سیاسی شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ صفدر شاکر صاحب! اس میں کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے بھی آپ کی تحریک استحقاق آئی ہے۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے اس مسئلے پر کافی بحث کی ہے۔ جناب سپیکر! میرے ساتھ نہیں' بلکہ میرے اور بھی ساتھیوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے اور یہ ایک بڑا حساس مسئلہ ہے۔ میں اس مسئلے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہ کمیٹی ان معاملات کو غور و خوض سے دیکھے اور اس بات کا اندازہ لگائے یا پتہ چلائے کہ اس کے پیچھے کون سی سازش کارفرما ہے؛ میری یہ درخواست ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! یہ تو مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو 8 تاریخ کی سرکولیشن ہے اور آج مجھے ملی ہے۔ اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میری استدعا یہ ہے کہ اس سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 4 تقریباً اسی واقعہ سے متعلقہ ہے جو ان کی پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی اور یہ آپ کے نوٹس میں بھی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں یہ معاملہ alraedy ٹیک اپ ہوا ہوا ہے اور وہاں پر وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو کمیٹی ان تمام معاملات کا جائزہ لے رہی ہے تو اس وقت اس کو بھی پینڈ فرما لیں یا اس کو بھی dispose of کر لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، صفدر شاکر صاحب! اس کا جواب بھی مکمل نہیں آیا تو یہ پینڈنگ ہوتی ہے۔ ایک تحریک التوائے کار پینڈنگ چلی آ رہی ہے جو سید ذیشان الہٰی صاحب کی ہے۔

ڈی ایس پی' سی آئی اے کی غیر قانونی کارروائی

(----------جاری)

سید ذیشان الہٰی شاہ، جناب والا! یہ 29 نمبر پینڈنگ چلی آ رہی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے پچھلی دفعہ وعدہ کیا تھا۔ جمعہ والے دن ڈی ایس پی سے ملاقات بھی نہیں ہو سکی تو میں نے کہا تھا کہ جو چیزیں

وہ لے گیا ہے' زیورات لے گیا ہے' زد و کوب کیا ہے' گھر میں داخل ہوا ہے اور اس میں سے کچھ چیزیں واپس بھی بھجوا دی ہیں۔ مگر جرم تو اس کا ثابت ہو گیا۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ اس کے خلاف پرچے کی اجازت دی جائے اور سفارش کی جائے۔

جناب سپیکر: جی' لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون: انہوں نے تحریک التوائے کار دی ہے اور تحریک التوائے کار پہ بات یہ ہوتی ہے کہ ایک معاملے کی طرف انہوں نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی۔ جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق ہم کارروائی بھی کر رہے ہیں اور آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں چیزیں انہیں واپس بھی کی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا اطمینان نہیں ہوا۔ اس اجلاس کے دوران تین دفعہ وہ میرے دفتر میں آئے لیکن اتفاق سے جس دن وہ آتے رہے اس دن میں نہیں ہوتا تھا اس لیے میٹنگ نہیں ہو سکی۔ میں اب آپ کے توسط سے معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے کا حل نکال لیا جائے گا۔ میرے خیال میں ایک ڈی ایس پی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ محرک کے اور اگر اس کے پاس چیزیں ہیں تو وہ واپس نہ کرے۔ اس معاملے کو حل کر دیا جائے گا۔ اگر اس کو dispose فرما دیں تو اس کو ان شاء اللہ حل کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو بلوا کر اس معاملے کو حل کروا دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ ڈی آئی جی لاہور شوکت جاوید صاحب نے اسے تین دفعہ اپنے دفتر میں بلایا۔ اور رانا ثناء اللہ اور میری موجودگی میں کہا کہ اگر وہ واپس نہ آئے گا اور چیزیں واپس نہیں دے گا تو میں اس کے خلاف زبردست ایکشن لوں گا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے ڈی آئی جی شوکت جاوید کا بھی کہنا نہیں مانا۔ میں لاء منسٹر صاحب کا احترام کرتا ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ جناب والا! اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا میں ایک اور بات جاوں انہوں نے پچھلی دفعہ ایک تحریک pending کروائی تھی۔ انہوں نے دوبارہ مجھے assurance کروائی میں نے ان کو ایک اور letter لکھا ہے اس کا بھی ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے جس کی بھی یہ ایسے کہتے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا

ابھی ایک گاڑی کے بارے میں نے کہا تھا کہ 505 نمبر گاڑی غلط استعمال ہو رہی ہے آپ نے کہا تھا کہ اسے دوبارہ لے آئیں میں نے دوبارہ ان کو assurance letter لکھا ہے اس وقت سے لے کر آج تک وہ pending پڑا ہے تو اس کی assurance انہوں نے وہاں بھیجی ہی نہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو اگر technically میرٹ پر لے لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ تحریک التوائے کار میں ہوتا یہ ہے کہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ انہوں نے حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کروائی میں یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ ہم اس پر کارروائی کریں گے اس کا اب یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ تحریک التوئے کار کے دوران میں ایک پرچے کا حکم کسی کے خلاف دے دوں۔

جناب سپیکر: ہو نہیں سکتا کیونکہ technically اس میں نہیں آتی۔ لیکن آپ کے اس پوائنٹ اٹھانے کا جو مقصد ہے اگر اس کا حل نکل آتا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! ابھی حل نہیں نکلا اس نے کوئی چیز واپس نہیں کی۔

جناب سپیکر: ابھی آپ فرما رہے تھے کہ کچھ چیزیں واپس مل گئی ہیں

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! اس نے ایک پستول بھیجا ہے جب کہ باقی چیزیں اس نے نہیں بھیجیں میرے گھر بھیجی ہیں وہاں نہیں بھیجی ہیں میں نے کہا ہے کہ یہ تو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ کسی کے گھر داخل ہوا اس نے اس کا لائسنسی پستول لیا۔

جناب سپیکر: راجا صاحب آپ اس کو ذرا دیکھ لیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ مجھے لکھ کر دے دیں اس بات میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں' میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں لیکن معزز رکن بہت سارے معاملات کو جو کہ ہاؤس سے باہر طے کیے جا سکتے ہیں ان کو ہاؤس میں لے کر آنا چاہتے ہیں۔ اب گاڑی کی بات انہوں نے کی۔ یہ بات کی' اس سے پہلے کوئی اور بات فرما رہے تھے ۔ جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ ابھی بھی مجھے یہ لسٹ فراہم کر دیں اس لسٹ کے مطابق ان کو سامان فراہم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے on the floor of the House منسٹر صاحب commitment دے رہے ہیں کہ آپ لسٹ فراہم کر دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ چکر تو لگا رہا ہے۔ یہ سوچتا ہے کہ میں دو دفعہ آیا ہوں ملاقات نہیں ہوئی۔ اسے کم از کم pending ہی رہنے دیں اس کے اوپر یہ تو ہو گا کہ اسمبلی میں اسے چار دفعہ آنا پڑے گا چلو وہ اور کچھ نہیں کر سکتے' یہ تو کر سکتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو اسے چار چکر ہی لگوا دیں۔

وزیر قانون: یہ کوئی attitude نہیں ہے۔ میں جب commitment دے رہا ہوں کہ تحریک التوائے کار میں انہوں نے حکومت کی توجہ دلائی اس کے بعد انہوں نے گاڑی کی بات شروع کر دی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ اس کی لسٹ دے دیں تو جب اگلا اجلاس آئے گا تو آپ ویسے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر سکتے ہیں اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! میں نے آپ کو یقین دلایا اور میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ ڈی آئی جی صاحب نے اسے تین دفعہ بلایا اور میں اور رانا ثناء اللہ اس کا انتظار کرتے رہے۔ وہ اتنا طاقت ور ہے' وہ کہہ رہا ہے کہ یہ کیا چیز ہے میں تو ایس پی ہو جاؤں گا اس لیے کہ میں ایم پی اے کا کہنا نہیں مانتا میں لوگوں کے زیورات لوٹتا ہوں ڈاکوؤں کی طرح گھروں میں داخل ہوتا ہوں مجھے کون ہلا سکتا ہے میں نے کہا کہ اس پر کم از کم یہ وزن ہی رہے گا کہ مجھے اسمبلی میں جانا پڑتا ہے۔ وہ گھر بیٹھے کہہ دے گا اور مجھے ٹیلی فون کرے گا کہ جناب' جو آپ نے تحریک دی تھی اس کا کیا ہوا؟ تو کم از کم اسے پینڈنگ ہی رہنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں جی اس کو ٹیلی فون کے لیے ہی پینڈنگ رہنے دیتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں ممبر بن کر آئے ہوئے آج دو سال ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں اس کو پینڈنگ کرنے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ دیکھیں شاہ صاحب! جو آپ کا مقصد ہے وہ تو کافی حد تک حل بھی ہوا ہے ہو رہا ہے اور جاری ہے۔ اس کی منسٹر صاحب کو لسٹ بنا کر دے دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! لسٹ ہزاروں دفع دی ہے ۔ آپ رانا ثناء اللہ سے پوچھ لیں کہ اس نے ہم دونوں کا کیا حال کیا ہے میں اکیلا نہیں ہوں ۔

جناب سپیکر: راجا صاحب! اس کو آپ پھر take up کرلیں ۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جس طرح فرمایا ہے کہ ڈی ایس پی نے ان کا بہت برا حال کیا ہے تو یہ اس کے خلاف تحریک استحقاق لے آتے لیکن اگر آپ کا حکم ہے اور آپ اس کو پینڈنگ فرماتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر : ویسے راجا صاحب کی بات ٹیکنیکلی ٹھیک ہے اگر اس میں کوئی ایسی بات ہوئی تو آپ اسے تحریک استحقاق میں لے کر آسکتے ہیں ۔جی رانا ثناء اللہ

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں جو اب تک بات ہوئی ہے اور جو واقعات شاہ صاحب کی باتوں سے سامنے آئے ہیں تو آپ انہیں اجازت دیں کہ یہ تحریک التوائے کار کو واپس لے کر تحریک استحقاق دیں۔

جناب سپیکر : بالکل دیں کیونکہ اس وقت ٹیکنیکلی یہی بات بنتی ہے ۔

وزیر قانون، میں نے بھی یہی گزارش کی ہے کہ آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! ٹھیک ہے میں تحریک استحقاق دے دیتا ہوں ۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ disposed of تصور ہوتی ہے۔ تو اگلی تحریک نمبر 23 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی تھی اور اب محکمے کا جواب ہاؤس کے سامنے آنا ہے ۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب۔

ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں قبرستان کے لیے جگہ کی عدم دست یابی

وزیر قانون: جناب سپیکر! محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ حکومت پنجاب نے سکیم کی منصوبہ بندی کرتے وقت درج ذیل جگہیں قبرستان کے لیے مختص کیں جس میں سکیم کے اندر واقع آبادی دیہہ کے لیے پہلے سے مخصوص قبرستان کا رقبہ بھی شامل ہے۔ بلاک 9 سیکٹر B-I انیس کنال چودہ مرلے، بلاک 5 سیکٹر C-II انتالیس کنال چھ مرلے، بلاک I سیکٹر D-I چورانوے کنال چھ مرلے، بلاک 4 سیکٹر D-II آٹھ کنال چھ مرلے، سیکٹر E انڈسٹریل زون ایک سو نوے کنال۔ جناب سپیکر! سیریل نمبر دو اور تین پر دی گئی جگہیں مسیحی قبرستان کے لیے مخصوص ہیں جبکہ نمبر شمار ایک اور چار میں تدفین کے لیے جگہ باقی نہ ہے۔ بہرحال سیریل نمبر 5 جو کہ ایک سو نوے کنال رقبہ پر مشتمل ہے میں تقریباً پینتالیس فی صد جگہ ابھی تدفین کے لیے خالی ہے۔ جناب سپیکر! یہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے میں نے ذاتی طور پر اس دن یہ تحریک التوائے کار دیکھی تھی اور میری خواہش تھی کہ متعلقہ محکمے سے جب تک اس بارے میں بات نہ کر لی جائے اس وقت تک میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا اب میری بات ہوئی ہے اور میں نے میاں عبدالستار صاحب کی خدمت میں بھی گزارش کی ہے اور میری آپ سے بھی استدعا ہو گی اور میں معزز ممبران کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ میاں عبدالستار صاحب اور عمران سلہری صاحب پر مشتمل کمیٹی بنا دیں میں محکمے کے متعلقہ افسران کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ رابطہ کر کے اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ میری اس استدعا کے بعد معزز رکن اس کو پریس نہیں کریں گے۔ میاں فضل حق صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ارشد عمران سلہری صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں ایک تو جناب وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دراصل ٹاؤن شپ کا حلقہ میرا اور میاں فضل حق صاحب ہے۔ یہ تقریباً 27 سو ایکڑ کے اوپر یہ ایک سکیم ہے یہ ایک نیا شہر آباد کیا گیا تھا۔ یہاں پر جن قبرستانوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خود محکمے نے تسلیم کیا ہے کہ بلاک نمبر 9 میں جو قبرستان ہے وہ مکمل ہو چکا ہے اور بلاک نمبر چھ D-II میں جو قبرستان ہے وہ مکمل ہو چکا ہے اور C-II اور D-I میں جو قبرستان ہے یہ تقریباً 133 کنال ہے یہ مسیحی برادری کا قبرستان ہے اور جس قبرستان کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے کہ ای بلاک

انڈسٹریل زون میں ایک سو نوے کنال۔ جناب سپیکر! یہ بہت پرانا قبرستان ہے اور وہاں پر پرانے دیہات ہیں جن کا یہ قبرستان ہے اور اس وقت جو علاقے کی صورت حال ہے' وہاں کی جو سیاسی اور فلاحی تنظیمیں ہیں' مذہبی تنظیمیں ہیں وہ عرصۂ دراز سے اس کے اوپر احتجاج کر رہی ہیں تو اس کے لیے جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے کہ یہ اتنا سنگین اور اہم مسئلہ ہے اور لوگ وہاں پر احتجاج کر رہے ہیں۔قبرستان کی جگہ fill ہو چکی ہے۔ وہاں سے مردوں کی ہڈیاں نکل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! جس طرح لا منسٹر صاحب نے کمیٹی کے لیے suggest کیا ہے اس میں آپ کا' میاں فضل حق صاحب اور میاں عبدالستار کا نام ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! اس پر میں آپ کا اور لا منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان شاء اللہ یہ کمیٹی اس کا ضرور فیصلہ کرے گی اور قبرستان کی جگہ مخصوص کرائے گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک نمبر '23 dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔ یہ تحریک پہلے پیش ہو چکی ہے اور پینڈنگ ہے اس کا جواب وزیر صحت نے دینا ہے۔ جی وزیر صحت صاحب!

میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ میں حزب اختلاف کے کونسلروں کے حلقے میں گندگی کے ڈھیر

(----------جاری)

وزیر صحت (راجا اشفاق سرور): میونسپل کارپوریشن گوجرانوالا نے منتخب ارکان کے ذریعے چنی گئی لوکل کونسل کا انتظام تقریباً چار ماہ پہلے سنبھالا ہے۔ کارپوریشن کے زیر انتظام 106 انتظامی حلقے ہیں۔ گندگی کے ڈھیر اور وبائی امراض کے پھیلنے کے خدشات کے سلسلے میں یہ اپنی تحریک التوائے کار میں اگر کسی مخصوص علاقے کی نشاندہی کر دیں تو ہمارے لیے آسانی ہو گی۔ ایم سی گوجرانوالہ "صحت" وبائی امراض کے پھیلنے کے خطرات سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس کے سدباب کے لیے عملہ کارپوریشن اور منتخب ارکان کے ذریعے احتیاطی تدابیر کرنے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں حالیہ اقدامات حسب ذیل ہیں:

میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ ای۔ پی۔ آئی سنٹر اور موبائل ٹیموں کے ذریعے وبائی امراض سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ٹیکہ جات لگا رہی ہے۔ شہر میں بلا امتیاز سپرے کیا جا رہا ہے۔

میری ابھی اس سلسلے میں عثمان ابراہیم صاحب سے بات ہوئی ہے۔ ان کا زیادہ مسئلہ خاکروبوں کا تھا۔ خاکروب وہاں سے ٹرانسفر کر دیے گئے ہیں۔ ان ساری تدابیر کے علاوہ میں نے اپنے محکمے کو کہا ہے کہ جو جو خاکروب وہاں سے اگر ٹرانسفر کیے گئے ہیں اور وہ جگہیں خالی ہیں تو ان کو فوراً پُر کر کے واپس وہاں پر خاکروب لگائے جائیں تاکہ ان کا یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے میں گزارش کروں گا کہ اگر یہ احکامات محکمے کو جاری کر دیے گئے تو میرے فاضل دوست کی اس کے علاوہ بھی اگر کوئی ایسی بات ہے' جو یہ چاہتے ہیں کہ وہاں انصاف نہیں کیا جا رہا یا انصاف نہیں برتا جا رہا تو یقیناً میں ان کے ساتھ مل بیٹھ کر ان کے مسئلے حل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مگر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر، جی' عثمان ابراہیم صاحب!

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں راجا صاحب کا مشکور ہوں لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس کے علاوہ بھی بڑی victimization ہو رہی ہے۔ لوکل کونسل کا بنیادی مقصد عوام کے مسائل حل کرنا ہے۔ لیکن یہ جو گوجرانوالہ کی لوکل کونسل ہے یہ عوام کے لیے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ میری ان سے گزارش ہو گی کہ جون 98ء میں جتنے خاکروب متعلقہ حلقوں میں تھے ان کو واپس ان متعلقہ حلقوں میں لایا جائے تاکہ وہ تعداد پوری ہو جائے۔ اس کے علاوہ اب انہوں نے کوئی دو کروڑ روپے کا ترمیمی بجٹ پیش کیا ہے اس میں بھی اپوزیشن کے کونسلرز کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ اندازہ کریں۔ میں یہاں پر کچھ خبروں کی سرخیاں پڑھوں گا۔ روزنامہ "خبریں" کی 9۔ مئی کی سرخی ہے "واہ جی واہ' بلدیہ گوجرانوالہ کا پونے دو کروڑ روپے کا ترمیمی بجٹ پڑھے بغیر منظور' اپوزیشن کا احتجاج"۔ پھر روزنامہ "پاکستان" کی خبر ہے کہ "بلدیہ گوجرانوالہ نے ترمیمی بجٹ تین منٹ میں منظور کر لیا' اپوزیشن کا واک آؤٹ"۔ پھر روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر ہے کہ "بلدیہ گوجرانوالہ ترقیاتی منصوبوں کا ترمیمی بجٹ منظور' تین منٹ میں اجلاس ختم"۔

جناب سپیکر! جہاں بجٹ پیش ہو' بجٹ کو پڑھے بغیر منظور کر لیا جائے' وہاں اندازہ کریں کیا ہو رہا ہوگا؟ اور ان کی آپس میں یہ حالت ہے۔ یہ آج کی روزنامہ "خبریں" کی سرخی ہے۔ میں صرف

سرخی پڑھوں گا کہ "میئر گوجرانوالہ کی دعوت، ہم خیال کونسلر اُلجھ پڑے، اسلحہ نکال لیا، شرفاء بھاگ گئے"۔ یہ ان کی اپنی پارٹی میٹنگ ہے۔ "جھگڑا اختیارات کی تقسیم پر شروع ہوا۔ بعض ارکان اسمبلی کے حامی اور مخالف کونسلروں نے ایک دوسرے کے خلاف اسلحہ نکال لیا اور کھانے کی میزیں الٹ دیں، گالیوں کا آزادانہ تبادلہ"۔

جناب سپیکر، بس، ذرا مختصر کر لیں۔ ایک منٹ میں اب وقفہ نماز کرتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، تو میری منسٹر صاحب سے یہی گزارش ہو گی کہ یہ بھی اس کو ensure کریں کہ جو فنڈز ہیں وہ تمام کونسلروں کے حلقوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے گزارش کی ہے۔ میں ان کے یہ مسئلے بھی اپنے محکمے کے ساتھ discuss کر کے ان شاء اللہ ان کو حل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد 7 بج کر 14 منٹ پر جناب چیئرمین (مولوی محمد سلطان عالم انصاری) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین : جناب سعید احمد منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 25، take up کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں منشیات کی کھلے عام فروخت

جناب سعید احمد خان منیس : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" ملتان کی 27 - اپریل 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ "ڈسٹرکٹ جیل میں منشیات فروشوں کی حکومت، ہیروئن، چرس اور افیون کھلے عام بکنے لگی"۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں منشیات کی فروخت اور استعمال کا دھندہ عروج پر ہے جس میں جیل کا عملہ اور منشیات فروش قیدی ملوث ہیں۔ ڈسٹرکٹ جیل کے قیدیوں نے پنجاب کے ہوم سیکرٹری، انسپکٹر

جنرل جیل خانہ جات اور جنریں کے نام خطوط میں جیل میں ہونے والی سنگین بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس خبر کی اشاعت سے عوام میں شدید بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! روزنامہ "جنریں" ملتان کی 27 - اپریل 1999ء کی اشاعت بابت "ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں منشیات فروشوں کی حکومت" جس میں جیل کا عملہ اور منشیات فروش قیدی ملوث ہیں۔ حقیقت پر مبنی نہ ہے' اصل صورت حال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں کل اسیران کی تعداد 1421 ہے جن میں سے 894 اسیران منشیات کے مقدمات میں ملوث ہیں جو کہ کل تعداد کا 63 فی صد ہیں۔ جیل اہل کاران نے ان کی تلاشی کے لیے خصوصی طور پر صبح چھ بجے سے شام چھ بجے تک اور پھر شام چھ بجے سے صبح چھ بجے تک ڈیوڑھی میں دو ذمہ دار ملازمین متعین کر رکھے ہیں۔ جن کی موجودگی میں کوئی بھی جیل ملازم اندر نشہ لے جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں اسیران کی تلاشی کے لیے الگ عملہ برسرپیکار رہتا ہے۔ ہر بیرک میں پرہیز گار اور منشیات کے خلاف جہاد میں شامل پانچ پانچ اسیران کی اصلاحی کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ منشیات کے مقدمات میں ملوث اسیران کی کڑی نگرانی کرتی ہے۔ یہ اسی کڑی نگرانی کا نتیجہ ہے کہ بدنام زمانہ منشیات فروش" عرفان سوداگر" جو کہ اسی جیل میں مقید ہے کے بھانجے صغیر ولد رئیس کی شلوار کے نیچے انڈر ویئر سے 35 گرام ہیروئن برآمد ہوئی۔ جس کے خلاف جیل قوانین کی سزا کے علاوہ متعلقہ پولیس اسٹیشن میں بھی سپرنٹنڈنٹ جیل نے مقدمہ نمبر 92/99 بجرم 3/4-89 امتناع منشیات مورخہ 25 - اپریل 1999ء کو درج کروایا۔ مزید برآں سپرنٹنڈنٹ ہیڈ کوارٹر کو بھی تحقیقات کے لیے مقرر کیا گیا۔ جنھوں نے 25 اپریل 1999ء کو اچانک چھاپہ مارا' اسیران کی تلاشی لی اور بیانات قلمبند کیے لیکن کوئی نشہ آور چیز برآمد نہ ہوئی۔ تاہم سپرنٹنڈنٹ جیل کو ہدایت کی گئی کہ وہ تلاشی کے نظام کو بہتر بنائیں اور اگر کوئی ملازم یا اسیر اس مکروہ دھندے میں ملوث ہونے کی کوشش کرے تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں معزز قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس تحریک کے ذریعے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں

کہ حکومت اس سلسلے میں پہلے سے جو اقدامات کر رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تمام جیلیں' میں صرف ملتان جیل کی بات نہیں کر رہا' میں تمام جیلوں کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر انتہائی سخت حفاظتی اقدامات ہیں۔ نہ صرف پولیس بلکہ جیل کا عملہ ' سپیشل برانچ کا عملہ ملاقاتیوں اور جیل اہل کاران پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے واقعات کی انسداد کے لیے انتہائی سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ تمام صوبے میں ڈپٹی کمشنر صاحبان' ایس پی صاحبان اور دیگر جیل کے اعلیٰ حکام اچانک جیلوں کا معائنہ کرتے ہیں اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اچانک سے میری مراد یہ ہے کہ بعض اوقات رات کو ایک بجے حفاظتی اقدامات اور جیل کے باقی نظام کو چیک کرنے کے لیے ڈپٹی کمشنر صاحبان جیلوں کا دورہ کرتے ہیں۔ اور ان اقدامات کی روشنی میں اس قسم کے واقعات میں واضح طور پر کمی آئی ہے لیکن اس کے باوجود میں معزز قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس اہم مسئلہ کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے اس وقت جو اقدامات کیے ہوئے ہیں ان شاء اللہ انھیں مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین، منیس صاحب! لا منسٹر صاحب کی یقین دہانی اور اتنی کار گزاری کے بعد مزید کوئی گنجائش ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز لا منسٹر صاحب نے جو بات بتائی ہے میں بھی ان کی توجہ دلانا چاہتا تھا۔ اگر انھوں نے already اس پر کارروائی کی ہوئی ہے اور اس پر مزید بھی تسلی دے رہے ہیں تو میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میری تحریک التوائے کار نمبر 37 ہے جو کہ فوری توجہ کی طالب ہے۔

جناب چیئرمین، اس کا نمبر کیا ہے؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، تحریک التوائے کار نمبر 37 ہے۔ یہ طلباء کے متعلق ہے جنھوں نے 1998ء میں امتحان دیا لیکن ابھی تک نہ صرف رزلٹ ڈیکلیئر نہیں کیا گیا ہے بلکہ compile بھی نہیں ہوا۔ اگر آج اجلاس ختم ہو جاتا ہے تو یہ مزید ڈیڑھ ماہ لیٹ ہو جائے گی۔ اس لیے میں آپ سے

درخواست کروں گا کہ ہاؤس سے اجازت لے کر مجھے out of turn اجازت دی جائے تا کہ میں یہ تحریک التوائے کار پیش کر سکوں۔

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! ان کی یہ تحریک التوائے کار محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔ اس وقت وزیر تعلیم تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگر وہ پیش بھی کریں گے تو میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے جب تک متعلقہ منسٹر نہیں ہوں گے صحیح طریقے سے جواب نہیں دے پائیں گے۔ اگر تحریری طور پر اس کا جواب چاہیے تو میں چیک کر لیتا ہوں اور محکمہ نے جو دیا ہے وہ پڑھ دوں گا۔ لیکن جس طرح معزز محرک اپنے معاملے کا فوری حل چاہتے ہیں مناسب یہ ہوگا کہ وزیر تعلیم صاحب کی موجودگی میں اسے take up کیا جائے۔ ابھی تو تحاریک التوائے کار چل رہی ہیں' اگر آپ اجازت دیں تو ہم پتا کروا لیتے ہیں اگر وزیر تعلیم صاحب اپنے چیمبر میں موجود ہوں تو اسے out of turn take up کر لیا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اگر وزیر تعلیم موجود ہیں تو پھر take up کر لیں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! مجھے پیش کرنے دیں اس کے بعد وزیر تعلیم کو بلوا لیں۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب کو اطلاع کر رہے ہیں اگر آجاتے ہیں تو پھر پیش کر لینا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو جائے گا اور اجلاس بھی ختم ہونے والا ہے۔ اس طرح پھر یہ تحریک التوائے کار ڈیڑھ ماہ بعد آئے گی۔

جناب چیئرمین، اگر آپ پیش کر بھی دیں لیکن منسٹر صاحب نہ ہوں تب بھی یہ آئندہ اجلاس میں جائے گی۔ اگر وہ آجاتے ہیں تو پھر اسے take up کر لیتے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! یہ طلباء کا مسئلہ ہے جنھوں نے اکتوبر میں امتحان دیا تھا لیکن ابھی تک ان کا نتیجہ بھی نہیں آیا اور compile بھی نہیں ہوا۔ اس لیے یہ مسئلہ نہایت اہم ہے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں تحاریک التوائے کار کا وقت بھی غالباً پانچ منٹ باقی رہ گیا ہے اس میں تو آتے جاتے ہی وقت گزر جائے گا۔ ہم اگلی ایک تحریک لے لیتے ہیں اگر اس دوران منسٹر صاحب تشریف لے آئے تو اسے بھی take up کر لیں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 27 چودھری

زاہد محمود گورایہ صاحب!

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب والا! اس سے پہلے میری تحریک التوائے کار نمبر 26 بھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں تحریک التوائے کار نمبر 26 چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب!

راجباہ خانو آنہ میں بغیر پیشگی نوٹس کے یک طرفہ وارہ بندی

چودھری زاہد محمود گورایہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راجباہ خانوآنہ سے چک نمبر 239 ر ب' چک نمبر 79 گ ب' 80 گ ب' 81 گ ب' 82 گ ب' 83 گ ب' 84 گ ب' 85 گ ب' 86 گ ب بشمول دیگر چکوک کو کاشت و باغات کے لیے نہری پانی فراہم ہوتا ہے۔ تاہم شدید گرمی اور اجناس کی کاشت و نشوونما کے لیے ان دنوں نہری پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے مگر محکمہ انہار کے اہل کاران و افسران بغیر پیشگی نوٹس کے یک طرفہ طور پر وارہ بندی کر رہے ہیں جو کہ غیر قانونی ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں ایکڑ اراضی تباہ و برباد ہو رہی ہے اور کئی سو ایکڑ زمین میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے کسان بروقت فصلوں کی کاشت نہیں کر سکتے اور اسی طرح مذکورہ بالا چکوک کا زیر زمین پانی خراب اور مضر صحت ہونے کی وجہ سے مویشی اور انسان بھی نہری پانی کو پینے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بغیر کسی اعلان اور پیشگی نوٹس کے محض رقم بٹورنے کے لیے محکمہ آب پاشی کے افسران و اہل کاران کی جانب سے نام نہاد وارہ بندی کا لیبل استعمال کر کے راجباہ میں پانی بند کرنے سے متذکرہ بالا چکوک کے عوام میں بالعموم اور دیگر نواح میں بالخصوص غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے جبکہ محکمے انہار کے اہل کاران کے اس غلط عمل کی وجہ سے قومی معیشت کو نقصان بھی پہنچ رہا ہے۔ ان چکوک کے مقیم کسی بھی وقت محکمے کی ان زیادتیوں کے خلاف سڑکوں پر آ کر احتجاج کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ بدقسمتی سے اس اہم مسئلے پر محکمے کے اہل کاران و افسران خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں جس سے مسئلہ مزید سنگین ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! متذکرہ مسئلہ / واقعات اور موجودہ وقوع عوامی اہمیت اور فوری نوعیت پر مبنی ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور کرتے ہوئے بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جناب چودھری صاحب!

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب چیئرمین! راجباہ خانوآنہ لوئر گوگیرہ برانچ برجی نمبر 1036 اور 1038 سے نکلتا ہے جو کہ ضلع فیصل آباد کے چکوک نمبر 78,77,76,74,73,72,71,70,69,68 تا 88 اور 119 گ ب کے 34587 ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتا ہے۔ اس کی استطاعت 98 کیوسک ہے اور لوئر گوگیرہ برانچ، اپر گوگیرہ برانچ ٹیل بچیانہ ہیڈ سے نکلتی ہے۔ لوئر گوگیرہ کینال کا ڈیزائن ڈسچارج 1877 کیوسک کے مقابلہ میں موجودہ رقبہ کے حساب سے 2415 کیوسک کی ضرورت ہے۔ مزید برآں اپر گوگیرہ اور لوئر گوگیرہ نہروں کے کنارے کمزور ہونے کی وجہ سے ضرورت کے مطابق 2415 کیوسک پانی کا نکاس ممکن نہ ہے، اس سے نہر کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے۔ لہذا برانچ نہر میں کم پانی ملنے کی وجہ سے باقاعدہ وارہ بندی کا شیڈول منظور کر کے اس کی کاپی متعلقہ ایم پی اے صاحبان، ایم این اے صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بھیجی گئی ہے جس کی کاپی لف ہے جو میں اپنے فاضل دوست کو دکھا سکتا ہوں۔ جس کے مطابق لوئر گوگیرہ کینال کے تمام راجباہ اپنی اپنی باری کے مطابق بند ہوتے ہیں اور اپنی باری کے مطابق کھلتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر فاضل دوست کے پاس کاپی نہیں پہنچی تو میں ابھی ان کو پیش کر دیتا ہوں۔ وارہ بندی میں کوئی ابہام نہیں۔ لیکن اگر اس کے علاوہ میرے فاضل دوست کو کوئی شکایت ہو تو میں ان شاء اللہ چیف انجینئر کو بلا کر ان کی شکایت دور کرانے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے میری اپنے عزیز سے بڑی مودبانہ استدعا ہے کہ اسے پریس نہ کریں۔

جناب چیئرمین، گورایہ صاحب! آپ منسٹر صاحب سے مل کر اپنا grievance بتائیں ان شاء اللہ وہ حل کریں گے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میری گزارش ہے کہ جب شدید گرمی کے تین مہینوں مئی جون اور جولائی میں وارہ بندی کی جاتی ہے تو اس دوران ہمارے حلقے میں جو چکوک آتے ہیں وہاں نہری پانی سے وہ زمین بھی سیراب کرتے ہیں یہی پانی اپنے مویشیوں کو بھی پلاتے ہیں، اس پانی میں بچے نہاتے ہیں اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ یہ گندا پانی جس میں کتے بھی نہاتے ہیں جانور بھی نہاتے ہیں مرے ہوئے جانوروں کی لاشیں بھی پھینکی جاتی ہیں۔ یہی پانی ہمارے گاؤں کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں گھڑوں میں بھر کر پینے کے لیے گھروں میں لے جاتی ہیں اور اس سے بڑا ظلم کیا

ہے کہ ان مہینوں میں ان کو پینے کے لیے یہ گندا پانی بھی میسر نہ آئے۔ جناب والا! شدید گرمی کے دنوں میں گھڑے اٹھا کر دور دراز جا کر جہاں کہیں نلکا وغیرہ ہے وہاں سے پانی لاتے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب کوئی ایسا طریقہ کار وضع نہیں کر سکتے کہ ٹوٹل وارہ بندی کرنے کی بجائے ان راجباہوں میں تھوڑا بہت پانی چلتا رہے تاکہ یہ لوگ یہ گندہ پانی تو پی سکیں۔ ہم آج اکیسویں صدی میں داخل ہونے کی باتیں کر رہے ہیں لیکن عورتیں جو گندہ پانی گھروں میں لے کر جاتی ہیں کم از کم انھیں پینے کے لیے یہ تو میسر آ سکے۔ اس لیے وارہ بندی میں کوئی ایسی ردو بدل ہو جائے کہ تھوڑا پانی چلتا رہے تاکہ شدید گرمی میں جانور بھی پانی پی سکیں، انسان بھی پی سکیں اور اس پانی سے بچے بھی نہا سکیں۔

جناب چیئرمین، جس مسئلے کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے اس میں کافی غور و خوض کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں آپ منسٹر صاحب سے چیمبر میں مل لیں آپ کچھ تجاویز پیش کریں تو یہ حل نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے یہ مسئلہ میٹنگ میں ہی حل ہو سکتا ہے لیکن میرے خیال میں یہاں کوئی مناسب جگہ نہیں ہے۔

چودھری زاہد محمود ۔گورایہ، جناب والا! تحریک التوائے کار کو ایوان میں پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ باقی معزز ممبران اسمبلی کو بھی پتا چل سکے۔ اس لیے منسٹر صاحب اس کے متعلق کچھ تھوڑا سا بریف کر دیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! فاضل دوست نے جو منظر کشی کی ہے یہ تو آج کل کہیں بھی ممکن نہیں ہے کہ کہیں نلکا نہ ہو، پانی نہ ہو اور اسی نہری پانی میں جانور نہا رہے ہوں اور وہ پانی انسان پی رہے ہوں۔ بلکہ آج کل ہر جگہ پانی کے نلکے لگے ہوئے ہیں اس لیے ایسی صورت حال نہیں ہے۔ جناب والا! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے کہ پانی کی کمی کی وجہ سے وارہ بندی کی ہوئی ہے تاکہ برابری کی بنیاد پر اس کی تقسیم کی جا سکے۔ اگر ایک علاقے کو پانی زیادہ ملے گا تو دوسرا سیراب نہیں ہو سکے گا۔اس لیے یہ وارہ بندی کی ہوئی ہے کہ یہ جو پانی کی کمی ہے اس کو آپس میں share کیا جائے۔ میں نے پہلے بھی یہ بڑے کھلے دل سے بات کی ہے کہ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسی تجویز ہو جس سے دوسروں کا حق نہ مارا جاتا ہو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس کو کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس

میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں، کوئی بحث مباحثے کا مسئلہ نہیں۔ میں نے تو بڑے کھلے دل سے یہ بات کی ہے۔ جہاں تک تحریک التوائے کار کا تعلق ہے یہ تو حکومت کو توجہ دلانا ہوتی ہے تاکہ اس مسئلے کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ میں نے تو اس پر concede کیا ہے، کوئی بحث نہیں کی۔ میں ان سے مودبانہ عرض کر رہا ہوں یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی تجویز ہے ہمیں سمجھائیں کہ اس میں یہ ہو سکتا ہے۔ ہم ان کی تجویز کو بڑی اہمیت دیں گے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! ایک آخری پوائنٹ ہے بڑا اہم ہے۔ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ لوگ گندہ پانی نہیں پیتے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک چک میں بھی واٹر سپلائی سکیم نہیں ہے اور زمینی پانی مضر صحت ہے اور یہی پانی جب ہم لوگ گاؤں میں جاتے ہیں تو گرم کر کے پلایا جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ تھوڑا بہت پانی راجباہ میں چلتا رہنا چاہیے تاکہ مویشی بھی پانی پی سکیں۔ اس کے علاوہ گھروں میں کپڑے دھونے کے لیے عورتیں جو پانی استعمال کرتی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین، جی آپ ان سے مل لیں اور مل کر اس مسئلے کو حل کر لیجیے گا۔ شکریہ۔ اب یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب چیئرمین، وقت تو ختم ہو چکا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔

جناب چیئرمین، چلیے فرمائیے آپ۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پہلے آپ ہاؤس سے اجازت لے لیں آؤٹ آف ٹرن آپ لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، اجازت ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

ناب چیئرمین، ٹھیک ہے اجازت ہے آپ فرمائیں۔

ناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرے بھی اسی طرح آب پاشی کے متعلق دو اہم مسائل ہیں' زیر آب پاشی بھی موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بھی تحریک التوائے کار آؤٹ آف ٹرن لے لی ئے۔ ان کا نمبر 33 اور 35 ہے اور اسی طرح ایک ---

ناب چیئرمین، کیونکہ 37 نمبر کے لیے تو ہاؤس نے اجازت دی ہے۔ اس لیے آپ پیش کیجیے۔باقی ہاؤس کو put کریں گے اور اگر ہاؤس اجازت دے گا تو آپ بھی کر دیجیے گا۔

پنجاب یونیورسٹی کے بیچلر آف کمپیوٹر سائنس کے امتحانات کے نتائج میں تاخیر

اج پیر ذوالفقار علی چشتی: یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری یت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یورسٹی نے بی سی ایس (بیچلر آف کمپیوٹر سائنس) کا امتحان شیڈول کے حساب سے فروری 1998ء ں لینا تھا لیکن انہوں نے یہ امتحان تقریباً آٹھ ماہ بعد اکتوبر 1998ء میں لیا اور اس میں تقریباً 130 ء شامل ہوئے۔ اس امتحان کو منعقد ہوئے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن پنجاب یونیورسٹی ے ابھی تک نتائج کا اعلان نہیں کیا جس سے نہ صرف طلباء کے دو سال ضائع ہوئے ہیں بلکہ والدین ں نے بمشکل سرمایہ فراہم کیا' کو بھی نقصان ہوا۔ لہذا استدعا ہے کہ ہمارے پیارے ملک کے قبل کے ان معماروں کے اس نقصان کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

ب چیئرمین، وزیر تعلیم

یر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب والا! جہاں تک پنجاب یونیورسٹی اور صوبے دوسری یونیورسٹیاں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ تعلیم کے ایڈمنسٹریٹو کنٹرول میں ں ہیں اور نہ ہمارا ان کے اوپر کنٹرول ہے کہ امتحان کب لیں اور کب نتیجے کا اعلان کریں۔یا اگر default ہوتا ہے تو اس کے لیے کوئی کارروائی کریں۔ بہرحال ہم یہ کوشش کر رہے ہیں ہم نے پنجاب کے اندر میٹرک انٹر اور جملہ تمام امتحانوں کے ایک unified کیلنڈر بنا لیا ہے اور کر دیا ہے اب تمام امتحان اسی کیلنڈر کے مطابق ۔ انھی تاریخوں کے اندر ہوا کریں گے۔ یہ

سفارش ہم نے پنجاب یونیورسٹی کو بھی کی ہے۔ آپ بھی امتحانات کے لیے اسی طرح ایک unified کیلنڈر بنائیں اور اس کے ساتھ اپنے امتحانوں کو منسلک کریں۔ وائس چانسلر صاحب اگلے دن مجھے بتا رہے تھے کہ exercise کر رہے ہیں۔ مگر انھوں نے اپنے امتحانوں کی جو volume بتائی ہے' وہ 256 کے قریب سالانہ امتحانات ہیں۔اس لیے ان کے جو مسائل ہیں وہ بھی کافی سنجیدہ ہیں اور بڑی نوعیت کے ہیں۔ وہ بھی کوشش ضرور کر رہے ہیں اور ہم ان شاء اللہ ان کو مجبور کریں گے کہ وہ بھی ایک unified کیلنڈر کے تحت امتحانات منعقد کریں۔ کیونکہ اس سے پنجاب کے طلباء کا حرج ہوتا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ جہاں تک امتحانات نہ ہونے کا تعلق ہے تو میرے پاس کنٹرولر امتحانات پنجاب یونیورسٹی کا ایک تصدیق شدہ لیٹر ہے جس میں انھوں نے کہا کہ بی سی ایس کا امتحان ہم نے اکتوبر میں لینا تھا اور یہ 19 اکتوبر کو ہی ہوا۔ اگر یہ چشتی صاحب کی اطلاع کے مطابق درست نہیں ہے تو ہم اس کی دوبارہ تصدیق کروالیں گے۔ مگر یونیورسٹی کا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے امتحانات اکتوبر میں ہی لیے۔ جہاں تک امتحان کو ہوئے چھ مہینے ہو گئے ہیں اور رزلٹ نہیں آ رہا تو یہ مسائل پورے پنجاب میں ہمیں بھی درپیش تھے۔ میٹرک کے اور دوسرے امتحانوں میں بھی اور ہم نے جب کیلنڈر بنایا تو اس کے اندر رزلٹ declare کرنے کے لیے بھی طریقہ lay down کر دیا ہے کہ اس تاریخ کے بعد کسی امتحان کا رزلٹ اناؤنس نہیں ہو گا۔ اسی طرح سے اب یونیورسٹی کو بھی مجبور کریں گے' مگر چونکہ یونیورسٹی کا یہ موقف ہے کہ ہم جن ممتحن صاحبان کو پرچے مارک کرنے کے لیے بھیجتے ہیں ان کے اوپر ان کا کنٹرول کوئی نہیں۔ بار بار یاد دہانی کروانے کے وہ ہماری اس درخواست کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ معاملہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیں گے کہ جو ممتحن محکمہ تعلیم کے ہوں گے ان کے خلاف ہم باقاعدہ کارروائی کریں گے تاکہ ان کے امتحانات اور رزلٹ کو بھی ہم وقت پر بنانا ممکن کر سکیں۔ جناب میں پھر چشتی صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر بھی ہم ان سے کہیں گے کہ وہ ممتحن جن کے پاس پیپر ہیں اور اگر وہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہیں تو ان کی نشان دہی کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کو مجبور کریں گے کہ یہ رزلٹ جلدی سے جلدی declare کر دیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 96-1995ء اور 1997ء کے امتحانات فروری میں ہوئے تھے اکتوبر میں نہیں

ہوئے۔ اکتوبر میں بھی جب وائس چانسلر کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ فروری میں امتحانات ہونے تھے آپ نے اتنا delay کیوں کیا تو پھر انھوں نے یہ امتحانات لیے۔اب تو یہ کوئی بات نہیں کہ چھ ماہ تک وہ prolong کریں۔ 130 طلباء ہیں ان کے پرچے ابھی تک compile نہیں کیے گئے۔ یہ جو دھاندلی ہو رہی ہے میں نے تو وزیر تعلیم صاحب کی توجہ اس طرف دلائی ہے' اب بچوں کا ڈیڑھ سال ضائع ہو گیا ہے انھوں نے آگے ایم ایس سی کرنی ہے۔ اگر اس مہینے میں رزلٹ نہ آئے تو وہ ایم ایس سی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وائس چانسلر صاحب سے میٹنگ کر کے اس کے نتائج جلد از جلد declare کروائیں۔ یہ جو پالیسی فرما رہے تھے وہ آئندہ سال کے لیے ہے۔ وہ پالیسی بناتے رہیں لیکن جو امتحانات ہو چکے ہیں ان کا نتیجہ تو آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ وزیر صاحب آپ فرمائیں۔

وزیر تعلیم، میں نے تو یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ میں ان سے ضرور گزارش کروں گا اور کہوں گا کہ یہ رزلٹ جلدی سے جلدی declare کریں۔

جناب چیئرمین، وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار 28 اپریل کو دی تھی اور اس کے بعد دوسری تحریک التوائے کار 4 مئی کو دی ہے' جو میں نے 28 کو دی ہے اس کا نمبر 46 ہے اور جو میں نے 4 کو دی ہے اس کا نمبر 41 ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ جو زیادتی ہو رہی ہے آپ سوچیں کہ آج 10 تاریخ ہے۔ 28 تاریخ کو دی ہوئی تحریک التوائے کار آج تک نہیں آئی اور اس کا نمبر انھوں نے فرضی طور پر 46 ڈال دیا ہے تاکہ یہ آئے ہی نہ۔ جو میں نے بعد میں دی تھی اس کا پہلے نمبر آ گیا ہے۔ وزیر قانون صاحب بتائیں کہ یہ زیادتی کیوں ہوئی ہے؟ جو تحریک التوائے کار میں نے سنگین نوعیت کی سمجھی تھی اس کا انھوں نے آج تک جواب ہی نہیں دیا۔

وزیر قانون؛ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا یہ وزیر قانون سے متعلقہ بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں سپیکر صاحب کی کچھ observation تھیں اور اس کے لیے انھوں نے comments مانگے تھے اس لیے delay ہوئی ہے۔ اس میں لاء

منسٹر صاحب کا بھی کوئی تعلق نہیں اور میرے خیال میں آفس کی بھی کوئی غلطی نہیں۔ آپ نے غالباً چند دن پہلے بھی یہ بات point out کی تھی اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے آپ کو اس بارے میں کچھ بتایا بھی تھا۔ اور کچھ comments call کیے تھے جس کی بناء پر تھوڑی تاخیر ہوئی ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! law میں کوئی provision ہی نہیں کہ یہ روک سکیں۔ یہ اسی وقت پیش کرنی پڑتی ہے۔ آفس ان پر جتنی مرضی بعد میں delay کرے۔ میں law کی بات کرتا ہوں' ہاؤس کی بات کرتا ہوں کہ رولز میں روکنے کی کوئی provision ہی نہیں۔ میں جناب والا! رولز کی بات کر رہا ہوں کہ جو اسمبلی رولز ہیں ان میں provision ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ درست فرما رہے ہیں۔ اس دن ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ law میں provision نہیں ہے لیکن اس میں کوئی ایسی بات تھی کہ جس پر انھوں نے explanation چاہی تھی۔ in any case جب ڈپٹی سپیکر صاحب اگلی مرتبہ یہاں اجلاس میں بیٹھیں گے تو آپ ان سے یہ سوال فرما لیجئے گا۔ یہ ان سے متعلق ہے آپ اس وقت کر لیجئے گا۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: ان کو پوچھیں اور ان کو سزا دیں جنھوں نے یہ جان بوجھ کر کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں سپیکر صاحب سے عرض کروں گا اور آپ بھی ان سے کہہ دیجئے گا۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب چیئرمین: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ جناب سیکرٹری اسمبلی صاحب۔

نواب لیاقت علی خان

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی (جناب سعید احمد): مندرجہ ذیل درخواست جناب نواب لیاقت علی خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

> Most respectfully I state that I am out of country for my heart treatment. So I will not be able to attend present session. Kindly allow me leave for the present session.

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

عادل شریف گل

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

Due to personal urgency in Lahore I was unable to attend the session of the Assembly on 4th May, Thursday 1999. I shall be grateful if you grant and accept my leave.

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار احمد خان عاکوکا

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار احمد خان عاکوکا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

مورخہ 6 مئی 1999ء کو میں ذاتی کام کی وجہ سے لاہور سے باہر جا رہا ہوں۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری غلام سرور بوچھ

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام سرور بوچھ رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

گزارش ہے کہ میں باقاعدہ اجلاسوں میں شمولیت کرنے کے لیے لاہور آتا رہا

ہوں۔ لیکن بوجہ حالات مندرجہ ذیل تاریخوں کو اجلاس میں شمولیت نہ کرسکا تھا۔

مورخہ 12-06-98، 18-06-98، 24-06-98، 27-06-98، 16-09-98 تا 30-09-98،

16-11-98 تا 30-11-98، 25-01-99، 27-01-99، 01-02-99، 02-02-99،

4-2-99 اور 5-2-99 از راہ کرم مندرجہ تاریخوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معراج دین

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں معراج دین رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

I have to go to Islamabad on 6th of May 1999 in connection with some personal affairs It is, therefore, requested that one day leave for 6th instant may very kindly be granted to me.

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی اللہ یار انصاری

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

میں مورخہ 5 اور 6 مئی کا اجلاس حلقہ میں اہم مصروفیت کی وجہ سے attend نہ کرسکا۔ ایوان میں پیش کرکے چھٹی منظور کرائی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار احمد خان عاکوکا

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار احمد خان عاکوکا رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

گزارش ہے کہ میں آج مورخہ 10 مئی 1999ء اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

سعید اکبر خان

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید اکبر خان رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

I could not attend Punjab Assembly session from 30th April till date. It is, therefore, requested that leave form 30th April 1999 to 9th May 1999 may kindly be sanctioned.

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ٹیوب ویلوں کے فلیٹ ریٹ بحال کرنے کی استدعا

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! آج چونکہ اجلاس ختم ہو رہا ہے اور میں پنجاب کے غریب کاشت کاروں کا ایک پیغام اس ہاؤس میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ اس ملک کی ترقی، اس ملک کی معیشت کا راز صرف زراعت پر ہے اور زراعت کی ترقی پر ہے۔ آج میرے پنجاب کا غریب کاشت کار ٹیوب ویلوں کے فلیٹ ریٹوں پر پابندی کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔ غریب کاشت کار کے پاس اتنی ہمت نہیں کہ وہ بجلی کا بل ادا کر سکے۔ پنجاب کے غریب کاشت کار کو نہری پانی کی کمی کا سامنا

ہے۔ جناب والا! غریب کاشت کار آج یہ پکار رہا ہے کہ جس طرح وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے اس ملک کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے غوری اور شاہین میزائلوں جیسے کامیاب تجربے کروائے ہیں۔ اگر وہ ٹیوب ویلوں کے فلیٹ ریٹ بحال کرنے کا اعلان کر دیں تو پنجاب کے غریب کاشت کار یوم خوشحالی زراعت منائیں گے۔ اور یہ میری جناب وزیر اعظم پاکستان سے استدعا ہے کہ ملک کے، پنجاب کے غریب کاشت کاروں کے لیے ٹیوب ویلوں کے فلیٹ ریٹ بحال کیے جائیں۔ اگر یہ ناممکن ہو تو پھر دو روپے فی یونٹ کے حساب سے بجلی کے ریٹ مقرر کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب والا! میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور ان کو بھی پتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے پچھلی پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ اور وہ کمیٹی یہ معاملہ دیکھے گی اور پھر صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو ایک قرار داد بھیج دے گی۔ وہ کمیٹی constitute ہو چکی ہے۔ اور آج اس کمیٹی کی میٹنگ بھی تھی جس میں میں بھی شامل ہوں۔ اس میں اس چیز کو زیر بحث لایا جا چکا ہے۔ گورنمنٹ نوٹس لے چکی ہے۔ جو کمیٹی کی سفارشات ہوں گی وہ چیف منسٹر صاحب مرکزی حکومت کو convey کریں گے۔ اس پر حکومت اور چیف منسٹر صاحب واضح کوئی فیصلہ کریں گے۔ ان کو خود بھی پتا ہے کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور اس پر بڑی جلدی عمل ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں حکومت پنجاب اور چیف منسٹر صاحب نے اس پر ایکشن لے لیا ہے۔اس وضاحت کے بعد اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون، دی لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ 1998ء

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Lahore College for Women Bill, 1998 (Bill No.23 of 1998). First reading starts. Minister for Law

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW (Ch Shahid Akram Bhinder): Mr Chairman, I move:-

> That the Lahore College for Women Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That the Lahore College for Women Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR CHAIRMAN: There are two amendments to this motion. The First amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnian Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan and Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئرمین، جی۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ کوئی فاضل رکن جب مسلسل پورے اجلاس میں غیر حاضر ہو ۔ اور اس کی تحریک یہاں پیش ہوئی ہو اور آپ اس کا نام پکار کے اس کی حاضری لگا سکتے ہیں اس تحریک میں کہ وہ حاضر ہے؟

جناب چیئرمین، یہ آپ درست فرما رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، پیر شجاعت حسنین صاحب میرا خیال ہے پچھلے چار پانچ اجلاسوں میں یہاں سے غیر حاضر ہے اور متواتر ان کے دستخط جعلی کہاں سے کیے جا رہے ہیں۔ اور یہاں سے ان کا نام پکارا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کے منافی ہے۔ جناب والا! اس میں رولنگ دیں' کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟

جناب چیئرمین، آپ نے درست اشارہ فرمایا۔ لیکن اگر وہ اجلاس میں حاضر نہیں ہیں اور ان کا نام پڑھا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی حاضری لگ رہی ہے۔ صرف یہ ہے کہ انھوں نے move کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے دستخط کاغذ پر موجود ہیں تو ہم رولز کے تحت ان کا نام پڑھنے کے لیے مجبور ہوں گے۔ اس کو سعید احمد خان منیس صاحب پیش کریں گے؟۔۔۔۔۔جی۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:

> That the Lahore College for Women Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Education be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th of June 1999.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> That the Lahore College for Women Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Education be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th of June 1999.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Ahmad Khan Manais would you like to say something in favour of your proposed amendment?

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین! میں اس ترمیم پر اپنی دلائل دینے سے پہلے آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اس وقت معزز وزیر تعلیم یا پارلیمانی سیکرٹری تعلیم یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔ تو آپ اس

ترمیم کو اس وقت تک کے لیے ملتوی رکھیں جب تک وہ ہاؤس میں آ نہیں جاتے۔ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا یہاں ہونا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین، اس وقت وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب بھی چند منٹ پہلے یہاں آ چکے تھے۔ میرے خیال میں آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ کہیے' بات ان تک پہنچ جائے گی اور آپ کی باتوں کو تو سارے ہاؤس نے consider کرنا ہے' صرف وزیر صاحب نے consider نہیں کرنا۔ ہاؤس میں ممبرز موجود ہیں آپ فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں اپنی ترمیم پر جو بات کروں گا اس کو پھر وزیر متعلقہ نے wind up کرنا ہوتا ہے۔ وہ ہاؤس نے تو نہیں کرنا۔ معزز ممبران تو چودھویں ترمیم کے تحت بالکل خاموش ہیں۔ وہ تو بے چارے بات نہیں کر سکتے۔ تو بات تو یہاں وزیر صاحب نے آ کر کرنی ہے۔ تو میں اب کیا بات کروں؟ کیوں کہ اس سے پہلے جو تحاریک التوائے کار آتی رہی ہیں تو معزز وزیر قانون صاحب یہی فرماتے رہے ہیں کہ وزیر تعلیم صاحب آئیں گے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ معزز وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف فرما ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے تحاریک التوائے کار کے حوالے سے جو بات کی تھی وہ اس لیے تھی کہ میں نے اس مخصوص تحریک التواء پر بریفنگ نہیں لی ہوئی تھی۔ لیکن جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے' اس ہاؤس کی پہلے سے روایات موجود ہیں کہ وزیر قانون' قانون سازی کرواتے ہیں اور اس کے لیے میں نے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے متعلقہ محکمے سے باقاعدہ بریفنگ لی ہے اور ہم مکمل طور پر تیار ہیں۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی جو بھی observations ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان کی تسلی کے مطابق جواب دیں گے اور قانون سازی میں بھرپور حصہ لیں گے۔ ہاں' اگر وہ خود تیار نہیں تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اگر وہ پوائنٹ آؤٹ کریں تو اس کے متعلق بات کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہماری طرف سے ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں قطعی طور پر کوئی مایوسی نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وزیر قانون صاحب نے کافی تفصیل سے فرما دیا۔ آپ شروع کیجیے وزیر تعلیم بھی آ جائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ جو بل زیر غور ہے'

It is a Bill to provide for the re-constitution and re-organization of the Lahore College for Women

جناب چیئرمین! حکومت غالباً اس بل سے لاہور کالج برائے خواتین کو autonomy دینا چاہ رہی ہے۔ جس طریقے سے پہلے ہی کچھ health institutions کو بھی autonomy دی گئی اور اسی طرح محکمہ تعلیم میں اس سے پہلے گورنمنٹ کالج کو بھی autonomy دی ہے۔ اور اب لاہور کالج برائے خواتین کو autonomy دیا جانا مقصود ہے۔

جناب چیئرمین! تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی کسی ادارے کو تباہ کیا گیا' کسی نظام کو تباہ کیا گیا تو اس سے قومیں تباہ ہوئیں۔ اور روس جیسی سپرپاور کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ اس نے adventurism کا سوچا اور آج وہ سپرپاور بھیک مانگنے پر مجبور ہے۔ تو اسی طریقے سے ہماری موجودہ حکومت بھی جس میں بدرجہ اتم وہ جراثیم موجود ہیں کہ یہ بھی adventurism کرنے پر زیادہ زور دیتی ہے اور زیادہ سوچتی ہے۔ جناب چیئرمین! ہوم ورک کیے بغیر جو بھی کام کیا جائے وہ کبھی صحیح ثابت نہیں ہوتا اور اس میں کئی ایک کمزوریاں ایسی رہ جاتی ہیں جن کو بعد میں دور کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اسی محاورے کے مصداق ہے جیسے بندہ یہ کہے کہ "کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال بھی بھول گیا"۔ تو یہ حکومت اسی طریقے سے جو adventurism کرنے کا سوچ رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ autonomy نہ ہی health institutions میں کامیاب ہوئی اور نہ ہی یہ محکمہ تعلیم میں کامیاب ہوسکے گی۔ اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں موجودہ حکمران کے کان میں کسی نے یہ ڈال دیا ہے کہ ریکارڈ قانون سازی کر لو اور وہ بغیر سوچے سمجھے اس معصوم سے ٹارگٹ کو لیے قانون سازی کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں سوچ رہے کہ ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں اس کا فائدہ عوام کو ہے' اس صوبے کو ہے یا ایک عام آدمی کو ہے یا نہیں؟ ان کے ذہن میں بس یہی بات ہے کہ ریکارڈ قانون سازی کر لیں۔ لیکن جناب چیئرمین! دیکھنا یہ بھی ہے کہ ریکارڈ قانون سازی کرنے کے بعد اس میں جو ریکارڈ تکالیف ہوں گی' کیا اس کی طرف بھی پہلے توجہ دی ہے یا نہیں دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بغیر سوچے سمجھے' بغیر کسی چیز پر ورک کیے اور اس پر بغیر ذہن کو استعمال کیے' یہ ایک کام کیا جا رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کس طریقے سے پورا کیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! بلکہ میں یہ کہوں گا کہ صوبائی اسمبلی جو کہ ایک جمہوری ادارہ ہے۔ یہاں ایک vicious circle ہوتا ہے کہ آج کی اپوزیشن کل اقتدار میں ہوتی ہے یا ایک پارٹی جو آج اقتدار میں ہے وہ کل اپوزیشن

میں ہوتی ہے۔ تو بغیر سوچے سمجھے جو یہ ریکارڈ قانون سازی کی جا رہی ہے میں بھی کبھی یہ بات سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ بغیر سوچے سمجھے یہ جس طریقے سے قانون سازی کی جا رہی ہے۔ یہ جو تکالیف لوگوں کو دی جانی مقصود ہیں اس آڑ میں کہ یہ ایک بہتر قانون سازی ہے۔ نہ جانے آنی والی حکومتیں ان برے قوانین کو کس طرح ٹھیک کریں گی۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ نئی حکومت آ کر کس طرح اس معاملے کو ٹھیک کرے گی؟

جناب چیئرمین! اس میں میرا کہنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں کہ قانون سازی نہ کی جائے اور قانون سازی کرنا کوئی بُری حرکت ہے۔ قطعاً نہیں۔ لیکن قانون ساز ادرہ ہونے کے ناتے ہم نے ہر قانون سازی سے پہلے ذہن ضرور استعمال کرنا ہے۔ اور جناب چیئرمین! جیسے میں نے عرض کیا کہ ہم یہاں routine matter کے طور پر جو کام کر رہے ہیں کہ حکومت نے ایک بل پیش کیا' اس پر ترامیم آئیں' اس کے بعد اس پر ووٹنگ ہوئی اور اکثریت نے اسے adopt کر لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنا بھی کام یہاں ہو رہا ہے۔ وہ بغیر سوچے سمجھے کیا جا رہا ہے اور اس میں ہمارے معزز اراکین کی آراء شامل نہیں ہے۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے معزز ایوان کا درجہ اب ایک debating society سے بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ کیونکہ جمہوری اداروں میں آراء کا لیا جانا تجاویز کا آنا ایک نہایت ہی ضروری امر ہے۔ لیکن یہاں حالت اس قسم کی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے قانون سازی پر قانون سازی کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ کسی فکر اور سوچ کو سامنے نہیں رکھا جا رہا۔ قانون ایسا بنایا جائے جس کو لوگ رحمت سمجھیں' یہ نہ سمجھیں کہ قانون ایک زحمت بن گیا ہے۔ یہی طریقہ ایک welfare state کا ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم اور صحت کے ضمن میں' میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں جو میں اس معزز ایوان میں بتاؤں کہ یہ شعبے ایک welfare state کے لیے بہت ضروری ہیں۔ یہ نہایت ہی اہمیت کے حامل دو شعبے ہیں جو کہ کسی بھی welfare state میں ضروری ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ یہاں autonomy کے نام پر ان اداروں کو سمیٹنے کا جو پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنے والی حکومتوں کے لیے اس سارے گند کو سنبھالنا اور اس کو صحیح کرنا مشکل ہو جائے گا اور بیورو کریسی جس نے یہ تمام خیالات دیے ہیں' جنھیں میں کہوں گا کہ یہ bookish ideas ہیں۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ آیا اس کو پایہ تکمیل تک کس طرح پہنچانا ہے' سب اچھا کی رپورٹ دے دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں اب یہ عرض کروں گا کہ ہسپتالوں کو خودمختاری دی گئی۔ آپ خود بھی یہ بہتر جانتے ہیں کہ خودمختاری دینے کے بعد اگر کوئی مریض وہاں ہسپتال میں جائے تو کیا آٹھ دس ڈاکٹر فوراً اس مریض کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں؟ کیا دس پندرہ منٹ میں اس کو ادویات فراہم کر دی جاتی ہیں؟ جناب چیئرمین! یقیناً اس طرح سے نہیں ہوتا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان صحت کے اداروں کو بھی خودمختاری دی گئی ہے۔ وہ خودمختاری اپنی موت آپ مرتی جا رہی ہے۔ میں نے اس وقت بھی یہ عرض کیا تھا کہ خودمختاری دینے کا جو مقصد تھا' That was a first step towards privatization اور میں آج یہاں جب تعلیمی اداروں کی بات کر رہا ہوں تو میں یہ کہوں گا کہ This is second step towards privatization۔ خودمختاری دینے سے جہاں ان کی فیسیں بڑھ جائیں گی۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ کیا ایک غریب کا بچہ وہاں تعلیم حاصل کر سکے گا؟ کیا جھونپڑی میں رہنے والا بچہ وہاں تعلیم حاصل کر سکے گا؟ کیونکہ خودمختاری کے بعد فیسیں تو لازماً بڑھ جاتی ہیں۔ کیا ریڑھی لگانے والے کا بچہ ان اداروں میں پڑھ سکے گا؟ کیا غریب کا بچہ بھی کوئی کاروبار کرنے کا اہل اپنے آپ کو بنا سکے گا۔ جناب چیئرمین! یقیناً نہیں۔ اور پھر یہ بات آپ کے سامنے ہی ہے کہ جو بار بار اس اجلاس میں بتائی جاتی رہی ہے کہ یہاں بےروزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے پہلے ہی لوگ اتنے تنگ ہیں کہ خودکشیاں اور خودسوزیاں کی جا رہی ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی ایک ہو' درجنوں سینکڑوں خودکشیاں کی جا رہی ہیں۔ جب ہم صبح اخبار اٹھا کر دیکھتے ہیں تو آدمی دنگ رہ جاتا ہے اور حیران رہ جاتا ہے کہ خودکشیوں اور خودسوزیوں کی اکثریت بےروزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ سب اچھا کی رپورٹ جو بیورو کریسی کی جانب سے حکومت کو مل جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہم سب معزز اراکین جو یہاں تشریف فرما ہیں' ہم بھائی ہیں اور فیلڈ میں رہتے ہوئے میرے خیال میں Hon'ble members of the Provincial Assembly can be better judge. کیونکہ فیلڈ میں ہم نے رہنا ہے۔ بیورو کریٹس نے فیلڈ میں نہیں جانا۔ ان کو نہیں پتا کہ عام آدمی کی مشکل کیا ہے اور یہ خودمختاری دینے سے عام آدمی پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ ہاں' اگر خودمختاری دینی ہے تو دوردراز علاقوں میں کیوں نہیں دی جا رہی؟ کیوں بار بار لاہور ہی یا راولپنڈی کو منتخب کیا جا رہا ہے۔ کیوں راجن پور کے کالجوں کو خودمختاری نہیں دیتے؟ کیوں رحیم یار خان میں جا کر نہیں دیتے؟ کیوں ڈی جی خان میں جا کر نہیں دیتے؟ ضرورت تو وہاں ہے' یہاں تو پہلے ہی مراعات یافتہ طبقہ موجود ہے اور یہاں جو کالج ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس ایسی سہولتیں موجود ہیں کہ

When we compare that areas to Lahore تو وہ راجن پور کا علاقہ یا ڈی جی خان کا علاقہ یا اٹک کا علاقہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا زیادہ متقاضی ہے کہ وہاں تعلیم کی یہ ضروریات پہلے پہنچیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ لاہور اور راولپنڈی کو اس میں نہیں لینا چاہیے۔ اگر حکومت خودمختاری دینا چاہتی ہے تو پہلے ان دور دراز علاقوں میں جو کالج ہیں ان کو خودمختاری دی جائے۔

جناب چیئرمین! پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی کیوں ضرورت ہے کہ اس کو eliciting opinion کے لیے عوام میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اس میں multiple problems ہوں گی۔ ایک مشکل جو میں نے عرض کی کہ یہاں فیس بڑھ جائے گی۔ پھر یہ ہے کہ employees کی job protection ختم ہو جائے گی اور وہ چیف ایگزیکٹو کے ذاتی ملازم بن کر رہ جائیں گے اور آزاد ملک میں غلاموں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ جب کبھی ادارے کے سربراہ نے چاہا تو ان کو وہ اٹھا باہر پھینکے گا۔ نصاب کے حوالے سے ان اداروں کو جو آزادی دی جا رہی ہے' اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ کافی قباحتیں بھی آ سکتی ہیں۔ ان پر جب تک چیک اینڈ بیلنس نہیں رہے گا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اسلامی نظریات کے خلاف بھی ایسا نصاب قائم کریں' کیونکہ آپ کے سامنے ہی ہے کہ ایک سرکاری ادارے کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش ہوئی جسے خودمختاری دی جا چکی ہے۔ اس کے نصاب میں بھی آپ نے دیکھا کہ اسلامی نظام کے خلاف اور اسلامی تشخص کے خلاف جو باتیں شامل ہیں۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ چیک اینڈ بیلنس بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس کا دوسرا قدم پرائیویٹائزیشن ہے۔ موجودہ حکومت کو جیسے پرائیویٹائزیشن کا ایک بخار چڑھا ہوا ہے اور وہ ہر معاملے کو پرائیویٹائزیشن کی طرف لے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر health institutions کا بل اس سے پہلے تھا اور اب جو education کو خودمختاری دینے کا یہ بل ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس میں کئی کلاز ایسی ہیں۔ جو بادی النظر میں غلط نظر نہیں آئیں گی لیکن جب آپ اس کو long perspective میں سوچیں گے اور نظر دوڑائیں گے تو پھر اس میں گورنمنٹ کے ulterior motives نظر آئیں گے۔

جناب چیئرمین! clause 2(2) میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ

(2) "The College so reconstituted shall be a body corporate having perpetual succession and a common seal with power to acquire, hold and dispose of property and shall , by the said name, sue

and be sued "

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل لانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ dispose of that property۔ جب health institutions کا بل یہاں آیا تھا تو اس وقت بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پہلے خودمختاری دے دی جائے گی پھر کچھ عرصے بعد یہ کہا جائے گا کہ خودمختاری فیل ہو چکی ہے اور اسکے نتیجے میں پھر یہ سوچا جائے گا کہ اس کو پرائیویٹائز کر دیا جائے اور جب پرائیویٹائز ہو گا تو ابھی سے ایسے بہت سے حکومت کے چاہنے والے یا ان کے دوست احباب ہیں' جو اداروں پر پہلے سے ہی نظر رکھے ہوئے ہیں کہ جب یہ پرائیویٹائز ہوتے ہیں تو کس طریقے سے مختلف ناموں سے اس کو خرید لیا جائے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پرائیویٹائز اور خرید کرنے کا ایک بہت ہی آسان طریقہ بن گیا ہے۔ کیوں کہ اگر ایک فیکٹری بھی بندہ لگائے تو اس میں بھی بہت سارے سرمایے کی ضرورت ہے۔ مارکیٹ میں' لوگوں میں عزت بنانے کے لیے اور بزنس کو چلانے کے لیے وقت کی بھی ضرورت ہے تو یہ ایک آسان طریقہ ہے کہ آپ جب اس کو پرائیویٹائز کریں تو کسی نام سے ہی اس کو خرید کر لیں۔ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب بھی حکم رانوں کے دوستوں کی طبیعت مچلے گی تو انہوں نے یہی کہنا ہے کہ اس کو آپ پرائیویٹائز کر دیں۔ پرائیویٹائز کرنے کے بعد حکم رانوں نے خود لے لینا ہے یا اس میں حصہ دار ہوں گے اور چنبہ ہاؤس کی مثال آپ لیں کہ ایک چھپا ہوا ہاتھ آیا اور چپکے سے خرید کر کے غائب ہو گیا۔ اس طریقے سے اور ہاتھ بھی اس انسٹی ٹیوشن کو خریدنے کے لیے آئیں گے اور چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھ جائیں گے اور کوئی اندازہ نہیں ہو گا کہ کس نے خریدا تھا اور کس کے لیے خریدا تھا۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ صرف Clause 2 میں ہی نہیں بلکہ Clause 422 میں اور Clause 424 میں بھی اسی طرح کی شقیں دی ہوئی ہیں جو کہ میری اس بات کو بہت ہی وزن دیتی ہیں کہ یہ ulterior motives ہیں انکو autonomy دینے کے لیے اور چند لوگوں کے خواب کو پورا کرنے کے لیے یہ autonomy دی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! دوسرا کنٹریکٹ کی بنیادوں پر بھرتی کی اجازت دے کر گورنمنٹ ملازمین کا سروس سٹرکچر بالکل تباہ و برباد ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! آپ نے ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز میں دیکھا کہ جس وقت وہاں autonomy دی گئی تو چیف ایگزیکٹو نے اپنے ماتحتوں کو نکالنا شروع کر دیا اور اتنی زیادہ وہاں مشکلات آئیں کہ جب ایک پروفیسر کو تبدیل کر کے وہاں سے نکالا گیا تو اتنی hue and cry ہوئی کہ گورنمنٹ خود بے بس ہو گئی۔ وہاں کے چیف ایگزیکٹو نے ایک سٹینڈ لے لیا اور اس نے

کہا کہ میں اس آدمی کو واپس نہیں لوں گا۔ چونکہ حکومت مجبور تھی۔ انہوں نے پہلے تو کوشش کی کہ خود چیف ایگزیکٹو مان جائے لیکن چیف ایگزیکٹو نہ مانا تو پھر ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال بھیج دیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چیف ایگزیکٹو نے استعفیٰ دے دیا اور نہ جانے وہاں کتنی مشکلات آئیں۔

وزیر صحت، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے لیڈر آف دی اپوزیشن سے معذرت خواہ ہوں۔ جو autonomy کے حوالے سے بات کر رہے ہیں

He is totally irrelevant. It has nothing to do with the health education. He is speaking with reference to the autonomy. It is totally irrelevant. It is a distorted story. We have replied over and over again what is "autonomy", how the Chief Executive works. It is not just the Chief Executive it means that it is the Instituiton Management Committee. Instead of appreciating the measures that we have taken, I am very sorry to say that it is again the repetition of what he has been said carlier and he is still coming up with the same ideas. I would request the Leader of the Opposition through the Chair that he should restrict himself to the subject and he should restrict himself to the agenda and to what he has today say. Thank you.

جناب چیئرمین: جی، منیس صاحب۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I would not like to comment on what the honourable minister has said because I think he was totally irrelevant. I was speaking on "autonomy" and on "health education". I don't expect him to educate me. Autonomy is autonomy I am speaking on autonomy.

جناب چیئرمین! میں یہاں بات کر رہا تھا کہ گورنمنٹ ملازمین کا سروس سٹرکچر تباہ ہو کر رہ جائے گا اور اس میں ایک طرف کنٹریکٹ کی بات کی گئی ہے۔ ایک طرف deputation کی بات کی گئی ہے۔ یہ نہیں سوچا گیا کہ 10 فی صد deputation الاؤنس دیا جاتا ہے۔ یہاں اس بل میں یہ mention کر دیا گیا ہے کہ تمام کو deputation الاؤنس دیا جائے گا۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے

کہ

Economy is at the verge of collapse that is very true.

اور دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ ان کو deputation الاؤنسز بنا دیا جائے گا اور یہ نہیں دیکھا کہ اس بل کے آنے سے باقی محکمہ جات پر کیا اثر پڑے گا؟ اب معزز وزیرصحت پارلیمانی روایات کے خلاف کر رہے ہیں اور یہ خود فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ جو بل انہوں نے خود پیش کیا تھا اس میں بھی deputation کی کلاز نہیں ڈالی گئی تھی۔ اب یک دم کیسے خیال آ گیا۔ کیا ہیلتھ میں بیٹھے ہوئے اپنا 10 فی صد الاؤنس نہیں مانگیں گے؟ کیا اس پہ پیسہ خرچ نہیں ہو گا؟ کیا اکانومی پہ ایک burden نہیں ہو گا؟ جناب چیئرمین! یقیناً ہو گا اور اسی لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس سارے بل کو یہاں discuss کرنے سے پہلے عوام کی رائے طلب کرنے کے لیے بھیج دیا جائے۔ اسے متداول کیا جائے اور پبلک opinion لی جائے۔ اگر ہم routine کی طرح یہیں بیٹھے رہے کہ ایک بل آیا اس کو oppose کیا منسٹر صاحب نے اس پہ بات کی اور اس کے بعد ووٹنگ ہو گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنا کام صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں ایک اصلاحی process بھی ہونا چاہیے بلکہ "may's Parliamentary practice" میں اگر معزز ممبرز اس کو go through کر دیں تو اس میں ایک بہت پرانا حوالہ دیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ وہ پارلیمنٹ کے بارے میں ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی bad لیجسلیشن کی جائے جو کہ کمیونٹی کے مفاد میں نہیں ہے اور جو bad لیجسلیشن کو پاس کرنے کے لیے لیجسلیٹرز responsible ہوں گے تو ان کو penalize بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ ہم سب اسی کو ہی meet کر دیں تو چاہیے یہ کہ ایک اصلاحی process کے لیے ایک ایسا قانون بھی بنا دیا جائے کہ جہاں ایک غلط اور بغیر سوچے سمجھے لیجسلیشن کی جائے اور اس کا نقصان ہو تو پھر ٹھیک ہے جو responsible ہیں They should face the music جناب چیئرمین! اس بل میں بہت سی خامیاں رہ گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ویسے بھی جہاں میں نے autonomy کے حوالے سے بات کی ہے یہاں بہت اور lapses ہیں جن کو دور کرنے کے لیے پہلے عوام کی آراء کے لیے بھیجنا بہت ضروری ہے۔ اس میں ایگزیکٹو کمیٹی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر بورڈ آف گورنرز کی ایگزیکٹو کمیٹی بھی بنا دی جائے تو اس میں پہلے propose کیا ہوا ہے ایک ایگزیکٹو کمیٹی کا ہونا نہایت ہی اہمیت کا حامل اور ضروری ہے۔ کیوں کہ بورڈ آف گورنرز ہر وقت meet نہیں کر سکتا۔ بہت ہی ضروری معاملات پہ فیصلہ دینے کے لیے باامید

منظوری بورڈ آف گورنرز ایگزیکٹو کمیٹی بننی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ باقی جتنے بھی ادارے ہیں ان میں ایگزیکٹو کمیٹی کی پروویژن موجود ہیں۔ اب اس میں کمی یہ ہے کہ اس میں وائس پرنسپل کا کوئی عہدہ نہیں رکھا گیا۔ اب ہر ادارے میں پرنسپل ہو گا' ایک وائس پرنسپل ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام خامیوں کو دور کرنے کے لیے اور عوام کی مزید آراء لینے کے لیے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اس بل کو پہلے متداول کیا جائے۔ ان لوگوں کی آراء لی جائیں۔ جیسے کہ یہ حکومت کہہ رہی ہے کہ It is for the betterment of the people. اس ادارے کو ری آرگنائز کیا جا رہا ہے۔ اسی لیے حکومت چاہ رہی ہے کہ ان کے خیال میں for the betterment of the people ہو اگر سوچنا ہے' سمجھنا ہے اور کرنا ہے تو پھر اس کو پہلے for the betterment of the people opinion of the people سرکولیٹ کیا جائے۔ جب ان صائب الرائے لوگوں کی رائے آ جائے' اس میں ایجوکیشنسٹ رائے دیں گے' اس میں ایگریکلچرسٹ رائے دیں گے اور انڈسٹریلسٹ بھی رائے دیں گے۔ یہ سارے لوگ parents ہوں گے۔ جو خود بھی پہلے پڑھے ہیں اور اپنے بچوں کو مزید آگے پڑھا رہے ہیں تو ان کی آراء آنے پہ اس کو consider کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بھی عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے معزز منسٹرز جو یہاں بڑے تھکے تھکے لگ رہے ہیں اور معزز ممبرز سے بھی کہ میری اس استدعا کو پذیرائی بخشی جائے اور اس کو پہلے عوام کی opinion کے لیے متداول کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری: شکریہ' جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے اس بل میں جو ترمیم پیش کی ہے اس میں وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کو مزید تشہیر کا موقع ملے اور اس کو for public opinion دوبارہ circulate کیا جائے۔ اس سلسلے میں جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین لاہور کی ایک قدیمی درس گاہ ہے اور اس بل کے ذریعے اس ادارے کو مالی اور انتظامی خود مختاری کے ساتھ ساتھ تعلیمی خود مختاری دینا بھی مقصود ہے۔ اب جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے جو اپنے اعتراضات ابھی پیش کیے ہیں کبھی انہوں نے کہا ہے کہ جناب یہ ریکارڈ legislation کے چکر میں ہیں کبھی کہتے ہیں کہ سوچے سمجھے بغیر یہ legislation کرتے ہیں' کبھی کہتے ہیں کہ vicious circle بنا ہوا ہے کبھی کہتے ہیں کہ mind apply نہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ ان کے پاس ٹھوس دلائل نہیں ہیں جو کہ وہ اس بل کی یا اپنی

اس ترمیم کے حوالے سے اس ہاؤس میں پیش کر سکیں۔ یہ وہی روایتی اعتراضات ہیں جو وہ ہر دفعہ ہر بل میں پیش کرتے ہیں اگر آپ اسمبلی کے ریکارڈ میں دیکھیں تو ہر بل کے اوپر ایک Standing Committee کی طرح ان کی اپنی standing amendment ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بغیر سوچے سمجھے amendments دے دیتے ہیں۔ نہ انہیں amendment کا کچھ پتہ ہوتا ہے نہ اس کے pros and cons کا پتہ ہوتا ہے۔ تو کہہ رہے کہ mind apply نہیں کرتے without applying mind, legislation ہو جاتی ہے تو میں اس سلسلے میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ legislation ایک ایسا subject ہے جو کہ without applying mind ہو ہی نہیں سکتا اور چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کا knowledge کافی کمزور ہے۔ اور ویسے بھی وہ law کو نہیں سمجھتے جیسے میں پہلے بھی کافی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ اس لیے وہ بار بار یہی باتیں کرتے ہیں۔اب جناب والا! یہ جو انہوں نے باتیں کیں یہ اب خود جس حکومت کے مشیر تھے یا جس حکومت کے سپیکر رہے ہیں اسی دور حکومت کو ملاحظہ کر لیں۔ ہم اور ہماری حکومت ہر کام ایک قانون کے دائرہ کار کے مطابق کرنا چاہتی ہے اگر قانون میں بہتری لا کر اس ادارے کو بہتری دینے کے لیے کوئی قانون لاتے ہیں تو اس کو بھی ہم proper طریقے سے legislate کرتے ہیں اور ان کی حکومت کو دیکھ لیں۔ کہ ہر کام ہی غیر قانونی کرتے تھے قانون بنائے بغیر ہی نکال دیتے تھے۔ اب اس کو خود دیکھ لیں منیس صاحب خود بات کر رہے تھے اور بطور سپیکر انہوں نے خود کتنی غیر قانونی حرکتیں کیں یہ سارے ہاؤس کو پتہ ہے ہم تو قانون بنا رہے ہیں یہ قانون بھی عوام کے مفاد میں ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں واضح بات کرتا ہوں انشاء اللہ کبھی ایسا موقع نہیں آئے گا کہ ان کو دوبارہ حکومت ملے، کیونکہ عوام بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ حکومت کس کے مفاد میں کام کر رہی ہے اور انہوں نے کیا کیا کام کیے ہیں اور کیا لوٹ مار کی ہے ان کو اول تو موقع نہیں ملے گا اور اگر مل بھی گیا تو یہ قانون ہم اسی لیے بنا رہے ہیں کہ ان کے غیر قانونی کام جو ہوں گے پچھلے دور میں فتیانہ صاحب جو محکمہ تعلیم کے ساتھ کرتے رہے ہیں کیا وہ قوم نے نہیں دیکھا اس اسمبلی نے نہیں دیکھا؟ وہ منیس صاحب نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا محکمہ تعلیم کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور اداروں کے ساتھ کیا کیا ہوتا رہا ہے۔ تو جناب والا! ہم تو یہ legislation عوامی مفاد میں کر رہے ہیں بڑا سیدھا سا سوال ہے کہ انتظامی معاملات ایک آدمی یا پرنسپل بہتر چلا سکتا ہے یا بورڈ آف گورنر بہتر چلا سکتا ہے۔ یقیناً جناب والا! اگر بورڈ آف گورنر میں نو آدمی ہیں جو کہ

properly qualified ہیں وہ اس کو بہت بہتر اور احسن طریقے سے چلائیں گے۔ انہوں نے جو خدشات پیش کیے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں ایک اتھارٹی دی جا رہی ہے ایک ادارے کو عوامی مفاد میں اتھارٹی دی جا رہی ہے ابھی دیکھیں کہ حکومت کے مفاد میں تو یہ ہے کہ اس ادارے کو حکومت کے کنٹرول میں رکھا جائے ہم تو اسے deregulate کر رہے ہیں تاکہ یہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہ رہے اور ایک خود مختار ادارہ ہو جو کہ اپنے مالی اور تعلیمی معاملات کو خود دیکھیں اور خود چلائیں۔ ہم تو گورنمنٹ کا کنٹرول تقریباً ختم کر رہے ہیں یہ اس میں کیا قباحت سمجھتے ہیں؟ اگر کوئی قباحت ہوتی ہے تو ظاہر ہے اگر one man control ہو گا تو اسے زیادہ آسانی سے کرایا جا سکے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے خدشات بالکل بے بنیاد ہیں ان کی جو amendment ہے حالانکہ اگر اس کو بھی دیکھا جائے کہ کتنے مہینے پہلے یہ آرڈیننس نافذ ہوا تھا اور پھر یہ اس کے بعد ہاؤس میں آیا ہے Select Committee کو refer ہوا ہے۔ تشہیر ہوا ہے اور ابھی تک کوئی public opinion اس قانون کے خلاف نہیں آئی۔ تو لہذا میری گزارش یہ ہے کہ ان کی amendment قابل پذیرائی نہیں ہے لہذا اسے reject فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

> That the Lahore College for Women Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1999
>
> (The motion was lost)

MR CHAIRMAN: I read the order of the Governor:

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Shahid Hamid**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Assembly with effect from May 10, 1999 on the conclusion of the sitting on that day.